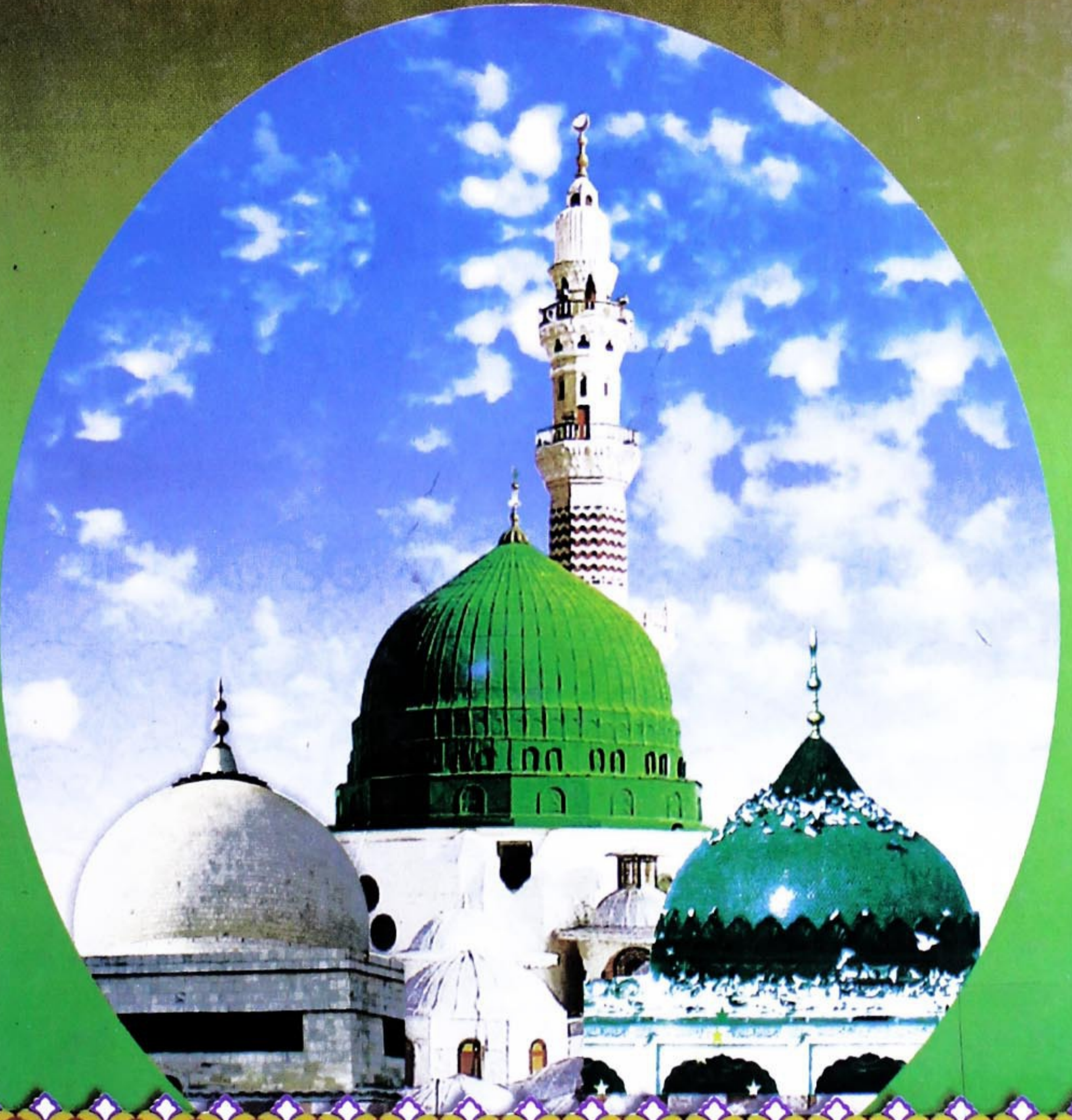


# فیضانِ گوہر



پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

# فیضانِ گوہر



پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# فیضانِ گوہر

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

بی اے گولڈ میڈلسٹ، فاضل عربی گولڈ میڈلسٹ

ایم اے عربی، تاریخ اسلامیات گولڈ میڈلسٹ، ایم۔ او۔ ایل، پی ایچ ڈی

صدر شعبہ علوم اسلامیہ گورنمنٹ زمیندار کالج گجرات

مکتبہ بزمِ چشتیہ غفوریہ

مہر آباد شریف وزیر آباد گوجرانوالہ

## جملہ حقوق بحق مصنف و ناشر محفوظ

84189

..... فیضان گوہر	نام کتاب
..... پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی	مصنف
..... حضرت پیر میاں محمد عبداللہ مدظلہ العالی	حسب الارشاد
..... حضرت میاں محمد ارشد اویسی	ناشر
..... صاحبزادہ وحید اقبال اویسی	کمپوزنگ
..... 456	صفحات
..... نومبر 2007ء	سال اشاعت (بانت)
..... 300/- روپے	قیمت

..... ملنے کے پتہ .....

- 1- آستانہ عالیہ اویسیہ جینڈر شریف ضلع گجرات
- 2- بزم چشتیہ غفور یہ مہر آباد شریف وزیر آباد
- 3- اسلامک میڈیا سنٹر 27/A شیخ ہندی سٹریٹ دربار مارکیٹ لاہور

## الاحدء

مظہر انوار رب العالمین، نائب رحمۃ للعالمین، شیخ اکاملین  
سراج السالکین، امام المتکلمین، زبدۃ العارفین،  
ابوالحسن سید علی بن عثمان بن علی  
المعروف

## حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

..... کے نام .....

اپنی اس تصنیف کو منسوب کرتا ہوں جن کی باطنی تربیت اور روحانی فیض سے جینڈر شریف  
کے ”گوہر الدین احمد“ ”خاتم ملک ولایت“ قاسم فیضان حق“ کے درجہ پر فائز ہوئے۔  
شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی نے خوب فرمایا:۔

عاشقوں میں سب سے اونچا ہے مقام گنج بخش

رشک فردوس بریں ہے جس کا بام گنج بخش

ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

مہر آباد شریف وزیر آباد

## بفیضان نظر

قدوة السالکین، عمدة المحققین، سید العارفين مخدوم اہل سنت

استاذ العلماء، شیخ القرآن ابو الحقائق حضرت خواجہ پیر

محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

دربار عالیہ چشتیہ غوثیہ مہر آباد شریف (علامہ ہزاروی روڈ) وزیر آباد

میں آج سے مرید ہوں عبدالغفور کا

چشمہ اہل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا

(مولانا ظفر علی خان)

## بنگاہ رحمت

معدن انوار، مخزن اسرار گوہر، منبع جود و کرم

حضرت پیرمیاں محمد عبداللہ اویسی دام اقبالہ

آستانہ عالیہ اویسیہ جینڈر شریف

اللہ بس ماسوی اللہ ہوس

ایں قال من ، برحال من

## فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات	نمبر شمار
11	میزانِ حروف	1
15	پیش لفظ	2
25	باب اوّل.....سوانح گوہر	3
27	حمد و نعت	4
29	مقام اولیاء قرآن و حدیث کی روشنی میں	5
39	فصل اول.....حیات گوہر	6
39	موضع جینڈر شریف	7
40	آباؤ اجداد	8
43	پیشین گوئی	9
46	ولادت باسعادت	10
47	ابتدائی حالات	11
49	ابتدائی تعلیم	12
51	اسلاف سے راہ و ربط	13
54	ریاضت و مجاہدہ	14
56	حضرت قاضی سلطان محمود قادریؒ	15
60	حضرت قاضی صاحبؒ کی خدمت میں حاضری	16
63	مزارات مقدسہ پر حاضری	17
67	حضرت داتا گنج بخشؒ سے خصوصی نسبت	18
72	بیعت	19

75	-----	سفرِ کلیر شریف	20
79	-----	مزاراتِ انبیاءِ علیہم السلام پر حاضری	21
83	-----	شجرہ طیبہ انبیائے کرام	22
86	-----	حضرت سیدنا طانوح علیہ السلام	23
94	-----	حضرت سیدنا آمنون علیہ السلام	24
95	-----	حضرت سیدنا موسیٰ حجازی علیہ السلام	25
97	-----	حضرت سیدنا صفدان علیہ السلام	26
98	-----	حضرت سیدنا نعماطوس علیہ السلام	27
100	-----	سماع سے شغف	28
116	-----	مسجدِ مکتب اور لائبریری کا قیام	29
118	-----	سالانہ ختم شریف	30
122	-----	گوہر ہائے کلام	31
123	-----	رزق من جانب اللہ ہے	32
128	-----	فصل دوم..... سفر سعادت گوہر	33
128	-----	سوئے حجاز	34
136	-----	مدینہ طیبہ کی حاضری	35
147	-----	مدینہ طیبہ سے روانگی	36
149	-----	حضرت کا لباس	37
151	-----	قیافہ مبارک	38
151	-----	بیٹھنے کا انداز	39
153	-----	آپ کی خوراک	40
155	-----	روزمرہ کے معمولات	41



157	-----	فصل سوم..... وصال گوہر	42
157	-----	حضرت قبلہ عالم کے آخری ایام	43
160	-----	خوشی کا اظہار	44
160	-----	الوداعی ملاقاتیں اور باتیں	45
161	-----	یوم وصال	46
165	-----	نماز جنازہ	47
168	-----	قطععات تاریخ وصال و مناقب	48
179	-----	فصل چہارم..... عظمت و کرامت کے متفرق گوہر	49
180	-----	کرامت	50
183	-----	کشف قلوب و قبور	51
186	-----	اصلاح عقائد و اعمال	52
192	-----	ترغیب ادائیگی نماز	53
197	-----	وعظ گوشہ نشینی سے بہتر	54
198	-----	اختلاج قلب کا مرض	55
198	-----	مشکلیں ٹل گئیں	56
199	-----	نظر رحمت برائے اولاد و شفاء	57
201	-----	جانوروں سے حسن سلوک و گفتگو	58
204	-----	دُعا کی مقبولیت	59
206	-----	جاہل پیروں اور فقیروں کی مذمت	60
208	-----	حقیقت قبر دیکھ کر نصیحت	61
209	-----	خوش قسمت ماں	62
209	-----	دستار مبارک کا فیض	63

210	-----	64	دھریہ لاجواب ہو گیا
211	-----	65	مرزائی اپنے مقصد میں ناکام
211	-----	66	رویائے صادقہ
214	-----	67	فاتر العقل قابل رحم
215	-----	68	سچے جذبہ کا دل پر اثر
216	-----	69	فصل پنجم..... سیرت و کردار گوہر
218	-----	70	حب الہی
222	-----	71	عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
229	-----	72	سخاوت و ایثار
233	-----	73	اشاعت دین
236	-----	74	عاجزی و انکساری
239	-----	75	احترام سادات
243	-----	76	علمائے کرام سے محبت
246	-----	77	رفیق و لطف
250	-----	78	خدمت خلق
254	-----	79	مہمان نوازی
256	-----	80	ظرافت و خوش طبعی
261	-----	81	باب دوم..... باقیات صالحات گوہر
263	-----	82	فصل اول..... اولاد امجاد گوہر
265	-----	83	حضرت صاحبزادہ میاں محمد رمضان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
270	-----	84	حضرت پیر میاں محمد عبداللہ مدظلہ العالی
273	-----	85	صاحبزادہ میاں ثناء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

- 86 حضرت پیرمیاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ----- 274
- 87 صاحبزادہ میاں محمد یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ----- 277
- 88 حضرت صاحبزادہ پیرمیاں محمد یوسف مدظلہ العالی ----- 277
- 89 فصل دوم..... خلفاء گوہر ----- 280
- 90 حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ----- 280
- 91 حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ----- 309
- 92 حضرت سید چن پیرشاہ مدظلہ العالی ----- 312
- 93 حضرت سید حاجی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ----- 313
- 94 حضرت سائیں فضل دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ----- 314
- 95 حضرت مولانا سید عبدالشکور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ----- 314
- 96 چند معروف خدام کے اسماء ----- 315
- 97 فصل سوم..... باسعادت و باصفا مریدان گوہر ----- 316
- 98 جناب چوہدری عبدالہادی ----- 316
- 99 جناب راجہ عزیز اللہ ----- 317
- 100 جناب بابو محمد حسین ----- 317
- 101 جناب چوہدری اللہ داد ----- 318
- 102 جناب حافظ سید غلام رسول شاہ ----- 318
- 103 جناب حافظ محمد حسین ----- 319
- 104 جناب مولانا سید علی اکبر شاہ ----- 320
- 105 جناب مولانا محمد دین ----- 321
- 106 جناب سید حسین شاہ ----- 321
- 107 جناب سائیں حسین علی ----- 322
- 108 جناب میاں مرزا ----- 322

323	-----	109	جناب مولانا قاضی احمد خان
325	-----	110	جناب مولانا محمد احمد خان
326	-----	111	فصل چہارم..... مکتوبات بر مشتمل تعلیمات گوہر
365	-----	112	باب سوم..... فرمودات گوہر
367	-----	113	توحید اور محبت و معرفت الہی
381	-----	114	سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
387	-----	115	ولایت و محبت اولیائے کرام
394	-----	116	اخلاق کریمانہ
397	-----	117	علم
400	-----	118	عبادت
405	-----	119	زہد و تقویٰ
411	-----	120	توبہ
414	-----	121	ذکر
416	-----	122	حیاء
418	-----	123	تصوف
424	-----	124	صدق اور یقین کامل
427	-----	125	تسلیم و رضا
431	-----	126	معرفت نفس
434	-----	127	ادب
436	-----	128	فنا و بقا
439	-----	129	وجد و سماع
443	-----	130	حکمت و بصیرت کے متفرق گوہر

## ایک ایثار پیشہ ریسرچ اسکالر

(چند باتیں صاحبِ کتاب کے بارے میں)

از قلم..... ملک محبوب الرسول قادری

صدر، کونسل آف جرائد اہل سنت پاکستان

علم، اخلاص، ایثار، سادگی، متانت، وقار، جہد مسلسل، خاندانی وجاہت، حسن عمل

اور مشنری جذبہ اگر کسی ایک ذات میں بیک وقت دیکھنا مقصود ہوں تو دور جانے کی ضرورت نہیں گورنمنٹ زمیندار کالج گجرات میں شعبہ علوم اسلامیہ کے صدر نشین پروفیسر ڈاکٹر صاحبزادہ محمد آصف ہزاروی سے ملیے..... آپ کو گوہر مقصود مل جائے گا.....

ڈاکٹر صاحب سے میرا یارانہ بہت پرانا ہے وہ ہمارے خالص فکری و نظری دینی و تنظیمی ساتھی ہیں..... زمانہ طالب علمی میں فروغ حب رسول ﷺ کے اسٹیج پر ان سے ملاقات ہوئی..... وہ ایک ایسے خاندان کے چشم و چراغ ہیں جس کی اسلام اور پاکستان کے لئے خدمات پر ایک زمانہ گواہ ہے یوں ان کی ملاقات سے قبل ہی ان کے خاندانی پس منظر سے ہمیں مکمل آگاہی و شناسائی تھی..... وہ نہایت ذہین، ملنسار، محنتی، خلیق اور شکیلی طالب علم تھے نظم و ضبط کی پاسداری، حصول علم کے شوق اور ذوقِ تخاطب نے انہیں تنظیمی و تحریکی زندگی میں قیادت کے منصب پر فائز کر دیا..... وہ ایک بیدار مغز، معاملہ فہم اور زیرک سٹوڈنٹ لیڈر ثابت ہوئے دوسروں کے کام آنا، خیر خواہی کے خزانے تقسیم کرنا، اصلاحی گفتگو اور حکمت کے ذریعے مثبت فکری و عملی تبدیلی ان کا ہمیشہ سے معمول رہا۔ وہ بہت اچھی تقریر کرتے اور اس سے بھی اچھے مضامین لکھتے۔ اس زمانے میں وہ طلبہ کے بڑے بڑے اجتماعات سے خطاب کرتے اور ملک کے قومی اخبارات، رسائل و جرائد اور چھوٹے چھوٹے کتابچوں کے ذریعے اپنی تحریریں وطن عزیز کے اطراف و اکناف میں

موجود اپنے قارئین تک پہنچاتے تھے۔ جوانی میں ان کے جواں جذبے ان کے عظیم ترین مشن 'فروع حب رسول ﷺ' کے لئے ایک موثر قوت ثابت ہوئے اور حب رسول ﷺ کی خوشبو سے وطن عزیز کی درس گاہوں کی فضائیں معطر ہونے لگیں۔ فاضل عربی کے امتحان میں وہ بورڈ میں فرسٹ آئے پھر انہوں نے بی اے کے امتحان میں شاندار کامیابی حاصل کی اور انہیں گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ سے گولڈ میڈل عطا کیا گیا۔ پنجاب یونیورسٹی سے ایم اے اسلامیات اس اعزاز کے ساتھ پاس کیا کہ پورے پنجاب میں فرسٹ آئے۔ وہ ایک قابل رشک طالب علم تھے۔ انہوں نے انجمن طلبہ اسلام کے لئے ملک بھر کے دورے کئے طلبہ کو علم و عمل کے حسن سے آراستہ کرنے کے لئے بڑا بھرپور کردار ادا کیا۔ کامیاب صوبائی عہدیدار کی حیثیت سے ان کا دور قیادت ایک تاریخ بن گیا۔ وادی علم کے اس عاشق زار نے اپنی عملی زندگی بھی فروع علم کے لئے وقف کر دی اور تعلیم کے شعبہ ہی سے وابستہ ہو گئے۔ گورنمنٹ شالیمار کالج لاہور اور مختلف اداروں میں تدریسی فرائض بطریق احسن نبھائے۔

ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی نے امریکہ اور برطانیہ سمیت دنیا کے مختلف ممالک کے دورے کئے وہاں قیام کیا اور اس قیام کے دوران انہوں نے تدریسی خدمات کے علاوہ گراں قدر تبلیغی کارنامے سرانجام دیئے۔

وہ معروف معنوں میں بھی ایک مستند عالم دین ہیں انہوں نے درس نظامی کی کتب اپنے عہد کے مقتدر اور معروف علماء سے پڑھیں۔ محترم ہزاروی صاحب کا خاندانی پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ وہ حضرت مناظر اسلام جانشین شیخ القرآن مولانا مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی کے فرزند ولخت جگر اور ان ہی کی تربیت کی بہترین تیر ہیں جبکہ ان کے جد اعلیٰ شیخ القرآن حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ اپنے عہد کے ایک بے مثل صوفی، مبلغ اسلام، بالغ نظر مفتی، باعمل جید عالم دین، عظیم روحانی پیشوا اور حقیقی معنوں میں اسلام کے مجاہد کبیر تھے انہوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا بانی پاکستان حضرت قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

ساتھ ان کے ذاتی مراسم تھے اور قائد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شانہ بشانہ مسلسل مصروف جہد رہے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شانہ روز انتھک جدوجہد کر کے تحریک پاکستان کے ہر اول دستہ میں فیصلہ کن کردار ادا کیا۔ حضرت شیخ القرآن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی قدس سرہ کی دعوت پر جولائی ۱۹۴۶ء میں حضرت قائد اعظم محمد علی جناح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وزیر آباد تشریف لائے اور تحریک پاکستان کے حوالہ سے منعقدہ جلسہ کو خطاب فرمایا اور یہ امر ہماری قومی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی بہت اچھے مقرر بھی ہیں انہیں اپنے سامعین کی ذہنی کیفیت کا ادراک ہو جاتا ہے اور وہ نفسیاتی حالات کو اپنی گرفت میں لے کر گفتگو کرتے ہیں۔ اللہ پاک نے ان کی زبان میں تاثیر کی قوت رکھ چھوڑی ہے کئی خوش نصیبوں کو ان کے دست مبارک پر قبول اسلام کی عظیم نعمت نصیب ہوئی۔ اپنی نجی زندگی میں ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی بہت عمدہ اور نفیس انسان ہیں سنجیدگی، حسن اخلاق، مہمان نوازی، ہمدردی اور ایثار ان کی طبیعت کا خاصہ ہیں۔ ان کا مزاج بھی نہایت شگفتہ ہے اور مزاج بھی ان کے مزاج کا حصہ ہے۔ وہ رفیق القلب انسان ہیں۔ جھوٹ سے انہیں نفرت اور سچائی سے پیار ہے۔ حق گوئی تو گویا انہیں ورثہ میں ملی ہے حق بات ڈنکے کی چوٹ پر کہہ دینے کے قائل ہیں اور اسی نسخہ پر عامل ہیں۔ وہ تعلق داری نبھانے کے فن سے بھی خوب آشنا ہیں دھڑے کے پکے اور یک در گیر محکم گیر کے اصول پر کار بند ہیں سچ یہ ہے کہ ڈاکٹر ہزاروی جیسے لوگ قوموں کے لئے کامیابی کی نوید اور ترقی کا استعارہ ہوتے ہیں ایسی شخصیات کی معاشرے میں پذیرائی ہونی چاہئے تاکہ ہم من حیث القوم تنزل سے نکل کر ترقی و خوشحالی کی شاہراہ پر گامزن ہو سکیں۔

ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی ایک ایثار پیشہ، مشکل پسند، کہنہ مشق اور مشنری ریسرچ اسکالر ہیں انہیں صلے اور ستائش کی تمنا نہیں وہ علم کے خوگر ہیں اب تک ان کے قلم سے نکلنے والی کتب میں سے چند یہ ہیں۔ تورات کی کتاب پیدائش کا قرآن حکیم کی روشنی میں ناقدانہ جائزہ، حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی کی دینی و ملی

خدمات، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ کی عربی زبان و ادب میں خدمات، حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی کی عربی زبان و ادب میں خدمات، فیضان حضرت شیخ القرآنؒ (سوانح حیات)، کرامات حضرت شیخ القرآنؒ، مناقب حضرت شیخ القرآنؒ، 1000 سوالات (ایف اے اسلامیات)، حضرت شیخ القرآنؒ کا نعتیہ کلام، ائمہ اربعہ، سنت نماز جنازہ، مقالات ہزاروی، تذکرہ عارف ربانی وغیرہ۔

جبکہ بیسوں موضوعات پر ان کے سینکڑوں مضامین قومی پریس کی زینت بن چکے ہیں ان کا سب سے بڑا کارنامہ اول الذکر پی ایچ ڈی کا وہ تحقیقی مقالہ ہے جو انہوں نے اپنے علمی ذوق کے پیش نظر نہایت کٹھن مراحل طے کر کے مکمل کیا۔ وہ تقابل ادیان کے حوالے سے نہایت اہم معلومات رکھتے ہیں۔ پی ایچ ڈی میں ڈاکٹر ہزاروی کے مقالہ کا عنوان تھا..... ”تورات کی کتاب پدم پٹھ کا قرآن حکیم کی روشنی میں ناقدانہ جائزہ“ یقیناً یہ مقالہ اپنی نوعیت کی ایک منفرد علمی و تحقیقی کاوش ہے جس پر انہیں پی ایچ ڈی کی ڈگری جاری کی گئی اور طلبہ کو ان کی نہج اور طریق پر حصول علم کا سفر طے کرنا چاہئے تاکہ کامیابی ان کے قدم چومے اور منزل ان کا استقبال کرے۔

میں اپنے بہت پیارے بھائی ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی کے لئے دُعا گو ہوں کہ خداوند متعال مستقبل میں بھی قدم قدم پر ان کے لئے کامرانیوں کے دروازے کھولے اور وہ ملک و ملت کے لئے مفید خدمات سرانجام دے سکیں۔ آمین۔

غبارِ راہ حجاز

ملک محبوب الرسول قادری

(چیئر مین) علامہ شاہ احمد نورانی ریسرچ سنٹر پاکستان

198/4 انوارِ رضا لائبریری جوہر آباد 41200

0321-9429027, 0300-9429027



## پیش لفظ

الحمد لله رب العلمين والصلوة والسلام على خير حلقه

محمد وعلى اله وصحبه واولياء امته اجمعين اما بعد

تہی دامن رہا نہ کوئی بھی ”فیضانِ گوہر“ سے

پائی ہے اونچی شان میں نے شانِ گوہر سے

عبدالغفور ہزاروی ممبر پہ کہہ گئے

اسرارِ توحید کھلتے ہیں فرمانِ گوہر سے

جینڈر شریف ارضِ صاحبِ جمال ہے

اٹھتی ہیں کرنیں نور کی ذیشانِ گوہر سے

حضور قبلہ عالم، اولیس العصر، رازدار حقیقت، واقف اسرار لاقتناہی کاشف

رموزِ احدیت، سلطانِ اختیار جہاں حضرت خواجہ خواجگانِ گوہر الدین احمد اویسی چشتی

رحمتہ اللہ علیہ جینڈر شریف گجرات کے احوالِ حیات و فرمودات پر اس وقت تک تین

کتب ز یور طباعت سے آراستہ ہو چکی ہیں۔ آپ کی ظاہری حیات طیبہ میں شیخ محمد

حسین گجرات آپ کے ملفوظات کو لکھ کر محفوظ کرتے رہے دورانِ سفر حج حضرت

صاحب کے ہمراہ بھی آپ کے ارشادات کو لکھتے رہے مگر لا پرواہی کی بناء پر یہ تحریریں

گم ہو گئیں یوں حضرت صاحب کے ارشادات کا قیمتی ذخیرہ ضائع ہو گیا۔ آپ کے

وصال فرمانے کے فوراً بعد مولانا سید حاجی علی اکبر شاہ موضع جمالی پور سیداں جنہوں

نے زندگی کے اکثر ایام حضرت صاحب کے ہمراہ گزارے تھے آپ کی سوانح حیات ”گوہر منیر“ کے نام سے لکھی اس قلمی نسخہ کو میرے جد امجد شیخ القرآن استاذ العلماء والمشائخ ابوالحقائق حضرت پیر محمد عبدالغفور ہزاروی چشتی گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے خدمت اقدس میں برائے تصحیح پیش کیا۔ آپ نے اس قلمی نسخہ کا مطالعہ فرمایا اور متعدد مقامات پر اس کی درستگی فرمائی۔ بعد میں یہ نسخہ حضرت پیر طریقت خزینہ علم و عرفان مولانا غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ علیہ لالہ موسیٰ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے بھی جا بجا عبارت اور واقعات کو درست کیا لیکن فرمایا کہ یہ مسودہ کتابی روایات کے مطابق نہیں ہے عبارت میں بہت سی غلطیاں ہیں۔ یہ قلمی نسخہ مولانا سید علی اکبر شاہ صاحب کی زندگی میں شائع نہ ہو سکا۔

۱۹۹۰ء میں شیخ محمد حسین (گجرات) نے ۱۰۸ صفحات پر مشتمل ایک مختصر سی

کتاب بنام ”گوہر نایاب“ حضرت پیر میاں محمد عبداللہ اویسی مدظلہ العالی کی زیر نگرانی شائع کی چونکہ حضرت صاحب کے احوال پر یہ پہلی کتاب تھی لہذا جلد نایاب ہو گئی شیخ محمد حسین کی کتاب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ وہ بنیادی طور پر علم شریعت سے ناواقف تھے اور کتاب لکھنے کے اصولوں سے بھی آشنا نہ تھے اس کتاب میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی مبارکہ کے واقعات کو بے ترتیب لکھا گیا ہے بعد کے واقعات پہلے اور پہلے کے واقعات بعد میں لکھے گئے۔ کئی خلاف عقلہ کتاب میں شامل کی گئی ہیں جن کا تذکرہ اس کتاب ”فیضانِ گوہر“ میں اپنے اپنے مقام پر کیا گیا ہے۔ شیخ محمد حسین کی کتاب گوہر نایاب کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہوا کہ اس میں تقریباً پچاس صفحات پر مشتمل حضرت صاحب کے فرمودات ہیں جو ہمارے لئے انتہائی اہم دستاویز ہے۔ انہی فرمودات کو پڑھ کر قاری کتاب حضرت صاحب کے ظاہری و باطنی اور علمی و روحانی مقام کا اندازہ لگا سکتا ہے جبکہ عمل پیرا ہو کر دین و دنیا میں سرخرو ہو سکتا ہے۔

قیام لاہور ۱۹۸۳ء تا ۲۰۰۰ء کے دوران میں نے متعدد بار کوشش کی کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ اور جد امجد حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات لکھوں مگر اپنی کم علمی بے بضاعتی اور علمی تہی دامن کے سبب بزرگوں کی سیرت مقدسہ پر قلم اٹھانے کی ہمت نہ ہوئی۔ ۱۹۹۰-۹۱ء میں مجھے معلوم ہوا کہ جمالیہ سیداں ضلع گجرات کے مولانا سید علی اکبر شاہ جو وصال پاچکے ہیں ان کی کتاب بنام ”گوہر منیر“ قلمی نسخہ کی صورت میں موجود ہے چنانچہ ایک روز جمالیہ سیداں گیا اور وہاں اس قلمی کتاب کو دیکھا اور اہل خانہ کی اجازت سے مطالعہ کے لئے گھر لے آیا بغور مطالعہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ اس کتاب کی بہت زیادہ اصلاح کی ضرورت ہے اس مسودہ کو از سر نو لکھ کر کتاب کو ظاہری و باطنی اوصاف و خصوصیات سے مزین کر کے اسے شائع کیا جائے اس خواہش کا اظہار حضرت سید علی اکبر شاہ صاحب کے خاندان کے افراد سے کیا تو انہوں نے کہا ہم اس کتاب کو اسی حالت میں شائع کرنا چاہتے ہیں آپ اس کی ترتیب، واقعات، موضوعات کو تبدیل کئے بغیر عبارت کی اصلاح کر دیں مجھے اس بات سے اتفاق نہیں تھا کیونکہ اس کتاب میں متعدد ایسے واقعات لکھے ہوئے ہیں جن کا حضرت صاحب ”کی سیرت سے دور کا بھی واسطہ نہیں بہت سی ایسی باتیں موجود ہیں جن سے حضرت صاحب ” کے علمی و روحانی مقام و عظمت پر حرف آتا ہے البتہ یہ مسودہ حضرت صاحب کی سیرت و احوال کے بارے میں بنیادی ماخذ ضرور ہے کیونکہ حضرت سید علی اکبر شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھوں دیکھے واقعات بھی نقل کئے ہیں۔ ۱۹۹۶ء میں آستانہ عالیہ جینڈر شریف میں حضرت صاحب ” کے سالانہ عرس مبارک کی ختم شریف کی محفل میں دوران تقریر راقم الحروف نے اس قلمی کتاب کا حوالہ دیتے ہوئے واقعات بیان کئے تو حضرت صاحب سے عقیدت رکھنے والے کئی علماء اور حاضرین نے مجھ سے رابطہ کیا اور اس کتاب کے متعلق معلومات حاصل کرتے رہے۔ میں نے اس قلمی نسخہ کے کچھ حصے فوٹو کاپی کی صورت میں اپنے پاس محفوظ کر لیے تھے۔

اکتوبر ۲۰۰۰ء کو راقم الحروف امریکہ چلا گیا اور ورجینیا میں قیام پذیر ہوا کچھ عرصہ کے بعد حضرت پیر میاں محمد عبداللہ اویسی مدظلہ العالی کے بڑے صاحبزادے حضرت میاں ارشد محمود صاحب سے ٹیلی فون پر رابطہ ہوا جو نیویارک میں رہتے تھے میں ایک ضروری کام سے نیویارک آیا تو آپ سے ملاقات ہوئی یہ پہلی ملاقات آنے والی ملاقاتوں کا پیش خیمہ ثابت ہوئی اکثر آپ کے پاس آنا جانا اور فون پر رابطہ رہا۔ اکتوبر ۲۰۰۵ء میں تیسری بار امریکہ گیا تو آپ کے ہاں عرصہ چار ماہ تک قیام پذیر رہا۔

حضرت پیر میاں ارشد محمود صاحب حضرت قبلہ عالمؒ کے وصال سے چند روز قبل جنوری ۱۹۵۲ء میں پیدا ہوئے آپ کی پیدائش پر حضرت صاحبؒ نے شدید علیل ہونے کے باوجود خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔ آپ نے پرائمری تک تعلیم جینڈر شریف، ڈل کا امتحان بہاولنگر سے جبکہ میٹرک کا امتحان بھاگووال سے امتیازی نمبروں میں پاس کیا پھر گورنمنٹ زمیندار کالج گجرات سے ایف ایس سی، بی ایس سی تک تعلیم حاصل کی۔ آپ انتہائی جہاں دیدہ شخصیت کے مالک ہیں پوری زندگی مختلف ممالک کے وں میں گزری آپ ترکی، یونان، سپین، فرانس، جرمنی، ہالینڈ اور کینیڈا میں رہائش پذیر ہے پھر ۱۹۸۴ء سے امریکہ میں مقیم ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں رشتہ ازواج سے منسلک ہو گئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادیوں کے علاوہ ایک بیٹے میاں عزیز ارشد سے نوازا ہے آپ کئی ایک اوصاف مثلاً فراخ دلی، خدمت خلق اور ایثار و سخاوت، مہمان نوازی سے متصف ہیں۔ جب میں آپ کے ہاں مقیم تھا تو اکثر حضرت صاحبؒ کے متعلق گفتگو ہوتی رہتی اور اس کمی کو شدت سے محسوس کیا کہ ابھی تک حضرت صاحبؒ کی کامل اور جامع سوانح حیات نہیں لکھی گئی پھر یہ ذمہ داری مجھ پر ڈالی کہ اس سلسلہ میں کام کیا جائے۔

سال ۲۰۰۶ء کے آخر میں امریکہ جانے سے چند روز قبل ایک کام کے سلسلہ

میں لاہور میں محترم ملک محبوب الرسول قادری صاحب سے اسلاک میڈیا آفس میں ملاقات ہوئی تو انہوں نے مولوی شاہد جمیل اویسی سیالکوٹی کی ایک کتاب ”اسرار گوہر“ دی کتاب کے ظاہری حسن اور فہرست دیکھ کر خوشی ہوئی لیکن جب مطالعہ کیا تو خوشی افسوس میں تبدیل ہو گئی ”اسرار گوہر“ سابقہ لکھی گئی دونوں کتب ”گوہر نایاب“ اور ”گوہر منیر“ کا خلاصہ ہے تمام واقعات اور فرمودات انہی دونوں کتب سے نقل کئے گئے لیکن اصول تحقیق کی دھجیاں یوں اڑائی گئی ہیں کہ کسی ایک مقام پر بھی ان واقعات کو نقل کرتے ہوئے ان کتب کا حوالہ نہیں دیا اس خیال کے پیش نظر کہ ”گوہر نایاب“ ناپید ہو چکی ہے اور ”گوہر منیر“ کو شہرت نہ مل سکی لہذا کتاب کو پڑھنے والا میری تحقیق اور کاوشوں کی داد دے گا۔ دوسروں کے واقعات کو مستند ثابت کرنے کیلئے راوی کے طور پر میرے جد امجد حضرت شیخ القرآن ابوالحقوق محمد عبدالغفور ہزاروی کا نام لکھا ہے اس کی وضاحت ”فیضان گوہر“ میں مختلف مقامات پر کی گئی ہے۔ تقریباً پچیس مقامات پر حضرت شیخ القرآن کا نام لکھا ہے صرف ایک مقام کے علاوہ باقی تمام جگہوں پر پورا نام بھی نہیں لکھا صرف علامہ عبدالغفور ہزاروی لکھا ہے۔ تمام علماء اور عوام و خواص جانتے ہیں کہ حضرت شیخ القرآن کے نام کے ساتھ جو ”محمد“ نہ لکھتا یا نہ پکارتا آپ اس کی خوب سرزش کرتے متعدد بار ایسا ہوا کہ اشتہار میں جو محمد عبدالغفور ہزاروی نہ لکھتا صرف عبدالغفور ہزاروی لکھتا تو آپ اس جلسہ میں شرکت نہ کرتے اگر اسٹیج سیکرٹری نام کے ساتھ محمد نہ پکارتا تو اسے ڈانٹ دیتے اور فرماتے میرے ماں باپ نے میرا نام محمد عبدالغفور ہزاروی رکھا ہے سرکارِ دو عالم ﷺ کے نام سے میرے نام کو الگ نہ کرو آپ کو نبی علیہ السلام کے مبارک نام سے جو محبت تھی اس پر سینکڑوں صفحات لکھے جاسکتے ہیں آپ کئی کئی گھنٹے اس مبارک نام پر خطاب فرمایا کرتے تھے۔

”اسرار گوہر“ کتاب بھی بے ترتیبی کا شکار ہو گئی پہلے ۶۰ صفحات پر تصوف

کے حوالے سے مقالہ لکھا گیا ہے یہ مقالہ علمی نوعیت سے کتنا جاندار ہے قاری خود پڑھ کر

اندازہ لگا سکتا ہے اس موضوع پر درجنوں مستند کتب مارکیٹ میں دستیاب ہیں دوسرے حصہ میں حضرت صاحب کے فرمودات اور تیسرے حصہ میں سوانح حیات لکھی گئی ہے اصول تصنیف و تالیف کے مطابق سوانح حیات پہلے اور ملفوظات و فرمودات بعد میں لکھے جاتے ہیں۔

۲۰۰۷ء کے آغاز پر حضرت میاں ارشد محمود صاحب پاکستان تشریف لائے آپ کے ہمراہ دوبار ضلع گجرات میں مزارات انبیاء کرام پر حاضری کا موقع ملا اور اس دوران کتاب لکھنے سے متعلق صلاح و مشورے جاری رہے چنانچہ پروگرام کے مطابق ۲۱ اپریل ۲۰۰۷ء بروز ہفتہ بعد نماز ظہر حضرت سیدنا موسیٰ حجازی علیہ السلام کے مزار مبارک موضع گجگراں ضلع گجرات میں ایک اجلاس ہوا جس میں حضرت میاں ارشد محمود صاحب کے علاوہ حاجی محمد اسلم صاحب حاجیوالا، قاضی محمد افضل صاحب بھاگووال، چوہدری محمد افضل صاحب گجگراں، چوہدری عبدالنبی صاحب بوڑھ شریف، حافظ محمد عارف صاحب جینڈر شریف، ڈاکٹر محمد ارشد صاحب بھاگووال کے علاوہ راقم الحروف شریک ہوئے۔ مزار اقدس پر حاضری اور ختم شریف پڑھنے کے بعد کتاب پر تفصیلی گفتگو کی گئی متعدد معاملات طے کئے گئے۔ حضرت میاں ارشد محمود صاحب نے فرمایا کہ کتاب کے اخراجات میں برداشت کروں گا۔ نام کے حوالے سے احباب نے چند تجاویز دیں آخر میں راقم الحروف نے ”فیضانِ گوہر“ نام تجویز کیا سب نے اس کی تائید کی راقم الحروف کے ذہن میں نام کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ جب میں اپنے جد امجد حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات لکھ رہا تھا تو حضرت شیخ القرآنؒ کے برادر اصغر حضرت ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ (۱۹۱۳ء تا ۱۹۷۸ء) جو راقم الحروف کے نانا جان بھی ہیں کی ایک تحریر نظر سے گذری جس میں لکھا تھا کہ حضرت شیخ القرآنؒ کی سوانح حیات لکھی جائے تو میری خواہش ہے کہ اس کا نام ”فیضانِ شیخ القرآنؒ“ رکھا جائے چنانچہ راقم الحروف نے اس کتاب کا نام فیضانِ شیخ القرآن رکھا حضرت مولانا ابوالمعانی محمد غلام

ربانی رحمۃ اللہ علیہ انتہائی درجہ کے متقی و پارسا بزرگ تھے میں نے آپ کی سوانح حیات ”تذکرہ عارف ربانی“ کے نام سے لکھی اور شائع کی ہے حضرت شیخ القرآن فرمایا کرتے تھے کہ میرا بھائی ولی کامل ہے حضرت ابوالمعانی مولانا محمد غلام ربانی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت خواجہ گوہر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ سے بھی بے حد عقیدت تھی جینڈر شریف بھی حاضری دیتے رہے اسی مناسبت سے اس کتاب کا نام ”فیضانِ گوہر“ رکھا۔

حضرت پیر میاں محمد عبداللہ اویسی مدظلہ العالی نے کتاب لکھنے کی خصوصی اجازت عنایت فرمائی آپ کی خواہش کے مطابق حضرت صاحب کی تعلیمات پر مشتمل مکتوبات جو مولانا قاضی احمد خاں بھاگووال نے مولوی احمد خان بتول گنج انڈیا کو لکھے کتاب ہذا میں شامل کئے جا رہے ہیں حضرت صاحبزادہ میاں ارشد محمود صاحب نے مجھے فرمایا کہ چونکہ میاں صاحب (حضرت پیر میاں محمد عبداللہ اویسی مدظلہ العالی) نے آپ کو کتاب لکھنے کی خصوصی اجازت دی ہے میرا یقین ہے جس کام کے کرنے کی اجازت میاں صاحب دیتے ہیں اس میں کوئی رکاوٹ نہیں آتی لہذا آپ لکھنے کا کام شروع کر دیں چنانچہ ۲۵ اپریل ۲۰۰۷ء کو آغاز کیا گیا شروع میں یہ ارادہ تھا کہ کتاب دو سو صفحات پر مشتمل ہو مگر جوں جوں بغیر کسی رکاوٹ کے مسودہ تیار ہوتا گیا صفحات کی تعداد بڑھتی گئی حسن اتفاق کہ ایک ماہ بعد کالج میں گرمیوں کی تعطیلات بھی ہونے والی تھیں لہذا انہی تعطیلات کے دوران ہی کام مکمل کرنا تھا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب مکرّم ﷺ کے فضل و کرم، والد گرامی قدر جانشین شیخ القرآن حضرت پیر مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی زیب آستانہ عالیہ چشتیہ غوثیہ مہر آباد شریف وزیر آباد و بزرگوں کی دُعاؤں کے طفیل اور دن رات کی جدوجہد کے بعد ایک جامع سوانح حیات جولائی ۲۰۰۷ء میں لکھی جا چکی تھی میری اس کتاب کا بنیادی ماخذ حضرت سید علی اکبر شاہ صاحب کی کتاب گوہر منیر ہی ہے البتہ جہاں جہاں دیگر کتب سے واقعات نقل کئے ہیں وہاں ان کا تذکرہ کر دیا ہے۔ مسودہ کی تیاری کے لئے حضرت

پیر میاں حبیب اللہ اویسی رحمۃ اللہ علیہ سے رابطہ رہا آپ نے کئی ایک واقعات کی تصحیح فرمائی کئی کئی گھنٹے گفتگو فرماتے اور میں ان کی باتیں تحریر کرتا رہا آپ کے وصال سے چند روز قبل بھی ملاقات کے لئے جینڈر شریف حاضر ہوا کم و بیش دو گھنٹے تک ملاقات جاری رہی کتاب کے حوالے سے بہت مسرور تھے ایک روز سابقہ کتب کی اغلاط پر تبصرہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہزاروی صاحب جس طرح آپ کتاب لکھ رہے ہیں جب یہ چھپ کر آجائے گی میں اعلان کروں گا کہ تینوں کتابیں ”گوہر نایاب“، ”گوہر منیر“ اور ”اسرارِ گوہر“ ہماری طرف سے منسوخ ہیں۔ حضرت میاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں کتاب ہذا کا دوسرا اور تیسرا باب لکھا جا چکا تھا باب اول لکھنے کے دوران ہی مجھے آپ کے وصال کی خبر ملی اللہ تعالیٰ آپ کے مزار پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے (آمین)۔

کتاب کی تصنیف کے دوران امریکہ سے صاحبزادہ میاں ارشد محمود صاحب نے بذریعہ ٹیلی فون مسلسل رابطہ رکھا اور رہنمائی فرماتے رہے۔ کتاب کی کمپوزنگ اور طباعت کے لئے محترم ملک محبوب الرسول قادری اسلامک میڈیا سنٹر لاہور سے رابطہ کیا اس وقت جب کتاب کا پیش لفظ لکھ رہا ہوں کتاب کمپوز ہو چکی ہے اور پروف ریڈنگ کا کام جاری ہے دوران تصنیف حضرت صاحب سے متعلق مناقب قطعہ تاریخ وصال اور قطعہ تاریخ طباعت کتاب کے لئے مختلف شعراء کرام سے رابطہ کیا خصوصی طور پر محترم جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری حسن ابدال، حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی مونیان ٹھیکریاں گجرات، محترم جناب سید محمد عارف مہجور رضوی گجرات، محترم جناب محمد طاہر وزیر آبادی نے تعاون کیا اور خصوصی دلچسپی لیتے ہوئے بروقت مناقب لکھ دیں جنہیں شامل اشاعت کیا جا رہا ہے اللہ تعالیٰ انہیں اس کار خیر کی جزا عطا فرمائے (آمین)۔ شعراء کرام کے کلام سے جہاں حضرت صاحب کے مقام و مرتبہ کا پتہ چلتا ہے وہاں حضرت صاحب سے ان کی

84189



عقیدت و محبت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں یہاں حضرت صاحبزادہ میاں محمد ارشد صاحب، محترم ملک محبوب الرسول قادری، حاجی ظفر اقبال کشمیر بیکری لاہور، پروفیسر خالد بشیر گجرات اور حافظ محمد عارف جینڈر شریف، ڈاکٹر محمد ارشد بھاگووال کا شکر یہ ادا نہ کروں جن کے تعاون اور دلچسپی سے یہ کتاب پایہ تکمیل تک پہنچی۔

اولیائے کرام کی بعد از وصال حیات میں کوئی شک و شبہ نہیں مگر عام دیدار کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے لہذا ان کے فکری و نظری فیض مقدسہ کو لوگوں کے اندر عام کرنے کے لئے بزرگوں کے تذکرے لکھے جاتے ہیں تاکہ لوگ انہیں پڑھ کر ان کے مقام و مرتبہ سے آشنا ہوں اور عمل پیرا ہو کر اپنی زندگیوں کو صراط مستقیم پر گامزن رکھیں علاوہ ازیں کسی مرد کامل کی سوانح حیات لکھنے کا اصل مقصد یہ ہوتا ہے کہ اپنی حد تک ان کے مشن کو زندہ اور جاری و ساری رکھنے کی کوشش کی جائے تاکہ عارف کامل کی سیرت مقدسہ سے درخشنده سبق حاصل کیا جائے کیونکہ ان کی سیرتوں میں ایک سبق نہیں ہزاروں لاکھوں سبق پوشیدہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ بزرگوں کی سوانح نگاری ایک مشکل کام ہے مجھے کھلے دل سے اعتراف ہے کہ میں حضرت قبلہ عالم جیسی شخصیت کی سیرت پر قلم اٹھانے کے قابل نہیں ہوں مگر بزرگوں کی رحمت بے کس نواز نے بندہ پروری کی خاندانی رسم کے مطابق اس عاجز ناچیز کو اس شرف سے نوازا ہے۔

تلسی بانہہ اصیل کی جو بھولے سے چھو جائے

آپ نبھاؤے عمر بھر اور بیٹوں سے کہہ جائے

”فیضان گوہر“ زیور طباعت سے مزین ہونے کے بعد آپ کے ہاتھوں میں

آئے گی میں اپنی کوشش میں کسی حد تک کامیاب ہوا ہوں اس کا فیصلہ قارئین کرام کا

کام ہے۔

احب الصالحین ولست منهم  
لعل اللہ یرزقنی صلاحاً

دُعا ہے اللہ تعالیٰ اس عاجز کی سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ہم سب کو سیرت مقدسہ کے پاکیزہ اخلاق و عادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے تاکہ راقم الحروف کی بخشش کا بہانہ بن جائے (امین) محترم محمد طاہر وزیر آبادی کے اشعار سے پیش لفظ کا آغاز کیا انہی کے اس شعر پر ختم کرتا ہوں۔

فیضانِ گوہر، عرقِ عقیدت سے رقم ہے  
نظرِ جمال چاہئے، حرفِ اوراق پر

والسلام

ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی

ہزاروی ہاؤس علامہ ہزاروی روڈ  
مہر آباد شریف وزیر آباد گوجرانوالہ

0300-6256500, 055-6608882

۱۷ اگست ۲۰۰۷ء، جمعۃ المبارک

۳ شعبان المعظم ۱۴۲۸ھ

بعد نماز عصر



فصل اوّل  
حیاتِ گوہر

فصل دوم  
سفرِ سعادتِ گوہر

فصل سوم  
وصالِ گوہر

فصل چہارم  
عظمت و کرامت کے متفرقِ گوہر

فصل پنجم  
سیرت و کردارِ گوہر

## بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله الذي خلق الانسان وعلمه البيان والصلوة  
والسلام على افضل من اوتي الحكمة والتبيان وعلى  
اله واصحابه ومن اتبعهم باحسان - اما بعد!

## حمد و نعت

وہ ذاتِ احد و صمد جس کا کلام الحمد للہ کے تو صیفی جملے سے شروع ہوتا ہے جملہ  
محاسن و مکارم ممکنہ و غیر ممکنہ کی حامل ذاتِ اقدس تمام موجودات جس کے لطف و کرم کی  
نگاہ کے منتظر بادشاہی کی تعریف صرف اسی کو زیبا ہے کہ زمین و افلاک اسی کے ہیں اور وہ  
قادر مطلق ہر شے پر محیط ہے۔ تبارک اللہ احسن الخالقین ورب العالمین  
”اللہ بہت برکتوں والا سب سے اچھا خالق ہے اور دونوں جہانوں کو پالنے  
ولا ہے۔“ اس کی ثنا کا حق کوئی ادا نہیں کر سکتا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی  
ہے کہ:

لأحصي ثناء عليك أنت كما أثنيت على نفسك  
میں تیری ثنا نہیں کر سکتا تو ایسا ہے جیسا کہ خود اپنی ثنا کر سکتا ہے۔

اے خدا اے مہرباں مولائے من  
اے انیس خلوت شبہائے من  
اے کریم و کار سازِ بے نیاز  
دائم الاحسان شہ بندہ نواز

اے بیادت نالہ مرغِ سحر  
 اے کہ ذکرت مرہم زخمِ جگر  
 اے کہ نامت راحت جان و دم  
 اے کہ فضل تو کفیلِ مشکلم  
 ہر کہ دو عالم بندہ اکرام تو  
 صدچوں جان من فدائے نام تو  
 ما خطا آریم و تو بخشش کنی  
 نعرہ ”رانیِ غفور“ می زنی  
 اللہ اللہ زیں طرف جرم و خطا  
 اللہ اللہ زان طرف رحم و عطا

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

محبوبِ خدا، شفیعِ روزِ جزا، عمیمِ الجود و العطاء، مطلوبِ رب الارض و السماء، رازِ  
 دارِ روزِ مشیت، ساحبِ التاج و المعراج، شافعِ یومِ النشور، مخزنِ اسرار، منبعِ انوار، مصدقِ  
 حدیثِ لولاک، قاسمِ کوش و سلسبیل، مقصود و جودِ عالم، مظہرِ کمالاتِ الہی، شہبازِ کون و مکان،  
 آئینہٴ جمالِ کبریا، شہنشاہِ ملکوتِ جاوداں، بحرِ حقیقتِ عرفان، جلوہٴ حقِ نما، صاحبِ ہلِ اتی،  
 احمدِ مجتبیٰ، محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و اصحابہ اجمعین کی صفت و ثنا غالب نے اللہ تعالیٰ  
 کی ذاتِ اقدس پر چھوڑی کہ وہی ان کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے والا ہے اور وہی آپ کی شان  
 و عظمت کے مطابق صحیح تو صیف کر سکتا ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گزاشتیم

کاں ذاتِ پاک مرتبہ دان محمد ﷺ است

## قرآنی آیات و احادیث مبارکہ

محمد رسول اللہ (القرآن الکریم: - ۲۸: ۲۹) الم نشرح لك  
 صدرك (القرآن الکریم: - ۹۴: ۱) ورفعنالك ذكرك (القرآن الکریم: - ۹۴: ۲)  
 ولسوف يعطيك ربك فترضى (القرآن الکریم: - ۹۳: ۵) انا اعطيتك الكوثر  
 (القرآن الکریم: - ۱۰۸: ۱) لقد كان لكم فى رسول الله اسوة حسنة (القرآن  
 الکریم: - ۳۳: ۲۱) وما ارسلناك الا رحمة للعالمين (القرآن الکریم: - ۲۱: ۱۰۷)  
 حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی عظمت و شان کا اظہار اللہ تعالیٰ کی طرف  
 سے اجازت و حکم سے ہے کیونکہ آپ اذن اور وحی کے بغیر کلام نہیں فرماتے:  
 أنا حبيب الله ولا فخر (مشکوٰۃ) أنا قائد المرسلين ولا فخر (مشکوٰۃ)  
 أنا خاتم النبيين لاني بعدى (ترمذی) أنا قاسم والله يعطى (متفق علیہ)  
 أنا رحمة مهداة (مشکوٰۃ) أنا فرطهم على الحوض (مسلم) أنا اول شفيع فى  
 الجنة (مسلم)

مصطفیٰ نور جناب امرکن  
 آفتاب برج علم من لدن  
 معدن اسرار علام الغیوب  
 برزخ بحرین امکان و وجوب  
 بادشاہ عرشیان و فرشیاں  
 جلوہ گاہ آفتاب کن فکان  
 راحت دل قامت زیبائے او  
 ہر دو عالم و الہ و شیدائے او  
 جان اسماعیل برویش فدا  
 از دعا گویاں خلیل محتبے

گشت موسیٰ در طوی جویان او  
ہست عیسیٰ از ہوا خواہان او  
بندگانش حور و غلمان و ملک  
چاکرانش سبز پوشانِ فلک

(اعلیٰ حضرت فاضل بریلویؒ)

مقام اولیائے عظام قرآن و حدیث کی روشنی میں:

(۱) الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم

یحزنون الذین امنوا و کانوا یتقون لہم البشری فی

الحیوة الدنیا و فی الاخرة. (القرآن الکریم: -۱۰: ۶۲ تا ۶۴)

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ

جو ایمان لائے اور پرہیزگاری اختیار کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے

دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

(۲) فاولئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین

والصدیقین والشہداء والصلحین وحسن اولئک رفیقا

(القرآن الکریم: -۴: ۶۹)

اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء

اور صدیق اور شہد اور نیک لوگ اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

(۳) ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا اتنزل

علیہم الملائکة الا تخافوا ولا تحزنوا و ابشروا بالجنة

التي کنتم توعدون (القرآن الکریم: -۴۱: ۳۰)

بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے

ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت

پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔



(۴) واصبر نفسك مع الذين يدعون ربهم بالغداوة  
والعشى يريدون وجهه ولا تعد عينك عنهم.

(القرآن الکریم: -۱۸:۲۸)

اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے  
ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر  
نہ پڑیں۔

(۵) من المومنین رجال صدقوا ما عاهدوا الله  
عليه. (القرآن الکریم: -۳۳:۲۳)

مسلمانوں میں کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد اللہ سے  
کیا تھا۔

(۶) ان عبادى ليس لك عليهم سلطان و كفى  
بربك و كيلا. (القرآن الکریم: -۱۷:۶۵)

بے شک جو میرے بندے ہیں ان پر تیرا کچھ قابو نہیں اور تیرا رب  
کافی ہے۔

(۷) ولقد كتبنا فى الزبور من بعد الذکر ان الارض  
يرثها عبادى الصالحون. (القرآن الکریم: -۲۱:۱۰۵)

اور بے شک ہم نے زبور میں نصیحت کے بعد لکھ دیا کہ اس زمین  
کے وارث میرے نیک بندے ہوں گے۔

(۸) واما من خاف مقام ربه ونهى النفس عن الهوى  
فان الجنة هى الماوى. (القرآن الکریم: -۷۹:۴۰:۴۱)

اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش  
سے روکا تو بے شک جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

(۹) لا يحزنهم الفزع الاكبر وتلقهم الملكة  
هذايومكم الذى كنتم توعدون. (القرآن الکریم: -۲۱:۱۰۳)

انہیں غم میں نہ ڈالے گی وہ سب سے بڑی گھبراہٹ اور فرشتے ان کی پیشوائی کے لئے آئیں گے کہیں گے کہ یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ تھا۔

(۱۰) یا ایہا النفس المطمئنة ارجعی الی ربک

راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

(القرآن الکریم: ۸۹-۲۷:۳۰)

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پھر میرے خاص بندوں میں داخل ہو اور میری جنت میں آ۔

(۱۱) یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وكونوا مع الصّٰدقین۔

(القرآن الکریم: ۹-۱۱۹)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو۔

## احادیثِ مبارک

(۱) فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من

عباد الله من لو أقسم على الله لأبره. (صحیح بخاری)

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کے بندوں میں سے

بعض ایسے ہیں کہ اگر وہ قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ انکی قسم پوری

فرمادیتا ہے۔

(۲) رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول

الأنبياء بنخياركم؟ قالوا بلى يا رسول الله قال خياركم

الذين اذاروا ذكر الله عزوجل. (سنن ابن ماجه)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں تمہارے اچھے

افراد کے متعلق نہ بتا دوں صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کیوں نہیں (یعنی ارشاد فرمائیے) آپ نے ارشاد فرمایا تم میں اچھے وہ ہیں کہ انہیں دیکھتے ہی اللہ یاد آجائے۔

(۳) إن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یزال طائفۃ من أمتی علی الحق منصورین لا یضرہم من خالفہم حتی یأتی امر اللہ عزوجل (سنن ابن ماجہ)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری امت کا ایک گروہ اللہ کے حکم پر قائم رہے گا کسی کی مخالفت انہیں نقصان نہ دے گی انہیں کسی کی مخالفت اور ضرر کی پروا نہیں ہوگی یہاں تک کہ قیامت آجائے گی۔

(۴) إن اللہ قال من عادی لی ولیاً فقد آذنتہ بالحرب وما تقرب الی عبدی بشیء أحب الی مما افترضت علیہ ولا یزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی أحببتہ فکنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یتبصر بہ ویدہ الی یبطش بہا ورجلہ الی یمشی بہا۔

(صحیح بخاری)

بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے ولی کے ساتھ عداوت رکھتا ہے میری طرف سے اس کے ساتھ اعلان جنگ ہے میرا بندہ میرا قرب میری فرض کی ہوئی عبادت سے بڑھ کر کسی شے کے ذریعے حاصل نہیں کر سکتا میرا بندہ نفل کے ذریعے میرے قریب ہو جاتا ہے یہاں تک کہ وہ میرا محبوب بن جاتا ہے تو جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اس کے ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

(۵) إذا أحب الله العبد نادى جبرئيل إن الله يحب فلاناً فأحبه فيحبه جبرئيل فينادى جبرئيل في أهل السماء إن الله يحب فلاناً فأحبه فيحبه أهل السماء ثم يوضع له القبول في الأرض. (صحيح بخاری)

جب اللہ تعالیٰ کسی آدمی کو اپنا محبوب بنا لیتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے بلاشبہ میں فلاں بندے سے محبت کرتا ہوں تو بھی اس سے محبت کر پس جبرئیل اس سے محبت کرتا ہے پھر جبرئیل آسمان والوں سے کہتا ہے بے شک اللہ نے فلاں کو اپنا محبوب بنا لیا ہے پس تم بھی اس سے محبت کرو آسمان والے اس سے محبت کرتے ہیں پھر زمین میں اس کے لئے مقبولیت رکھ دی جاتی ہے (یعنی زمین والے بھی اس سے محبت کرتے ہیں)۔

(۶) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن من عباد الله لأناس ما هم بأنبياء ولا شهداء يغبطهم الأنبياء والشهداء يوم القيامة بمكانهم من الله قالوا يا رسول الله صلى الله عليه وسلم تخبرنا من هم؟ قال هم قوم تحابوا بروح الله. (مشکوٰۃ المصابيح)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ کے بندوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ انبیاء ہوں گے نہ شہید (لیکن اس کے باوجود) انبیاء اور شہدا۔ ان کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مرتبہ دیکھ کر قیامت کے دن رشک کریں گے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں خبر دیں وہ کون ہوں گے فرمایا یہ وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی رحمت کے ساتھ ایک دوسرے سے محبت کی۔

(۷) الأبدال من هذه الأمة ثلاثون مثل إبراهيم

الخليل عليه السلام كلما مات رجل أبدل الله مكانه رجلاً (مسند احمد)

اس امت سے تمیں ابدال حضرت ابراہیم کی طرح ہوں گے جب ان میں سے کوئی ایک فوت ہو جائے گا تو اللہ اس کی جگہ دوسرا بدل دے گا۔

(۸) عن عمرو بن الجموح يقول إنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول قال الله عز وجل إن أوليائي من عبادي وأحبائي من خلقي الذين يذكرون بذكري واذكروا بذكرهم. (مسند احمد)

عمرو بن جموح رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے میرے اولیاء میرے (خاص) بندے ہیں اور میری مخلوق میں سے وہ لوگ ہیں جو میرا ذکر کرتے ہیں میں ان کا ذکر کرتا ہوں۔

(۹) هم القوم لا يشقي بهم جليسهم (مشكوة) ان کی ہم نشینی اختیار کرنے والا بد بخت نہ ہوگا۔

(۱۰) عن أنس رضي الله تعالى عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في حديث طويل وما أقبل عبد على الله بقلبه إلا جعل الله قلوب المؤمنين تنقاد اليه بالود والرحمة وكان الله تعالى بكل خير إليه أسرع. (ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں جو اپنے قلب سے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ اہل ایمان کے قلوب کو اس کی طرف مہربانی اور محبت سے متوجہ و مطیع

کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہر طرح کی خبر جلدی سے اس کی طرف پہنچاتا ہے۔

(۱۱) قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ای أشد الناس بلاءً قال الأنبياء ثم الصالحون ثم الأمثل فالأمثل. (ابن ماجہ)

راوی نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ بتلائے آزمائش کون ہوئے فرمایا انبیائے کرام پھر نیک لوگ پھر بزرگ پھر بزرگ۔

فصلِ خدا کا نام ہے فیضانِ اولیاء  
فرمانِ کردگار ہے فرمانِ اولیاء  
وہ جانتے ہیں کیفیتِ بادہِ الست  
جو پی چکے ہیں ساغرِ عرفانِ اولیاء  
ہے بخششِ خدا کرمِ اولیاء کا نام  
ظلِ خدا ہے سایہِ دامانِ اولیاء  
محبوب اور محبت میں یہاں تفرقہ نہیں  
واللہ اولیاء ہیں مہمانِ اولیاء  
اے زاہدِ فردہ اگر شوقِ خلد ہے  
آ دیکھ لے بہارِ گلستانِ اولیاء  
ہر دل میں ان کے نور کی پھیلی ہے روشنی  
وارثِ علی ہیں شمعِ شبستانِ اولیاء  
شاہی کی جستجو نہ تجمل کی آرزو  
بیدم ہے اک غلامِ غلامانِ اولیاء

(حضرت بیدم شاہ وارثی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی یہ کہ ”اللہ تعالیٰ روئے

زمین کو بلا سبب قائم نہیں رکھتا پس وہ ہرگز اس امت کو بھی بغیر ولی کے نہیں رکھتا، پہلے زمانہ میں بھی بزرگان دین گزرے اب بھی موجود ہیں اور قیامت تک تشریف لاتے رہیں گے۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ: **بَدَلَاءُ أُمَّتِي أَرْبَعُونَ اثْنَا عَشَرَ فِي الْعِرَاقِ وَثَمَانِيَةَ وَعِشْرُونَ فِي الشَّامِ** (میری امت کے ابدال چالیس ہیں جن میں سے بارہ عراق میں اور اٹھائیس شام میں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ایک مشرقی حصہ عراق اور دوسرا مغربی حصہ شام یعنی مشرقی و مغربی علاقوں میں ابدال موجود ہیں اللہ تعالیٰ نے انہی بزرگان دین کو کائنات کا انتظام سونپا ہے ان کو رجال الغیب بھی کہا جاتا ہے لیکن یہ ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور بعض معاملات میں ایک دوسرے کی اجازت کے محتاج بھی ہیں۔ اختیار کی تعداد تین سو ہے انہی میں چالیس ابدال سات ابرار چار اوتاد اور تین نقباء شامل ہیں۔ ولایت کی دو قسمیں ہیں ایک کسی دوسری وھمی ایک وہ گروہ ہے جو علم شریعت حاصل کر کے زہد عبادت اور ریاضت کی منزل طے کرنے کے بعد اس مرتبہ پر فائز ہوتے ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ رب العزت کی طرف سے علم لدنی اور ولایت کا اعلیٰ مقام نصیب ہوتا ہے انہی اسرارِ غیبی کے خزانوں، معرفت کے رموز جاننے والوں، طریقت کے سالکوں، وجدانی بھیدوں سے آگاہ اولیائے ربانی کے پیشواؤں، علماء و مشائخ کے راہنماؤں میں سے ایک مرد کامل موضع جیندڑ شریف میں محو استراحت ہیں میری مراد ہے

مخزن شہود الہی، گوہر اسرار لامتناہی، محرم راز حقیقت نبوت، کاشف رموز احدیت، آفتاب انوار فردانیت، اولیس زماں، سلطان اختیار جہاں، خواجہ خواجگان، مرد کامل حضرت خواجہ گوہر الدین احمد قدس سرہ العزیز

لجہ بحر احدیت دلش  
صورت کثرت صدف ساحلش  
باشد از آن لبہ نا قعریاب  
قبہ نہ توی فلک یک حباب

(ان کا دل احدیت کے سمندر کی گہرائی ہے کثرت کی صورت  
تو ساحل کی سیپوں کی طرح ہیں۔ اس بحر احدیت کی اتھاہ گہرائی  
کا حباب تو نوتہوں والے آسمان کے قبہ کی مانند ہے)۔

پیر خرد پرور عرفان پناہ  
دوختہ از ترک دو عالم کلاہ  
سیرت میموش بدین سروری  
نسخہ دیباچہ پیغمبری

(وہ ایسے پیر ہیں جو سراپا معرفت ہیں دونوں جہان ترک کر کے  
انہوں نے کلاہ درویشی تیار کی ہے اس روحانی سرداری میں آپ کی  
مبارک سیرت دیباچہ پیغمبری کا ایک نسخہ ہے)۔

☆.....☆.....☆.....☆



# حیاتِ گوہر

## موضعِ جیندڑ شریف

ضلعِ گجرات میں انبیائے کرام، اولیائے عظام اور علماء و مشائخ کے مزارات جا بجا موجود ہیں یہ ضلع قدیم ترین تہذیبوں کا گہوارہ رہا ہے اس ضلع میں تین بڑے دریا۔ چناب، جہلم، توی کے علاوہ کئی ایک برسائی نالے گزرتے ہیں بہادری کے تین بڑے اعزاز نشان حیدر بھی اس ضلع کے حصہ میں آئے یہاں انبیائے کرام کے مزارات کے علاوہ تقریباً سو کے قریب نوگزلے مزارات جبکہ بزرگان دین میں سے حضرت شاہدولہ، حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف، حضرت سائیں کرم الہی، اولیائے بڑیلہ شریف، اولیائے نوشہ گنج، اولیائے چکوڑی شریف، ڈھوڈا شریف، چک سادہ شریف، پیر سید ولایت شاہ، حضرت شاہ حسین ملتانی، حافظ سخی محمد حیات اور سید حبیب اللہ شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مزارات موجود ہیں۔

موضعِ جیندڑ شریف گجرات شہر سے سولہ میل شمال مشرق کی جانب اور جلال پور جٹاں سے آٹھ میل شمال مغرب کی طرف جلال پور جٹاں سے کڑیا نوالہ کی طرف جانے والی سڑک پر جنوب کی سمت پر لب سڑک واقع ہے جیندڑ شریف سے کڑیا نوالہ تک فاصلہ تقریباً دو میل ہے۔

اس گاؤں کی آبادی تقریباً چار ہزار نفوس پر مشتمل ہے گاؤں میں ایک پرائمری سکول جبکہ چار مساجد ہیں یہاں زیادہ تر گجر قوم آباد ہے پیشہ کے اعتبار سے لوگ زراعت سے منسلک ہیں اعلیٰ تعلیم اور روزگار کے لئے اکثر نوجوان گجرات کا رخ کرتے ہیں کئی گھرانوں کے نوجوان دنیا کے مختلف ممالک میں بھی روزگار کے سلسلہ

میں مقیم ہیں۔ جینڈ ٹ شریف کا قبرستان گاؤں سے متصل ہے جہاں مغربی جانب حضرت خواجہ گوہر الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا روضہ اطہراپنی آب و تاب سے مرجعِ خلاق ہے۔

## آباؤ اجداد

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق گجر خاندان سے ہے آٹھویں صدی عیسوی میں ایک حکمران راؤ کبیر تھا جس کے بیٹے کا نام ”جی دھرائے“ تھا جی دھر کے لغوی معنی بہادر اور شجاع کے ہیں بعد میں جی دھر کو جینڈ ٹ پکارا جانے لگا آئین اکبری میں ابوالفضل نے بھی اس کا تلفظ جینڈ ٹ ہی لکھا ہے اس راجے کی اولاد نے شہر لودراں اور لدیانہ آباد کیے سوراٹر میں اسی خاندان کا راجہ گھنکار حکمران تھا اس خاندان کا راجہ سکھپال والئی بٹھنڈا تھا جو محمود غزنوی کے زمانے میں مسلمان ہوا تھا گجرات کے جینڈ ٹ گجر اسی خاندان کی اولاد ہیں۔ (تفصیلات کے لئے رانا علی حسن چوہان کی کتاب ”تاریخ گوجر“ انٹرنیشنل پریس میکلوڈ روڈ کراچی ۱۹۶۰ ملاحظہ ہو)۔

گجر خاندان کے بارے میں معروف ہے کہ یہ پہلے ہندو تھے۔ مگر یہ بات درست نہیں ہے حافظ عبدالحق نے اردو، فارسی، عربی، انگریزی اور ہندی زبان کی ۱۱۰ تاریخی کتابوں کے حوالہ جات سے ثابت کیا ہے کہ گوجر ہندوں کی اولاد نہیں وہ اپنی کتاب تاریخ گوجراں کے صفحہ ۲۳ پر رقم طراز ہیں:

”گوجر قوم کے نسب سے متعلق جو غلط تحقیقات تھیں ان کی تصحیح کی گئی ہے اور اس میں بتایا گیا ہے کہ گوجر قوم سری راجپند زسری کرشن اور نند مہر آشیر کی اولاد نہیں ہے بلکہ یہ قوم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور سکندر اعظم کی اولاد ہے اور صحیح طور و طریق سے اس قوم کا سجرہ نسب انہی بزرگوں سے جا کر ملتا ہے۔“

صفحہ نمبر ۳۹ پر لکھا ہے کہ

”قوم گوجر کے مؤرخ حضرت شیخ جمال گوجر اور چوہدری فیض

محمد صاحب نے اپنی قوم گوجر کو سکندر اعظم شاہ مقدونیہ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد سے ہونا ثابت کرتے ہیں چنانچہ وہ اپنی تاریخوں میں گوجروں کو بڑی بڑی گوتوں اور شاخوں کے نسب ناموں کو تحریر کر کے ایک گوت کے نسب نامہ کو شہزادہ سکندر روس گرجی بن سکندر اعظم تک پہنچا کر پھر اس کے آگے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک نام بہ نام پہنچاتے ہیں۔

کیپٹن اے سی۔ ایلیٹ مؤلف ”تاریخ گجرات“ لکھتے ہیں کہ گوجر سکندر اعظم کی اولاد اور یونانی الاصل ہیں جنہوں نے راجپوتوں سے شادیاں کر لیں۔ ایلیٹ نے گوجر قوم کا شجرہ نسب بھی تحریر کیا ہے۔ (بحوالہ کیپٹن اے سی ایلیٹ تاریخ ضلع گجرات صفحہ ۷۳-۷۴)

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد کا تعلق جموں کشمیر کے قریب واقع جینڈڑ گاؤں سے بھی ہے اس بات کو تقویت اس واقعہ سے ملتی ہے کہ آپ کے خاندان میں معروف ہے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں ایک شخص مذکورہ گاؤں سے آیا اور کچھ دن یہاں قیام پذیر رہا جب واپس جانے لگا تو عرض کی مجھے کچھ عطا کیا جائے۔

حضرت صاحب نے احباب سے فرمایا کہ تمام لوگ اس کی مدد کریں یہ ہمارے آباؤ اجداد کے علاقے سے آیا ہے چنانچہ حضرت صاحب اور دیگر لوگوں نے اس کی مالی مدد کی اور تحائف دیے اس نے عرض کی مجھے کچھ اور عطا کریں آپ نے اسے ایک بھینس بھی دے دی اس نے عرض کی میں یہاں پر دنیاوی دولت لینے نہیں آیا بلکہ روحانی دولت لینے آیا ہوں حضرت صاحب نے اسے مزید ٹھہرنے کا حکم دیا اور اس کو شریعت و طریقت کے رموز سے آگاہ کیا اور خصوصی نظر کرم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اب اپنے علاقے میں واپس جا کر دین اور مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف عمل ہو جاؤ۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی دو احباب نے سوانح حیات مرتب کیں اور

دونوں کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ کافی وقت گزارنے کا موقع ملا۔ شیخ محمد حسین مصنف ”گوہرِ نایاب“ سید علی اکبر شاہ مصنف ”گوہرِ منیر“۔ لیکن صد افسوس دونوں نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آباؤ اجداد کے متعلق کچھ نہیں لکھا حتیٰ کہ حضرت صاحب کے جس تایا نے آپ کی پرورش کی اس کا نام تک نہیں لکھا حالانکہ ان دونوں حضرات نے حضرت صاحب کا زمانہ اور بعد میں صاحبزادہ میاں محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دور کو بھی دیکھا غالباً گزشتہ سال ۲۰۰۶ء میں ایک کتاب مولہ بی شاہد جمیل سیالکوٹ کی ”اسرارِ گوہر“ شائع ہوئی کتاب پر سن اشاعت درج نہیں کتاب میں موجود ایک تصویر میں تاریخ لکھی ہوئی ہے وہاں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۲۰۰۶ء میں شائع ہوئی ہوگی ان تینوں کتابوں کی ورق گردانی کی مگر مجھے کسی جگہ پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کا نام تک نظر نہ آیا۔

راقم الحروف نے حضرت میاں محمد عبداللہ مدظلہ العالی سے دریافت کیا کہ حضرت صاحب کے والد ماجد کا کیا نام تھا آپ نے بتایا کہ ان کا اسم مبارک میاں محمد علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تھا اور حضرت پیر میاں حبیب اللہ مدظلہ العالی پر سوال کیا تو فرمایا جو بات میاں محمد عبداللہ صاحب نے بیان کی ہے وہ یقینی طور پر درست ہوگی سید علی اکبر مصنف گوہرِ منیر نے آپ کے جس تایا ”علم دین“ کا ذکر کیا ہے اور دوسرے تایا صدر الدین جن کا ذکر ڈاکٹر فرخ حبیب نے اپنے ایک مضمون جو ماہنامہ نور السلام شرق پور نومبر ۲۰۰۶ء میں شائع ہوا اور ان کے بارے میں معروف ہے کہ وہ گاؤں کے نمبر دار تھے دونوں حضرات علم دین اور صدر الدین حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حقیقی تایا نہ تھے جبکہ آپ کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت میاں محمد عبداللہ مدظلہ العالی نے مزید فرمایا کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والدین کی قبور جینڈر شریف کے قبرستان میں ہیں لیکن ان کی نشاندہی نہیں کی جاسکتی۔

## پیشین گوئی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت ام فضل رضی اللہ عنہا کا خواب سن کر آپ کو حضرت امام حسین علیہ السلام کی بشارت دی۔  
 تلد فاطمة ان شاء اللہ غلاماً یكون فی حجرک (مشکوٰۃ) اے ام فضل ان شاء اللہ میری بیٹی فاطمہ الزہرا (رضی اللہ عنہا) کے لطن سے عنقریب ایک بچہ پیدا ہوگا جو تمہاری آغوش میں پرورش پائے گا۔ اسی طرح آپ نے ولادت حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی بھی خبر دی اور ساتھ یہ بھی فرمادیا کہ جو بچہ پیدا ہوگا اس کی پشت سے بادشاہ پیدا ہوں گے چنانچہ بنو عباسیہ کے حکمرانوں کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی درست ثابت ہوئی۔ اولیائے کرام کے حالات و واقعات پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بزرگان دین کی ولادت کی خوشخبری بھی بذریعہ خواب دی جس میں خصوصی طور پر قابل ذکر حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سے قبل آپ کے والد ماجد کو بشارت دی گئی۔

اسی طرح بزرگان دین بھی آنے والے اولیائے کرام کی خوشخبری دیتے رہے۔ مثلاً حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تقریباً ڈیڑھ صدی قبل حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آمد کی خوشخبری دی آپ کا گزر خرقان کے علاقے سے ہوا تو لمبے لمبے سانس لینے لگے جیسے کوئی خوشبو سونگھ رہے ہوں اور پھر فرمایا مجھے چوروں کی اس سرزمین سے ایک مرد حق کی خوشبو آتی ہے صرف بشارت نہ دی بلکہ کنیت نام ابوالحسن علی کے علاوہ شکل، حلیہ، حصول نسبت، تعلیم اور مقام کی بلندی تک کی پیشین گوئی کر دی تھی۔ حضرت قبلہ میاں شیر محمد شرقی پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت سے قبل آپ کے پیر و مرشد حضرت امیر طریقت بابا امیر الدین اکثر شرقی پور تشریف لایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کشف سے فرمایا ہے کہ اس بلاد پاک میں ایک شیر خدا پیدا ہوگا۔ اسی طرح ایک اور مجذوب نے بھی یہاں آکر کہا کہ اس محلے میں ایک مقبول بارگاہ رب العالی پیدا ہوگا میں اس کی بوئے مست سے روح

کو مسرور اور دل و دماغ کو تازہ کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی ایک محفل میلاد میں شرکت کے لئے گھر سے نکلے پاکی پر سوار ہو گئے مزدوروں نے پاکی اٹھائی دائیں بائیں نیاز مند چل رہے ہیں چند قدم ہی مزدور چلے تھے کہ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے آواز دی، پاکی روک دیں حکم پر پاکی روک دی گئی ہمراہ چلنے والا مجمع بھی رک گیا حضرت حالت اضطراب میں پاکی سے باہر تشریف لائے اور مزدوروں کو فرمایا آپ لوگوں میں کوئی آل رسول تو نہیں مجھے سچ بتائیں اپنے جد اعلیٰ کا واسطہ ہے کیونکہ میرے ایمان کا ذوق لطیف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔

در مشام میر صد بوئے کسے

دامن دل می کشد سوئے کسے

دیر تک خاموش رہنے کے بعد ایک مزدور جس کے چہرے پر بے نوائی، آشفته حالی اور گردش ایام کے ہاتھوں پامال زندگی کے آثار آشکار تھے دبی ہوئی زبان میں عرض کیا مزدور سے کام لیا جاتا ہے ذات پات نہیں پوچھی جاتی اگر میرے جد اعلیٰ کا واسطہ دے کر نہ پوچھتے تو میں اپنے راز کو فاش نہ کرتا میں ہی اس چمن کا ایک پھول ہوں جس کی خوشبو سے آپ کی مشام جاں معطر ہے۔ رگوں کا خون نہیں بدل سکتا میں روزانہ پاکی اٹھا کر مزدوری کرتا ہوں اور بچوں کا پیٹ پال رہا ہوں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے سر مبارک سے پگڑی اتار کر اس کے قدموں میں رکھ دی آنسوؤں کی بارش جاری ہے اور التجا کی جاری ہے اے شہزادے میری گستاخی معاف کر دے لاعلمی کی وجہ سے خطا ہو گئی ہے قیامت کے روز اگر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ پوچھ لیا احمد رضا کیا میرے فرزند کا دوش نازنین اس لئے تھا کہ تو اس پر سواری کرتا تو میں کیا جواب دوں گا کئی بار معاف کر دینے کے اقرار کے باوجود لوگوں نے تاریخ کا یہ حیرت انگیز واقعہ پہلی بار دیکھا کہ امام اہل سنت اب مزدور کی جگہ پاکی اٹھائے ہوئے ہیں اور سید زادہ پاکی میں سوار ہے۔

ہے ان کے عطر بوئے گریباں سے مست گل  
گل سے چمن، چمن سے صبا اور صبا سے ہم  
اولیاء اللہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ قدرت عطا کر رکھی ہے کہ ان کے حواسِ خمسہ  
اور عام لوگوں کے حواسِ خمسہ میں بہت فرق ہے سو نگھنے، دیکھنے، سننے، چکھنے اور چھونے کی  
قوتیں جدا جدا ہیں ولی کامل سو نگھ کر آنے والے حالات سے پردہ راز کو اٹھا دیتا ہے۔  
حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت سے قبل کی بات ہے کہ بٹالہ  
شریف جو ضلع گورداسپور کا ایک قصبہ ہے یہ علاقہ آج کل بھارت کے حصہ میں ہے اس  
قصبہ کے ایک معروف صوفی بزرگ حضرت شاہ ظہور محی الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
کے بے شمار مرید عقیدت مند برصغیر کے مختلف شہروں میں پھیلے ہوئے تھے بہت سے  
غیر مسلم آپ کی تبلیغی مساعی سے حلقہ بگوش اسلام ہوئے زندگی کے آخری سالوں میں بھی  
آپ نے تبلیغی سفر جاری رکھے کمزوری، ضعف اور بینائی سے محرومی کے باوجود آپ کی  
معیت میں سینکڑوں مرید اور معتقد تھے کچھ سوار یوں پر سوار کچھ پیدل چل رہے تھے آپ  
پالکی میں سوار تھے۔ جب یہ نورانی قافلہ جلال پور جٹاں سے برسائی نالہ کو عبور کر کے جینڈ  
شریف کے جنوب سے گزر رہا تھا کہ اچانک شیخ کامل نے مریدوں سے کہا پالکی روک  
دو۔ معتقدین نے اس گاؤں کے پاس پالکی روکنے کی وجہ پوچھی آپ پالکی سے اتر کر باہر  
تشریف لائے اور کچھ دیر ٹھہرتے ہوئے دوبارہ پالکی میں سوار ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا  
مجھے یہاں سے ایک مرد خدا کی خوشبو کا احساس ہو اس کی تعظیم کے لئے یہاں توقف کرنا  
ضروری تھا“ حضرت شاہ ظہور محی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب جینڈ شریف  
سے ”ولی کامل“ کی خوشبو سو نگھی تو کچھ نرصہ بعد یہاں مرد کامل، گوہر اسرار لاہنابی،  
سلطان اخبار جہاں حضرت خواجہ گوہر الدین احمد اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت  
باسعادت ہوئی

عمر ہا در کعبہ و بت خانہ می نالد حیات  
تاز بزم عشق یک دانائے راز آید بروں

## ولادت باسعادت

حضرت خواجہ گوہر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ کی تاریخ ولادت معلوم نہیں ہو سکی آپ کس سال میں پیدا ہوئے اس کے متعلق مصنف ”گوہر نایاب“ نے لکھا ہے ”آج سے تقریباً سو برس پیشتر ۱۲۸۵ء ہجری کے لگ بھگ ضلع گجرات کے ایک گاؤں موضع جینڈڑ شریف نزد کڑیا نوالہ کے ایک متوسط زمیندار گھرانے میں حضرت قبلہ خواجہ محمد گوہر الدین احمد قدس سرہ العزیز کی ولادت ہوئی“ جبکہ گوہر منیر میں لکھا ہے کہ ”صحیح طور پر متعین نہیں ہو سکا اندازاً آپ کی ولادت ۱۸۹۶ عیسوی میں موضع جینڈڑ شریف میں ہوئی“ گوہر منیر کتاب ۲۰۰۱ء میں شائع ہوئی جبکہ یہ کتاب مصنف سید علی اکبر شاہ صاحب جمالی پور سیداں نے ۱۹۵۲ء سے ۱۹۶۰ء کے دوران لکھی۔ ۹۱-۱۹۹۰ء کی بات ہے مجھے جمالی پور سیداں جانے کا اتفاق ہوا اس وقت میں نے اس کتاب کا اصل مسودہ دیکھا تھا جہاں تک مجھے یاد ہے اس مسودہ میں سال ولادت ۱۸۶۹ء لکھا ہوا تھا کتاب کی اشاعت کے وقت ۱۸۶۹ء کی بجائے ۱۸۹۶ء لکھا گیا اور یہ پروف ریڈنگ کی غلطی ہے کیونکہ اگر ۱۸۹۶ء کو درست سمجھا جائے تو پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال فروری ۱۹۵۲ء میں ہوا اس طرح آپ کی عمر مبارک تقریباً ۵۶ سال بنتی ہے جو کسی طور پر بھی درست نہیں کیونکہ حضرت میاں محمد عبد اللہ صاحب، حضرت میاں حبیب اللہ صاحب اور حضرت میاں محمد یوسف صاحب کے ارشادات کے مطابق حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وصال کے وقت عمر تقریباً ۸۵ سال تھی۔

گزشتہ سال شائع ہونے والی کتاب اسرار گوہر کے مصنف محمد شاہد جمیل نے معمولی سا بھی غور و خوض نہ کیا اور مثل مشہور مکھی پہ مکھی مارنا کے مصداق آپ کی ولادت کا سال صفحہ نمبر ۱۰۸ پر یوں لکھا ہے ”اندازاً حضور قبلہ عالم کی ولادت ۱۸۹۶ عیسوی میں موضع جینڈڑ شریف میں ہوئی“۔ اس ساری صورت حال میں تحقیقی طور پر جو بات سامنے آتی ہے وہ یہی ہے کہ آپ کا سال ولادت ۱۸۶۸ عیسوی بمطابق ۱۲۸۵ ہجری ہے اس سال ولادت کو درست سمجھتے ہوئے (آپ کی تاریخ وصال ۵ جمادی الاول ۱۳۷۱ھ



بمطابق ۲ فروری ۱۹۵۲ کے حساب سے) عمر مبارک عیسوی کیلنڈر تقریباً ۸۴ سال جبکہ ہجری کیلنڈر کے مطابق تقریباً ۸۶ سال بنتی ہے۔

افق ولایت کے مہر درخشاں، قطب الواصلین، منظور نظر رحمۃ للعالمین، رشد و ہدایت کے خورشید، معرفت و عرفاں کے نیر تاباں کا اسم گرامی ”گوہر الدین احمد“ رکھا گیا جس نے فنا فی اللہ ہو کر رموز احدیت کو آشکارا اور فنا فی الرسول ہو کر اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی سے ایک عالم کو منور کر دیا اس نے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گوہر بے مثال ہے۔ اس کے دربار گوہر بار میں ایک لمحہ کی حاضری پر ہزاروں کیف اور صحبتیں قربان۔

نہ تخت و تاج میں نے لشکر و سپاہ میں ہے  
جو بات مرد قلندر کی بارگاہ میں ہے  
آپ موطنِ جینڈڑوی نسا گو جروی مسلکِ حنفی مشرباً چشتی جنیدی اویسی تھے۔

## ابتدائی حالات

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ آپ کا نام ”میاں محمد علی“ تھا آپ کی عمر بہت چھوٹی تھی کہ والد ماجد میاں محمد علی اس دار فانی سے رحلت فرما گئے آپ کی والدہ ماجدہ بھی جلد ہی داغ مفارقت دے گئیں یوں آپ بچپن میں ہی شفقت مادری و پداری سے محروم ہو گئے اگر غور سے دیکھا جائے تو اس میں بھی ایک حکمت یوں نظر آتی ہے کہ اس ”ولی کامل گوہر اسرار لائقنا ہی“ کو تمام سہاروں سے محروم کر کے بچپن ہی سے تصوف کے ایک اہم باب توکل علی اللہ کا سبق سکھایا گیا تھا اسباب اور علل کے پردوں کو اٹھا کر زندگی کے ہر موڑ پر صرف مسبب الاسباب پر نظر رکھنے کی مشق کروائی گئی تاکہ مقام توحید میں اس رفعت پر جاگزیں ہو جہاں شرک خفی کا بھی احتمال نہ رہے یہی وجہ ہے کہ آپ زندگی بھر ارشاد فرماتے رہے کہ ”اسباب کو ترک کر کے مسبب پر نظر رکھی جائے انسان اپنے نقصان کو پہچان لے تو بھی اس سے بچنے کی قدرت نہیں رکھتا جب تک اللہ تعالیٰ اسے نقصان سے نہ بچائے۔“

والد ماجد کے وصال پر آپ کے حقیقی چچا میاں گل احمد صاحب نے آپ کی تربیت کی انہوں نے آپ کو اوائل عمر میں ہی زمینداری کے کام کاج کی طرف راغب کر دیا عم محترم کی نگرانی میں مویشیوں کو چراتے تھے کھیتوں کی دیکھ بھال کا کام بچپن سے آپ کے سپرد کر دیا گیا یہی مصروفیت تعلیم حاصل کرنے میں حائل رہی۔ ابتداء سے ہی آپ کی طبع میں غور و فکر، تنہا پسندی، خاموشی، شرم و حیا اور غریب پروری کا مادہ غالب تھا۔ آپ خود ارشاد فرماتے کہ چونکہ میں اکثر خاموش اور غور و فکر کرتا رہتا تھا بچوں سے الگ تنہائی مجھے پسند تھی لہذا گاؤں کے لوگ مجھے سائیں کہنے لگے میرے تایا یہ حال دیکھ کر پریشان ہو جاتے کہ گوہر الدین دنیاوی ماحول سے لا تعلق رہتا ہے اکثر اپنے حال جذب میں مستغرق رہنے کی بنا پر ایک روز مجھے طبیب کے پاس لے گئے حکیم نے تشخیص کرنے کے بعد کہا اس لڑکے کو کوئی بیماری نہیں ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس پر مقدس خیالات کا غلبہ ہے جس کی وجہ سے یہ دنیا و مافیہا سے ہر وقت بے نیاز رہتا ہے ممکن ہے اگر یہی صورت حال رہی تو یہ لڑکا ولایت کے کسی مقام پر فائز ہوگا۔

”گوہر منیر“ میں صفحہ نمبر ۳۳ پر لکھا ہے کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر اپنے بچپن کے واقعات سنایا کرتے تھے کہ ”میں بچپن میں مویشیوں کو چرنے کے لئے چھوڑ دیتا تھا اور خود اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر عرض کرتا تھا کہ یا اللہ تو نے عبادت کے واسطے مختلف مقامات پر عبادت خانے اور مسجدیں تیار کروائی ہوئی ہیں تجھے ان سب عبادت خانوں اور مسجدوں کا واسطہ دے کر التجا کرتا ہوں کہ تو مجھے اپنی محبت سے سرشار کر دے میرے دل میں تیری محبت کے سوا کسی چیز کی طلب نہ رہے جب تک زندہ رہوں تیرا ہی شیدار ہوں۔ آپ فرماتے کہ ان دنوں زیادہ تر میرے دماغ پر ایسے خیالات کا غلبہ رہتا تھا اور میں اپنی نسبت ان تصورات میں گم رہتا تھا کہ میں اللہ تعالیٰ کا حقیر بندہ ہوں کسی دن مجھے عشق الہی کے غلبہ سے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہے گا میرے بدن پر پھٹے پرانے کپڑے ہوں گے اور میرے بال خاک آلود ہوں گے میں اس کی محبت میں با بجا پھرتا رہوں گا۔“

نہ غرض کسی سے نہ واسطہ مجھے کام اپنے ہی کام سے  
تیرے ذکر سے تیرے فکر سے تیری یاد سے تیرے نام سے  
جو ذات مادر زاد ولی ہو جس کی آمد سے قبل ولی کامل بشارت دے اس مرد کامل  
کی زندگی کا ہر دور خواہ عہد طفولیت ہو عہد لڑکپن ہو عہد جوانی یا عہد پیری ہو غرضیکہ ہر دور  
آثار ولایت سے جگمگا رہا ہے آپ کا عہد طفولیت عام بچوں جیسا نہ تھا بچپن سے ہی فضول  
کاموں بے فائدہ امور بدکلامی اور برائی و بدی کی طرف رجحان نہ تھا شروع سے ہی متوجہ  
الی اللہ رہے۔

آپ فرماتے کہ بچپن میں مویشی چراتا اور شام کو جب دیگر لوگ اپنے مویشی  
گھر کی طرف لاتے تو میں بھی ان کے ہمراہ گھر آجاتا مویشیوں کو مویشی خانہ میں کھلا  
چھوڑ کر کسی جگہ بیٹھ کر غور و فکر کرنے لگتا اپنے خیالوں میں خالق سے محو گفتگو رہتا کبھی کسی  
مسجد میں جا کر بیٹھ جاتا گھر والے مجھے تلاش کر کے گھر لے آتے تھے۔ آپ کا بچپن  
انبیائے کرام کی سنت میں گلہ بانی کرتے گزر گیا۔ ابتداء سے ہی طبیعت میں خدا ترسی  
تھی ایک روز گھر سے کھیتوں کی دیکھ بھال کے لئے نکلے تھے کہ جلد واپس چلے آئے  
راستہ میں کسی شخص نے آپ سے پوچھا آج جلدی جلدی کیوں واپس چلے آئے  
ہو۔ اسے کہا کہ کھیتوں کی طرف گیا تھا کہ وہاں کوئی آدمی فصل کاٹ رہا تھا میں نے اسے  
دیکھ لیا اس نے مجھے نہیں دیکھا خاموشی سے واپس چلا آیا ہوں کہ کہیں وہ مجھے دیکھ  
کر شرمندہ نہ ہو۔

## ابتدائی تعلیم

آپ نے ناظرہ قرآن مجید گاؤں کی مسجد میں پڑھا۔ ناظرہ قرآن کی تعلیم کی  
تکمیل انتہائی مختصر مدت میں ہوئی۔ آپ فرماتے تھے زیادہ شوق قرآن کریم کے معانی  
پڑھنے کا تھا۔ ایک روز ارشاد فرمایا میں جب قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہوں تو مجھے قرآن  
کریم خود اپنے معانی بیان کرتا ہے۔

ابتداء سے ہی آپ کو حمد اور نعتیہ اشعار پڑھنے کا شوق تھا جہاں کہیں سے

اشعار سنتے انہیں فوراً یاد کر لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کون داؤدی عطا فرمایا تھا۔ آواز میں بہت زیادہ درد اور سوز تھا رات کی تاریکی میں گاؤں سے باہر چلے جاتے اور کھیتوں یا برسائی نالے کے کنارے بیٹھ کر بلند آواز سے اشعار پڑھتے رہتے۔ ایک نصف شب آپ برسائی نالے کے کنارے بلند آواز سے قصیدہ غوثیہ پڑھ رہے تھے کہ ایک تھانیدار مع پولیس کے وہاں سے دوران گشت گزرا آپ کی آواز سن کر گاؤں جا کر لوگوں سے دریافت کیا کہ اس سنان علاقے سے اشعار پڑھنے کی آواز آرہی ہے تو لوگوں نے بتایا یہ ایک فقیرانہ خیال والا ہے جو رات کو قصیدہ غوثیہ پڑھتا رہتا ہے۔

آپ نے اردو اور پنجابی زبان میں چند اسلامی کتب کسی استاد سے پڑھ لیں۔ فرماتے ان کتب کے پڑھنے کے بعد میرے اندر اتنی مہارت پیدا ہو گئی کہ میں اردو پنجابی کی اسلامی کتب پڑھنے لگا جس سے میرے دل کو تسکین ہو جاتی تھی چونکہ زیادہ تر تصانیف فارسی زبان میں تھیں لہذا میرے دل میں خیال پیدا ہوا مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کسی استاد سے پڑھی جائے چنانچہ میں ایسے استاد کے پاس پہنچا جس کے بارے میں سن رکھا تھا کہ وہ مثنوی پڑھانے اور سمجھانے میں خاصی مہارت رکھتے ہیں میں نے ان سے پڑھنا شروع کیا لیکن محسوس کیا کہ وہ الفاظ کے لغوی معنی تو بتا دیتے ہیں مفہوم نہیں سمجھا سکتے جس سے میری تشنگی اور بڑھ گئی ایک روز یہ مصرع پڑھایا۔

کہ محرم اس ہوش جز بے ہوش نیست

مجھے انہوں نے معافی تو بتائے مگر میرا سوال کہ بے ہوش سے کیا مراد ہے؟ کا کوئی جواب نہ دے سکے اور خاموش ہو گئے فرمایا کہ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا لفظوں کا ترجمہ کر دینا آسان ہے مگر جب تک اپنا حال نہ ہو حال کو سمجھنا مشکل ہے۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق

عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدہ تصورات

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتدائی تعلیم کی سرگزشت صرف اتنی ہی ہے مروجہ دستور کے مطابق آپ نے کسی استاد یا عالم دین سے شریعت کا علم حاصل نہیں کیا نہ ہی علوم ظاہر کے لئے کسی دارالعلوم میں داخل ہوئے لیکن آپ کی ذات اقدس

نسبت ابراہیمی کے حاصل ہونے کا عجیب شاہکار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی امی ہونے اور جملہ علوم عالمین سے واقف ہونے کی ایک زندہ دلیل ہے ظاہر کسی مکتب و مدرسہ سے تو تعلیم نہ حاصل کی مگر علوم ظاہر و باطن سے اس طرح واقف تھے کہ تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف، منطق، فلسفہ، علم کلام اور صرف و نحو کے بڑے بڑے ماہر علمائے کرام اپنے مسائل کے حل کے لیے آپ کی طرف رجوع کرتے تھے آنے والے اوراق اس بات کی تصدیق کے لئے کافی ہیں۔

### اسلاف سے راہ و ربط

سینہ مالا مال درد است و بجوید ہردے  
درد بر دردے دگر زخمے بجائے مرہے  
(سینہ درد سے مالا مال ہے اور پھر بھی ہر لحظہ مزید درد کا متلاشی ہے  
اور مرہم کی بجائے مزید زخم چاہتا ہے۔)

آپ کے تایامیاں گل احمد کے وصال کے بعد تمام تر ذمہ داری آپ پر آ پڑی۔ ایک طرف زمینداری کا کام تو دوسری طرف کسی اللہ والے کی تلاش جاری تھی تاکہ ان کی صحبت سے دل و جان کو تسکین پہنچائی جائے۔ فرماتے ایک روز مثنوی شریف پڑھتے ہوئے یہ اشعار نظر سے گزرے۔

جستجو کن جستجو کن جستجو  
در بدر میگردد و میرود کو بکو  
قال را بگذار مردے حال شو  
پیش مردے کالے پامال شو

اللہ والے کی تلاش زندگی بھر جاری رکھنی چاہیے باتیں کرنے سے بہتر ہے کہ کسی مرد کامل کے قدموں کی خاک بن جا ان اشعار نے آپ کی تڑپ میں مزید اضافہ کر دیا چنانچہ آپ سارا دن کھیتوں میں گزارتے اور رات کو موضع حاجیوالا میں حضرت میاں اللہ ود ہایا صاحب جو کہ ایک کامل درویش تھے کے پاس حاضری دیتے یہ حاضری

کئی سال تک جاری رہی قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے مجھے ان دنوں نہ کھانے پینے کی رغبت تھی نہ ہی کسی اور کام میں دل لگتا تھا سارا دن بحالتِ مجبوری مویشیوں اور کھیتوں میں کام کرتا مغرب کی نماز ادا کر کے حاجیوالا جاتا اور صبح واپسی ہوتی تھی۔

ایک روز حاجیوالا میں حضرت میاں اللہ ودہایا صاحب کے مرشد کامل حضرت صاحب اچاوا شریف والے آئے ہوئے تھے ان کی نظر حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر پڑی تو فرمایا ”یہ فقیر ہوگا“ صحیح کہا کسی نے ”ولی راوی می شناسد“ ایک اللہ والے نے آپ کے مقام کو سمجھ لیا اور راز ہائے سربستہ کو بیان کر دیا کہ میرے سامنے کوئی عام آدمی نہیں بلکہ اللہ کا کامل فقیر جلوہ افروز ہے پھر انہی ایام میں آپ کے فقیر ہونے کی سند حضرت سائیں کرم الہی کانواں والی سرکار گجرات نے بھی دی۔ حضرت میاں پیر حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بتایا حضرت صاحب کی جوانی کا عالم تھا کہ دو بھائی حسن محمد اور حیات محمد اپنی ابتدائی زندگی میں اچھے کام نہیں کرتے تھے کسی مقدمے میں گرفتار ہو گئے ان کی نانی حضرت سائیں کرم الہی کے پاس گئی کہ بیٹوں کا لاہور ہائی کورٹ میں مقدمہ چل رہا ہے دعا کریں کہ انہیں رہائی مل جائے سائیں کرم الہی نے کچھ توقف کے بعد کہا تم جینڈر چلی جاؤ گوہر الدین سے مل لو وہ اللہ کا فقیر ہے مذکورہ عورت جینڈر شریف آئی گاؤں میں لوگوں سے پوچھا یہاں کوئی اللہ کا درویش رہتا ہے اسے ملنا ہے لوگوں نے جواب دیا یہاں تو کوئی درویش نہیں ہے عورت نے کہا اس کا نام گوہر الدین ہے اس پر اسے بتایا گیا کہ وہ کھیتوں میں ہل چلا رہا ہوگا عورت تلاش کرتی ہوئی آپ کے پاس کھیتوں میں حاضر ہوئی اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا کہ مجھے سائیں کرم الہی گجراتی نے بھیجا ہے حضرت صاحب نے فرمایا تمہارے بیٹے رہا ہو جائیں گے آپ نے اپنی پگڑی سے کپڑے کے دو ٹکڑے اتارے اور فرمایا جس روز پیشی ہو کپڑے کا ایک ٹکڑا حسن محمد اور دوسرا ٹکڑا حیات محمد کی پگڑیوں میں رکھ دینا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا عدالت نے انہیں اسی روز رہا کر دیا۔ دونوں بھائی عمر بھر حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوتے رہے حضرت صاحب نے پھر ان پر خصوصی نظر کرم کی اور ولایت کے درجہ پر فائز فرمایا ان کے سینکڑوں مرید تھے سائیں حسن محمد کو اللہ کے خیال میں یکسوئی حاصل رہتی تھی

اکثر اپنے علاقے میں قوالی کا اہتمام کرتا اور اعلان کرتا کہ میں ڈاکو تھا ایک مرد خدا خواجہ گوہر الدین احمد کی نظر نے میری کایا پلٹ دی ہے جینڈر شریف میں ختم شریف کے مواقع پر اپنے مریدوں کے ہمراہ حاضر ہوتے رہے۔ لنگر اور قوالوں کے لئے کثیر رقم خرچ کرتے تھے۔

واقعہ مذکورہ سے معلوم ہوا کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عالم شباب میں ولایت کے اس درجے پر فائز تھے کہ بزرگان دین اور مجذوب بھی آپ کی فقیری کے قائل تھے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ میں چند راتیں حاجیوالا نہ جاسکا تو حضرت میاں اللہ ودہایا صاحب نے مجھے بلانے کے لئے ایک درویش کو بھیجا جب میں حاضر خدمت ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا ”میں اب اس جہان سے کوچ کر رہا ہوں تمہیں اسے لئے بلایا ہے کہ اپنی سب ریاضتیں فی سبیل اللہ تمہیں دے جاؤں اور میں یہ سب تمہاری ملک کرتا ہوں اور میرے سب مرید میرے بعد تمہارے مرید ہوں گے اس پر حضرت صاحب نے عرض کیا مجھے ان چیزوں کی خواہش نہیں ہے مجھے تو صرف اللہ تعالیٰ کی محبت مطلوب ہے چند روز بعد میاں صاحب وصال پاگئے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میاں اللہ ودہایا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تجہیز و تکفین کے بعد جینڈر شریف واپس چلے آئے۔

انہی ایام میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حیات گڑھ جلال پور جٹاں میں حضرت میاں غلام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بھی حاضر ہوئے جو صاحب کشف فقیر تھے حضرت صاحب فرماتے میں اس خیال سے وہاں پر گیا تھا کہ آپ بڑے ولی اللہ ہیں اور تو حید و رسالت کے مسئلہ میں میری رہنمائی کریں گے میں السلام علیکم کہہ کر بیٹھا ہی تھا بجائے اس کے کہ مجھ سے میرا نام وغیرہ دریافت کرتے خود ہی فرمانے لگے تمہارا نام گوہر الدین ہے تم فلاں گاؤں سے آئے ہو تمہارے گھر کے صحن میں فلاں فلاں درخت ہیں وغیرہ ان کی یہ باتیں حرف بہ حرف درست تھیں مجھے کہنے لگے اب تم مجھے ولی سمجھتے ہو میں نے کہا نہیں فرمایا کیوں؟ میں نے کہا کیونکہ جس مشکل کے حل کے لیے میں آپ

کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اگر وہ حل ہوگئی تو ولی سمجھ لوں گا۔ انہوں نے فرمایا بیان کرو۔ میں نے عرض کیا میں تو صرف یہ جاننا چاہتا ہوں کہ فنا فی الرسول سے کیا مراد ہے اس کے ہر ایک مرحلہ کو بیان کریں تاکہ میری رہنمائی ہو سکے تو انہوں نے فرمایا میں یہ بیان نہیں کر سکتا لہذا میں اجازت لے کر واپس چلا آیا۔ دوبارہ وہاں حاضر نہ ہوا البتہ وہ مجھے اپنا مرید سمجھ کر جینڈر شریف کئی بار حاضر ہوتے رہے۔ آمد پر حضرت صاحب ان کے آرام و سکون، خورد و نوش کا خاص خیال رکھتے تھے۔

## ریاضت و مجاہدہ

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز اپنے صحابہ کرام کے درمیان سے اٹھے اور شہر سے باہر کسی جانب کو تشریف لے گئے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت تلاش کیا بالآخر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بنی نجار کے ایک باغ میں پایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اپنے نعلین مبارک دیے اور فرمایا ”اے ابو ہریرہ جس کو تو ملے اسے بشارت دے کہ از روئے یقین لا الہ الا اللہ کہنے والا بہشت میں داخل ہوگا“ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریاضت اور مشغولیت کی خاطر شہر سے باہر باغوں میں تشریف لے جاتے وہاں کیفیت و ذوق میں کشادگی میسر آتی پھر مومنوں کے لئے لا الہ الا اللہ کے ذکر کی تلقین فرمائی تاکہ وہ بھی اسی فضیلت و کشادگی کو حاصل کر سکیں۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بچپن سے ہی طریقہ کار یہی رہا کہ رات کو گاؤں سے باہر چلے جاتے اور ذکر الہی میں مشغول ہو جاتے عام طور پر بچے اس عمر میں ان چیزوں سے بے نیاز ہوتے ہیں لیکن یہاں معاملہ کچھ اور تھا کہ زندگی کا ایک لمحہ بھی یاد الہی سے غافل نہ گزارا۔

ہر آں کہ غافل از حق یک زمان است

در آں دم کافر است امانہاں است

(جو انسان اللہ تعالیٰ سے ایک لحظہ غافل ہو جائے تو وہ اس وقت میں خفیہ



طور پر کافر ہے۔)

بچپن اور لڑکپن سے ہی آپ نماز کی پابندی کرتے چلے آئے۔ فرض نمازوں کے علاوہ تہجد چاشت اور اوامین کی نماز بھی باقاعدگی سے ادا کرتے زمینداری کے کام سے فراغت پر باقی وقت مسجد میں یاد الہی میں گزرتا۔ کئی سال حاجی والا میں شب بیداری میں گزرے۔

شروع سے ہی اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال اخلاق اور جمال صفات کی بیکراں وسعتوں سے نوازا ہوا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بارگاہ رب العزت میں دعا مانگا کرتے تھے: اللھم اھینی مسکینا وامتنی مسکیناً و احشرنی فی زمرة المساکین (اے اللہ مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ مسکین بنا کر مار اور کل قیامت کے روز مسکین و غرباء کے زمرہ میں اٹھا) یہی چیز تقرب الی اللہ کا باعث ہے حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اس صفت سے خوب نوازا ہوا تھا بارہا ایسا ہوتا کہ اگر کھانے کے لیے بیٹھے ہیں کوئی مسکین یا مسافر پاس سے گزرتا تو اپنا کھانا اسے دے دیتے اور خود سارا دن بھوک برداشت کرتے۔ سنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر لحاظ سے خیال رکھتے ہمیشہ با وضو رہتے کسی چیز کے کھانے یا پینے سے پیشتر اگر سرنگا ہوتا تو اسے ڈھانپ لیا کرتے تھے۔

آپ نے لمبی لمبی زلفیں رکھی ہوئی تھیں شب بیداری اور مجاہدہ کی خاطر رات کو اگر مسجد کے حجرہ میں ہوتے تو ایک رسی کے ساتھ انہیں باندھ لیتے تاکہ اونگھ آنے پر بھی بیدار ہو جاؤں۔ مجاہدہ و ریاضت کی یہ صورت ابتدائی عمر میں تھی جوں جوں زندگی گزرتی گئی اس میں بھی کمال عروج سے سرفراز ہوتے گئے۔

ذک فضل اللہ یوتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم

(القرآن الکریم: -۵۷:۲۱)

یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ ابتدائی جوانی میں ہی جب میں زمینداری کرتا تھا میری بے قراری روز بروز بڑھتی گئی انہی ایام میں حضرت قاضی

سلطان محمود اعوان شریف کا تذکرہ سن رکھا تھا ایک رات بوجہ بے قراری گاؤں سے باہر چلا گیا اور ایک خشک نالہ کی ریت پر لیٹ گیا جب اضطراب حد سے بڑھ گیا تو معاً میں نے دیکھا زمین سے آسمان تک نور ہی نور ہے لیکن مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کیا اسرار ہے۔ اس طرح کی باتیں آپ کو حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف کی خدمت میں لے گئیں قاضی صاحب سے آپ کی پہلی ملاقات کے تذکرہ سے قبل حضرت قاضی سلطان محمود قادریؒ کے حالات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

## حضرت قاضی سلطان محمود قادریؒ اعوان شریف گجرات

زبدۃ العارفين، متوکل علی اللہ، حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ابن حضرت غلام غوث ابن حضرت غلام مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ مئی ۱۸۴۰ء میں اعوان شریف ضلع گجرات میں پیدا ہوئے آپ کے جد امجد نے نام سلطان محمود رکھا ابتدائی تعلیم والد ماجد سے حاصل کی اس کے بعد مفتی شفیع احمد، مولانا صدر الدین، مولانا ابراہیم اور مولانا نور احمد سے علوم عقلیہ و نقلیہ حاصل کئے فراغت پر اپنے ہی گاؤں میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا چند سال تک طلباء کو پڑھاتے رہے دور دراز کے علاقوں سے طلباء آ کر آپ سے قرآن و حدیث، فقہ اور صرف و نحو کی تعلیم حاصل کرتے رہے۔

آپ کے دل میں کسی ولی اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر باطنی فیض حاصل کرنے کا جذبہ موجزن تھا یہ تمنا آپ کو قیوم زمان امام المجاہدین، شیخ الاسلام و المسلمین حضرت خواجہ محمد عبدالغفور خوندزادہ قادری المعروف بابا سید و شریف سوات (ولادت ۷ محرم الحرام ۱۲۱۱ھ / ۱۷۹۶ء اوصال محرم الحرام ۱۲۹۵ھ / ۱۲ جنوری ۱۸۷۷ء) کے آستانہ عالیہ پر لے گئی یہ سفر آپ نے اعوان شریف سے سوات تک تقریباً چار سو میل پیدل طے کیا۔ حضرت خواجہ محمد عبدالغفور خوند المعروف بابا سید و شریف کے نام پر ہی حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی کے والد ماجد مولانا عبدالحمید ہزاروی نے آپ کا نام محمد عبدالغفور رکھا تھا۔ حضرت شیخ القرآن کے جد امجد جامع معقول و منقول ماہر علم میراث، شیخ العلماء حضرت مولانا محمد عالم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بابا سید و شریف کے مرید تھے

اور آپ نے ہی اپنے شیخ کے حکم پر ان کی نماز جنازہ پڑھائی تھی حالانکہ اس وقت حضرت بابا سید و شریف کے ہزاروں خلفاء و علماء اور مرید موجود تھے۔ حضرت بابا سید و شریف حضرت مولانا پیر شاہ محمد شعیب قادری نقشبندی تورڈھر تحصیل صوابی کے مرید اور خلیفہ تھے۔ آپ ۲۱ سال کی عمر میں بیعت ہوئے اس وقت آپ کے زہد کا یہ عالم تھا کہ جس بکری یا گائے کا دودھ پیتے تھے اسے خود سی سے پکڑ کر چراتے تاکہ یہ جانور کسی بیگانے کے کھیت سے کوئی چیز نہ کھا۔ آپ نے سکھوں کے خلاف جہاد کیا۔ اسلحہ ختم ہونے پر آپ پتھروں کی طرف اشارہ کرتے وہ بارود بن جاتا تھا آپ کے ساڑھے چار سو خلفاء تھے جن میں الحاج عبدالرحیم قادری افغانی، حضرت عبدالوہاب مانکی شریف، حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف، حضرت میاں فضل الہی حضور، حضرت گل بابا پشاور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم شامل ہیں۔

حضرت قاضی سلطان محمود قادری حضرت بابا سید و شریف کی خدمت اقدس میں سوات حاضر ہوئے اور اپنا مقصد و مدعا بیان کیا حضرت بابا سید و شریف نے پوچھا علوم کہاں تک پڑھے ہو۔ آپ نے عرض کی جملہ علوم جو ایک عالم دین کے لئے ضروری ہوتے ہیں انکی تعلیم حاصل کی اور پڑھایا بھی ہے۔ حضرت خواجہ محمد عبدالغفور اخوندزادہ المعروف بابا سید و شریف نے آپ کو بیعت کر کے حلقہ ارادت میں شامل کرنے کے بعد اپنے ایک درویش سے فرمایا قاضی صاحب کو لے جاؤ اور انہیں مزید صرف و نحو کی تعلیم دی جائے قاضی صاحب درویش کے ساتھ گئے اور درویش آپ کو مویشی خانہ میں لے گیا اور ایک کدال اور ٹوکری دے کر کہا آج سے تمہارا یہ کام ہے کہ روزانہ مویشیوں کا گوبر اٹھا کر باہر کھیتوں میں ڈال کر آیا کرو حضرت قاضی سلطان محمود قادری نے گزشتہ زندگی بڑے نرم و نازک انداز سے گزارا تھی اور ہمیشہ نفیس اور صاف ستھرا لباس پہنتے تھے لیکن درویش کے حکم کو تسلیم کرتے ہوئے ایک سال تک اس ڈیوٹی کو احسن طریقہ سے سرانجام دیتے رہے۔ ایک روز حضرت بابا سید و شریف نے قاضی صاحب کو بلایا اور توجہ باطنی سے آپ کے دل میں عشق الہی کا چراغ روشن کر دیا سلوک کی منازل طے کراتے ہوئے خرقة خلافت عطا کیا اور فرمایا جاؤ اپنے مسکن پر مقیم ہو جاؤ اور رشہ و بدایت

کا سلسلہ جاری رکھو اب یہاں آنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ اگر کوئی مشکل پیش آئے تو گجرات حضرت شاہدولہ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے رہنا تمہارے معاملات حل ہو جایا کریں گے۔

حضرت قاضی سلطان محمود قادری مسلسل بارہ سال تک حضرت شاہدولہ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے رہے۔ پھر آپ کا رجوع شیخ چوگانی شریف حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کی طرف ہو گیا اور وہاں حاضری دیتے رہے۔ اور یہ معمول وصال تک رہا آخری عمر میں بوجہ ضعف چل نہ سکتے تو پاکی میں سوار ہو کر آتے رہے۔ آپ دیگر بزرگان دین کے مزارات پر بھی حاضری دیتے رہے خصوصاً حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علاؤ الدین صابر کلیر شریف، حضرت خواجہ نظام الدین دہلی اور حضرت بوعلی قلندر پانی پتی، ایک شخص نے آپ پر سوال کیا کہ آپ مزاروں پر کیوں جاتے ہیں؟ آپ نے فرمایا میں قبروں کا پٹواری نہیں ہوں میرے راستے میں کئی قبرستان آتے ہیں میں بجز فاتحہ خوانی کے وہاں نہیں ٹھہرتا صرف مقبولان بارگاہ الہی کے مزارات پر جاتا ہوں اس خیال سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی معرفت و رحمت کے دروازے ہیں اور شاید مجھے بھی اس معرفت و رحمت سے کچھ حاصل جائے جس کی بارش ان مزارات پر ہوتی رہتی ہے۔

آپ انتہائی نازک اندام، خاموش طبع، اپنے غور و فکر میں مشغول رہتے آپ کی طبع مسکین تھی اور مسکینوں میں خوش رہتے تھے بڑے بڑے زمیندار اور صاحب حیثیت لوگ آپ کے مرید تھے آپ کے پاس آتے تو ان کے دلوں سے تکبر و غرور کو نکلنے کے لئے آپ انہیں لنگر خانہ کی چکیوں پر گندم پسینے کا حکم دیتے۔ جنگل سے لکڑیاں اٹھا کر لانے کا کہتے مقصود ان کا تکبر توڑنا ہوتا تھا۔

عشق الہی کا غلبہ ہونے کی وجہ سے اکثر مغلوب الحال رہنے لگے مگر اس کے باوجود شریعت مطہرہ پر عمل جاری رکھا۔ نماز ہمیشہ باجماعت ادا کرتے۔ جب جماعت میں کھڑا رہنے کی طاقت نہ رہی تو بیٹھ کر ادا کرتے ایک درویش ساتھ بیٹھ جاتا آپ فرماتے غلبہ حال میں نماز سے فراغت کا پتہ نہیں چلتا جب امام سلام پھیر دے تو مجھے کہہ

دیا کرو تا کہ سلام پھیر لوں چنانچہ عرصہ دراز تک ایسا ہی ہوتا رہا۔ آپ میں جب بیٹہ کر نماز پڑھنے کی طاقت نہ رہی تو آپ کے حکم سے چار پائی جماعت کے ساتھ رکھ دی جاتی اور اشارہ سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھتے رہے۔

آپ کی نظر میں بلا کی تاثیر تھی اسی لیے اکثر آپ آنکھیں بند رکھتے اور کسی سے مخاطب ہوتے وقت بھی آنکھیں نہ کھولتے ایک موقع پر پیر سید احمد شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر آپ ٹھہرے ہوئے تھے غلبہ حال کی وجہ سے آنکھیں بند تھیں سید احمد شاہ صاحب کا بھتیجا فضل الہی سلام کرنے حاضر ہوا تو پیر سید احمد شاہ صاحب نے حضرت قاضی صاحب سے کہا کہ فضل الہی آیا ہے حضرت قاضی صاحب نے فقرہ سن کر آنکھیں نہ کھولیں اور ارشاد فرمایا شکر ہے کہ اس مسکین کی طرف بھی فضل الہی آیا ہے دوبارہ عرض کی پھر بھی یہی ارشاد فرمایا شکر ہے کہ اس مسکین کی طرف بھی فضل الہی آیا ہے شاہ صاحب نے تیسری بار کہا اور وہی جواب ملنے پر بھتیجے فضل الہی کو واپس بھیج دیا۔

مجمع الطاف رحماں نیر سلطان آوان

بود محمود الخلاق آستودہ عارفاں

حضرت قبلہ پیر میاں شیر محمد شر قپوری نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک مرید جو شاہ پور کا نمبر دار تھا حضرت کی نظر کرم سے جلد ہی سلوک کی منزل طے کرنے لگا لیکن دعوے بھی بڑے بڑے کرتا تھا۔ حضرت شیر ربانی اس سے ناراض ہو گئے اور جو کچھ اسے ملا تھا اس سے وہ خالی ہو گیا اس شخص نے حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی شہرت سنی تو آپ کے پاس حاضر ہوا آپ کے گھر تک رسائی نہ ملی حضرت قاضی صاحب بڑے صاحب کشف تھے گھر میں موجود مرید سے فرمایا باہر جاؤ دور سے کوئی آدمی آیا ہے لیکن اسے راستہ نہیں مل رہا اسے اندر لے آؤ وہ شخص اندر آیا آپ نے پوچھا کیسے آئے ہو؟ عرض کی حضور اللہ اللہ سیکھنے آیا ہوں حضرت قاضی صاحب نے خوش ہو کر فرمایا تم اللہ اللہ سیکھنے آئے ہو ورنہ یہاں تو لوگ دنیاوی کاموں کے لئے آتے ہیں کوئی اولاد کے لئے کوئی کاروبار کے لئے۔ لوگ دنیاوی مطلب لے کر آتے ہیں۔ پھر فرمایا اچھا میرے سامنے آ کر بیٹھو وہ آپ کے سامنے دوڑا نو ہو کر بیٹھ گیا۔ آپ نے اس

پر توجہ فرمائی پھر سراٹھا کر فرمایا تم نے جھوٹ بولا ہے تم تو پہلے ہی کسی کے مرید ہو تمہارا پیر صاحب کمال ہے اس نے تمہارے گرد ایک فولادی قلعہ کھڑا کر رکھا ہے تم ان کے پاس واپس جاؤ اور وہاں سے ہی فیض یاب ہو سکتے ہو اس نمبردار نے عرض کی حضور میرے پیر صاحب ناراض ہیں۔ فرمایا جا کر ان کو راضی کرو ورنہ کسی کے ہاں سے فیض نہیں ملے گا۔ وہ شخص واپس شرقپور آیا تو حضرت شیر ربانی نے فرمایا تم جو وہاں گئے تھے تو قاضی صاحب کو کیوں تنگ کیا۔

کیمیا پیدا کن از مشت گلے

بوسہ زن بر آستان کالمے

حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے منطق اور فلسفہ کی بعض کتب پر حواشی تحریر کیے آپ کے تلامذہ اور خلفاء میں نامور علماء و مشائخ گزرے ہیں۔ جمعۃ المبارک ۲ مئی ۱۹۱۹ء کو وصال فرما کر اعوان شریف میں اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ محو استراحت ہیں آپ کا مزار مبارک مرجع عوام و خواص ہے۔ آپ کے بھتیجے حضرت صاحبزادہ قاضی محبوب عالم قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً ۶۳ برس تک سجادہ نشینی کی زندگی گزار کر دسمبر ۱۹۸۲ء میں وصال پا گئے آپ کی علمی، تحریری، تقریری خدمات کا ایک زمانہ معترف ہے۔

## حضرت قاضی سلطان محمود قادریؒ

### کی خدمت اقدس میں حاضری

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ایک رات میں اپنے مکان کے کمرہ میں سب معمول بیداری کے عالم میں عشق کی بادہ پیمائیاں کر رہا تھا۔ ذکر و اذکار رب العزت کے حضور النجاء و تضرع اور استعانت میں مصروف تھا اہل خانہ گہری نیند سوئے ہوئے تھے کہ اچانک میں نے دیکھا کہ میرا کمرہ نور سے منور ہو گیا اور اس قدر روشنی پھیلی کہ مجھے اپنے گھر کی ہر چیز نظر آ گئی تو میں متحیر ہوا اور اس معجزہ کو حل نہ کر سکا کہ یہ

کیسا نور تھا میں نے چاہا کہ کسی مرد خدا کے پاس جاؤں اور یہ معاملہ حل کراؤں چونکہ ان دنوں حضرت قاضی سلطان محمود قادری راہ سلوک میں بلند مقام رکھتے تھے دور و نزدیک سے مخلوق خدا ہدایت کے لئے ان کے پاس حاضر ہوتی تھی تو میں نے آپ کے ایک مرید حضرت مولانا غلام حسین صاحب سکنہ موضع بھونیاں سے کہا کہ آپ قاضی صاحب کی خدمت اقدس میں جائیں اور میرا مسئلہ حل کرائیں مولانا نے کہا مجھے بتائیں میں عقدہ حل کر دیتا ہوں میں نے مذکورہ واقعہ ان سے بیان کیا اور کہا کہ مجھے بتائیں کہ میں نے کیا دیکھا ہے اور اس نور کو میں کیا سمجھوں تو اس پر مولانا غلام حسین صاحب کہنے لگے یہ معاملہ میری سمجھ سے بالاتر ہے۔ میں حضرت قاضی صاحب کی خدمت اقدس میں عرض کروں گا آپ جو جواب دیں گے میں اُس سے آپ کو آگاہ کر دوں گا چنانچہ مولانا نے قاضی صاحب کے پاس حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا اس مسئلہ کا جواب آپ کی معرفت نہیں بھیجا جاسکتا۔ آپ سائل سے کہیں کہ وہ خود میرے پاس حاضر ہو چنانچہ میں خود حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا آپ نے میرے حال احوال دریافت کرنے کے بعد میرے اس خیال اور تجسس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا تم نے بڑا اچھا راستہ اختیار کیا ہے اللہ تعالیٰ تم کو کامیاب کرے مزید فرمایا آج تک میں بھی محسوس کرتا رہا ہوں کہ میں کسی دریا کے عین وسط میں ایک جزیرہ پر اکیلا کھڑا ہوں لوگ مجھے دریا کے کنارے پر کھڑے کھڑے دیکھتے ہیں اور صرف اشارہ کر کے کہہ دیتے ہیں کہ ”قاضی صاحب اس جزیرہ پر کھڑے ہیں“ میرے پاس پہنچنے کی کوشش کوئی نہیں کرتا میں خوش ہوں کہ آج مجھے ایک ایسا شخص نظر آیا ہے جو دریا کو عبور کر کے میرے پاس پہنچ گیا ہے اور وہ تم ہو اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کرے اور فرمایا کہ اس قسم کے روحانی لمحات بکثرت وارد ہوتے رہیں گے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ابتداء سے پتہ چل رہا ہے کہ آپ کس مقام و مرتبہ پر فائز تھے کہ ایک شیخ کامل فنا فی اللہ و رسول، فلک سعادت کے ماہتاب، جہان ملکوت کے غواص، علم و کمال کے شہباز کافر مانا کہ ”تم پہلے شخص ہو جو اس دریا کو عبور کر کے میرے پاس پہنچ گئے ہو“۔

اس کے بعد حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مختلف اوقات میں اعوان شریف حاضر ہو کر حضرت کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ پر بے حد شفقت فرماتے اور آپ کی آمد پر اور رخصت پر کھڑے ہو جاتے آخری عمر میں جب حضرت قاضی صاحب ضعف و کمزوری کے باعث کھڑے نہ ہو سکتے اور چارپائی پر تشریف فرما ہوتے تو خدام سے فرماتے کہ حضرت خواجہ گوہر الدین احمد کی روانگی کے وقت میری چارپائی کو اٹھا لو خدام اس وقت تک آپ کی چارپائی کو اٹھائے رکھتے تھے جب تک آپ خدام کی نظروں سے اوجھل نہ ہو جاتے آخر عمر میں عشق الہی کے غلبہ و مغلوب الحال ہونے کی وجہ سے آنکھیں بند رکھتے تھے لہذا تاکیدِ خدام سے فرماتے خوب غور سے دیکھ لو کہ کہیں خواجہ گوہر الدین کی پگڑی تو دور سے نظر نہیں آرہی جب تسلی ہو جائے کہ آپ نظروں سے اوجھل ہو گئے ہیں پھر میری چارپائی نیچے رکھنا۔

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ آپ بہت کم مریدوں کے گھر جاتے تھے مزارات انبیائے کرام پر حاضری کے موقع پر بھی راستہ میں جن مریدوں کے مکان آتے وہاں بھی نہ جایا کرتے تھے لیکن کمال شفقت فرماتے ہوئے حضرت صاحب کی دعوت پر جینڈر شریف تشریف لاتے (مصنف گوہر منیر کے بقول ایک بار اور حضرت پیر میاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے راقم الحروف کو بتایا کہ تین بار آپ جینڈر شریف تشریف لائے تھے) اور فرماتے کہ کسی مرید کے گھر جانا میرے طریق کے خلاف ہے مگر تم میرے ہم خیال ہو اس لئے میں نے تمہاری دعوت قبول کی ہے۔

آپ کو بھی حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد عقیدت و محبت تھی اکثر اپنے بیان اور گفتگو کے دوران قاضی صاحب کے ملفوظات ارشاد فرمایا کرتے تھے آپ قاضی صاحب کی کیفیت و حال سے بہت خوش تھے اسی لئے وصال سے قبل فرمایا کہ ”قاضی صاحب والی راتیں آگئی ہیں“ حضرت قاضی صاحب سے ملاقات کے بعد ابتدائی سالوں میں آپ حصول معاش کے لئے زمینداری کے پیشہ سے



منسلک رہے مگر بعد میں قاضی صاحب کے ارشاد فرمانے پر اسے ترک کر دیا اور مسجد میں بیٹھ کر تبلیغ دین اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔

حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں آمد و رفت سے حضرت صاحب کو بے حد فائدہ ہوا چونکہ دونوں ہم خیال تھے راتیں باہمی راز و نیاز میں گزرنے لگیں دل ذکر الہی سے نور علی نور ہوتے گئے کیونکہ عاشقان الہی اپنے قلب میں ہمیشہ اللہ رب العزت کو یاد کرتے رہتے ہیں پھر اس کے وصل کی خوشبو سے بہرہ ور ہوتے ہیں تو دل کی گہرائیوں سے ہائے اور ہو کی صدائیں بلند ہوتی ہیں یہ مقام بہت بلند ہے۔

آنجا کہ ز عشق یار بوئے باشد  
لا بُد باشد کہ گفتگوئے باشد  
و آنجا کہ ز شوق جستجوئے باشد  
بی شبہ زہر دوہائے ہوئے باشد  
(جس میں یار کے عشق کی بو ہوگی تو اس سے گفتگو بھی ضرور ہوگی  
اور جہاں شوق کی جستجو ہوگی تو وہاں دونوں طرف سے ہائے و ہو کی  
صدائیں بھی ہوگی)۔

## مزارات مقدسہ پر حاضری

آغاز اسلام میں زیارت قبور سے منع کیا گیا کیونکہ زمانہ جاہلیت کے تصورات باقی تھے۔ جب احکام شرعیہ واضح ہو گئے اور اس بات کا یقین ہو گیا کہ اب کوئی چیز اسلام کو نقصان نہیں پہنچا سکتی تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے حکم کو منسوخ قرار دیا اور قبور کی زیارت کا نہ صرف حکم دیا بلکہ خود بھی تشریف لے جایا کرتے تھے ارشاد فرمایا:

” کنت نہیتکم عن زیارة القبور فزورواھا فإنھا تذکر الآخرة۔“

میں تمہیں قبروں پر جانے سے منع کیا کرتا تھا پس اب تم قبور کی زیارت کیا کرو اس سے آخرت یاد آتی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے آخری حصہ میں جنت البقیع کی طرف جاتے تو یوں فرماتے:

”السلام علیکم أهل الدیار من المؤمنین والمسلمین وانا

إن شاء الله بکم لاحقون أسأل الله لنا ولكم العافیة“

اے مومنین و مسلمین اہل قبور تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ہم ان شاء

اللہ تم سے ملنے والے ہیں اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے

لیے عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

عبادہ بن ابی صالح فرماتے:

”إن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يأتي قبور

الشهداء بأحد علی راس كل حول ويقول سلام علیکم

بما صبرتم فنعم عقبی الدار“

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہدائے احد کی قبروں پر ہر سال

جایا کرتے تھے اور فرماتے تم پر سلام ہو تم نے صبر کیا آخرت

اچھا گھر ہے۔

حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا وصال تک معمول رہا کہ حضرت حمزہ

رضی اللہ عنہ کی قبر پر جاتیں اس کی مرمت و درستی کرتیں۔ حاکم نے سیدنا علی کرم اللہ وجہہ

الکریم سے روایت کی ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی

قبر پر جمعہ کو آتیں اور وہاں آنسو بہاتیں نماز پڑھتیں۔ (بحوالہ خلاصہ الوفاء)

شہداء احد کی زیارت کا سلسلہ نبی علیہ السلام نے خود شروع فرمایا حضرت

ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی

اس سلسلہ کو قائم رکھا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی حج کے موقع پر یہاں

حاضر ہوتے تھے۔ (بحوالہ وفا الوفاء)

مقدمہ شامی میں حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مناقب میں حضرت امام

شافعی سے نقل کرتے ہیں:

”إني لأتبرك بأبي حنيفة وأجيء إلى قبره فإذا عرضت لي حاجة صليت ركعتين وسألت الله عند قبره فتقضى سريعاً“  
 میں امام ابوحنیفہ سے برکت حاصل کرتا ہوں ان کی قبر پر آتا ہوں اگر مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو دو رکعتیں پڑھتا ہوں اور ان کی قبر کے پاس جا کر دعا کرتا ہوں تو جلد حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

امام شافعی اپنے وطن فلسطین سے بغداد آتے اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر سے برکت حاصل کرتے اس سے معلوم ہوا قبور کی زیارت کے لیے سفر کرنا درست ہے۔ علاوہ ازیں تمام جید اولیائے عظام سے بھی ثابت ہے کہ وہ بزرگان دین کے مزارات پر حاضری دیتے رہے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر ہونا، حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر چلہ کشی کرنا، برصغیر کے تقریباً تقریباً تمام اولیائے کرام حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس سے فیض یاب ہیں ہزاروں اولیائے کرام فیوض و برکات کے لئے بغداد شریف کا رخ کرتے رہے۔

حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشاء کی نماز خرقان میں ادا کرتے اور حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ اطہر پر حاضر ہوتے۔ پھر صبح کی نماز اسی وضو سے واپس آ کر خرقان میں ادا کرتے واپسی پر یہ اہتمام کرتے کہ روضہ مبارک کی طرف پشت نہ ہو بارہ سال تک یہ سلسلہ جاری رہا اس کے بعد حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو خوشخبری دی تو آپ پر تمام ظاہری و باطنی علوم منکشف ہو گئے۔

چشم روشن کن ز خاک اولیاء

تابہ بنی ز ابتداء تا انتہاء

(اولیاء اللہ کی خاک سے آنکھیں روشن کرتا کہ ابتداء سے انتہا تک)

دیکھ سکے)۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اشعۃ اللمعات میں زیارت قبور اولیائے کرام کے حوالے سے بہت کچھ لکھا ہے قرآن و حدیث اور بزرگان دین کے احوال و واقعات سے ثابت کیا ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات کی حاضری سے اپنی مشکلات کو حل کرایا جاسکتا ہے۔ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی ہے عوام کی قبور مقام عبرت اور خواص کی قبور مرکز فیوض و برکات ہیں آپ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر اکثر حاضری دیتے وہاں جا روب کشی بھی کرتے اور مراقبہ کے دوران اسرار باطنی سے فیض یاب ہوتے۔

صوفیاء و اولیاء اللہ راہ حق میں انوار و تجلیات سے مستفیض ہوتے ہیں بعض اوقات ایسے مشاہدات اور باتف غیبی سے آواز سنتے ہیں کہ ان کی تحقیق و توثیق کے لئے جب کوئی علم ظاہر و باطن کا حامل رہنمائی نہیں کر سکتا تو یہ اکابر اولیائے کرام کے مزارات کا رخ کرتے ہیں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی طرح کے مشاہدات سے منور ہوئے فرماتے ہیں ایک رات عالم خواب میں دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان خلا میں ایک تابوت معلق ہے جو محبت سے انوار و برکات کا مظہر ہے وہاں سے نور مدینہ طیبہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار اقدس تک جا رہا ہے۔ فرماتے مجھے اس طرف اشارہ کیا گیا کہ انبیاء و اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ پر حاضری دو چنانچہ آپ نے مختلف مزارات پر جانا شروع کر دیا پھر آپ کی یہ کیفیت ہو گئی تھی کہ فرماتے ”میں خود اپنی مرضی سے کسی مزار پر نہیں جاتا جب تک صاحب مزار مجھے خود طلب نہ فرماتے۔“

آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ ان مزاروں پر مراقبہ کرنے سے عقیدہ توحید میں پختگی پیدا ہوتی ہے۔ اس دنیا کی مہمات سرد ہوتی ہیں ایمان و عرفان کے نکات حل ہوتے ہیں۔ مزید ارشاد فرمایا کہ کسی مقبول الہی کے مزار پر بیٹھنے کا اصل فیض یہ ہے کہ وہاں بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے خیال میں دل اس طرح محو ہو جاتا ہے کہ صاحب قبر بزرگ کا خیال بھی نہیں رہتا۔ دل اللہ رب العزت کی ذات پاک سے مناجات کرنے میں مشغول رہتا ہے ایک روز ارشاد فرمایا کہ بعض اوقات کسی اللہ والے کے مزار پر بیٹھنے

کے دوران اونگھ سی آ جاتی ہے اس میں بحالت خواب کسی بات کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے یہ اشارہ طالب حق کی رہنمائی کا سبب بن جاتا ہے مزار مقدس پر بیٹھتے ہوئے جو مقدس خیالات ذہن میں آئیں سمجھو کہ یہ صاحب مزار کی طرف سے تھے اس میں احتیاط یہ ہونی چاہیے کہ یہ خیالات کسی طور پر بھی شریعت محمدیہ کے خلاف نہ ہوں کیونکہ شیطان کا حملہ ہر وقت موجود رہتا ہے۔

ارشاد فرمایا کہ مزارات اولیاء پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت رحمت کا نزول ہوتا رہتا ہے لہذا جو وہاں جا کر بیٹھے گا وہ بھی اس رحمت الہی سے فیض حاصل کرے گا آپ نے حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی بیان فرمایا کہ انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کے مزارات مقدسہ پر مراقبہ کرنے سے مشکل اور سوالات خود بخود حل ہو جاتے ہیں اس سے باطنی خیال کو سکون میسر آتا ہے جو سالک کو روحانی فیوض و برکات سے مالا مال کر دیتا ہے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے انبیاء کرام و اولیائے کرام کے مزارات پر حاضری کو اپنا معمول بنا لیا کئی کئی روز تک وہاں قیام کیا کرتے تھے اولیائے کرام میں حضرت سیدنا علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش بجزویری لاہور اور حضرت سید کبیر الدین دریائی المعروف حضرت شاہد اولہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارات مقدمہ پر متعدد بار حاضری دی علاوہ ازیں دیگر کئی ایک مزارات پر بھی حاضر ہوئے جن میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت خواجہ پیر علاؤ الدین صابر کلیر شریف خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

## حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ سے خصوصی نسبت

سید ہجویر مخدوم ام  
مرقد او پیر سنجر را حرم  
خاک پنجاب از دم او زندہ گشت  
صبح ما از مہر او تابندہ گشت

مخدوم اولیاء، سلطان الاصفیاء، سراج السالکین حضرت شیخ ابوالحسن سید علی بن عثمان بن علی بجویری ثم لاہوری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات اقدس کو رحمت الہی نے اپنے لطف و کرم کا مظہر بنا کر خلق خدا کی ہدایت و تزکیہ کے لیے مقرر فرمایا آپ کی سیرت طیبہ کا ہر پہلو سالکان راہ محبت کے لئے خضر راہ کا کام دیتا ہے۔ آپ امام المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال محبت و متابعت سے ولایت کے ارفع و اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں فنا ہو کر مقام محبوبیت کہ اس درجہ پر پہنچے کہ زمین پر خلیفۃ اللہ، مظہر انوار الہی اور نائب محبوب خدا ہوئے ظاہری حیات طیبہ میں بے شمار لوگوں کو فیض اور رشد و ہدایت سے منور کیا۔ اپنی روحانی قوت اور نظر کیمیا اثر کی بدولت کفرستان ہند میں پرچم اسلامی کو لہرایا اور بعد از وصال آپ کا مزار مرکز پر انوار اور فیض رسان عالم کا منبع ہے صرف عوام و خواص نہیں بلکہ طریقت و شریعت کے بڑے بڑے بادشاہوں نے آکر فیض حاصل کیا۔ جیسی محبوبیت و مقبولیت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کو ملی اس کی نظیر نہیں ملتی کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نائب رسول فی الہند بھی پکارے اٹھے۔

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ولادت غالباً ۳۰۰ھ غزنی شہر کے محلہ بجویر میں ہوئی آپ نے جوانی میں ہی علوم ظاہری کی تکمیل کر لی بادشاہ محمود غزنوی کی موجودگی میں ایک ہندوستانی فلسفی سے مناظرہ کیا اور اسے شکست فاش دی اس وقت آپ کی عمر مبارک بیس سال کے لگ بھگ تھی آپ نے حضرت ابوالفضل محمد بن الحسن اہلبخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی آپ کا وصال جس وقت ہوا تو آپ کا سراقس حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی گود میں تھا آپ نے اپنے شیخ کے علاوہ ہم عصر مشائخ سے بھی استفادہ کیا جس کا ذکر آپ کی تصنیف کردہ کتاب ”کشف المحجوب“ میں ہے صرف خراسان کے تین سو صوفیائے کرام سے ملاقات کرنے کا شرف حاصل ہوا علاوہ ازیں حضرت خضر علیہ السلام سے بھی علم ظاہری و باطنی حاصل

کیا آپ حنفی المذہب تھے حضرت امام اعظم کا نام نہایت تعظیم و تکریم سے اس طرح کشف المحجوب میں تحریر فرمایا ”امام اماں و مقتدائی سنیاں شرف فقہاء و عز علماء ابوحنیفہ نعمان بن ثابت الحزّاز رضی اللہ تعالیٰ عنہ“ اور اپنا ایمان افروز واقعہ بھی لکھا کہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ اقدس پر نبی علیہ السلام اور امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بحالت خواب میں زیارت ہوئی اس خواب سے آپ نے یہ اخذ کیا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان بزرگوں میں سے ہیں جو اپنی ذاتی اور طبعی اوصاف سے فانی ہو چکے ہیں صرف احکام شرع کے لئے باقی ہیں خواب میں دیکھا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نبی علیہ السلام اٹھا کر لے جا رہے ہیں اس لئے جو اپنی ذاتی صفات میں فانی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے آپ کو فنا کر چکا ہو تو اس سے بھی خطا کا صدور ممکن نہیں یہ ایک لطیف رمز ہے۔

آپ اپنے شیخ کے حکم پر لاہور تشریف لائے لاہور میں دوران قیام آپ کے پر اثر کلام اور اخلاق عالیہ سے متاثر ہو کر لوگ حلقہ بگوش اسلام بناتے گئے اور تبلیغ اسلام کا ایسا باب کھلا کہ کچھ ہی عرصہ کے اندر برصغیر پاک و ہند میں شمع اسلام روشن ہوئی۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف منیف کشف المحجوب شریف شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت کا ایک بیش بہا خزانہ ہے فارسی زبان میں تصوف کے موضوع پر لکھی جانے والی یہ پہلی باقاعدہ کتاب ہے یہ کتاب عوام و خواص کے لیے پیر کامل کی حیثیت رکھتی ہے اکابر اولیائے کرام نے نہ صرف خود اس کا مطالعہ کیا بلکہ اس سے مستفید ہونے کی تلقین کرتے رہے حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد جس کا کوئی مرشد نہ ہو اسے کشف المحجوب کے مطالعہ کی برکت سے مرشد مل جائے گا۔ کشف المحجوب کو مستند تذکروں اور تصوف کی کتابوں کا ماخذ ہونے کا بھی شرف حاصل ہے حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء ملک الشعراء بہار نے سبک شناسی حضرت خواجہ ابوالخیر علیہ نے نفحات الانس حضرت خواجہ شرف الدین عینی نے اسرار کاتب حضرت مخدوم سید اشرف جہانگیر سمٹانی نے اپنے مجموعہ ملفوظات

حضرت خواجہ محمد پارسا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فصل الخطاب، حضرت خواجہ سید محمد حسینی گیسو دراز نے اپنی تصانیف و مکتوبات، شیخ محمد اکرم صابری نے اقتباس الانوار اور محمد دارہ شکوہ نے سفینۃ الاولیاء میں کشف المحجوب شریف سے استفادہ کیا ہے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے فوائد الفوائد، مولانا محمد یعقوب بن عثمان غزنوی نے رسالہ ابدالیہ، شیخ احمد زنجانی نے تحفۃ الواصلین، ابوالفضل نے آئین اکبری، عبدالصمد نے اخبار الاصفیاء، لعل بیگ نے ثمرات القدس، مولانا محمد غوثی نے گلزار ابرار میں مولانا محمد بختاورد خاں نے ریاض الاولیاء، لالہ سبحان رائے بٹالوی نے خلاصۃ التواریخ، میر آزاد بگرامی نے آثار الکرام، مفتی غلام سرور نے خزینۃ الاصفیاء اور حدیقۃ الاولیاء میں تفصیلاً تذکرہ کیا اور بعد میں آنے والے مؤرخین و مؤلفین کی تصوف کے سلسلہ میں لکھی جانے والی کتابوں کا بنیادی ماخذ کشف المحجوب ہی ہے۔

کشف المحجوب شریف کے فارسی، عربی اور اردو زبان میں کئی ایک تراجم کے علاوہ انگریزی اور دیگر مغربی زبانوں میں بھی ترجمے شائع ہو چکے ہیں۔ کئی غیر مسلموں نے بھی اپنی کتابوں میں اس کتاب سے استفادہ کیا مثلاً رائے بہادر کنہیاں نے تاریخ لاہور، گنیش داس و ڈیرہ نے چارباغ، پنجاب مرتبہ کرپال سنگھ کے ایس لال نے مسلم انڈیا، معروف جرمن مستشرق ڈاکٹر این میری شمل نے اسلام ان دی انڈیا وغیرہم شامل ہیں ایک روسی مستشرق والنیتن ژوکوفسکی نے کشف المحجوب پر روسی زبان میں مقدمہ لکھ کر اسے روس میں شائع کیا۔ رینالڈاے نکلس نے کشف المحجوب کا انگریزی میں ترجمہ اور مقدمہ لکھ کر شائع کیا۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جو خصوصی نسبت حاصل ہے اس کے پیش نظر کتاب ہذا میں کشف المحجوب شریف کا تذکرہ اور اس کتاب کے اقتباسات مختلف مقامات پر موجود ہیں۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لاہور میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مقدس پر کثرت سے حاضر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کی باطنی بیعت اور ایسی نسبت کا حصول اسی مزار اقدس سے ہے۔ اس باطنی بیعت کی بدولت آپ کی عقیدت و محبت



حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے قابل رشک ہے جب آپ وہاں تشریف لے جاتے تو کئی کئی روز لاہور میں قیام کرتے چنانچہ لاہور کے اکثر لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے آپ قیام لاہور کے ایام میں دن کو انہی احباب کے گھروں میں ٹھہرتے اور رات کو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ عالیہ پر حاضر رہتے چونکہ دن کے وقت لاہور کی سڑکوں اور مزار مبارک پر رش ہوتا اس وجہ سے خیال میں انتشار کا خدشہ ہوتا رات کو زائرین کی تعداد کم ہوتی اس طرح آپ آرام و سکون سے وہاں مراقبہ میں بیٹھے رہتے فرمایا کہ ایک مرتبہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر مراقبہ میں تھا کہ حضرت کو مخاطب کر کے عرض کیا حضرت امیر لوگوں کو تو ہر روز اچھے اچھے کھانے میسر ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھی غرباء و فقراء کو بھی امراء کے گھروں میں جانے سے عمدہ کھانے مل جاتے ہیں حضرت آپ تو عرفان الہی اور ایمان بلا ریب کی نعمتوں سے مالا مال ہیں کیا کبھی اس گدا کو بھی اس نعمت سے مستفیض فرمائیں گے چنانچہ مجھے اشارہ ہوا ہاں اس کا تجربہ بھی کرو اتے ہیں اچانک میرے خیال سے ہر چیز کی نفی ہونے لگی پھر وہ مرحلہ آیا کہ اللہ کی ہستی کی نفی بھی ہو گئی میں گھبرا گیا کہ میرے ساتھ یہ کیا ہو گیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا اس میں گھبرانے اور پریشان ہونے کی بات نہیں یہ نفی تمہارے اس خدا کی ہوئی ہے جو تم نے اپنے وہم میں متصور کر رکھا ہے اب تمہیں اللہ رب العزت کا صحیح عرفان نصیب ہو گا جو ہر طرح کے وہموں سے بالاتر ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری کے موقع پر ایک بار آپ کی پشت مزار کی جانب ہو گئی آپ فرماتے ہیں اس پر میں بڑا اثر مند ہوا کہ مجھ سے غلطی سرزد ہو گئی ہے پھر مجھے خیال آیا کہ میری پشت میرے منہ سے اچھی ہے کیونکہ منہ سے تو کئی ناجائز باتیں بھی نکل جاتی ہیں مگر پشت خاموش رہتی ہے اس سے اس طرح کی غلطیاں سرزد نہیں ہوتیں۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر ہی شیخ چوگانی شریف حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کی قبر انور پر حاضر ہوئے تھے آپ کو جس قدر فیوض و برکات اور مقام و مرتبہ ملا ہے یہ انہی دو مزارات مقدسہ کی

بدولت ہے اسی لئے بارہا مرتبہ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا میرے باطنی و روحانی پیر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور سے شیخ چوگانی حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام تک ہیں جس طرح آپ کا ارشاد ہے کہ میں مزارات پر اپنی مرضی سے نہیں جاتا صاحب مزار کے بلانے پر جاتا ہوں اسی طرح کا معاملہ مزار مبارک سے رخصت ہوتے وقت بھی دیکھا گیا ہے کہ جب آپ مراقبہ سے فارغ ہو جاتے تو لاہور میں کسی صاحب کے گھر چلے جاتے یہی معاملہ ہر روز جاری رہتا شب کو مزار مبارک پر اور دن کو قیام گاہ پر چلے جاتے اگر رات کو ہی الوداعی اجازت مل جاتی تو پھر لاہور ہرگز نہ ٹھہرتے فوراً جینڈر ٹریف چلے آتے ایک موقع پر کسی عقیدت مند نے عرض کیا حضرت آج کا دن ٹھہر جائیں میں آپ کی اور دیگر عقیدت مندوں کی دعوت کرنا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا چونکہ مجھے حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازت دے دی ہے لہذا میں اب یہاں نہیں ٹھہر سکتا اس نے عرض کی حضور میری خاطر ایک دن کے لئے ٹھہر جائیں مسکراتے ہوئے فرمایا ”کنواریاں کیا جانیں کہ بیاہی ہوئی کن مجبور یوں میں جکڑی ہوئی ہے۔“

### بیعت

طریقت کے مروجہ دستور کے مطابق آپ کسی شیخ کامل کے دست اقدس کو تھام کر بیعت نہیں ہوئے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزارات مقدسہ سے ظاہری و باطنی اور علمی و روحانی طور پر مستفیض ہوئے اس لئے فرماتے میرے پیر حضرت داتا گنج بخش لاہور سے شیخ چوگانی حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام تک ہیں یعنی اولیاء اللہ میں سے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور انبیائے کرام میں سے حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام سے فیض حاصل کیا ویسے دیگر اولیاء و انبیائے کرام کے مزارات پر بھی حاضری دیتے رہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کا سلسلہ ایسی ہے اس سلسلہ اویسیہ کے بہت سے بزرگ گزرے ہیں جو اس طرح فیضیاب ہوئے ہیں۔ حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ کو روحانیت اور تصوف کی دنیا میں

بڑا بلند مقام ملا ہے صوفیائے کرام کے بہت سے سلسلے کسی نہ کسی طرح حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ضرور تعلق رکھتے ہیں مگر ایک گروہ کا خیال ہے کہ سلسلہ اویسی اسے کہتے ہیں جو بزرگ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت براہ راست بارگاہ رب العزت سے فیض لے رہا ہو، فیض لینے کے قابل ہو جائے یا کسی ایسے ولی سے فیض حاصل کرے کہ ان دونوں کے درمیان ظاہری واسطہ کے بغیر ہی ولایت مل جائے بعض اوقات یہ درمیانی واسطہ صدیوں پہلے بھی محیط ہوتا ہے اس کی بہترین مثال حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہے کہ آپ نے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روحانی فیض حاصل کیا جبکہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال مختلف محققین کی روایات کو جمع کریں تو ۴۵۶ھ سے ۵۰۰ھ کے درمیان ہوا جبکہ حضرت قبلہ عالم کی ولادت ۱۲۸۵ھ ہے۔ اویسی نسبت والے بزرگوں کی روحانی تربیت روحانی بزرگوں کی پاک ارواح کرتی رہی ہیں دیگر مثالوں میں حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باطنی و روحانی فیض حضرت امام جعفر صادق سے حاصل کیا جبکہ حضرت امام جعفر صادق کا وصال ۱۴۸ھ میں ہوا اور حضرت بایزید بسطامی ۱۸۸ھ میں پیدا ہوئے۔ حضرت شیخ ابوالحسن خرقانی نے باطنی فیض حضرت بایزید بسطامی سے حاصل کیا۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ۲۶۱ھ میں جبکہ شیخ ابوالحسن خرقانی کی ولادت ۳۵۲ھ میں ہوئی حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے شیخ حضرت سید امیر کلال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت خواجہ محمد بابا ساسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ خصوصی طور پر فیض حضرت خواجہ عبدالحق غجدوانی سے حاصل کیا جن کا وصال ۵۷۵ھ میں ہوا جبکہ حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۸۷ھ میں پیدا ہوئے۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے فرمان کے مطابق سلسلہ اویسیہ کے سات بنیادی اصول ہیں۔ ۱۔ اتباع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۲۔ دنیا میں رہ کر دنیا سے دل نہ لگانا ۳۔ مقصد کے بغیر اور حق کے خلاف کوئی بات زبان سے نہ نکالنا ۴۔ یاد الہی سے کسی وقت بھی غافل نہ ہونا ۵۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو حاضر و

ناظر جاننا ۶۔ ہر حال میں راضی برضار ہنا اور غصہ کو پی جانا ۷۔ غیبت۔ اجتناب کرنا  
سلسلہ اویسیہ کے ساتوں امولوں کا تصور ذہن میں لا کر غور کریں تو  
حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صورت و سیرت نظر آتی ہے آنے والے  
اوراق میں ان صفات کی حامل شخصیت کی سیرت کا ایک خاکہ پیش کیا جائے گا۔  
اویسی رتبہ بہت بلند مقام ہے یہ ہر کسی کو میسر نہیں آتا حضرت شیخ فرید الدین عطار  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ”بعض اولیاء اللہ ایسے ہیں جنہیں مشائخ طریقت  
اور اکابر حقیقت ”اویسی“ کہتے ہیں انہیں بظاہر کسی پیر طریقت کی ضرورت نہیں  
چونکہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر کسی واسطے کے ان کی تربیت اپنی حمایت  
اور عنایت سے فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تربیت  
ہوئی یہ بہت اونچا مقام ہے۔“

اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرنے والے بعض اولیاء  
اللہ نے اپنے بعض طالبوں کی خود اپنی روحانیت کے ذریعہ تربیت فرمائی بغیر اس کے  
کہ وہ ان کے مرید ہوں یہ جماعت بھی اویسیوں میں داخل ہے چنانچہ حضرت قبلہ  
عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ تو ظاہراً کسی شیخ کی بیعت کی اور نہ ہی خود مروجہ دستور  
کے مطابق آنے والے لوگوں کو بیعت کرتے گوہر منیر صفحہ نمبر ۲۱ میں لکھا ہے کہ ”آپ  
نے ساری زندگی میں کسی کو رسمی بیعت نہیں کیا اور نہ کسی کو مرید کے نام سے پکارا اور  
جب کوئی شخص بیعت کی خواہش کرتا تو آپ فرمایا کرتے کہ اس رسمی بیعت کی چنداں  
ضرورت نہیں اس طرح کرنے کا تو اس ذات گرامی کو حق حاصل تھا جس کے متعلق اللہ  
تعالیٰ نے فرمایا:

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدیہم۔

(القرآن الکریم: ۱۰:۲۸)

”جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں

ان کے ہاتوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔“

میں ان آدمیوں میں سے نہیں ہوں جن کو بیعت کرنے کا حق ہے اس لئے

میں اس قسم کی بیعت کرنے سے ڈرتا ہوں البتہ آپ اکثر یہاں آیا کریں اور اس کو بیعت سمجھیں کیونکہ آپ اگر باوجود میرے ولی نہ ہونے کے مجھے ولی سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی معرفت اور اطاعت کے لئے یہاں سفر کر کے آتے رہیں گے تو اس جستجو میں آپ جتنی تکلیف اٹھائیں گے وہ اکارت نہ جائے گی اور آپ کا ہر قدم جو اس راہ میں اٹھے گا وہ بہشت کی طرف اٹھے گا کہ مرید کو اللہ تعالیٰ کی پہچان کرا کر اس کی طرف رجوع کرائے اور اس کو جستجو اور شوق دلا کر اس کی تابعداری پر آمادہ کرے اور مرید کا فرض ہے کہ وہ اپنے پیر کی رہنمائی میں اس راہ پر گامزن ہو کر اپنی اصلاح کی کوشش کرے اور گناہوں سے توبہ کر کے نیک اعمال کی سعی کرتا رہے اگر مرید کی یہ نیت نہیں اور وہ خلاف شرع معمولات کو ترک کر کے اپنے آپ کو حدود شرعی میں محدود نہیں کرنا چاہتا تو وہ اپنے پیر سے منفعت کا خواہشمند ہے تو وہ مرید نہیں ہے۔“

ایک موقع پر ارشاد فرمایا میں وہ ہاتھ تلاش کرتا ہوں جس ہاتھ پر بیعت کو اللہ تعالیٰ نے اپنا ہاتھ قرار دیا۔ کہیں نہیں لکھا ہوا کہ ہر آنے والے کو بیعت کیا جائے یہاں آنے والے کے ساتھ میرا تعلق استاد شاگرد کا ہے۔ اکثر ارشاد فرماتے جو لوگ یہاں آتے ہیں میں ان کا بازو پکڑ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ میں دے دیتا ہوں ہم سب کے پیروہ ہیں جو سب اولیاء صحابہ و اہل بیت کے پیر ہیں۔

## سفرِ کلیر شریف

تاج الاولیاء، مقتدائے اہل طریقت، مقرب بارگاہ الہی حضرت خواجہ علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب کشف و کرامت بزرگ گزرے ہیں زہد الانبیاء، قطب الاقطاب حضرت شیخ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بھانجے اور داماد تھے آپ نے ہی انہیں خرقة فقر و ارادت عطا کیا حضرت خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی ہے میرا علم ظاہر و باطن شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر اور شیخ نظام الدین بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما کو منتقل ہوا کبھی ارشاد فرماتے میرے سینے کا علم شیخ نظام الدین اولیاء بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اور دل کا علم شیخ علاؤ الدین علی احمد صابر کو پہنچا

ہوا ہے۔ آپ کے اوپر غیر معمولی جلال تھا چنانچہ عظمت و ہيبت کی وجہ سے کوئی شخص نظر بھر کر آپ کو نہیں دیکھ سکتا تھا آپ نے اپنے شیخ کامل خواجہ گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خوب خدمت کی بارہ سال تک آپ کے آستانہ عالیہ پر لنگر تقسیم کرنے کی ذمہ داری نبھاتے رہے اس دوران آپ نے لنگر خانہ سے کچھ نہ کھایا ایک دن شیخ نے پوچھا تم فقراء کو لنگر تقسیم کرتے ہو یا کہ خود بھی کچھ کھاتے ہو عرض کیا غلام کی کیا مجال جو حضرت کی اجازت کے بغیر ایک دانہ بھی منہ میں رکھے۔

اس پر آپ نے خوش ہوتے ہوئے فرمایا میرا علاؤ الدین علی احمد صابر ہے اسی روز سے آپ صابر کے نام سے مشہور ہو گئے۔ آپ ہمیشہ ذکر الہی میں مشغول رہتے سماع کا بہت زیادہ شوق تھا۔ مستجاب الدعوات تھے جو بات زبان مبارک سے نکالتے وہ پوری ہو جاتی سماع سے شغف کا یہ عالم تھا کہ عین حالت سماع اور وجد میں ۳ ربيع الاول ۱۹۱۲ھ کو وصال فرما کر کلیر شریف میں مجو استراحت ہیں آپ کا روضہ انور عوام و خواص خصوصاً مشائخ چشت کے لئے منبع انوار و تجلیات ہے۔

حضرت خواجہ گوہر الدین احمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت علاؤ الدین علی احمد صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی خصوصی نسبت حاصل ہے حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر آپ کلیر شریف تشریف لے گئے آپ نے بیان فرمایا کہ میرے ہمراہ ایک اور ساتھی تھا ہم دنوں جس وقت کلیر شریف پہنچے تو وہاں مزار اقدس پر محفل سماع ہو رہی تھی ایک مصرع پر مجھے ایسا وجد ہوا کہ مجھے اپنے تن بدن کا ہوش نہ رہا اس وقت سوائے بدن کے کپڑوں کے میرے پاس اور کوئی دوسری چیز نہ تھی حالت وجد میں سر سے پگڑی اتار کر قوالوں کے سامنے رکھ دی پھر رومال اور آخر کار نمیض اتار کر انہیں دے دی میرے پاس ایک کمبل تھا جو اس وقت میرے ساتھ ہی کے پاس تھا اگر میرے پاس ہوتا تو وہ بھی قوالوں کی نذر کر دیتا میں حالت وجد میں ہی رہا یہاں تک کہ قوالی ختم ہو گئی جب مجھے کچھ ہوش آیا تو میں نے دیکھا کہ میرے بدن پر سوائے تہبند کے اور کوئی کپڑا نہیں ساتھی کو تلاش کیا لمبل لے کر جسم کو اچھا نپ لیا پھر حضرت کے مزار اقدس پر حاضری دی فاتحہ خوانی و مراقبہ کے بعد اپنے ساتھی سے واپس جانے کے ارادے سے دریافت کیا تمہارے پاس کتنی رقم

ہے اس نے جواب دیا رقم تو خرچ ہو چکی ہے صرف چند سکے میرے پاس موجود ہیں دونوں اسٹیشن پر آئے بنگلہ کلرک سے کہا یہ سکے لو جہاں تک کا کرایہ ہے اس اسٹیشن کے ٹکٹ دے دو چنانچہ جگا دھری اسٹیشن تک کے ٹکٹ ملے گاڑی پر سوار ہو کے اس اسٹیشن پر اترے اور ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ چلنے لگے کچھ فاصلہ پر ہمیں ریلوے کے ملازمین ملے جو پٹری پر کام کر رہے تھے ان سے وہاں رات گزارنے کی اجازت لی انہوں نے ہمیں کھانا کھلایا خود چار پائیوں پر لیٹ گئے ہم زمین پر لیٹ گئے دوران گفتگو کوئی مسئلہ چھڑ گیا میں نے بھی بحث میں حصہ لیا اور مسئلہ کو خوب وضاحت سے بیان کیا تو وہ لوگ بڑے شرمندہ ہوئے کہ ہم چار پائیوں پر سوئیں اور مولوی صاحب (حضرت صاحب رحمۃ اللہ کی طرف اشارہ کیا) زمین پر سوئیں اصرار کے ساتھ انہوں نے ہمیں چار پائیاں دیں ایک شخص نے مجھ سے میرے علاقہ کے بارے میں پوچھا تو جواب دیا کہ گجرات کے قریب ایک گاؤں جینڈر شریف کارہنے والا ہوں وہ بولا تم جینڈر کے سائیں گوہر الدین جو اللہ کا کامل بندہ ہے اسے جانتے ہو میں نے جب کہا گوہر الدین میرا ہی نام ہے سب آدمی حیرانگی کے ساتھ مؤدب ہو کر ہم سے معذرت کرنے لگے غلطی ہو گئی بے ادبی معاف کریں میں نے کہا کوئی بے ادبی نہیں میں بھی اللہ تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ ہوں اسی اثناء میں ایک آدمی وہاں آیا جو مجھے جانتا تھا سلام دعا کے بعد میری حالت دیکھ کر متعجب ہوا میں نے کلیر شریف کا سارا واقعہ سنایا صبح اس نے مجھے دو جوڑے کپڑے دیے اور ایک روز مزید وہاں قیام کے بعد اس نے ہمارے ساتھ ایک آدمی کو بھیجا سفر کے تمام لوازمات اور ضروری اشیاء دیں ہم ریل پر بیٹھ کر لاہور آئے اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر پہنچ گئے وہ شخص راستہ بھر میں خدمت کرتا رہا پھر لاہور سے واپس چلا گیا مجھے اس سفر سے یہ تجربہ ہوا کہ مقبولان بارگاہ الہی بڑے ہی خیر خواہ اور با وفا ہوتے ہیں جو شخص ان کی خدمت اقدس میں حاضر ہو وہ ہر طرح سے اس کی دلجوئی کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی خدمت میں آنے والوں کی حاجت روائی کرتا ہے۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری کے بعد گجرات پہنچے تو معلوم ہوا کہ حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہدولہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار پر حاضری کے لئے آئے ہوئے ہیں ہم بھی وہاں پہنچے اور اپنے آنے کی اطلاع دی قاضی صاحب (کتاب کے لکھتے ہوئے جب اس مقام پر پہنچا تو اطلاع ملی کہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نبیرہ سجادہ نشین دربار عالیہ جینڈڑ شریف حضرت پیرمیاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وصال پاگئے انا اللہ وانا الیہ راجعون ۱۷ جون ۲۰۰۷ء اتوار کو وصال ہوا ہے اور کل صبح دس بجے ۱۸ جون ۲۰۰۷ء سوموار ۲ جمادی الآخر ۱۴۲۸ھ کو نماز جنازہ ادا کی جائے گی) جو انتہائی ضعیف ہو چکے تھے دو درویشوں کے سہارے سے کھڑے ہو گئے اور مجھے پیغام بھیجا کہ اندر تشریف لائیں میں جب اندر گیا تو حالت تکلیف میں کھڑا دیکھا تو عرض کی کہ آپ نے کھڑے ہونے کی تکلیف کیوں کی آپ نے ارشاد فرمایا میاں صاحب آپ جناب حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار سے ہو کر آئے ہیں میں ان کے احترام میں کھڑا ہوا ہوں بعد مصافحہ کے آپ بیٹھ گئے اور مجھ سے میرا حال احوال پوچھا حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار عالیہ کے مشاہدات کیسے رہے ہیں میں نے عرض کیا حضرت وہاں حاضری کا یہ نتیجہ ہے کہ قوالی کی بدولت سارنگیوں کی آواز سے میرے دل پر ایک کیفیت اور لذت پیدا ہو گئی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ اب اس لذت سے پے در پے بہرہ اندوز ہوتا رہوں لیکن آپ دعا کریں کہ سماع کی لذت سے دل خالی ہو جائے کیونکہ میں ایک معمولی زمیندار ہوں اگر سماع شروع کر دوں تو سب و شتم کا نشانہ بن جاؤں گا جس کی مجھ سے برداشت نہ ہو سکے گی آپ نے ارشاد فرمایا میاں صاحب اللہ تعالیٰ کی محبت جس راہ سے آتی ہے آنے دیں ہر بات کی کفیل اس کی اپنی ذات پاک ہے مزید فرمایا کہ اس خیال کی ترقی کے واسطے کسی خاص خرقة اور لباس کی ضرورت نہیں سفید لباس میں رہنا بہتر ہے یہ بھی فرمایا کہ بیس سال تک کسی بھی مرید پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے ممکن ہے اس طویل عرصہ کے بعد بھی یہی سمجھ میں آئے کہ مرید طالب خدا نہیں بلکہ طالب دنیا ہے مثلاً دانا عورت آگ والی انگیٹھی بچا کر رکھتی ہے اگر کوئی شخص آگ لینے کیلئے آئے خود اٹھ کر تھوڑی سی آگ دے دیتی ہے۔



## مزارات انبیاء علیہم السلام پر حاضری

انبیاء و رسل سارے جہاں سے افضل ہیں ان کا دامن عصمت گمراہی سے کبھی بھی داغدار نہیں ہو سکتا ان کے فضائل و مقام پر قرآن کریم سے چند آیات درج ذیل ہیں:

وَمَنْ يَطْعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا. (القرآن الکریم: -۶۹:۴)

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے گا تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ اور کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔

يَا أَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَاءَكُمْ الرَّسُولُ بِالْحَقِّ مِنْ رَبِّكُمْ فَامْنُوا خَيْرًا لَكُمْ. (القرآن الکریم: -۱۷۰:۴)

اے لوگو تمہارے پاس یہ رسول حق کے ساتھ تمہارے رب کی طرف سے تشریف لائے اور ایمان لاؤ اپنے بھلے کو۔

وَلَقَدْ فَضَّلْنَا بَعْضَ النَّبِيِّينَ عَلَى بَعْضٍ (القرآن الکریم: -۵۵:۱۷)

اور بے شک ہم نے نبیوں میں سے ایک کو ایک پر بڑائی دی۔

وَكَمْ أَرْسَلْنَا مِنْ نَبِيِّ فِي الْأَوَّلِينَ. (القرآن الکریم: -۶:۴۳)

اور ہم نے کتنے ہی غیب بتانے والے (نبی) اگلوں میں بھیجے۔

إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَابْرَاهِيمَ وَالْإِسْمَاعِيلَ عَلَيَّ الْعَالَمِينَ. (القرآن الکریم: -۳۳:۳)

بے شک اللہ نے جن لیا آدم اور نوح اور ابراہیم کی آل اور عمران کی آل کو سارے جہاں سے۔

نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد سے قبل اللہ رب العزت نے کائنات میں تمام قوموں کی طرف رسول اور نبی مبعوث فرمائے ارشادِ ربانی ہے فرمایا:

يَمْحُشِرُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ الْمَ يَاتِكُمْ رَسُولٌ مِنْكُمْ يَقْصُونَ  
عَلَيْكُمْ آيَتِي. (القرآن الکریم: ۶-۱۳۰)

اے جنوں اور آدمیوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول  
نہ آئے تھے تم پر میری آیتیں پڑھتے۔

وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ (القرآن الکریم: ۱۳-۷)

اور ہر قوم کے لئے ہادی۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِينَ حَتَّى نَبْعَثَ رَسُولًا. (القرآن الکریم: ۱۷-۱۵)

اور ہم عذاب کرنے والے نہیں جب تک رسول نہ بھیج لیں۔

وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانٍ قَوْمِهِ. (القرآن الکریم: ۱۴-۴)

اور ہم نے ہر رسول اس کی قوم ہی کی زبان میں بھیجا۔

وَلَوْ أَنَا أَهْلُكُمْ لَكُنْتُمْ بِعَذَابِنَا مُؤْتَقُونَ لَوْ لَوْلَا أَرْسَلْنَا

الْيَنَارَ سِوَا لَافْتَتَبِعَ آيَتِكَ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَنْزِلَ وَنَخْزِيَ.

(القرآن الکریم: ۲۰-۱۳۴)

اور اگر ہم انہیں عذاب سے ہلاک کر دیتے رسول کے آنے سے

پہلے تو ضرور کہتے اے ہمارے رب تو نے ہماری طرف کوئی رسول

کیوں نہ بھیجا کہ ہم تیری آیتوں پر چلتے قبل اس کے کہ ذلیل

ورسوا ہوتے۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرَى حَتَّى يَبْعَثَ فِي أُمِّهِمْ رَسُولًا

يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِنَا. (القرآن الکریم: ۲۸-۵۹)

اور تمہارا رب شہروں کو ہلاک نہیں کرتا جب تک اس کے اصل مرجع

میں رسول نہ بھیجے جو ان پر ہماری آیتیں پڑھے۔

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ کائنات کے جس حصہ میں بھی قومیں موجود

تھیں وہاں انبیائے کرام تشریف لائے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”مجھے

سرزمین ہند کی طرف سے خوشبو آتی ہے یقیناً یہ انبیاء کے پاک جسموں اور دین اسلام کی

خوشبو کی طرف اشارہ ہے اسی حدیث مبارکہ کا تذکرہ علامہ اقبال نے بانگِ درا میں بھی کیا:

میر عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے

میرا وطن وہی ہے میرا وطن وہی ہے

حضرت شیخ ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دلائل سے ثابت کیا کہ

انبیائے کرام کی دعوت توحید ہر جگہ پہنچی ہے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

مکتوب نمبر ۲۵۹ میں رقم طراز ہیں ”ہندوستان میں بھی انبیائے کرام نے دعوت توحید

دی اے فرزند یہ فقیر جس قدر ملاحظہ کرتا ہے اور نظر کو وسیع کرتا ہے کوئی ایسی جگہ نہیں پاتا

جہاں ہمارے پیغمبر علیہ السلام کی دعوت نہ پہنچی ہو..... گزشتہ امتوں میں ملاحظہ کرنے

سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسی جگہ بہت کم ہے جہاں پیغمبر مبعوث نہ ہوئے ہوں حتیٰ کہ

زمین ہند بھی جو اس معاملہ سے دور دکھائی دیتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ اہل ہند سے

پیغمبر مبعوث ہوئے ہیں اور اللہ شانہ کی طرف دعوت دی اور ہندوستان کے بعض

شہروں میں محسوس ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے انوار شرک کے اندھیروں میں

شعلوں کی طرح روشن ہیں۔“

انبیائے کرام بلند مقام و مرتبہ کے حامل ہیں قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق

شہداء بعد از وصال زندہ ہیں تو انبیاء کو ان پر ہر لحاظ سے فضیلت حاصل ہے سرکارِ دو عالم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ان اللہ عزوجل قد حرم علی الارض ان

تاکل اجساد الانبیاء (نسائی، ابن ماجہ، ابوداؤد، مسند احمد)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الأنبیاء احياء فی قبورهم یصلون

(نبیہتی) (انبیاء اپنی قبروں میں زندہ اور نماز پڑھتے ہیں) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شب معراج موسیٰ علیہ السلام کی قبر کے پاس سے گزرے وہاں لے جانا بھی حکمت سے

خالی نہیں حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں

مررت علی موسی لیلۃ اسری بی عند الکثیر

الاحمر و هو قائم یصلی فی قبرہ.

(جس رات مجھے معراج کرائی گئی اس رات میں حضرت موسیٰ علیہ

السلام کے پاس سے گزرا وہ ایک سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز ادا کر رہے تھے)۔

انبیائے کرام کے مزارات کی حاضری باعث برکت و ثواب، اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور قرب روحانی کے حصول کا ذریعہ ہے یہ مزارات محبت و الفت، فیوض و برکات اور رشد و ہدایت کے منبع ہیں۔ ضلع گجرات میں مختلف مقامات پر انبیاء کرام ان کے خلفاء اور بنی اسرائیل کے بزرگوں کے مزارات موجود ہیں ان میں خصوصی طور پر قابل ذکر حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے حضرت قنبیط علیہ السلام کا مزار بڑیلہ شریف، حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام اور حضرت امنون علیہ السلام کا مزار شیخ چوگانی شریف، حضرت فینوش علیہ السلام کا مزار جو کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں موضع نجاں دریائے توی کے کنارے، حضرت شمعون علیہ السلام کا مزار موضع فنا لیاں کڑیا نوالہ کے قریب، حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام کا مزار موضع گجران، حضرت صفدان علیہ السلام کا مزار موضع ریحان بھاگو وال کے قریب، حضرت نعماطوس علیہ السلام کا مزار ڈوبہ جسو سرائے نزد چک کمالہ، حضرت مرطوش علیہ السلام کا مزار موٹا نزد ٹانڈہ میں ہے اسی طرح دیگر مزارات بھی موجود ہیں مگر ان کے حالات پر پردہ پڑا ہوا ہے ان مزارات کا تذکرہ ضلع گجرات کے حوالے سے شائع ہونے والی اکثر مذہبی کتابوں میں موجود ہے۔ حضرت قاضی سلطان محمود قادری، حافظ شمس الدین گلپانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت میاں محمد بخش کھڑی شریف، حضرت پیر نصیب علی شاہ چھالے شریف کے علاوہ برصغیر کے مختلف علاقوں سے کثیر تعداد میں اولیاء ان مزارات پر حاضری دیتے رہے ہیں حافظ شمس الدین گلپانوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی غیر مطبوعہ کتاب ”انوار شمس“ میں ضلع گجرات میں ان مزارات کی تفصیلات درج کی ہیں۔ حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ علیہ تمام مزارات پر بالعموم اور بالخصوص حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام، حضرت سیدنا امنون علیہ السلام، حضرت سیدنا موسیٰ حجازی علیہ السلام، حضرت سیدنا صفدان علیہ السلام اور حضرت سیدنا نعماطوس علیہ السلام کے مزارات پر نہ صرف حاضری دی بلکہ مزارات تعمیر کروائے اور شجرہ نسب بھی لکھوائے۔



بائبل دو حصوں پر مشتمل ہے عہد قدیم اور عہد جدید۔ پہلا حصہ عہد قدیم یا عہد عتیق میں تورات، زبور، اسفار حکمت، اسفار نبوت، اسفار تواریخی پر مشتمل ہے۔ جبکہ عہد جدید اسفار تواریخی انجیل، اسفار ہدایت، خطوط اور سفر نبوت پر مشتمل ہے عہد عتیق میں ۴۵ کتب اور عہد جدید میں ۲۷ کتب شامل ہیں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ بائبل کی کتب کا باہمی طور پر فرق ہے راقم الحروف نے پی ایچ ڈی کا مقالہ بعنوان ”تورات کی کتاب پیدائش کا قرآن حکیم کی روشنی میں ناقدانہ جائزہ“ لکھا ہے راقم کے پاس مختلف زبانوں اور اداروں کی بائبل موجود ہیں جن میں باہمی طور پر اختلاف ہے سینکڑوں مقامات پر نام اور مقامات کا فرق پایا جاتا ہے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو شجرہ نسب بیان کئے ہیں ان کے حوالہ جات بائبل سے درج ذیل ہیں ”کلام مقدس سوسائٹی آف سینٹ پال روما ۱۹۵۸ء“

- ۱۔ حضرت آدم علیہ السلام سے سام تک کا شجرہ  
تورات کتاب پیدائش باب نمبر ۵ آیت نمبر ۱ تا ۳۲
- ۲۔ سام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام  
تورات کتاب پیدائش باب نمبر ۱۱ آیت نمبر ۱۰ تا ۲۶
- ۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت یعقوب علیہ السلام  
تورات کتاب پیدائش باب نمبر ۲۵ آیت نمبر ۱۹ تا ۲۶
- ۴۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں کے اسماء  
تورات کتاب پیدائش باب نمبر ۳۵ آیت نمبر ۲۳ تا ۲۷
- ۵۔ حضرت یوسف علیہ السلام تا فرانسیم  
تورات کتاب پیدائش باب نمبر ۴۸ آیت نمبر ۱
- ۶۔ فرانسیم تا نون  
عہد عتیق اخبار اول باب نمبر ۷ آیت نمبر ۲۳ تا ۲۷
- ۷۔ یہوداہ تا داؤد علیہ السلام  
عہد عتیق اخبار اول باب نمبر ۲ آیت نمبر ۳ تا ۱۵

۸۔ داؤد علیہ السلام تا آمنون علیہ السلام

عہد عتیق اخبار اول باب نمبر ۳ آیت نمبر ۱، ۲

۹۔ لاوی اور مراری

لاوی اور مراری قبیلہ کا ذکر اور شجرہ عہد عتیق کی اکثر کتابوں میں موجود ہے۔  
مثلاً کتاب خروج کتاب عدو کتاب یوشع کتاب اخبار اول دوم اور نجم یاہ

۱۰۔ لاوی تا حضرت موسیٰ علیہ السلام

عہد عتیق کتاب اخبار اول باب نمبر ۶ آیت نمبر ۱ تا ۳

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے روضہ اقدس کی تعمیر کروائی آپ کی قبر انور کے قدموں کی طرف سنگ مرمر کے پتھر پر تعمیر کا سال قمری اعتبار سے ۱۳۳۱ھ تا ۱۳۳۹ھ درج ہے یہ سال شمسی لحاظ سے ۱۹۱۳ء تا ۱۹۲۱ء بنتے ہیں قبر مبارک پر سر کی جانب حضرت صاحب کے لکھے ہوئے اشعار بھی کندہ ہیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کی قبر مبارک کی تعمیر انہی سالوں میں کروائی اس کی تصدیق اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف رحمۃ اللہ علیہ نے اس تعمیر کو خود دیکھا اور خوشی کا اظہار بھی کیا جس کا ذکر اپنے موقع پر کیا جائے گا۔ حضرت قاضی سلطان محمود رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۱۹۱۹ء میں ہوا لہذا وہ وصال سے قبل اس تعمیر کو خود دیکھ چکے تھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انبیائے کرام خصوصاً حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کا شجرہ نسب بہت پہلے لکھوایا اور احباب کو آگاہ کر دیا تھا یہ شجرہ نسب حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں معروف ہو چکا تھا۔

اس پوری تمہید کے بعد مولوی محمد شاہد جمیل کی کتاب ”اسرار گوہر“ کے صفحہ نمبر ۱۱۸ کی عبارت ملاحظہ کی جائے لکھا ہے کہ ”حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان مزارات اقدس پر بموجب بشارت حاضر ہوئے اور پھر آمد و رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا آپ نے یہاں مزارات بھی تعمیر کروائے اور تمام انبیائے کرام کا شجرہ نسب بھی ہر مزار پر کھڑے ہو کر لکھوایا جو آپ کے سامنے ہیں اس کے بعد چند علماء کرام جو آپ کی خدمت میں

رہتے تھے یعنی شیخ القرآن علامہ عبدالغفور ہزاروی، علامہ محبت النبی، مولانا نور اللہ بصیر پوری، مولانا محمد شفیع کامونکی، مولانا محمد یار فریدی یہ تمام حضرات نے جلال پور جٹاں میں عیسائیوں کی بہت بڑی لائبریری میں جا کر وہاں دیکھا تو عہد نامہ قدیم میں اس طرح یہ شجرہ شریف ملا۔“

”اسرارِ گوہر“ کی یہ عبارت پڑھنے والا اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتا ہے کہ جب حضرت صاحب نے شجرہ شریف لکھوایا تو اس کے بعد یہ علمائے کرام جلال پور جٹاں گئے اور لائبریری سے تصدیق کی اور شجرہ ویسے ہی نکلا جیسا حضرت صاحب نے لکھوایا۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب حضرت صاحب نے یہ شجرہ نسب لکھوایا اس وقت تک تو ان علماء میں سے کوئی بھی جینڈر شریف حضرت صاحب کے پاس حاضر نہیں ہوا تھا سب سے پہلے تو حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۶ء میں وہاں تشریف لے گئے تھے باقی علمائے کرام بعد میں آئے جبکہ حضرت صاحب نے شجرہ شریف ۱۹۱۹ء سے پہلے لکھوایا لہذا یہ تحریر غلط فہمی پر مبنی ہے ہاں اس بات کو تسلیم کیا جاسکتا ہے کہ جب یہ علمائے کرام حضرت صاحب کے پاس اکثر آتے جاتے ہوں گے اس عرصہ کے دوران اس شجرہ نسب کو بائبل سے دیکھا ہوگا جہاں تک عیسائیوں کی بہت بڑی لائبریری کا تعلق ہے۔ جلال پور جٹاں میں عیسائیوں کی بڑی لائبریری کا وجود تھا نہ اب ہے۔

## حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام

حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کا مزار مبارک گجرات شہر سے شمال مشرق کی طرف جلال پور جٹاں سے ہیڈمرالہ روڈ پر (گجرات سے ۳۵ کلومیٹر) موضع شیخ چوگانہ میں دریائے چناب کے کنارے ایک اونچے ٹیلے پر واقع ہے اس مقدس مزار پر کئی بزرگ تشریف لاتے رہے خصوصی طور پر حضرت میاں محمد بخش کھڑی شریف، سید ظہور محی الدین شاہ بٹالہ شریف، حضرت قاضی سلطان محمود قادری اعوان شریف، حضرت حافظ شمس الدین گلپانوی رحمۃ اللہ علیہم قابل ذکر ہیں قاضی صاحب کی یہاں حاضری آپ کی زندگی کا معمول تھی آخر عمر میں بوجہ ضعف کے پاکی میں سوار ہو کر آیا کرتے تھے حضرت طانوخ



علیہ السلام کے بھائی کا مزار موضع ملہو کھوکھر میں ہے یہاں بھی قاضی صاحب تشریف لاتے تھے انہی کی وساطت سے قاضی صاحب کو دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں باریابی حاصل ہوئی تھی۔

حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام جن کا شجرہ نسب گزر چکا ہے حضرت یوسف علیہ السلام سے گیارہویں پشت میں ہیں آپ کے مزار اقدس پر پہلی بار حاضری کے بارے میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ الصمد لم یلد ولم یولد کی حقیقت کیا ہے میں مختلف بزرگان دین کے مزارات پر حاضر ہو کر سوال کرتا اسی سلسلہ میں حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری دی وہاں بھی یہی سوال کیا تو عالم مشاہدات میں حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ میرے کندھوں پر سوار ہو گئے اور فرمایا کہ اعلان کرو کہ باہور زندہ ہے میں نے عرض کی میں مانتا ہوں کہ باہور زندہ ہے مگر میں یہاں یہ دیکھنے نہیں آیا کہ باہور زندہ ہے۔ میں تو اس اللہ رب العزت کی حقیقت ذات کا متلاشی ہوں میرے سوال کا کیا جواب ہے چنانچہ مجھے حضرت سلطان باہور رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا تم لاہور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر چلے جاؤ وہ تمہارا سوال حل کریں گے میں لاہور آ کر حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوا اور سوال کیا اللہ الصمد ۰ لم یلد ولم یولد کی کیا حقیقت ہے آپ نے ارشاد فرمایا گوہر الدین اللہ کی ذات کی حقیقت کی آشنا نبوت ہے آپ نے عرض کی کیا میں مدینہ طیبہ چلا جاؤں حضرت داتا صاحب نے فرمایا حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار مبارک شیخ چوگانی شریف چلے جائیں چنانچہ میں وہاں سے سیدھا حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار مبارک پر حاضر ہوا۔

حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کی قبر انور ٹیلے کے اوپر ہے یہاں محمد شاہد جمیل نے ”اسرار گوہر“ میں لکھا ہے کہ ”حضور اویس الوقت حضرت داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ سے سیدھے حضرت طانوخ علیہ السلام کے مزار پر حاضر ہوئے جب آپ وہاں پہنچے تو آپ سے پہلے اس ٹیلے پر کوئی بھی مرد حق نہیں گیا تھا بڑے بڑے اکابر نیچے چلے کشتی کر کے واپس چلے جاتے“ اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب سے قبل

حضرت طانوخ علیہ السلام کی قبر تک کوئی نہ گیا اس بلند ٹیلے کے نیچے ہی حاضری دے کر چلے جاتے یہ بات درست نہیں کیونکہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے قبل سیدنا طانوخ علیہ السلام سے ان کی قبر انور کو پختہ کرنے کی اجازت مانگی جو آپ نے نہ دی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اجازت مانگی تو آپ کو یہ اجازت دے دی گئی اگر قاضی صاحب ٹیلے کے اوپر نہیں گئے تو آپ کو کیسے پتہ چلا کہ قبر کچی ہے اس بات کو تقویت ”گوہر منیر“ کی اس عبارت سے ملتی ہے جس کے مصنف نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عہد اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا صفحہ ۱۰۵ پر لکھا ہے کہ ”قاضی صاحب کے زمانہ میں قبر کچی تھی چھوٹی اینٹوں کی بنی ہوئی تھی قاضی صاحب اکثر اس مزار مبارک پر حاضر ہوتے رہتے تھے اور فیض باطنی حاصل کرتے رہتے تھے قاضی صاحب مرحوم نے تعویذ مذکور کو از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ کیا مگر اس کی تعمیر کی اجازت نہ ہوئی حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی قاضی صاحب کے ایما پر اکثر اس مزار پر حاضر ہوا کرتے تھے۔“

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب میں حضرت طانوخ علیہ السلام کے مزار پر پہنچا اور اپنا مقصد بیان کیا تو مجھے آواز آئی ۲۴۰۰ سال بعد آج میری پسند کا آدمی آیا ہے جو اپنی بات نہیں خدا کی بات پوچھنے آیا ہے۔ یہاں محمد شاہد جمیل نے صفحہ ۷۱ پر یہ لکھا ہے کہ ”آپ نے فرمایا میرا یہاں آنا ضروری ہو گیا پھر اس کے بعد آپ اور کسی بھی مزار پر نہیں گئے۔“ یہ بات بھی درست نہیں آپ اس کے بعد متعدد بار لاہور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اور گجرات میں شاہدولہ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر جاتے رہے علاوہ ازیں دیگر مزارات انبیاء پر یہاں آمد کے بعد جانا شروع کیا۔

گوہر منیر میں شیخ چوگانی شریف حاضری کے حوالے سے لکھا ہے کہ ”آپ فرماتے ہیں حسب معمول دن کو زمینداری کا کام کرتا اور رات کو حضرت طانوخ علیہ السلام کے مزار اقدس پر چلا جاتا تھا جو موضع شیخ چوگانی میں دریائے چناب کے کنارے پر ایک بلند ٹیلہ پر واقع ہے اور موضع جینڈڑ شریف سے تقریباً 8 میل کے فاصلہ پر ہے (براہ راستہ سڑک نہیں جنگل کے راستہ) راستے میں نالے کھنڈرات غیر آباد علاقہ ہے

سرکاری رکھ (جنگل) اس راستہ کے کنارے پر ہے جس میں جنگلی جانور عام طور پر رہتے ہیں میں اپنے خیال میں مگن راستہ طے کیا کرتا تھا ایک دن رکھ کے قریب پہنچ کر میرے دل میں ذرا سا خوف پیدا ہوا لیکن معاً یہ خیال آیا کہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہیں نیز میری زندگی بھی اسی کے ہاتھ میں ہے اگر اس کی تلاش میں مارا جاؤں تو اور بھی اچھا ہے آپ فرماتے تھے تقریباً بارہ سال کے عرصہ تک ہر رات یہ سفر طے کرتا رہا۔ بل جوتنے کے وقت واپس آتا تھا مگر اس عرصہ کے دوران مجھے کسی چیز نے گزند نہ پہنچائی اور نہ کسی چیز کا خوف میری طبع پر مسلط ہوا ان دنوں ایک چھوٹا سا صافہ (پگڑی) میرے سر پر ہوتا اور نیلے رنگ کا ناکافی تہبند کمر پر اور میرا حال غریبانہ ہوتا تھا جو لوگ آج مجھے سفید لباس میں ملبوس چار پائی پر بیٹھا ہوا دیکھتے ہیں اور میری فارغ البالی کا ملاحظہ کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں کہ فقیری بادشاہی ہے مگر ان کو یہ معلوم نہیں اس بادشاہی تک پہنچنے کے لیے کتنی مصیبتیں جھیلنی پڑتی ہیں۔“

ایک موقع پر حضرت صاحب کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ نظر نہیں آئے گا تو قیامت کے روز لوگوں پر اس کا خوف کس طرح طاری ہوگا فرماتے ہیں میں اپنے اس مسئلہ کے حل کے لیے حضرت طانوخ علیہ السلام کے مزار پر حاضر ہوا ابھی تھوڑی دیر بیٹھا تھا کہ مجھ پر شدید خوف طاری ہو گیا حالانکہ مجھے کوئی چیز نظر نہ آئی شدت خوف کی بنا پر بڑی مشکل سے کمرہ میں پہنچا اور مجھے خوف سے بخار ہو گیا دوسرے روز ہوش آیا میں سمجھ گیا کہ یہ میرے سوال کا جواب ہے۔ آپ کو حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے در اقدس سے اتنا فیض ملا کہ آپ کے پاس بیٹھنے والے علماء و مشائخ یہ دیکھ کر حیران ہوتے تھے کہ امی ہونے کے باوجود آپ ایک بلند علمی و روحانی مقام پر فائز تھے۔ حضرت شیخ القرآن فرماتے کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علم لدنی کا بحرِ خاثر ہیں حضرت مفتی احمد یار خان گجراتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور دوران گفتگو عرض کیا مرد کامل کیا ہے؟ آپ نے جواب دیا (اس وقت بارش ہو رہی تھی) مفتی صاحب جس طرح بارش کا قطرہ پانی میں گرتا ہے تو بلبلابن جاتا ہے پھر پانی میں مل کر پانی ہو جاتا ہے۔ یہی حال مرد کامل کا ہے اس پر مفتی صاحب نے گجرات میں علمائے

کرام کی محفل میں کہا کون کہتا ہے کہ خواجہ گوہر الدین پڑھا ہوا نہیں وہ تو علوم کا کوہ ہمالیہ ہے۔ یہ سب فیض حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار اقدس پر حاضری کی بدولت ملاحظت صاحب ابتدائی بارہ سال مسلسل تشریف لے جاتے رہے عشاء کی نماز کے بعد جینڈر شریف سے روانگی ہوتی تھی صبح واپس آ کر جینڈر شریف میں نماز فجر ادا کرتے تھے پھر کبھی دن کو کبھی رات کو حاضری ہوتی کئی کئی روز وہاں پر قیام پذیر رہتے حضرت پیرمیاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ حضرت صاحب کم و بیش پچاس سال وہاں حاضری دیتے رہے اور لم یلدو لم یولد کی تفسیر پوچھتے رہے حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام اسباق پڑھاتے رہے لیکن یہ سبق ختم نہ ہوا۔ اسی لئے کہا جاتا ہے کہ آپ کی استاد نبوت ہے۔

مزارات مقدسہ پر جانا آپ کا اپنے لیے نہ تھا اللہ رب العزت کی معرفت مقصود تھی ایک روز کسی نے سوال کیا آپ سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار پر حاضری دیتے ہیں کیا انہیں اس بات کا علم ہے کہ آپ وہاں آتے ہیں ارشاد فرمایا ان کو علم ہو یا نہ ہو خدا کو تو علم ہے کہ میں اس کے لئے جاتا ہوں یہ سوال کا جواب تھا حقیقت یہ ہے کہ آپ کا ہی ارشاد ہے ”میں کسی مزار پر خود اپنی مرضی سے نہیں گیا صاحب مزار کے بلانے پر جاتا ہوں“۔

مزار مبارک حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کی حاضری کے موقع پر عالم استغراق میں آپ نے اپنی عقیدت و محبت کا اظہار چند اشعار کی صورت میں کیا بعد میں یہ اشعار سنگ مرمر پر کندہ کروا کر اسے حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کی قبر پر سر کی جانب نصب کر دیئے گئے جو کہ درج ذیل ہیں:

طانوخ سر پنہانی پر از کیف سبحانی  
 گنجور فیض عرفانی در معرفت سلطانی  
 (سیدنا طانوخ علیہ السلام چھپے ہوئے راز آپ کی ہر ادا پاکیزہ ہے  
 فیض معرفت کے خزانے اور معرفت کے بادشاہ ہیں)۔

مظہر نور خدا عشق ذات شد عطا  
 بی انتہائی بی انتہاء از نور احمد یزدانی  
 (آپ اللہ کے نور کو ظاہر کرنے والے آپ کو اللہ تعالیٰ کا ذاتی عشق  
 عطا ہوا جو لامحدود و ذلامحدود ہے حضور کے ہمیشہ رہنے والے نور سے)۔

فارغ از دو جہاں در سکونت لامکاں  
 ہر جہت بے نام و نشاں محبوب جاناں ربانی  
 (آپ دونوں جہاں سے فارغ اور لامکاں قیام گاہ ہے کسی سمت  
 کوئی نام و نشاں نہیں اگر کوئی چیز ہے تو یہ کہ اللہ کریم کے محبوبوں کی  
 جان ہیں)۔

عاشق صادق احد واصل کامل واحد  
 پاک حلول از اتحاد آں حقیقت حقانی  
 (آپ اللہ سچے عاشق شریک کے ساتھ کامل رہنے والے حلول  
 اور اتحاد سے پاک اللہ کی حقیقت سے واقف)۔

عشق ذاتی شد عطا جز احدیت بے نوا  
 در حقیقت نور خدا شد آں گوہر رحمانی  
 (آپ کو اللہ کا ذاتی عشق ملا ذات کے کے سوا کوئی ساتھی نہیں  
 حقیقت میں اللہ کے نور اور اللہ کے سچے موتی ہیں)۔

اس سوال پر کہ جب آپ پر روح کا نور منکشف ہوا تو کیا کیفیت تھی  
 فرمایا لوگ نیچے سے اوپر کی طرف جاتے ہیں اوز میں اوپر سے نیچے کی طرف  
 آیا ہوں مجھے حقیقت نبوت کی آشنائی ذات سے ہوئی میری ابتداء، لم یلد ولم  
 یولد کے سبق سے ہوئی اور انتہاء حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم  
 النصیر ہے مجھے یہ مشاہدہ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار پر انوار پر ہوا مجھے  
 ہر طرف سے نور نے گھیر لیا اس وقت فیض نبوت نے میری دستگیری فرمائی اور میری  
 زبان سے نکلا ”در حقیقت نور خدا شد آں گوہر رحمانی“ میں نے کہا یہ نور خدا ہے ذات

نہیں یہ دستگیری اور فیض نبوت تھا ساری کائنات انبیائے کرام کے نور سے ذات کی معرفت حاصل کر رہی ہے یہی وجہ ہے کہ اولیائے کرام فیضان نبوت کے امین وقاسم ہوتے ہیں۔

## مزار مبارک کی تعمیر

حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ سے مزار مبارک کو پختہ تعمیر کرنے کی اجازت مانگی تو اجازت نہ ملی حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ یہ مزار مبارک مرکز تجلیات اور روحانی فیوض و برکت کا سرچشمہ ہے اگر اس کو پختہ تعمیر کر دیا جائے تو بہت سی مخلوق کو فائدہ ہوگا آپ کو اجازت ملی تو آپ نے اپنے ایک عقیدت مند مخلص ساتھی بہاولپور کے چوہدری عبدالہادی جو محکمہ نہر میں اورینتر تھے ریٹائرڈ ہونے کے بعد آپ کی خدمت میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے حضرت صاحب کے حکم پر بہاولپور سے قبر انور کے تعویذ کیلئے سنگ مرمر کے پتھر بھیج دیے حضرت صاحب نے زر کثیر خرچ کر کے قبر انور کو سنگ مرمر سے پختہ کروایا یہ کام ۱۳۳۱ھ میں شروع ہوا اور ۱۳۳۹ھ میں مکمل ہوا کیونکہ کام کئی مراحل میں ہوا تھا قبر انور کے گرد چار دیواری بنادی گئی کیونکہ قبر انور ایک اونچے ٹیلہ پر واقع ہے ساتھ دریائے چناب گزرتا ہے قبر انور کے ساتھ ایک چھوٹی سی مسجد تعمیر کروادی گئی جو اب بھی موجود ہے کچھ عرصہ بعد ٹیلہ پر جانے کے لئے سیڑھیاں بھی بنادی گئیں تاکہ زائرین سہولت سے اوپر آجاسکیں۔

یہ کام حضرت قاضی سلطان محمود قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیات میں ہو چکا تھا جب قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزار مبارک پر حاضر ہوئے مزار مبارک کا تعویذ سنگ مرمر مسجد اور دربار شریف کی چار دیواری وغیرہ کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور حضرت صاحب سے فرمایا کہ آپ کو مبارک ہو حضرت طانوخ علیہ السلام نے آپ کے پیش کردہ لباس کو زیب تن کر لیا ہے۔

حضرت طانوخ علیہ السلام کا مزار مبارک جس ٹیلہ پر ہے وہاں چاروں طرف

کنارے دیواروں کی مثل سیدھے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ کسی زمانہ کا قدیم قلعہ ہے لیکن اصل بات یہ ہے کہ گرد و پیش کی زمین ہموار تھی دریائے چناب کی وجہ سے اور بارشوں کے باعث ارد گرد سے پانی کے بہاؤ نے جگہ کو خالی کر دیا ہے اب یہ ٹیلہ ایک چھوٹی پہاڑی کی مانند ہے۔ اکثر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ کئی خدام اور احباب ہوتے تھے لہذا آپ نے سب کے آرام کی خاطر یہاں مسافر خانہ بنوایا ایک کمرہ آپ کے لئے مخصوص تھا یہاں پر لنگر کا اہتمام کیا لنگر کا مکمل خرچہ آستانہ عالیہ جینڈر شریف سے آتا تھا ایک لانگری کو یہاں مقرر کیا گیا پانی پینے اور وضو کے لئے ایک کنواں کھدوایا گیا ٹیلہ کے ساتھ ایک بہت بڑا کھڈا جس کی گہرائی تقریباً ۳۰ فٹ اور رقبہ ایک کنال کے قریب تھا حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم سے ارد گرد کے دیہات سے لوگ جمع ہوئے اور کئی روز کی محنت کے بعد مٹی ڈال کر اس کو بند کر دیا گیا ان دنوں یہاں کام کرنے والوں کی تعداد سوتک بھی ہو جاتی تھی حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ان لوگوں کے آرام اور خورد و نوش کے معاملات کی نگرانی خود کرتے رہے جب یہ جگہ ایک میدان کی صورت اختیار کر گئی آپ نے لوگوں کی سہولت کے پیش نظر ایک مسجد یہاں تعمیر کروادی یہ مسجد حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور بابو محمد حسین لاہور والے جو حضرت صاحب کے خاص احباب میں سے تھے انہوں نے بنوائی حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مزار مبارک اور مسجد کی تعمیر کے لئے اپنی اراضی تک بیچ کر ساری رقم یہاں خرچ کر دی پھر اس مسجد میں جمعۃ المبارک کا آغاز ہو گیا یوں مزار مبارک پر آنے والوں کے لیے سہولت پیدا ہو گئی۔ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کا سالانہ ختم شریف ۸۹ ذی الحج کو عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ حضرت صاحب کے عہد میں یہاں لنگر کے اخراجات کو آستانہ عالیہ جینڈر شریف سے منسلک رکھا گیا آپ نے وصال سے قبل حضرت صاحبزادہ میاں محمد رمضان صاحب کو وصیت کی کہ مزار سیدنا طانوخ علیہ السلام کے لنگر کا خرچ اسی انداز سے ادا کیا جائے جیسا کہ اب ہو رہا ہے چنانچہ یہ سلسلہ اسی انداز سے چلتا آ رہا ہے صاحبزادہ صاحب کے عہد میں بھی تعمیری کام ہوتے رہے بعد میں حضرت صاحبزادہ پیر محمد یوسف صاحب نے خصوصی توجہ دی

اور دربار شریف کے حجرہ پر سنگ مرمر لگوا یا مینار اور چار دیواری کو از سر نو خوبصورت انداز سے تعمیر کروایا ہے وہاں حاضری روحانی کیف کے علاوہ قدرتی مناظر انتہائی خوبصورت نظارے پیش کرتے ہیں ان روحانی و ظاہری مناظر کی بدولت وہاں وقت گزرنے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔

قدر زر زرگر بدانند قدر جوہر جوہری  
سونے کی قدر سنار ہی جانتا ہے اور جوہر کی قدر جوہری۔

## حضرت سیدنا آمنون علیہ السلام

حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار کے جنوب مغرب کی سمت میں کچھ فاصلہ پر دریائے چناب کے کنارے کھنڈرات کے درمیان حضرت آمنون علیہ السلام کا مزار مبارک ہے حضرت آمنون علیہ السلام حضرت داؤد علیہ السلام کے بیٹے ہیں حوادث زمانہ کی وجہ سے یہ مزار کسمپرسی کی حالت میں تھا حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو باطنی طور پر اشارہ ہوا تو آپ نے اس مزار مبارک کی طرف توجہ دی زمین کو ہموار کروایا قبر انور کو پختہ تعمیر کروایا مزار مبارک پر سال تعمیر یکم محرم ۱۳۵۲ھ لکھا ہوا ہے وہاں ایک مسجد تعمیر کروائی اور کنواں کھدوایا ساتھ مختصر رہائش بنوائی تاکہ دربار شریف کے خادم کو سہولت میسر آئے درخت بھی لگوائے گئے حضرت صاحب جن ایام میں شیخ چوگان شریف قیام پذیر ہوتے دن کے وقت حضرت آمنون علیہ السلام کے مزار پر اور رات حضرت طانوخ علیہ السلام کے مزار مبارک پر چلے جاتے کیونکہ یہاں دن کے وقت تنہائی میسر آتی تھی چند احباب بھی آپ کی معیت میں ہوتے دن بھر درختوں کے سائے میں اپنی بصیرت اور گفتگو سے احباب کو مستفیض فرماتے لنگر کا اہتمام بھی کیا جاتا مزار مبارک پر خدمت کے لئے آپ نے خادم کو مقرر کر رکھا تھا لنگر کا خرچہ آستانہ عالیہ جینڈر شریف سے ہی آتا تھا راقم الحروف کو کتاب لکھنے کے دوران کئی بار انبیائے کرام کے مزارات پر حاضری کا موقع ملا حضرت آمنون علیہ السلام کے مزار مبارک پر درختوں کے نیچے بیٹھنے سے ایک عجیب کیف ملتا ہے کنویں کا پانی بڑا مزیدار اور ٹھنڈا ہے جو شخص بھی



یہاں حاضری دیتا ہے کھنڈرات کے اندر اس مزار مبارک پر نظر پڑتے ہی اس پر عجیب کیفیت طاری ہو جاتی ہے بجلی آنے سے مزار مبارک پر سہولتوں میں کافی اضافہ ہو چکا ہے سخت گرمیوں میں دوپہر کے وقت بھی ان ویران کھنڈرات میں لوگ مزار مبارک پر حاضری کے لئے آتے ہیں۔

گھر بنایا ہے سکوت دامن کہسار میں

آہ یہ لذت کہاں موسیقی گفتار میں

حال ہی میں سیدہ ضمیر فاطمہ نے مزار شریف کو پختہ تعمیر کروایا حضرت پیر حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور پیر میاں محمد یوسف صاحب نے مزار شریف پر سنگ مرمر اور شیشہ کا کام کروایا جس سے مزار شریف کی ظاہری خوبصورتی دوبالا ہو گئی ہے۔

## حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شیخ چوگانی شریف آنے جانے کے لئے موضع گجگراں کے قریب جنگل میں سے گزرتے تھے ایک روز آپ ساتھیوں کے ہمراہ گزر رہے تھے کہ جنگل میں سے آواز آئی میری طرف سے ہو کر جاؤ (یہ واقعہ زبانی روایات میں سے ہے یہاں ”اسرار گوہر“ کے مصنف نے لکھا ہے کہ ”تین بار آواز آئی مگر آپ نے توجہ نہ دی تیسری بار آواز آنے پر حضرت صاحب کو ان کے ساتھیوں نے عرض کی تو آپ نے فرمایا چلو“۔ یہ بات خلاف عقل ہے کہ اللہ کا نبی پکارے اور حضرت صاحب توجہ نہ دیں دوسری بات یہ ہے کہ حضرت صاحب نے اس طرف جانے کا خود ارادہ نہ کیا بلکہ لوگوں کے کہنے پر ایسا کیا۔ اس واقعہ کے حوالے سے حضرت صاحب کے خاندان کے افراد سے بات ہوئی تو انہوں نے اتنا ہی واقعہ بیان کیا جس کا یہاں ذکر ہے)۔ آپ نے اپنے ایک خادم کو بھیجا اس نے جا کر دیکھا تو ایک حضرت بڑے قد مبارک والے کھڑے ہیں ان کی گفتگو کی سمجھ نہیں آئی واپس آ کر اس نے حضرت صاحب سے عرض کیا آپ خود شریف لے گئے تو حضرت نے اپنا شجرہ شریف و تعارف سے آپ کو آگاہ کیا اور فرمایا قاضی صاحب یہاں سے تیس سال تک گزرتے رہے لیکن ہم نے

انہیں نہیں بلایا تمہارا خیال بلند ہے یہاں آیا کرو۔

یہ مزار شریف حضرت سیدنا موسیٰ حجازی علیہ السلام کا ہے آپ کے دوسرے بھائی حضرت صفدان علیہ السلام کا مزار ریحان شریف بھاگووال میں ہے آپ حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹے مراری بن لاوی کی اولاد ہیں (یہاں اسرار گوہر کے مصنف نے صفحہ ۱۲۵ پر آپ دونوں بھائیوں کو لاوی بن مراری کی اولاد لکھا ہے جو کہ حقیقت کے برعکس ہے دیکھئے تورات کتاب پیدائش باب نمبر ۳۵:۲۴ باب نمبر ۴۶:۱۲)

مزار مبارک حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام کی مسجد پر تعمیر کا سال ۱۳۴۷ھ لکھا ہوا ہے حضرت صاحب نے مزار مبارک کے اردگرد جگہ کو صاف کروا کر یہاں پر کنواں، مسافروں کے لئے کمرے لنگر خانہ مسجد اور مزار مبارک احسن انداز میں تعمیر کروایا اس تعمیر پر حضرت صاحب اور محمد حسین لاہور نے زر کثیر خرچ کیا مزار مبارک اور دیگر تعمیرات کے لئے پہلے یہاں بھٹہ بنایا گیا جہاں سے اینٹیں تیار ہو کر تعمیر کے کاموں میں لگائی گئیں یہاں اردگرد قریب کوئی آبادی نہیں صرف کھیت و جنگل ہے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ متعدد بار پورا پورا مہینہ یہاں ٹھہرے رہے مہمانوں کی تعداد کتنی بھی بڑھ جاتی تھی لیکن لنگر کا وسیع اہتمام ہوتا تھا خدمت کے لئے مختلف اوقات میں خدمتگاروں کا تقرر کیا گیا جو آنے والے زائرین کی تمام سہولتوں کا خیال رکھتے رہے ان میں قابل ذکر بابا ولی داد اور بابا سلطان ہیں جن کی زندگیاں دربار شریف کی خدمت کرتے گزر گئیں۔

مزار شریف کی تعمیر کے لئے جب اس جنگل میں زر کثیر خرچ کیا جا رہا تھا تو ایک محفل میں مولانا سید عبد الشکور صاحب کے دل میں خیال گزرا کہ مزار شریف کو مستقف کرنے کی کیا ضرورت ہے یہ رقم غربا میں تقسیم کر دی جاتی تو بہتر تھا اس خیال کے آنے کیساتھ ہی حضرت صاحب نے سید عبد الشکور صاحب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا شاہ صاحب آپ کس خیال میں ہیں غریب اس لئے غریب نہیں ہے کہ ان کو دینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں نعوذ باللہ کمی ہوگئی ہے اور اس کو پورا کرنا ہمارا کام ہے اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو دنیا میں کوئی بھی غریب نہ رہے مگر کچھ آدمیوں کو غریب رکھنے

میں حکمت و مصلحت ہوتی ہے اور ہمیں اس مصلحت میں دخل دینے کا حق نہیں ہے نیز اللہ کا ولی اللہ کی مرضی کے تابع ہوتا ہے وہ کوئی فعل اپنی مرضی سے نہیں کرتا۔ اسی طرح ایک شخص نے صاحبزادہ میاں محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ جنگل میں اس زمین پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جو زرخیز خرچ کیا ہے یہ جگہ تو فلاں شخص کی ملکیت ہے اگرچہ اس نے جگہ مزار کے لئے چھوڑی ہے مگر جب چاہے یہ عمارتیں اس کے قبضہ میں چلی جائیں گی صاحبزادہ صاحب نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے یہ بات عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہتا تو وہ ٹھیک ہے مگر میں نے یہ کام اپنی مرضی سے نہیں کسی کے حکم پر کیا ہے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے عہد میں یہاں متعدد بار محفل سماخ کا اہتمام کیا علماء و طلباء کے لئے کئی کئی روز تک یہاں پر ہی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رہتا تھا بوجہ خاموشی اور تنہائی کے وقت گزارنے میں عجیب لطف آتا ہے مزار مبارک مرکز انوار و تجلیات اور مرجع خلائق ہے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور صاحبزادہ میاں محمد یوسف صاحب سجادہ نشین دربار عالیہ جینڈر شریف نے خصوصاً توجہ دے کر اپنی نگرانی میں مزار شریف کو سنگ مرمر سے تعمیر کروا دیا ہے۔ کتاب ہذا کا آغاز بھی اسی مزار مبارک پر ایک اجلاس میں کیا گیا جس کا ذکر پیش لفظ میں گزر چکا ہے۔

گر تو سنگ خارہ و مرمر بوی

چوں بصاحب دل ری گوہر شوی

(اگر تو سخت پتھر اور سنگ مرمر کا ہوگا لیکن جب اللہ والے کی محفل

میں آئے گا تو گوہر (موتی) بن جائے گا۔)

## حضرت سیدنا صفدان علیہ السلام

بھاگووال کلاں کے قریب برساتی نالہ کی مغربی جانب موضع ریحان شریف ہے اس گاؤں کے ایک ٹیلے پر حضرت سیدنا صفدان علیہ السلام کا مزار اقدس ہے ابتداء میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مزار مبارک کو پختہ بنایا گزشتہ چند سالوں

کے دوران علاقہ کے لوگوں نے از سر نو مزار شریف کو تعمیر کیا ہے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جید ڈ شریف سے گجگراں یا شیخ چوگانی شریف جاتے تو راستہ میں اس مزار مبارک پر اکثر حاضری دے کر جاتے مزار شریف کے قریب ہی آپ نے زمین کا ایک قطعہ خرید کر مسجد تعمیر کرا دی اور ارد گرد درخت لگوا دیے۔ لوگوں کی سہولت کے لئے کنواں کھدوایا حضرت صاحب جب دن کے وقت یہاں سے گزرتے تو ظہر کی نماز اس مسجد میں ادا کرتے کچھ دیر کے لئے آرام کرنے کے بعد سفر کو جاری رکھتے اس علاقہ سے گزرنے والے تمام بزرگان دین یہاں فیوض و برکات کے حصول کے لئے ضرور تشریف

## حضرت نعماطوس علیہ السلام

موضع ڈوبہ شریف جسو سرائے نزد چک کمالہ میں حضرت نعماطوس علیہ السلام کا مزار مبارک ہے مزار مبارک کے قریب ایک نالہ سراں گزرتا ہے بارشوں کے دنوں میں طغیانی کے باعث اس میدان میں مٹی کی تہ جمع ہو جاتی ہے عرصہ دراز گزرنے کی وجہ سے حضرت نعماطوس علیہ السلام کی قبر انور مٹی کی تہہ کی وجہ سے نظر سے اوجھل ہو چکی تھی اس قطعہ کو مقدس جانتے ہوئے علاقہ کے لوگ یہاں کاشت وغیرہ بھی نہیں کرتے تھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رات کو اس نالہ میں قصیدہ غوثیہ پڑھا کرتے تھے آپ نے بحالت کشف اس مزار مبارک کا پتہ چلا آپ ایک ساتھی کو لے کر اس مقام پر آئے اور ساتھی درویش سے کہا کہ تم بھی بذریعہ کشف معلوم کرو قبر کس مقام پر ہے چنانچہ اس نے نشان لگا کر بتایا کہ یہاں قبر ہونی چاہیے پھر اس نشان کو پیش نظر رکھ کر سات سے آٹھ فٹ تک کھدائی کی گئی تو قبر کے آثار نظر آگئے مزید احتیاط سے کھدائی کرنے پر ساری قبر جو چھوٹی اینٹوں سے بنی ہوئی تھی ظاہر ہو گئی آپ نے بتایا کہ صاحب مزار حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حافظ شمس الدین گلیانوی کے قلمی نسخہ ”انوار الشمس“ کے مطابق آپ کا نام نعماطوش ہے (مثلاً بائبل کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مختلف فرقوں کی بائبل میں ناموں کا فرق ہے جیسا کہ کیتھولک بائبل میں شلیم

اور پروفیسرٹنٹ بائبل میں سلیم لکھا گیا ہے) حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ حضرت نعماطوس علیہ السلام یہ کلمہ پڑھتے لا الہ الا اللہ ابراہیم خلیل اللہ۔ ایک صاحب کشف کو حضرت نعماطوس علیہ السلام نے فرمایا کہ خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خیال والا آدمی آج سے پانچ سو سال پہلے گزرا ہے۔

آپ نے مزار مبارک کے تعویذ کو از سر نو تعمیر کرایا لنگر خانہ، مسافر خانہ، کنواں اور مسجد تیار کروائی یہ مزار مبارک چونکہ جینڈر شریف سے قریب ہے لہذا حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جینڈر شریف قیام کے دوران اکثر یہاں چلے جاتے تھے اور نماز عصر ادا کرنے کے بعد واپس تشریف لاتے حضرت صاحب کے وصال کے بعد بھی تعمیر کا سلسلہ جاری رہا مزار مبارک پر سال تعمیر ۱۹۵۳ء تحریر ہے۔“

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے ولایت کے تینوں مقام ولایت صغریٰ، ولایت کبریٰ اور ولایت علیا یعنی اولیاء کی ولایت، انبیائے کرام کی ولایت اور ملا اٹلی کی ولایت سے سرفراز فرمایا۔ ولایت کسی اور وہمی بھی ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ولایت کسی سے نوازا کہ زندگی بھر جدوجہد کی، ریاضت، مجاہدہ، مزارات پر حاضری کے لئے سیر و سیاحت کو اختیار کرنا، درس و تدریس اور تبلیغ کے لیے مصائب کا برداشت کرنا، امر و نہی پر سختی سے عمل کیا، فرماتے زندگی بھر ایک قدم بھی اللہ کی مرضی کے خلاف نہ اٹھایا دوسری طرف ولایت وہمی کی طرف نظر ڈالیں تو بظاہر مروجہ دستور کے مطابق کسی استاد کے سامنے زانوئے تلمذتہ نہ کیے لیکن علم لدنی کے ایسے منبع نور تھے کہ زمانہ کے استاذ الاساتذہ کو علمی حوالے لکھواتے۔ بچپن میں یہ عالم تھا کہ جو بات کہتے ویسے ہی ہو جاتا، ولایت وہمی کے اس عظیم درجہ پر فائز تھے کہ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کہنا پڑا کہ ”کرماں والی ماں کے بیٹے ہو تم تو ازل سے نوازے ہوئے ہو۔“ ایک روایت کے مطابق یہ فرمایا ”وہ کتنی عظیم ماں ہے جس نے گوہر الدین کو جننا اللہ نے ان کو ماں کے پیٹ میں ہی تمام کمالات عطا کر دیئے ہیں۔“ آپ فرماتے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ناسوت و ملکوت کی سیر فصل کی کٹائی کرتے وقت اپنے خاص فضل و کرم سے کرائی۔ اس بلند شان کے مالک حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

فرماتے مجھے یہ مقام انبیائے کرام اور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزارات کی حاضری کے بدولت ملا ہے۔

ہر درخت کو نہ دارد میوہ حب نبی  
اصل اور اسر بسر با تیشہ ہا بایزدن  
(ہر درخت جو حب نبی کا پھل نہیں لاتا اس کو کاٹ دینا بہتر ہے  
اب اس کو دنیا میں رہنے کا کوئی حق نہیں)۔

## سماع سے شغف

لغت میں سماع سننے کو کہتے ہیں خواہ نثر سے یا نظم اسی طرح نغمہ والحن کے ساتھ یا اس کے بغیر دونوں صورتوں میں سننے کو سماع کہا جاتا ہے۔ غنا کلام منظوم کو نغمہ و الحان کے ساتھ ادا کرنا جسے عرف عام میں گانا کہا جاتا ہے نغمہ کوفن کے لحاظ سے موسیقی کہا جاتا ہے۔ موسیقی علم ہندسہ کی ایک شاخ ہے جو ریاضی کا جز ہے۔ حکیم فیثا غورث کی تحقیق کے مطابق موسیقی ان آوازوں سے اخذ ہے جو افلاک کی حرکات سے پیدا ہوتی ہے امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تحقیق کے مطابق اس فن کا موجد حکیم فیثا غورث ہے بربط اسی کی ایجاد ہے شہنائی بوعلی سینا، موسیقار حکیم ابو حفص، ستار حضرت امیر خسرو کی ایجاد ہے۔ پہلے دور میں لوگ رات کو ایسے راگ گاتے کہ جانور تک مست ہو جاتے تھے صحیح مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ سفر میں تھے ایک خوش الحان غلام انجشہ اونٹوں کو ہانک رہا تھا اور ساتھ گاتا جا رہا تھا اس کی آواز سے مست ہو کر اونٹ تیزی سے چل رہے تھے جس سے ازواج مطہرات کو تکلیف ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے انجشہ اونٹوں کو آہستہ آہستہ لے چل اور اونٹوں کو شیشہ لدے ہوئے اونٹوں کی طرح ہانک۔“

مسند امام احمد میں روایت ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے حبشی دف بجا اور ناچ رہے تھے اور کہہ رہے تھے رسول محمد عبد صالح ”محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نیک بندے ہیں۔“ صحیح بخاری و مسلم میں متعدد راوی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ واللہ میں نے دیکھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے اور حبشی اپنی لکڑیوں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں کھیل رہے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنی چادر میں چھپالیا تاکہ میں اس کھیل کو دیکھ سکوں میرے سبب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے رہے یہاں تک کہ میں خود واپس آگئی۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے کہ ہم نے شور اور بچوں کی آوازیں سنیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہو گئے دیکھا کہ ایک حبشی عورت ناچ رہی تھی اور بچے اس کے چاروں طرف تھے آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا یہاں آؤ دیکھو میں حاضر ہوئی میں نے اپنی ٹھوڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانے پر رکھ دی اور سر اور شانے کے درمیان سے جھانکنے لگی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے رہے ابھی تمہارا جی نہیں بھرا ابھی تمہاری طبیعت سیر نہیں ہوئی میں نہیں کہنے لگی اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ برآمد ہوئے اور لوگ اس رقصہ کو چھوڑ کر بھاگ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں شیاطین جن و انس کو دیکھتا ہوں کہ وہ عمر سے بھاگتے ہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں واپس آگئی (یہاں اعتراض ہوتا کہ رقص فعل شیطانی تھا صاحب لمعات فرماتے ہیں اگر وہ فعل شیطانی اور حرام تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیوں دیکھا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کیوں دیکھا محدثین نے اس حدیث کو حرمت رقص و غنا کے باب میں نہیں بلکہ مناقب عمر رضی اللہ عنہ میں لکھا ہے مقصود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے رعب کو بیان کرنا ہے بھاگنے والے یقیناً ضرور مسلمان تھے اور صحابہ تھے ان کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہے لہذا بھاگنے والوں کو شیطان خیال نہیں کر سکتے نبی علیہ السلام نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہیبت کو بیان کیا ہے۔)

ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی غزوہ سے واپس تشریف لائے تو ایک سیاہ رنگ کی کنیر آئی اور عرض

کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے نذرمانی کہ اگر خدا آپ کو صحیح و سالم واپس لائے گا میں آپ کے سامنے دف بجاؤں اور گانا گاؤں گی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر تو نے نذرمانی ہے تو دف بجا اور گا وہ دف بجانے اور گانے لگی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور وہ گاتی رہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اس نے دف کو اپنے سرین کے نیچے رکھ دیا اور اس پر بیٹھ گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا عمر سے شیطان ڈرتا ہے میں بیٹھا رہا بجاتی رہی ابو بکر آئے تب بھی بجاتی رہی پھر عثمان آئے بجاتی رہی عمر آئے تو اس نے دف رکھ دی۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس اس وقت آئے جب انصار کی دونو جوان لڑکیاں میرے پاس دف بجا رہی تھیں اور گارہی تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کپڑا اوڑھے ہوئے لیٹے تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان لڑکیوں کو ڈرایا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا چہرہ مبارک کپڑے سے کھولا اور فرمایا ابو بکر انہیں چھوڑ دو۔ دوسری روایت کے مطابق فرمایا ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ آج ہماری عید ہے۔

ابن ماجہ میں ہے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بار مدینہ طیبہ کے کسی راستے سے گزر رہا تھا کہ چند لڑکیاں دف بجا رہی ہیں اور گارہی ہیں کہ ہم بنی نجار کی لڑکیاں ہیں اور ہمارا حال بہت اچھا ہے کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے ہمسائے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا جانتا ہے کہ میں تم لوگوں کو دوست رکھتا ہوں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت قبیلہ انصار میں ایک عورت کی شادی و رخصتی ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس کوئی گانا نہیں گانا ہونا چاہیے تھا کہ انصار کا قبیلہ گانے کو دوست رکھتا ہے۔

احادیث کی رو سے نفس غنا مباح ہے اگر نفس غنا مباح نہ ہوتا تو دف بجا کر اور تالیاں بجا کر گانا جو عین غنا ہے بلحاظ غنا ممنوع و ناجائز قرار دیا جاتا رسول اللہ صلی اللہ علیہ



وآلہ وسلم کا سکوت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا اس پر ڈانٹنے پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منع کرنا و دیگر احادیث غنا کے مباح ہونے پر واضح ثبوت ہیں ہاں اگر غنا کے اندر فحش بیہودہ اور فسق کے نام پر ابھارنے والا کلام ہو تو یہ حرام ہے معلوم ہوا کہ اس میں حرمت شعر اور الحان کی وجہ سے نہیں بلکہ مضمون کی وجہ سے ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صحبت نکاح کے لئے دف کو شرط قرار دیا ہے جبکہ دف کا بجانا اعلان نکاح حلال یا مستحب ٹھہرا تو ڈھول اور طنبورہ یا نقارہ اور دف میں کیا فرق ہے لہو و لعب اور خواہش شیطانی کے لئے کئے جانے والے کام حرام ہیں اور اگر غرض صحیح ہے تو درست شیخ عبدالحق دہلوی مدارج النبوة میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ اور سفیان ثوری سے غنا کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا غنا نہ گناہ کبیرہ ہے نہ صغیرہ بلکہ جائز علامہ ملا علی قاری نے اپنے رسالہ سماع میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف ہارون الرشید کی محفل میں آتے وہاں قوالی ہوتی تو آپ سنتے اور روتے۔ علامہ قاضی محمد بن علی یمینی شوکانی کے رسالہ ابطال دعویٰ الاجماع میں لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ظاہر روایت راگ کے حرام ہونے میں نہیں ہے بلکہ دونوں سے راگ سننا ثابت ہے۔

(ماخوذ از کشف الاقناع عن وجہ السماع مولانا سید امیر اجمیر شریف)

برصغیر میں صوفیا کرام نے علاقے فتح نہیں کیے قابو و ادیان کی تسخیر کی ہے عشق حقیقی کی عالمگیر سچائی کو شعر و نغمہ میں پرو کر ظلمت کدہ ہند کو منور کر دیا صوفیا کرام کے اس حقیقی کارنامے کا دوسرا نام سماع یا قوالی ہے سلسلہ چشتیہ کے بانی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باقاعدہ سماع کا اہتمام کیا آپ کے نامور خلفاء حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ نے سماع کو اس قدر حرز جاں بنا لیا کہ ان کا وصال بھی حالت سماع میں ہوا حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ خاص حضرت نظام الدین اولیاء محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درگاہ سے حضرت امیر شہر و رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے قوالی کو نیا رنگ دیا قوالی آپ کی ہی ایجاد ہے جو سماع کے روحانی اجتماع کا دوسرا نام ہے مشائخ میں سے بعض سلاسل والے قوالی نہیں سنتے اس کی لیا وجہ ہے حضرت امیر حسن علائجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فوائد الفوائد میں انہوں نے

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات جمع کیے ہیں لکھا ہے کہ ایک بار آپ سے عرض کی گئی مشائخ کا ایک گروہ سماع کا منکر ہے اور وہ اسے حرام کہتے ہیں مسکراتے ہوئے فرمایا ”ان میں ذوق ہی نہیں اس لئے وہ سماع نہیں سنتے“ ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا مشائخ میں سے اہل درد سماع سنتے ہیں کیونکہ وہ اس کے اہل ہوتے ہیں۔ مقابیس المجالس میں حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کوٹ مٹھن کا قول ہے فقراء میں سے کسی فقیر اور صوفیا کرام میں سے کسی صوفی نے خواہ وہ قادر یہ سلسلہ سے تعلق رکھتا ہو یا سہروردیہ سے سماع کا انکار نہیں کیا ہاں یہ بات ضرور ہے کہ سماع بعض حضرات کے مشرب میں غالب ہے مثلاً حضرات چشتیہ اور بعض کے مشرب میں غالب نہیں لیکن اہل سنت نے حقیقت سماع سے انکار نہیں کیا بلکہ کہا ہے کہ ”سماع من مستحبات الاصولیۃ“ (سماع صوفیا کی حسنات اور نیک باتوں میں شامل ہے) پس جس نے انکار کیا لاعلمی اور بے خبری سے کیا سلسلہ نقشبندی کے سردار حضرت شیخ بہاؤ الدین نقشبندی سماع کے بارے میں فرماتے ہیں:

من نہ انکار می کنم نہ ایس کار می کنم

نہ میں سماع سے انکار کرتا ہوں نہ یہ کام کرتا ہوں۔

اعلیٰ حضرت گولڑوی قطب ولایت غوث زماں آفتاب علم و حکمت آیت من آیات اللہ حضور قبلہ عالم سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی کی سوانح حیات مہر منیر میں لکھا ہے کہ ”حضرات چشت اہل بہشت نے بھی تقریباً ایک درجن احادیث کی بنا پر قرون مبارکہ ثلاثہ سے سماع کو ثابت کیا ہے اور اسے جائز قرار دیا“ حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے احیائے علوم و کیمیائے سعادت حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف المحجوب اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے قرع الاسماع و مدارج النبوت میں آداب سماع پر طویل بحث کی ہے اور ثابت کیا کہ غنا مزامیر فی نفسہ حرام نہیں بلکہ عوارضات محرّمہ کی وجہ سے حرام ہے اس سے مبرا ہونے کی صورت میں مباح ہے۔

حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی ہے وجد دل کا ایک

راز ہے جب اس میں تحریک ہوتی ہے تو انسان پر وجد طاری ہوتا ہے اور سماع ورد الہی ہے

جس شخص نے اس کو سچائی کے ساتھ سنا وہ حق تک پہنچ گیا، حضرت شیخ مشاد علود نیوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ایک شخص نے عرض کیا حضرت سماع میں آخر کیا راز ہے جو آپ اس قدر اسے پسند کرتے ہیں فرمایا اسرار تو میں بیان نہیں کر سکتا لیکن سمجھنے کے لئے یوں سمجھ لو حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور سارے اولیائے عظام اور بزرگوں نے سماع کو درست سمجھا ہے تو میں بھی ان لوگوں کی سنت پر گامزن ہوں سماع اسرار الہی کے سر میں سے ایک ہے جو ہر شخص کے سمجھنے کے لائق نہیں اگر سماع کا راز لوگوں پر روشن ہو جائے تو پھر سماع کے بغیر ایک لمحہ کے لئے بھی لوگوں کو چین نصیب نہ ہو ظاہر میں لوگ سمجھتے ہیں کہ صوفیا تو والوں کا گانا سن کر وجد کر رہے ہیں لیکن صاحب حال و وجد کو دراصل آواز قدسی پر بے خودی طاری ہوتی ہے۔ حضرت خواجہ ابواسحاق چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سوال ہوا کہ آپ اپنی محفل سماع سے دنیا والوں کو کیوں محروم رکھتے ہیں فرمایا دنیا والے اہل کثافت کے زمرے میں آتے ہیں اور اہل درویش لطافت کے۔ کثافت و لطافت ایک دوسرے کی ضد ہے اور اجتماع ضد میں محال ہے پھر سماع کے لئے اجتماع اخوان اشد ضروری ہے تاکہ اس وقت سب کا دل خدا کی طرف متوجہ رہے اور سب حاضرین دیدار یار کے طالب ہوں ”الفقرا اکنفس واحد“ یعنی سب فقر ایک جیسے ہیں سماع کے دوران اسرار الہی ظاہر ہوتے ہیں اور دل آئینہ کی طرح روشن ہو جاتا ہے۔ حضرت شیخ حاجی شریف زندانی اکثر حالت سماع میں گریہ وزاری فرماتے اور نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے آپ کی شدت گریہ وزاری کے باعث حاضرین بھی زار و زار رونے لگتے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حاکم وقت نے سماع سے روکنے کی کوشش کی آپ نے فرمایا سماع اسرار الہی میں سے ایک راز ہے کہ کس کی مجال کہ مجھے سماع سے روکے میں تو دعاگوں ہوں کہ قیامت تک ہمارے مرید اور فرزند سماع سنتے رہیں حاکم وقت نے آپ کو مناظرہ کی دعوت دی اور دربار میں علماء کو آپ سے سماع پر مناظرہ کے لئے جمع کیا آپ نے استخارہ کیا اور دربار میں پہنچ گئے آپ کی اتنی ہیبت حاکم وقت پر طاری ہوئی کہ وہ دربار سے باہر چلا گیا علماء آپ کی صورت دیکھ کر سراسر اعلم بھول گئے ان میں مباحثہ کی قوت نہ رہی علماء آپ

کے قدموں پر گر گئے اور عرض کرنے لگے سماع کے صدقے ہمیں معاف کر دیں حضرت نے نظر کرم فرمائی تو سلب شدہ علم واپس ہو گیا حاکم وقت نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی یہ کرامت دیکھ کر کہا میں آپ کو اب سماع سے ہرگز نہ روکوں گا۔

(ماخوذ از سیر الاقطاب مصنف حضرت الہدیہ ابن شیخ عبدالرحیم)

ایک بار وہلی میں حضرت علی بختیاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خانقاہ پر محفل سماع منعقد تھی حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریک تھے قوالوں نے حضرت احمد جام زندہ پیل کا کلام سنانا شروع کیا جب وہ اس شعر پر پہنچے:

کشتگان خنجر تسلیم را  
ہر زماں از غیب جان دیگر است

تو حضرت خواجہ قطب الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزاج میں ایسا تغیر پیدا ہوا کہ بے حال ہو گئے آپ کے ساتھی آپ کو اٹھا کر قیام گاہ پر لے آئے جب آپ کو ہمیشہ آیا تو قوالوں سے وہی شعر پڑھنے کی خواہش کی قوال بار بار یہ شعر پڑھتے جاتے حضرت خواجہ صاحب پر وجد کی عجیب کیفیت طاری ہو گئی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے کہ چار شب و روز تک یہی کیفیت رہی اور اسی حالت میں وصال فرما گئے۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لوسماع سے گہرا لگاؤ تھا ارشاد فرمایا ”سماع میں راحت دل ہے یہ اہل محبت کے دل میں حرکت پیدا کرتا ہے حرکت کے بعد حیرت اور حیرت کے بعد ذوق اور ذوق کے بعد بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔“ حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دربار میں ۲۵۳ جید علماء کے سامنے سماع پر دلائل دیے اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معترضین کے سہلات کے جوابات دیے اس دوران غیبات الدین تغلق حاکم نے شیخ بہاؤ الدین زکریا ماتانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نواسے شیخ علم الدین سے پوچھا سماع کے بارے میں کیا خیال ہے جواب دیا کہ جو لوگ سماع دل سے سنتے ہیں ان کے لیے مباح ہے اور جواز

روئے نفس سنتے ہیں ان کے لئے حرام اور بغداد شام روم میں مشائخ سماع سنتے ہیں بعض دف اور شہانہ سے بھی اور انہیں کوئی منع نہیں کرتا۔“

شہزادہ دارہ شکوہ نے سیکنۃ الاولیاء صفحہ نمبر ۸۷ پر لکھا ہے کہ ”حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لاہور) سماع بھی فرماتے تھے ہندی راگ خوب سمجھتے تھے اور اسے بہت پسند کرتے تھے قوال آتے تو ان سے سماع فرماتے لیکن ایسا نہیں کہ قوال ہمیں ان کے پاس رہیں یا انہیں خود طلب فرمائیں۔ شریعت کی پیروی اور اپنے آپ پر ضبط ہونے کی وجہ سے وجد و رقص ہرگز نہیں کرتے تھے سماع فرما کر کبھی خوش ہوتے تو خوشی ان کے روئے مبارک اور چہرہ پر نور سے ظاہر ہوتی ریش مبارک کے بال ایک ایک کر کے کھڑے ہو جاتے اور چہرہ تمٹما اٹھتا لیکن تمکیں و وقار کا یہ عالم تھا کہ نہ کوئی حرکت صادر ہوتی نہ ہاتھ اٹھاتے۔ ابو بکر مصری ”فرماتے ہیں کہ میں حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ تھا کہ قوالی ہو رہی تھی ابو الحسن نوری اٹھے اور رقص کرنے لگے حضرت جنید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیٹھے رہے تو ابو الحسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے قریب آ کر کہا اٹھو اور یہ آیت پڑھی:

انما یستجیب الذین یسمعونہ۔ (القرآن الکریم: ۳۶:۶)

مانتے تو وہی ہیں جو سنتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ آیت پڑھی:

وتروی الجبال تحسبها جامدة وهی تمر مر السحاب .

(القرآن الکریم: ۸۸:۴۷)

تو پہاڑوں کو جامد سمجھتا ہے حالانکہ وہ بادلوں کی طرح چل رہے ہیں۔

حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (میاں میر قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

سے سماع کے بارے میں سوال کیا گیا آپ نے حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے یہ اشعار پڑھے:

سماع ای برادر بگویم کہ چیست  
اگر مستمع را بدانم کہ کیست

گر از اوج معنی پرد طیر او  
فرشته فروماند از سیر او  
اگر مرد لہو است و بازی ولاغ  
فزون تر شود دیوش اندر دماغ

اگر میں سماع کرنے والے کو جان لوں کہ وہ کون ہے تو اے بھائی  
میں تمہیں بتاؤں کہ سماع کیا ہے اگر اس کا طائر خیال حقیقت کی  
بلندی سے پرواز کرے تو اس کی پرواز سے فرشتہ بھی عاجز آجاتا  
ہے اور اگر اس کا مقصد محض لہو و لعب اور فریب کاری ہے تو اس سے  
اس کا دماغ کا شیطان قوی تر ہو جاتا ہے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سماع ہی نہیں راگ کے  
راز و نیاز میں بھی کمال حاصل تھا فرمایا ”میں نے سلوک کی منزل قرآن پاک کی تلاوت  
اور ناع سے طے کی ہے“۔

سماع کی اباحت اور حرمت کے حوالے سے جب حضرت خواجہ فرید الدین گنج  
شکر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے بحث چھڑی تو کیا خوب ارشاد فرمایا:  
”سبحان اللہ ایک جل کر خاکستر ہو گیا اور دوسرا ابھی اختلاف میں  
ہے، یہ تفاوت تو دیکھو“

سلسلہ چشتیہ کے نامور بزرگ شیخ ابواسحاق چشتی کے مرشد حضرت ممشاد دینیوری  
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ روایت کرتے ہیں جس کو حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ نے اپنی معروف زمانہ کتاب ”عواف المعارف“ میں نقل کیا ہے:  
”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا عرض  
کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
اس سماع سے انکار کرتے ہیں آپ نے فرمایا میں اس کا منکر نہیں مگر  
انہیں کہہ دو کہ وہ سماع سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت سے اس کا  
افتتاح کریں اور اس کے بعد بھی قرآن کریم پڑھیں“۔

سماع کے چند آداب ہیں مثلاً قرآنی آیات و درود شریف سے سماع کی ابتداء اختتام کیا جائے۔ با وضو موڈ ہو کر بیٹھا جائے محفل میں کوئی بے ادبی کا پہلو نہ ہو حتی الامکان طبیعت کو ساکن رکھا جائے، قوال کی آواز اور خدو خال پر نظر نہ رکھی جائے۔ بلکہ محبوب حقیقی کا تصور مد نظر رہے۔ شرکاء شریعت و طریقت سے واقف اصطلاحات صوفیہ سے باخبر ہوں قوالی میں دل نہ لگے تو محفل میں اس طرح اٹھ جاؤ کہ دوسروں کے کیف میں خلل نہ آئے، کسی کو حال آجائے تو اس کی نگرانی اس طرح کریں کہ اسے کوئی تکلیف نہ پہنچے، قوال صوم و صلوة کے پابند اخلاق عمدہ، با وضو ہوں، سماع کے وقت شیخ موجود ہو، سماع کو عادت میں شامل نہ کر لیا جائے دیر دیر سے کیا جائے تاکہ عظمت کم نہ ہو، دل دنیا کے مشاغل سے خالی ہو، سماع کی جگہ عوام سے خالی ہو اور طبیعت لہو و لعب سے متنفر ہو۔

خود تمہیں چاک گریباں کا شعور آ جائے گا

تم وہاں تک آ تو جاؤ ہم جہاں تک آ گئے

حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پوری زندگی سماع کے شغف میں گزری لہذا سماع سے متعلق مندرجہ بالا مقالہ لکھا گیا ہے۔ سماع میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذوق و شوق بلند پرواز پر ہوتا تھا آپ تمام راگ اور موسیقی کے رمز شناس تھے لیکن آپ قوالی کو راگ کی خاطر نہیں سنتے تھے ایک بار قوالوں نے راگ شروع کیے آپ نے منع فرمادیا کہ اس کو چھوڑ دو اور صاحب حال بزرگوں کے اقوال بیان کرو۔ قوالوں نے عرض کی حضور ہمارے جوہر کو بھی ملاحظہ کریں۔ فرمایا یہ کسی دنیا دار کی مجلس میں کرنا یہ تو بزم درویش ہے درویش لوگ راگ کے شیدائی نہیں ہوتے بلکہ اس کلام کے سننے کے طالب ہوتے ہیں جس سے ان کے اشتیاق خیال میں ترقی ہو قوال نے پھر بھی اصرار کیا تو فرمایا اپنے ساز اٹھا لو اور کسی امیر کی مجلس میں جا کر اظہار جوہر کرو۔

منشی احمد بخش قوال جالندھر کے رہنے والا مستقل طور پر آستالیہ عالیہ جینڈر شریف میں مقیم رہا سفر و حضر میں حضرت صاحب کے ساتھ رہتا تھا خود بڑا فاضل آدمی تھا صرف و نحو فارسی و عربی پر عبور رکھتا تھا۔ حضرت صاحب کے صاحبزادہ محمد رمضان علیہ

الرحمۃ نے انہی سے فارسی کی تعلیم حاصل کی تھی۔ منشی احمد بخش حضرت صاحب کے مزاج سے بخوبی آگاہ تھا لہذا آپ کی مرضی کے مطابق مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت میاں محمد بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کلام اکثر پڑھتا تھا دربار عالیہ جینڈر شریف میں اکثر قوالی کا اہتمام کیا جاتا تھا اور کبھی کبھی رات کو بھی جب حضرت صاحب کی بے قراری بڑھ جاتی تو آپ منشی احمد بخش کو بلا تے اور فرماتے کہ ستار پر فارسی غزلیں پڑھو جب غزل پڑھی جاتی آپ اپنے ذوق و شوق میں محو ہو جاتے ایک بار ارشاد فرمایا قوالی میں یکسوئی رہتی ہے نیز دل دوسرے خیالوں سے خالی رہتا ہے۔ جب رات کو قوالی کا اہتمام کرتے تو اکثر ساری رات سماع میں گزر جاتی نماز تہجد کے وقت آپ قوالی کے اختتام پر نماز میں مصروف ہو جاتے۔ بعض ایام میں نماز فجر کے بعد محفل سماع شروع ہوتی اور ظہر تک جاری رہتی نماز کی ادائیگی کے بعد دوبارہ پھر قوالی شروع ہو جاتی کبھی کبھی ایسا بھی ہوا کہ مسلسل دن رات قوالی کا اہتمام ہوتا صرف نمازوں کے اوقات میں وقفہ ہوتا یا قضائے حاجت اور وضو کے لئے وقفہ کیا جاتا تھا۔

آداب سماع کا آپ پورا پورا خیال رکھتے تمہیدی راگ سازی کو پسند نہ فرماتے بے ریش لڑکوں کو سامنے بیٹھنے کی اجازت نہ ہوتی۔ نمازوں کے اوقات میں باجماعت نماز کا اہتمام کیا جاتا جو قوال آپ کی خدمت میں رہتے رفتہ رفتہ آپ کی صحبت کی بنا پر نمازی و متقی بن گئے۔ اگر قوال ایسے اشعار پڑھتا جس سے شرع محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین ہوتی فوراً بند کروادیتے تھے ایک بار قوال نے یہ مصرعہ پڑھا ”ساڑھ مصلہ بہن چھوڑ کوزہ“ (یعنی جائے نماز کو جلا دے اور وضو کرنے والے لوٹے کو توڑ دے) آپ نے سخت ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے یہ کلام پڑھنا بند کروا دیا اور فرمایا تمہارے اس وعظ کے بغیر ہی مسلمان تارک صوم و صلوة ہیں اہل حق کا ایسا کلام پڑھو جس میں شریعت محمدیہ کی توہین کا پہلو نہ ہو اگر ایسے اشعار نہیں آتے تو قوالی بند کر دو۔

کئی بار ایسا ہوا کہ دوران قوالی آپ قوال کو خاموش کروا کر پڑھے جانے والے اشعار کی تشریح بیان کرنا شروع کر دیتے آپ کا مقصد یہ ہوتا کہ لوگ کلام کی حقیقت



کو سمجھیں اس کے ظاہر کی طرف نہ جائیں۔ ایک بار ارشاد فرمایا کہ شاعر کا مقصد اگرچہ ظاہر کی بجائے باطنی پاکیزگی کی طرف اشارہ ہے لیکن ظاہر کی پاکیزگی سے متنفر کرنا بہت بڑی نلٹپی ہے کیونکہ ظاہری پاکیزگی ہی باطنی پاکیزگی کی طرف راغب کرتی ہے حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ شعر پڑھا:

کہ محال است سعدی کہ راہ صفا

تواں رفت جز درپے مصطفیٰ صلی اللہ

ایک بار قوال نے حضرت علی حیدر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس کلام کو پڑھا تو آپ نے اس کی تشریح فرمائی:

م محبت والیا یارا

ان بن نہیں تے ان بن کیوں

بکل وچ طنبور کھڑکے

تن تن نہیں تے تن تن کیوں

پیریں تیری جہانجر چھنکے

چھن چھن ہے تو چھن چھن کیوں

علی حیدر مینہ کرم دا وسے

کن کن ہے تو کن کن کیوں

فرمایا علی حیدر اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہے۔

- ۱۔ اے اللہ تعالیٰ تو نے مجھے اپنی محبت سے پیدا کیا جب تیرا میرے بغیر گزارہ ہی نہیں تو پھر یہ ان بن کیوں بعض اوقات مجھ پر فیض کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔
- ۲۔ جس وقت ذکر خفی یا جلی کیا جاتا ہے اگر اس کا اثر جسم کے رونگھٹے رہنکھٹے میں نہیں ہوتا تو طنبورہ کے ذکر پر تن تن کرنے کا کیا فائدہ
- ۳۔ تیری ذات پاک کا ظہور کائنات کے ذرہ ذرہ سے ہو رہا ہے جو تری لازوال ذات کی طرف اشارہ ہے پھر یہ حجاب کیوں ہے۔
- ۴۔ جب تیرے کرم کی بارش لگتا رہو رہی ہے تو پھر موسمِ سلا دھار کیوں نہیں ہوتی

تھوڑی تھوڑی کیوں ہوتی ہے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مزارات انبیاء کرام پر تشریف لے جاتے تو اکثر وہاں پر کئی روز قیام کے دوران محفل سماع جاری رہتی۔ منشی احمد بخش قوال کے علاوہ علاقہ بھر کے دیگر قوال بھی عرس کے موقع پر حاضر ہوتے۔ موجودہ قوال محمد طالب کے دادامیاں لدے خان اواس کا بھائی برکت علی دونوں اکٹھے قوالی کرتے رہے۔

محفل سماع کے دوران اکثر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی اور اس وقت محفل میں ہر ایک کی کیفیت دیدنی ہوتی بعض اوقات یوں لگتا کہ ساری محفل حالت وجد میں ہے آپ وجد کے عالم میں کھڑے ہو جاتے اکثر ایک ہی جگہ پر کھڑے رہتے اور سر کو حرکت دیتے رہتے کبھی دایاں ہاتھ اٹھا کر شہادت کی انگلی کو آسمان کی طرف بلند کرتے آپ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہو جاتیں۔ تن بدن کا کوئی ہوش نہ رہتا اور یہ کیفیت اکثر ایک سے دو گھنٹہ تک جاری رہتی تھی۔

”گوہر منیر“ میں آپ کی حالت وجد کے کئی واقعات مذکور ہیں وجدانی کیفیت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے (مصنف نے اس منظر کو خود دیکھا ہوا ہے لکھا ہے) ”اکثر آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی تھی اور بعض دفعہ زبردست وجد ہوتا اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے آپ کے ہر اعضا سے انکساری عیاں ہوتی سانس اکھڑ جاتا بعض دفعہ وجد کی حالت میں کھڑے ہو جاتے تھے آپ کو بجز اس خیال کے جوۃ الی کے کسی مصرعہ سے پیدا ہو جاتا تھا اپنے تن بدن کا ہوش نہیں رہتا تھا اور کبھی کبھی دو گھنٹہ تک یہی حال رہتا سب اہل مجلس کو یکسوئی حاصل ہو جاتی اور بعض آدمیوں پر اس کا اتنا اثر ہوتا کہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگتے اور تقریباً ساری مجلس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے اور ایسے لوگ جو قوالی کو ناجائز سمجھتے اس قدر متاثر ہوتے کہ پھر بلا کسی بحث و مباحثہ کے قوالی کی مجلسوں میں جو حضرت کی موجودگی میں منعقد ہوتیں بڑے شوق سے شامل ہو جایا کرتے کئی سخت دل آدمیوں کے دلوں کی حالت محفل سماع اور حضرت صاحب کی توجہ سے بدل گئی اور وہ خود بخود نیک روی کی طرف راغب ہو گئے اگر بے نمازی تھے تو نمازی بن گے اور ان کے خیالات میں اس قدر روشنی پیدا ہو گئی کہ ظلمات

عصیاں کا پردہ چاک کر کے میدان انسانیت میں نمودار ہو گئے۔“  
حضرت علاؤ الدین صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کلیر شریف کے مزار مبارک پر آپ  
کی وجدانی کیفیت کا ذکر گزر چکا ہے آپ فرماتے ایک رات شیخ چوگانی شریف جاتے  
ہوئے موضع گجگراں سے گزرا شادی کی تقریب میں لڑکیاں مکان کی چھت پر گارہی  
تھیں۔

سلائیوں لکیاں ترنجاں دیاں  
سانوں یاد گڈی وچ آئیاں  
سلائیوں تے اکھیاں نے جل بھریاں  
اساں بے قدراں نال لائیوں

جب میں نے یہ بول سنے تو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے دنیا کی  
ناپائیداری کا نقشہ میری نظروں کے سامنے گزر گیا بظاہر تو اس کے معنی یہ ہیں کہ لڑکی ترنجن  
میں سوت کاتنے جاتی ہے مگر کسی لڑکے کی محبت میں گرفتار ہو جاتی ہے والدین اس لڑکے  
کو نااہل سمجھ کر لڑکی کی شادی کہیں اور کر دیتے ہیں لڑکی کو سسرال والے گاڑی میں لے  
کر جاتے ہیں تو لڑکی سابقہ محبت کی بنا پر خون کے آنسو روتی ہے۔ آپ نے مراد لیا کہ  
جب بندہ دنیاوی محبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو موت کے وقت وہ خون کے آنسو روتا ہے  
کہ میں نے اس سے دل کیوں لگایا آپ فرماتے اس خیال کا مجھ پر ایسا غلبہ ہوا کہ تین  
چار میل کا سفر اسی بے خبری میں طے ہو گیا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا دنیا سے دل لگانا اور  
آخرت سے بے خبر رہنا اس کا نتیجہ بجز پشیمانی کے اور کچھ نہیں۔ حضرت صاحبزادہ محمد  
رمضان صاحب کی شادی کے موقع پر مالووال میں علاقائی دستور کے مطابق بچیوں  
نے گانا گایا۔

لاڑیاں وے لالچیاں  
سانوں چنی دا لاگ دلا

اے حریص دولہا ہم تیرے لیے چادر لائی ہیں ہمیں اس کا لاگ دے حضرت  
صاحب سن کرو وجدانی کیفیت میں چلے گئے انسان لالچی ہے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ دولت

میں سے حکم الہی کے مطابق خرچ نہیں کرتا اللہ رب العزت انسان پر بیشمار انعام و اکرام کرتا رہتا ہے۔ ایک موقع پر علی بنخس قوال سکنہ منوچک نے دورانِ قوالی یہ شعر پڑھا:

میں کونج ہاں تیری راکھویں نت تیرے زور تراں

اڈ جاوناں راوی دے دیس نوں جے ہوے زور پراں

اس شعر پر حضرت صاحب کو دو گھنٹے تک وجد ہوا بظاہر ایسی کوئی بات نہ تھی

مگر حالت وجد میں آپ دونوں بازوؤں کو اوپر کرتے جیسے کوئی پرندہ اڑھنے کی کوشش

کرتا ہے جب قوالی ختم ہوئی آپ سے حالت وجد کے بارے میں سوال ہوا وجہ کیا ہے

اس میں ایسی کوئی بات تھی فرمایا اللہ تعالیٰ نے بندے کو پیدا کیا پرورش کی جیسے انسان

جانور کی پرورش کرتا شوقیہ طور پر اس کی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے اللہ تعالیٰ بھی انسان کی

ہر ضرورت اسے دیتا ہے اب انسان کا بھی فرض ہے کہ اے اللہ تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور

میری جسمانی پرورش کر رہا ہے تو نے ہی میرے دل میں اپنی محبت پیدا کی اور تجھ سے ہی

میرے دل کو اس خیال سے تقویت حاصل ہو رہی ہے کہ اگر تو میرے حال پر مزید کرم

فرمائے تیری عنایت مزید ہو تو میرے خیال کو تقویت پرواز عطا کر کہ میں عالم ناسوت سے

عالم لاہوت میں پرواز کر جاؤں۔

حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس شعر پر سالانہ ختم شریف کے

موقع پر آپ کو وجد ہوا

نسیمِ جانبِ بطحا گزر کن

ز احوالمِ محمد را خبر کن

جم غفیر تھا آپ کے وجد کی وجہ سے یہ صورت حال بن گئی تھی کہ سائبان کے

بانس آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان آگئے اور ڈرتھا کہ کہیں سائبان محفل کے

اوپر گرنے جائیں کچھ دیر بعد حضرت صاحب کے ہاتھ کھل گئے اور سائبان گرنے کا خطرہ

ٹل گیا۔ حج کے لئے تیاری کے دوران ایک مکان کی چھت پر دورانِ قوالی اس شعر پر

وجد ہوا۔

سیاں شہر مدینے نوں چلیاں نے  
 بد قسمتیاں رہ گیاں کھلیاں نے  
 دورانِ وجد آپ کھڑے ہو گئے اور قریب تھا کہ کہیں آپ چھت سے نیچے نہ گر  
 جائیں خدام نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر آپ کے گرد گھیرا ڈال لیا حج سے واپسی پر اس  
 شعر کے سننے سے حالت وجد طاری ہو گئی:

جیہڑی خوشبو ہے مدینہ دیاں گلیاں دے وچ

او خوشبو نہ چنے دیاں گلیاں دے وچ

اس قدر وجد تھا کہ تھک کر چور ہو گئے ہوش آنے پر فرمایا مدینہ طیبہ میں جو توحید  
 کی خوشبو تھی وہ یہاں نہیں تو حید کی ہوا کی حسرت میں میرا یہ حال ہوا ہے۔

سماع سے شغف کے مقالہ کو حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے  
 اس قول پر ختم کرتے ہیں جو دارہ شکوہ نے سکینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ ”ایک سائل  
 نے حضرت میاں جیو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (میاں میر قادری) سے دریافت کیا کہ ان  
 دو اقوال میں مطابقت کیسے ہو سکتی ہے کہ پہلا قول ہے کہ صوفی کو حالت وجد میں اس  
 قدر شعور ہونا چاہیے کہ اگر مٹھی چینی سے بھری ہو اور ایک دانہ چینی کا مٹھی سے گر جائے  
 تو اسے خبر ہو جائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ صوفی کو وجد کی حالت میں فانی ہونا چاہیے  
 اور فناء عدم شعور کی حالت ہوتی ہے۔ حضرت نے جواب فرمایا کہ صوفی جب  
 وجد میں ہوتا ہے تو وہ اپنی ہستی سے خالی ہوتا ہے اور بقائے حق میں مل کر باقی  
 ہو جاتا ہے پس جب وہ بقائے حق میں مل جائے گا تو یقین سے کہا جاسکتا ہے کہ چینی  
 کا دانہ گرنے سے یا اس سے کمتر چیز کے گرنے سے بھی اس کو خبر ہو جائے گی لہذا کہا  
 گیا ہے کہ وجد کی کیفیت میں صوفی کو زمینوں و آسمانوں کی چیزیں پشت ناخن کی طرح  
 نظر آتی ہیں۔“

وہی ہے تیرے زمانے کا امام برحق

جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کر دے

## مسجد مکتب اور لائبریری کا قیام

آستانہ عالیہ جینڈڑ شریف میں ہزاروں کی تعداد میں آنے والے عقیدت مندوں کی سہولت کے لئے ضروری تھا کہ ایک وسیع و عریض عالیشان مسجد بنائی جائے اس کے لئے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین خریدی چونکہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رسائی حاصل تھی اور حضرت صاحب پر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصی نظر کرم تھی آپ نے مسجد تعمیر کرنے کی اجازت مانگی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ پر کمال شفقت فرماتے ہوئے اس کی اجازت عنایت فرمائی اسی بنا پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کوئی سمجھ دار بندہ آکر اس مسجد میں نماز پڑھے گا تو اس کو دوسری مساجد اور اس مسجد میں نماز پڑھنے میں فرق محسوس ہوگا۔ بابو محمد حسین لاہور والے نے مسجد کا نقشہ بنایا حضرت صاحب کی منشا و مرضی تھی کہ مسجد کا صحن کھلا ہوتا کہ ختم شریف کے موقع پر لوگ آسانی سے سانسکیں چنانچہ مسجد کا وسیع ہال کمرہ اور صحن بنایا گیا جہاں اندازے کے مطابق چار ہزار سے زائد لوگ آسانی سے نماز ادا کر سکتے ہیں مسجد کے ساتھ باہر کی جانب کھلا میدان چھوڑ دیا گیا تاکہ بوقت ضرورت اس کو بھی استعمال کیا جاسکے حضرت صاحب کے دور میں مسجد پایہ تکمیل کو پہنچی ختم شریف کی محافل مسجد کے صحن میں ہی ہوتی رہیں گزشتہ سالوں میں حضرت پیرمیاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت پیرمیاں محمد یوسف صاحب نے مسجد میں مزید توسیع کر دی۔

مسجد کے ساتھ ایک مسافر خانہ بنایا گیا جس میں کمرے تعمیر کیے گئے تاکہ عرس کے ایام میں لوگ آسانی سے قیام پذیر ہوں ایک کمرہ حضرت صاحب کے لئے اور ایک کمرہ لائبریری کے لئے بنایا گیا انہی کمروں کو بطور دارالعلوم کے بھی استعمال کیا جاتا رہا آپ نے اس کمی کوشدت سے محسوس کیا کہ اس دور دراز علاقہ میں لوگوں کی روحانی تربیت کے ساتھ ساتھ علمی ضرورت کو بھی پورا کیا جائے ابتداء میں کئی ایک علماء کا تقرر کیا ان میں قابل ذکر مولانا فضل احمد صاحب حاجیوالا ہیں جن سے حضرت

صاحبزادہ محمد رمضان صاحب بھی تعلیم حاصل کرتے رہے بعد میں حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مشورہ سے حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ذمہ داری سونپی گئی آپ مع اہل و عیال اور طلباء کے یہاں تشریف لائے اور نو سال تک کتب درس نظامی اور دورہ حدیث پڑھاتے رہے۔

یہاں قیام کے دوران حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی روحانی فیض حاصل کرنے کا بھرپور موقع ملا آپ کے زمانہ میں دارالعلوم کا نظام بڑی خوش اسلوبی سے چلتا رہا دیگر اضلاع سے بھی طلباء نے یہاں داخلہ لینا شروع کر دیا بعد میں حضرت شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آستانہ عالیہ گوڑہ شریف چلے گئے تو یہاں پر مولانا محمد اسلم صاحب نے درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا ان کو حضرت مولانا محبت النبی سے تعلیم حاصل کرنے کا شرف ملا یہاں حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھنے والوں میں حضرت مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامعہ نظامیہ لاہور حضرت سید غلام محی الدین شاہ صاحب سلطانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جامعہ رضویہ راولپنڈی، مولانا محبوب الرحمن، مولانا محمد داؤد ٹیکسلا، مولانا عبدالجلیل کشمیر، مولانا مقبول احمد مانسہرہ وغیرہم شامل ہیں۔

بنی آدم از علم یابد کمال

نہ از حشمت و جاہ و مال و منال

طلباء کے لئے زر کثیر خرچ کر کے درسی کتب خریدی گئیں ایک کمرہ کو بطور لائبریری مخصوص کر دیا گیا مختلف اوقات میں تفسیر، حدیث، فقہ، تصوف اور تاریخ کے موضوع کی نادر و نایاب کتب خریدی گئیں۔ یوں دارالعلوم اویسیہ جینڈر شریف میں ایک اور حسین اضافہ لائبریری کی صورت میں ہوا جس سے علماء و طلباء استفادہ کرتے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی مسائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے فلاں فلاں کتاب لائی جائے تاکہ مسئلہ کی وضاحت ہو سکے چنانچہ متعلقہ کتب سے تحقیق شروع ہو جاتی عبارت پڑھنے کے بعد حضرت صاحب مسئلہ سے متعلق بڑی سیر حاصل گفتگو ارشاد فرماتے۔ حضرت صاحب کے زمانہ سے لے کر اب تک

آنے والے علماء اور صاحب ذوق لوگ لائبریری میں نایاب کتب کو دیکھ کر باغ باغ ہو جاتے ہیں حالانکہ اس وقت سے لے کر آج تک کئی ایک علماء یہاں سے قیمتی و نایاب قلمی نسخے ساتھ لے گئے ہیں۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی ساری زندگی تبلیغ اسلام کے لئے وقف کر رکھی تھی اس کے لئے ہر طرح کی قربانی دیتے تھے آپ کی شدید خواہش تھی کہ لوگ دین اسلام کی طرف راغب ہوں مسائل کو سمجھیں ذاتی اصلاح کے بعد ایک ساعت کو بھی ضائع کیے بغیر زندگی عبادت الہی میں بسر کریں باوجود ضعف اور کمزوری کے آپ تبلیغی کاموں میں ذرا بھی تھکاوٹ محسوس نہیں کرتے تھے آپ کی کوشش ہوتی تھی کہ جتنی دیر لوگ آپ کے پاس بیٹھیں کوئی نہ کوئی دینی باتیں سیکھتے رہیں اس غرض و غایت کے پیش نظر مسجد مدرسہ اور لائبریری کا قیام معرض وجود میں آیا۔

## سالانہ ختم شریف و دیگر پروگرام

آستانہ عالیہ جینڈر شریف پر اکثر محفل سماع کا انعقاد کیا جاتا بعض اوقات اعلان کیا جاتا کہ فلاں روز محفل سماع ہوگی اکثر بغیر اعلان کے جب بھی حضرت صاحب کی مرضی ہوتی محفل سماع منعقد ہوتی تھی اسی طرح حضرت شیخ چوگان شریف، حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام کے مزار مبارک گجراں اور حضرت نعماطوس علیہ السلام کے مزار پر محفل سماع اور ختم شریف کے پروگرام میں سینکڑوں لوگ شریک محفل ہوتے لیکن سب سے بڑا پروگرام ۱۱/۲۱ ربيع الاول کو جینڈر شریف میں سالانہ ختم شریف کا پروگرام ہوتا اس پروگرام کی ابتداء کے بارے میں حضرت صاحب ارشاد فرماتے ہیں نے یہ ختم شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق شروع کیا مجھے جب حکم دیا تو عرض کی میں ایک مسکین زمیندار ہوں اتنے بڑے کام کو کیسے نبھاسکوں گا فرمایا تم اس کو شروع کرو تو عرض کی نظر کرم فرمائیں کہ آپ تشریف لایا کریں گے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اجازت ملنے پر میلاد پاک کے اس پروگرام کو بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ آپ نے احباب سے فرمایا کہ لوگ اپنے رشتہ داروں کے ایصال ثواب



کی غرض سے محافل منعقد کرتے ہیں ہم سب پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احسانات سب سے زیادہ ہیں جو احسانات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم پر کیے ہیں وہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا اس لئے ہم سب کا فرض ہے کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختم شریف کروائیں۔ پہلے سال ختم شریف کے موقع پر مختصر سا پروگرام ہوا پھر ہر سال اس میں اضافہ ہوتا گیا۔

لوگ ہزاروں کی تعداد میں شریک ہونے لگے ایک وقت کے لیے تقریباً ستر دیگ چاول علاوہ کئی من آٹا کے روٹیاں اور سالن کی دیکیں پکتی تھیں آپ لوگوں کو تاکید فرماتے کہ ہر شخص ضرور لنگر کھا کر جائے کیونکہ تبرک کھانے سے روح میں صفائی پیدا ہوتی ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگنا گناہوں کی بخشش کا سبب ہے۔ آپ مہمانوں کی آمد پر بہت خوش نظر آتے ان کے آرام اور خوراک کے لیے ہر ممکن حد تک سہولیات فراہم کرتے لوگوں کو ٹھہرانے کے لئے وسیع پیمانے پر انتظامات کیے جاتے جینڈر گاؤں کا کوئی گھر ایسا نہ ہوتا جس میں مہمانوں کی رہائش کا انتظام نہ کیا جاتا از خود لوگ دیگر دیہاتوں سے چار پائیاں اور بستر اکٹھے کر کے لاتے ہر مکان والے کی خواہش ہوتی کہ میرے گھر میں زیادہ مہمان ٹھہریں صاحبزادگان بذات خود گھروں میں جا کر انتظامات کا جائزہ لیتے جہاں کسی چیز کی کمی ہوتی اس کو پورا کیا جاتا۔

محفل سماع کے لئے درجنوں قوال پاریاں حاضر ہوتی تھیں سب کو وقت دیا جاتا بڑے بڑے علماء کرام شریک ہوتے اور خطاب فرماتے۔ ۱۱ ربیع الاول سارا دن محفل وعظ جاری رہتی رات کو محفل سماع تہجد کے وقت تک منعقد ہوتی ۱۲ ربیع الاول کی صبح مسجد کے اندر ختم شریف کا پروگرام ہوتا جس میں خطابات ہوتے خصوصی طور پر حضرت شیخ القرآن خواجہ ابوالحقیق محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عشق و مستی میں ڈوبا ہوا وعظ ہوتا جس کو سن کر لوگوں کے دل نور ایمان سے منور ہو جاتے آج بھی جینڈر شریف کے متعلقین ان خطابات کو پر نرم آنکھوں سے یاد کرتے ہیں۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شروع کردہ اس ختم شریف کے پروگرام میں روحانی و وجدانی کیفیات دیکھنے سے تعلق رکھتی تھیں صاحب حال لوگ اس منظر کو

بیان کرتے ہیں جب سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کمالِ شفقت اور فیوض و برکات کا ظہور ہوتا بعض اوقات حضرت قبلہ عالمِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر خود بھی وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی آپ کھڑے ہو جاتے تو ساتھ ہزاروں لوگ بھی کھڑے ہو جاتے بعض لوگ دھاڑیں مار کر رونے لگتے آپ اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے اور زبان مبارک پر بار بار صرف ایک ہی فقرہ ہوتا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرم“

آئی نسیم کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کچھنے لگا دل سوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
کعبہ ہمارا کوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم  
مصحف ایماں روئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم

میلا د مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس پروگرام پر حضرت صاحبِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے دریغ خرچ کیا ایک بار اپنی زمین کو گروی رکھ کر ساری رقم ختم شریف پر خرچ کر دی صاحبزادہ صاحب کبھی کوئی فکر والی بات عرض کرتے تو آپ فرماتے محمد رمضان صاحب اس راہ میں میرے مکان بھی قرق ہو جائیں تو ہونے دو ہم کہیں جھونپڑی ڈال کر گزارہ کر لیں گے لیکن یہ پروگرام اپنی آب و تاب سے جاری رکھوں گا۔ ختم شریف کے سلسلہ میں جینڈر شریف کے مقامی لوگ بے حد تعاون کرتے تھے خصوصی طور پر بابا جھنڈا کی خدمات ناقابل فراموش ہیں جو دیوانوں کی طرح اس ختم شریف کے لئے اہتمام کرتا تھا۔ آپ نے ہمیشہ اپنی اولاد کو تلقین کی جیسا بھی وقت آئے لیکن ختم شریف کا پروگرام بند نہ ہونے پائے ایک موقع پر صاحبزادہ میاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو فرمایا اگر تمہارے پاس کچھ بھی نہ ہو تو پھر بھی لوگوں کے ساتھ مل بیٹھ کر ختم شریف کا اہتمام ضرور کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور وفا فرمائیں گے یہ ختم شریف نہ فرض ہے نہ واجب لیکن اللہ تعالیٰ کے قرب کا سب سے بہترین وسیلہ ہے۔ قبلہ عالمِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد میاں محمد رمضان صاحب نے اپنے والد ماجد کے جاری کردہ مشن کو آگے بڑھایا جوں جوں ترقی ہوتی گئی جینڈر شریف میں

بجلی ٹیلی فون پختہ سڑک اور برساتی نالے پر پل بننے کے بعد مہمانوں کو آنے جانے کی سہولتوں میں اضافہ کے ساتھ ساتھ مہمانوں کی آمد و رفت بھی زیادہ ہو گئی ہے حضرت صاحبزادہ میاں محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے لے کر اب تک کے پروگرام انتہائی تزک و احتشام کے ساتھ حضرت پیر میاں محمد عبداللہ صاحب حضرت میاں پیر حبیب اللہ اور حضرت پیر میاں محمد یوسف صاحب کی زیر نگرانی منعقد ہوتے رہے۔

حضرت سیدنا ابراہیم علیہ السلام کی آل کے انبیاء کرام سے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو روحانی فیض ملا اسی نسبت سے آپ ہر سال ۲ رجب المرجب کو عرس سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا اہتمام بھی کرتے رہے حضرت قبلہ عالم کے زمانہ میں میلاد شریف اور عرس سیدنا ابراہیم علیہ السلام دو بڑے پروگرام آستانہ عالیہ جینڈر شریف میں منعقد ہوتے تھے اور علاوہ ازیں ۲۶ رجب کو معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ۳ رمضان کو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، ۲۱ رمضان المبارک کو حضرت علی المرتضیٰ اور ۱۰ محرم الحرام حضرت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کے ختم شریف کے پروگرام بھی ہوتے رہے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۵ جمادی الاول کو ہوا اب سالانہ دو بڑے پروگرام میلاد شریف اور عرس حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ علیہ منعقد ہوتے ہیں جبکہ دیگر مذہبی تہوار متعلقہ ایام میں حسب دستور جاری ہیں جس طرح لوگ حضرت صاحب کی ظاہری حیات طیبہ میں یہاں حاضری دے کر فیض یاب ہوتے تھے آج بھی اسی عقیدت و محبت کے ساتھ دربار شریف پر حاضری دے کر روحانی فیض حاصل کر رہے ہیں۔

گلی کو ہم تری دارالاماں سمجھتے ہیں  
یہ وہ زمیں ہے جسے آسماں سمجھتے ہیں  
انہیں حرم سے غرض ہے نہ دیر سے کچھ کام  
جو اپنا قبلہ ترا آستاں سمجھتے ہیں  
دیئے تو ترک محبت کے مشورے سب نے  
مگر یہ حضرت بیدم کہاں سمجھتے ہیں

## گوہر ہائے کلام

حضرت خواجہ گوہر الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ شاعری نہیں کرتے تھے مگر نعتیہ اور شاعرانہ عمدہ دقیق کلام سے لگاؤ تھا محفل سماع میں ہمیشہ عمدہ کلام سماعت فرماتے ایسا کلام اور غزلیں جن کا کوئی مقصد نہ ہوتا تو ال پڑھتے تو انہیں منع فرما دیتے بعض اوقات شعراء کے کلام پر بڑی عالمانہ اور شاعرانہ بحث بھی فرمایا کرتے کئی بار سماع کے دوران پڑھے گئے کلام کی تشریح بھی کرتے تاکہ دیہاتی ماحول کے لوگ اس کلام میں چھپے ہوئے رازوں سے واقف ہو سکیں۔

آپ کے چند اشعار جو حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے متعلق ارشاد فرمائے تھے گزر چکے ہیں ایک اور موقع پر آپ عالم اضطراب کی ایک خاص کیفیت میں تشریف فرما تھے کہ یہ اشعار کہے:

جو جان و دل سے فدا نہ ہوا  
وہ عاشق ہوا تو کیا ہوا  
جو ہستی خود سے جدا نہ ہو  
وہ عارف ہوا تو کیا ہوا  
جو اپنی فنا سے فنا نہ ہو  
وہ بقا ہوا تو کیا ہوا  
جو ہر ایک جہت سے لا نہ ہو  
وہ زاہد ہوا تو کیا ہوا  
جو ظاہر و باطن خدا نہ ہو  
وہ موحد ہوا تو کیا ہوا  
جو اپنی بقا سے بقا نہ ہو  
وہ فنا ہوا تو کیا ہوا

جو گوہر صدف سے جدا نہ ہو  
وہ گوہر ہوا تو کیا ہوا

## رزق من جانب اللہ ہے

ارشاد ربانی ہے:

قل من یرزقکم من السموات والارض قل لله

(القرآن الکریم: -۳۴:۲۴)

تم فرماؤ کون ہے جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے تم  
خود ہی فرماؤ اللہ۔

سورۃ فاطر میں یوں ارشاد فرمایا:

یا ایہا الناس اذکرو انعمت اللہ علیکم هل من خالق

غیر اللہ یرزقکم من السماء والارض لا الہ الا ہو فانی

توفکون. (القرآن الکریم: -۳۵:۳)

اے لوگو! اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی

خالق ہے کہ آسمان اور زمین سے تمہیں روزی دے اس کے

سوا کوئی معبود نہیں تم کہاں اوندھے جاتے ہو۔

رزق من جانب اللہ ہے اس معاملہ میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ

رب العزت کی ذات پر اس قدر قوی بھروسہ تھا کہ ایسی مثال بہت کم ملتی ہے رزق کے

معاملہ میں توکل الی اللہ کی بہت سی مثالیں آپ کی سیرت طیبہ سے پیش کی جاسکتی

ہیں جو کہ انتہائی ایمان افروز ہیں یہ اللہ رب العزت کا ارشاد بھی ہے جو بسلسلہ روزی مجھ

پر توکل کرے گا تو اسے اس جگہ سے رزق عطا کرے گا جہاں اس کا گمان بھی نہ ہوگا فرمایا:

ویرزقہ من حیث لایحتسب ومن یتوکل علی اللہ فہو

حسبہ. (القرآن الکریم: -۶۵:۳)

اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں اس کا گمان نہ ہو اور جو اللہ

پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

ایک روز آپ مسجد کے حجرے میں ذکر و اذکار میں مصروف تھے دروازہ کو اندر سے بند کر رکھا تھا کہ اچانک ایک شخص سامنے کھڑا ہو جاتا ہے اور کہا کہ میں قاسم فرشتہ ہوں رزق تقسیم کرنے پر مامور ہوں اگر آپ یہ وظیفہ پڑھیں تو آپ کو کئی قسم کی فتوحات ملتی رہیں گی آپ نے فرمایا میں فتوحات کا طالب نہیں میں تو اپنے رب کی رضا کا طالب ہوں مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے پھر فرشتہ نے کہا رزق میں اضافہ چاہتے ہو تو بتائیے آپ نے جواب دیا اللہ میرا بہترین رازق ہے جو مجھے ضرورت ہوتی ہے میرا رب مجھے عطا کر دیتا ہے۔ قرآن کریم کا بھی فرمان ہے کہ اللہ کے نیک بندوں کے پاس ملائکہ تشریف لاتے ہیں۔

ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا اتنزل علیہم  
الملائکۃ. (القرآن الکریم: ۳۱-۳۰)

بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے  
ان پر فرشتے اترتے ہیں۔

یہ بات مسلمہ ہے کہ فرشتے مومنوں اور اولیاء کرام کے اس دنیا میں معاون و مددگار ہوتے ہیں فرشتے متعدد جہات سے ارواح طیبہ و طاہرہ کی مدد کرتے ہیں جس کا ارباب مکاشفات اور اصحاب مشاہدات کو علم ہوتا ہے۔ دارہ شکوہ نے سکینۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ فرشتہ ایک بار حضرت میاں میر قادری رحمۃ اللہ علیہ کے لیے کھانا لے کر آیا تھا۔

حضرت استاذ العلماء مولانا محمد شریف صاحب کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ، ایک موقع پر حاجیوالا تشریف لائے واپسی پر جینڈر شریف حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ دیکھوں حضرت صاحب اتنا بڑا ادارہ علوم اور آستانہ کس طرح کامیابی سے چلا رہے ہیں حضرت صاحب نے آپ کا بڑی عزت و احترام سے استقبال کیا دوران گفتگو دریافت کیا کہ حضرت صاحب یہ بیان کریں کہ اس مدرسہ کو چلانے کے واسطے کیا وسائل اختیار کر رکھے ہیں حضرت صاحب نے جواب دیا اللہ کافی ہے وہی انتظام

کردیتا ہے حضرت مولانا صاحب نے مزید دفعہ یہی سوال کیا ہر بار آپ نے وہی جواب دیا مولانا خاموش ہو گئے جب جانے لگے حضرت صاحب نے نذرانہ بھی پیش کیا حضرت مولانا محمد شریف صاحب نے انکار کیا تو فرمایا مولانا آپ بڑے عالم ہیں خدمت کرنا میرا فرض ہے آپ اس ناچیز کی خدمت کو قبول کریں چنانچہ مولانا صاحب نے وہ رقم لے لی لیکن اپنے سوال کے جواب میں تشنگی محسوس کی ان کے چلے جانے کے بعد حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا مولانا محمد شریف ایک بڑے عالم دین اور پیر صاحب ہیں مگر میرے جواب سے ان کی تسلی نہیں ہوئی وہ تذبذب میں بیٹھے رہے کہ ظاہری اسباب کے بغیر درس کے اخراجات کیسے پورے کیے جاتے ہیں دراصل وہ اسباب کی طرف دیکھ رہے تھے سبب کی طرف نظر نہیں گئی حالانکہ کئی دفعہ اس ارشاد ربانی کو پڑھا ہوگا ”ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ“ جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اس کے لئے کافی ہے۔

ایک مرتبہ دارالعلوم اویسیہ جینڈڑ شریف کے طلباء پر ایسا وقت آیا کہ دو وقت فاقہ تھا لنگر خانہ میں کھانے کیلئے کچھ نہ تھا حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی نے حضرت صاحب سے عرض کی کہ خوردونوش کی اشیاء ختم ہو چکی ہیں آپ نے فرمایا اللہ کافی ہے ایک وقت کا فاقہ مزید گزرنے پر دوبارہ عرض کیا آپ نے فرمایا اللہ کافی ہے جب دوسرا دن بھی فاقہ سے گزرنے لگا تو پھر عرض کیا آپ نے وہی جواب دیا کہ اللہ کافی ہے حضرت مولانا محبت النبی نے عرض کیا اللہ تو کافی ہے ہم سب چار وقت سے کھانا کھانے کے بغیر ہیں فرمایا اللہ کافی ہے حضرت مولانا صاحب اپنے کمرے میں چلے گئے کہ لنگر خانے کا انچارج حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ ایک آدمی کئی من آٹا گدھوں پر لا کر لایا ہے اور ایک شخص حاجی والا سے گائے کا بچھڑا طلبہ کے لئے دے گیا ہے آپ نے فرمایا مجھے تو اللہ تعالیٰ پر پورا بھروسہ تھا کہ وہ میرے لیے کافی ہے فوراً جا کر مولانا محبت النبی صاحب کو بتاؤ کیونکہ وہ کل سے پریشان تھے۔

حضرت نعماطوس علیہ السلام کے مزار کی تعمیر کے دوران ایک روز حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے موضع چک کمالہ سے جینڈڑ شریف پیغام بھیجا کہ مزدوروں معماروں اور مہمانوں کے لئے کھانا بھیجا جائے جتنا عرصہ مزار شریف کی تعمیر ہوتی رہی

کھانا جینڈر شریف سے ہی تیار ہو کر جاتا تھا حضرت میاں محمد رمضان صاحب نے کہہ دیا کہ حضرت صاحب تو بادشاہ ہیں صرف معماروں اور مزدوروں کیلئے کھانا تیار کروانا چاہیے جو لوگ وہاں ویسے حاضر ہو جاتے ہیں اگر ان کے لئے کھانا نہ بھی بھیجا جائے تو کیا حرج ہے صاحبزادہ صاحب نے جس آدمی سے یہ بات کہی تھی اس نے واپس جا کر حضرت صاحب سے بات کر دی آپ نے پھر دوبارہ آدمی کو بھیجا کہ جینڈر شریف جاؤ اور تاکید کر کے آؤ کہ سب کے لئے عمدہ قسم کا کھانا اور حلوہ بنا کر بھیجو چنانچہ سب کے لئے کھانا تیار کروا کر مزار شریف پر بھیجا گیا واپسی پر حضرت صاحب نے صاحبزادہ صاحب سے فرمایا تم دانا آدمی ہو کہ میری بات کو نہیں سمجھے حقیقت تو یہ ہے کہ ہمارے ہاں آدمی بھیجنے والا بھی اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی روزی کا بندوبست کرنے والا بھی وہی ہے ہم تو مفت میں ثواب کما رہے ہیں آئندہ ایسی بات کبھی نہ کرنا۔

حضرت صاحب نے اپنی تمام زمین بھی لنگر خانے کے لئے وقف کر رکھی تھی زمین کی آمدنی لنگر خانہ میں جمع ہوتی تھی حضرت صاحب کے گھر دو وقت کا کھانا بھی دیگر افراد اور مہمانوں کی طرح لنگر خانہ سے ہی جاتا تھا آپ کا ارشاد ہے کہ لنگر کا خرچ اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے اس کی ضروریات پورا کرنا بھی اللہ کے ذمہ ہے دینے والا ہاتھ بھی اسی کا ہے اور لینے والے کو بھی وہی بھیجتا ہے ایک بار ختم شریف کے موقع پر ارشاد فرمایا میں اس ہجوم پر نظر دوڑا کر اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہتا ہوں یا اللہ ان سب لوگوں کو جمع کرنے والا بھی تو ہی ہے اور ان کی میزبانی کا انتظام بھی تیرے ہی سپرد ہے میں تو تیرا ایک عاجز مسکین بندہ ہوں وہی ذات سب کی ضروریات پوری کرتی ہے لہذا آپ کو مال کے آنے اور خرچ ہونے پر نہ خوشی ہوتی اور نہ ہی رنج ہوتا۔

حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام کے مزار مبارک پر آپ تشریف فرما تھے کہ ایک سوالی آ گیا آپ نے احمد دین لانگری سے فرمایا اس سائل کو پیسے دے دو اس نے حکم کی تعمیل کی لیکن عرض کیا کہ میرے پاس تو یہی پیسے تھے میں نے ان سے خورد و نوش کا سامان خریدنے جانا تھا تقریباً پچیس مہمان ہیں کیا یہ بھوکے رہیں گے یہ کہہ کر کمرے میں چلا گیا آپ خاموش رہے اور احمد دین سے کچھ نہ کہا تھوڑی دیر گزری تو کچھ لوگ



حاضر خدمت ہو کر عرض کرنے لگے ہم نے لنگر کے لئے جینڈر شریف آنا گھی دال اور دیگر سامان بھجوانا تھا مگر ہمیں معلوم ہوا کہ آپ حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام کے مزار پر ہیں ہم سارا سامان یہاں لے آئے ہیں آپ نے احمد دین کو بلا کر فرمایا دیکھو یہ سامان مہمانوں کے لیے کافی ہے عرض کی کافی سے بھی زیادہ ہے پھر آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ پر بھی توکل کرنا چاہیے۔

سید محسن علی شاہ نحیف اور معمر آدمی تھے حضرت صاحب آپ کی بڑی عزت کرتے تھے ایک بار ختم شریف کے موقع پر جینڈر شریف تشریف لائے کھانے کا وقت نہ تھا حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی سے فرمایا شاہ صاحب کو ساتھ لے جاؤ اور لنگر خانہ سے کھانا کھلاؤ شاہ صاحب لنگر خانہ تک گئے منتظمین نے کہا فرد افرڈ کسی کو کھانا نہیں کھلائیں گے سب لوگوں کے ساتھ کھانا کھلایا جائے گا شاہ صاحب واپس حضرت صاحب کے پاس چلے آئے حضرت صاحب کو معاملہ کا علم ہوا تو فرمایا میرے سامنے ابھی شاہ صاحب کو کھانا کھلایا جائے جب شاہ صاحب کھانا کھا چکے تو حضرت صاحب نے منتظم کو ارشاد فرمایا لنگر خدا کا ہے جس وقت اللہ تعالیٰ کوئی بندہ بھیجتا ہے اسی وقت اسے کھانا کھلاؤ اور کسی کا بے وقت آنا کبھی عذر نہ ہو خواہ نصف شب کو یا اس کے بعد آئے۔

حضرت صاحب کی اپنی عادت یہ تھی کہ خود کھانا بہت کم کھاتے تھے حج کے دوسرے روز میدان منیٰ میں حضرت صاحب کی خدمت میں کھانا رکھا گیا تو ارشاد فرمایا آپ سب لوگ ملکر کھانا کھائیں میں تو اس سوچ میں ہوں کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی گردن پر چھری رکھی تھی اس خیال پر ہی میری بھوک ختم ہو گئی ہے۔

لاہور میں قیام کے دوران ایک عقیدت مند نے آپ کی پر تکلف دعوت کی کئی قسم کے کھانے بنائے آپ رفقاء کے ساتھ تشریف لے گئے اور ساتھیوں سے فرمایا کہ آپ سب کچھ کھائیں خود ایک درویش سے روٹی کا ایک ٹکڑا لے کر شوربے کے ساتھ کھایا میزبان نے بہت اصرار کیا مگر فرمایا میں یہ سب کچھ ہضم نہیں کر سکتا جو کھانا تھا کھا لیا ہے۔

## سعادت گوہر

سوئے حجاز:

حرمین شریفین کی حاضری مسلمان کی بڑی سعادت اور خوش بختی کی بات ہے یہ دونوں مقامات شعائر اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار سے مالا مال ہیں ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جائے ولادت اور اعلان نبوت کا مقام تو دوسرا ہجرت اور آرام گاہ بنایا گیا ایک شہر رب العزت کا گھر اور دوسرا روضہ اطہر و مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے عظمت و رفعت کا مرکز بن گیا۔

نسیم جانب بطحا گزر کن  
 ز احوال محمد را خبر کن  
 بر این جان مشتاقم بانجا  
 فدائے روضہ خیر البشر کن  
 توئی سلطان عالم یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 زروئے لطف سوئے من نظر کن

جب قوال محفل سماع میں یہ کلام پڑھتے تو قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی بعض اوقات دونوں بازوؤں کو ہوا میں پھیلا دیتے گویا کہ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اڑنے لگے ہیں مدت سے آپ حج بیت اللہ زیارت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سراپا شوق بنے ہوئے تھے مگر ”کل امر مرہون باوقاتها“ کے مصداق دیر ہوتی گئی بالآخر وہ وقت سعید آ گیا کہ آپ سفر سوئے حجاز پر روانگی کی تیاریاں کرنے لگے۔

آپ نے کس سال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کی مصنف گوہر نایاب شیخ

محمد حسین جو کہ آپ کے ہمراہ سفر حج میں تھے صفحہ نمبر ۹۲ پر لکھا ہے کہ ”آپ نے ۱۹۳۰ء میں سفر حج کا ارادہ کیا بہت سے نیک بخت لوگوں نے آپ کے ساتھ جانے کا ارادہ کیا اس طرح تیس پینتیس ہمراہی شامل ہو گئے“ جبکہ مصنف گوہر منیر سید علی اکبر شاہ نے روانگی کا سال ۱۹۳۱ء لکھا ہے (دیکھو صفحہ نمبر ۲۹۲) یہی بات درست ہے آپ نومبر ۱۹۳۱ء کو روانہ ہوئے آپ کے ہمراہ تقریباً پینتیس افراد تھے جن میں قابل ذکر اسماء حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، سید علی اکبر شاہ جما پور سیداں، شیخ محمد حسین گجرات، حافظ محمد حسین موضع دوہرائے میاں محمد دین بھاگووال، مفتی محمد شفیع کامونکی، مولانا میاں امام علی، چوہدری حاکم علی گورالہ، حاجی اکبر علی بھٹی کنجاہ، شیخ محمد انور موضع کسوی شامل ہیں ان میں مولانا میاں امام علی اور شیخ محمد حسین کا سفر خرچ حضرت صاحب نے خود ادا کیا۔

حضرت قبلہ عالم جینڈڑ شریف سے ۱۹ نومبر ۱۹۳۱ء بروز بدھ رخصت ہو کر گجرات قیام پذیر ہوئے ۳۰ شوال ۱۳۶۰ھ بمطابق ۲۰ نومبر ۱۹۳۱ء بروز جمعرات حضرت سید کبیر الدین دریائی المعروف حضرت شاہدولہ گجراتی کے روضہ مبارک پر سلام کے لیے حاضر ہوئے کچھ دیر مراقبہ کیا پھر یہاں سے پیدل ہی وزیر آباد کی طرف چل پڑے احباب نے عرض کی کچھ دیر رک جائیں مناسب انتظام پر یہاں سے روانہ ہوں گے فرمایا مجھے حضرت شاہدولہ صاحب جن کا میں مہمان تھا انہوں نے رخصت کر دیا ہے اب یہاں نہیں رک سکتا اس پر آپ کے لئے ٹانگے کا انتظام کیا گیا آپ سوار ہو کر موضع کٹھالہ تک پہنچے تھے کہ راجہ عزیز اللہ وزیر آباد سے کار لے کر آ گئے آپ اس پر بیٹھ کر سیدھا مرکزی جامع مسجد وزیر آباد حضرت شیخ القرآن کے پاس تشریف لائے نماز عصر باجماعت ادا کرنے کے بعد سائیں فضل دین کے گھر تشریف لے گئے پھر وہاں سے راجہ عزیز اللہ کے گھر گئے رات قیام کے بعد ۲۱ نومبر ۱۹۳۱ء یکم ذی قعدہ ۱۳۶۰ھ جمعہ المبارک کی ادائیگی کے لیے مرکزی جامع مسجد غوثیہ پنچے مسجد میں جمعہ کے اجتماع پر ہزاروں لوگ جمع تھے سب کی خواہش تھی کہ آج حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ علیہ وعظ ارشاد فرمائیں جب آپ سے اس خواہش کا اظہار کیا گیا تو ارشاد فرمایا جس نے میرا

وعظ سننا ہے وہ محمد عبدالغفور ہزاروی صاحب کا وعظ سنے اور جس نے میری زیارت کرنی ہے وہ ان کی زیارت کرے آپ حضرت شیخ القرآن کے حجرہ میں تشریف فرما تھے ارشاد فرمایا مجھے یہاں سے وہ خوشبو آئی ہے جو مجھے کلیر شریف سے آئی تھی۔ بعد نماز جمعہ المبارک سندھ ایکسپریس پر سوار ہو کر یہ قافلہ لاہور پہنچا تین روز لاہور میں قیام رہا روزانہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دیتے رہے پھر لاہور سے بذریعہ ریل بہاولپور چوہدری عبدالہادی کے ہاں ٹھہرے پھر کراچی کے لیے روانہ ہوئے کراچی میں ضروری کاغذات کی جانچ پڑتال کے سلسلہ میں بیس روز تک قیام رہا اس دوران مختلف مقامات پر محافل میں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صدارت اور حضرت شیخ القرآن خطاب فرماتے رہے۔

۱۴ دسمبر ۱۹۴۱ء کو بحری جہاز پر سوار ہوئے۔ بحری جہاز میں اذان دی جاتی اور نماز باجماعت ادا کی جاتی رہیں اکثر اوقات مجلس منعقد ہوتی حضرت شیخ القرآن مناسک حج کے متعلق ہدایات دیتے جبکہ حضرت صاحب تصوف کے موضوع پر اظہار خیال فرماتے ایک رات حضرت شیخ القرآن نے خواب دیکھا کہ دو بچے سمندر کے اندر جہاز کے ساتھ چل رہے ہیں انہوں نے دونوں جانب سے جہاز کی رسیاں پکڑ رکھی ہیں اور کہتے ہیں یہ جہاز نہیں ڈوبے گا حضرت شیخ القرآن نے تہجد کی نماز کے بعد یہ خواب حضرت صاحب کے سامنے بیان کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا آپ کو دکھایا گیا ہے کہ یہ جہاز غرق نہیں ہوگا کیونکہ فرشتے معصوم بچوں کی شکل میں اس کی حفاظت پر مامور ہیں (ان دنوں ہٹلر کی جنگ ہو رہی تھی اور جہازوں پر آبدوزوں سے حملے کا خطرہ تھا) مزید آپ نے ارشاد فرمایا کہ موت ایک ایسی چیز ہے جس کے تصور سے انسان کانپ جاتا ہے بیماری کے وقت یا جہاز میں سفر کے دوران اکثر یہ تصور پیدا ہوتا ہے اور انسان اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اس لیے جہاز تقویت ایمان کے لئے بڑا مفید ہے۔

یہاں پر کتاب ”گوہر نایاب“ اور ”اسرار گوہر“ میں مذکور ایک واقعہ لکھا جاتا ہے پھر اس کی حقیقت حال کو تحریر کیا جائے گا مصنف ”گوہر نایاب“ شیخ محمد حسین اس سفر میں حضرت صاحب کے ہمراہ تھے صفحہ ۹۴ پر لکھا ہے:

”راقم دوران سفر حج گاڑی میں آپ کے پاؤں دبار ہاتھا کہ غنودگی طاری ہوگئی اور اسی حالت میں آواز آئی خدا کا نبی ہے ابراہیم و موسیٰ کا ہم پلہ جب آپ بیدار ہوئے تو میں نے خواب سنایا آپ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا ہاں ان کی صفات میں سے کوئی صفت تا بعداری کے طور پر کسی کو حاصل ہو سکتی ہے۔“

مصنف ”اسرار گوہر“ مولوی شاہد جمیل کی عبارت ملاحظہ ہو صفحہ نمبر ۱۳۶، عنوان ”دوران سفر حج کے اسرار“ حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی فرماتے ہیں دوران سفر حج جہاز میں نے خواب دیکھا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ تیرے ساتھ ابراہیمی اور موسوی پیغمبر ہے۔ جب میں بیدار ہوا تو بڑا پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی حضور آج یہ خواب دیکھا ہے آپ نے فرمایا مولانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند ہو چکا ہے اب کوئی نبی نہیں آسکتا بات یہ ہے کہ رب کریم نے زیارت کعبۃ اللہ سے پہلے مجھے اپنے خاص لطف سے نوازا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علوم نبوت کا وافر حصہ رب کریم نے فیضان حقیقت محمدی سے مجھے عنایت فرمایا ہے۔“

قارئین خود فیصلہ کریں کیا کسی مصنف کو یہ بات زیب دیتی ہے کہ دوسروں کے واقعات کوسن کر کسی اور کے نام سے منسوب کر کے لکھا جائے تاکہ اپنی بات کو مستند ثابت کیا جائے شاہد جمیل نے کہاں سے تحقیق کر کے واقعہ لکھا اور اس کو حضرت شیخ القرآن کے نام سے منسوب کر دیا ہے جبکہ دوسری طرف خود مصنف کتاب لکھ رہا ہے کہ یہ خواب میں نے دیکھی تھی جب یہ دونوں کتابوں کی عبارتیں راقم الحروف نے حضرت میاں پیر حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے رکھیں تو آپ نے شاہد جمیل کے لئے اتنے سخت جملے ارشاد فرمائے جن کو یہاں تحریر نہیں کیا جاسکتا اس کے بعد فرمایا ہزاروی صاحب جس طرح آپ کتاب لکھ رہے ہیں جب یہ چھپ کر آجائے گی میں اعلان کروں گا کہ تینوں کتابیں گوہر نایاب، گوہر منیر اور اسرار گوہر ہماری طرف سے منسوخ ہیں۔

شاید جمیل نے اس واقعہ کو لکھتے ہوئے جو عنوان بنایا ہے ”دورانِ سفر حج کے اسرار“ اس کے تحت جو عبارت لکھی اس میں کون سے حج کے اسرار بیان ہوئے ہیں؟ یہاں تک تو دونوں کتابوں میں واقعہ کو منسوب کرنے کا ذکر ہے اس میں کون غلط ہے عبارت سے ہی واضح ہو رہا ہے اب تحریر میں جو بیان کیا گیا ہے اس پر ایک نظر ڈالیں اور غور کیا جائے کہ اس عبارت میں موضوع کیا ہے گوہر نایاب :- ”غنودگی کی حالت میں آواز آئی خدا کا نبی ہے ابراہیم و موسیٰ کا ہم پلہ“ اسرارِ گوہر :- خواب میں کوئی کہہ رہا ہے کہ تیرے ساتھ ابراہیمی اور موسوی پیغمبر ہے جب میں بیدار ہوا تو بڑا پریشان ہو کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا“ ان دونوں عبارتوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ دو عبارتیں ملاحظہ ہوں علماء اہل سنت زندگی بھر جن کی مذمت اور رد بیان کرتے رہے اور انہیں کفر و شرک کہتے رہے مولوی اسماعیل دہلوی نے صراطِ مستقیم میں اولیاء کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے ”اور ان کو انبیاء کے ساتھ وہی نسبت ہے جو چھوٹے بھائیوں کو بڑے بھائیوں سے کیونکہ ان کے درمیان بھی من وجہ نبوت کا علاقہ ہے اور من وجہ اخوت کا یعنی اولیاء اللہ میں نبوت موجود ہے“ (معاذ اللہ) دوسری عبارت مولوی اشرف علی کے ایک مرید نے مولوی صاحب موصوف کو لکھا کہ میں نے خواب کی حالت میں اس طرح کلمہ پڑھا لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ چاہتا تھا کہ کلمہ صحیح پڑھوں مگر میرے منہ سے یہی نکلتا تھا پھر بیدار ہو گیا تو درود شریف پڑھتا ہوں تو یوں اللھم صلی علی سیدنا و نبینا و مولانا اشرف علی بیدار ہوں مگر دل بے اختیار ہے۔“ (معاذ اللہ)

مصنف گوہر نایاب شیخ محمد حسین توجاہل مطلق ہے اس وقت اس کی عمر اکیس بائیس سال تھی اس نے اس خواب کو اپنے سے منسوب کیا اس کا وہ خود ذمہ دار ہے اسی خواب کو شاید جمیل میرے جدا مجد حضرت شیخ القرآن کے نام سے منسوب کرتا ہے جن کی زندگی قرآن و حدیث پڑھاتے کرری جن کے ہزاروں شاگرد شیخ الحدیث کے درجے پر فائز ہوئے ان کے متعلق لکھنا کہ وہ ایسی خواب دیکھ کر بیان کر رہے ہیں یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ حضرت صاحب نے سن کر دیگر مسلک کے علماء کی طرح تائید نہ کر دی بلکہ اس کا رد فرمایا آپ نے جو جواب دیا اس کو پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے شیخ

محمد حسین کی خوب سرزنش کی ہوگی۔ جبکہ شاہد جمیل نے محمد حسین کا خواب حضرت شیخ القرآن کے نام سے منسوب کر دیا اس پر اسے اعلانیہ توبہ کرنی چاہیے۔ اور اسے کتاب سے حذف کرے۔

جب جہاز یلملم پہاڑی سے کچھ فاصلے پر پہنچا جو برصغیر پاک و ہند کے لوگوں کے لئے احرام باندھنے کی حد ہے تو احرام باندھنے کے اعلان پر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سب کو مسائل اور احرام کے بارے میں آگاہ کیا سب نے تیاری مکمل کر کے احرام باندھ لیے چونکہ حج میں صرف پانچ روز باقی تھے لہذا حج و عمرہ کی اکٹھی نیت کی گئی ۲۳ دسمبر ۱۹۴۱ء کو جہاز جدہ کی بندرگاہ پر پہنچ گیا جدہ سے بس پر سوار ہو کر مغرب سے کچھ دیر قبل مکہ المکرمہ محلہ مسفلہ میں معلم محمد رضانی صاحب کے یہاں پہنچے پھر ادائیگی عمرہ کے لئے حرم شریف چلے گئے۔

جب پہلی نظر بیت اللہ شریف پر پڑتی ہے تو ہر ایک کی کیفیت مختلف ہوتی ہیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کیفیات کیا تھیں انہیں نہ بیان کیا گیا ہے اور نہ ہی کوئی بیان کر سکتا ہے مکہ المکرمہ قیام کے دوران آپ نے جو ارشادات فرمائے اس میں سے جو حصہ محفوظ کر لیا گیا وہ ہدیہ قارئین ہے:

(۱) طواف کی حقیقت یہ ہے کہ انس و محبت کے جذبہ بیکراں کے ساتھ محبوب کے گھر کے گرد گھوما جائے تاکہ محبوب کا وصل حاصل ہو یہی وجہ ہے کہ حرم کعبہ میں طواف کو دیگر نفلی عبادتوں اور ذکر و اذکار پر فضیلت حاصل ہے اور سعی محبوب کی تلاش میں سرگردانی بے قراری و اضطرابیت سے نسبت رکھتی ہے زم زم کا پانی کعبہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر سیر ہو کر پینے سے مراد علم الہی کا حصول کی طلب و التجاء ہے۔

(۲) ایک روز نماز عشاء کے بعد بیت اللہ میں مراقبہ خیالی سے فارغ ہو کر ارشاد فرمایا کعبہ کہہ رہا ہے کہ میری ذات کی تعریف بے انتہا اور صفات کی کوئی حد نہیں اس کی طرف جانے والا راستہ نہ ختم ہونے والا راستہ ہے وہ ہر تعریف سے ورئی ہے جس کسی نے بھی اس ذات پاک کی تعریف کی یا سیر کی انتہا بیان کی اس نے اپنی تعریف و سیر کی حد بیان کی نہ اس ذات پاک کی تعریف و سیر کی حد بیان کی جس طرح ذات باری تعالیٰ

لا انتہا ہے اسی طرح اس کی سیر لا انتہا ہے۔ کعبۃ اللہ کی حقیقت کی سیر سالک کی انتہائی منزلوں میں سے ہے یہی وجہ ہے کہ آسمانوں کے فرشتوں کو عرش الہی کا طواف کرنا پڑتا ہے اور زمین پر مسلمانوں کو کعبہ شریف کا طواف کرنا پڑتا ہے۔

(۴) کعبہ شریف اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا مقام ہے پتھر اور مٹی کا نام کعبہ شریف نہیں اگر پتھر اور مٹی نہ بھی ہوں تو بھی کعبہ کعبۃ اللہ اور خلقت کا مسجود ہے۔

(۵) باوجود اس امر کے کعبہ شریف کی صورت عالم خلق سے ہے لیکن یہ دوسری مخلوق کی طرح نہیں بلکہ ایسا پوشیدہ امر ہے جو عقل و فکر سے باہر ہے۔ یہ بظاہر عالم محسوسات میں سے ہے۔ لیکن پھر بھی اسے محسوس نہیں کیا جاسکتا کعبہ شریف ایک ایسی ہستی ہے جس کی عقل تحقیق نہیں کر سکتی عقلمند لوگ اس کے تعین میں حیران ہیں گویا کعبہ شریف عالم بے چوں سے اور بے چوگانگی کا نمونہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مخلوقات کا سجدہ گاہ بن گیا ہے۔

(۶) ارشادِ بانی ہے کہ ولله المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجه الله۔ (القرآن الکریم: ۲-۱۱۵) اور اللہ ہی کا ہے مشرق و مغرب تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے۔ جبکہ حدیث میں ہے: میں اپنے مومن بندے کے دل میں سماتا ہوں۔ ان سب باتوں کے باوجود بیت اللہ شریف ہونے کا شرف صرف کعبہ کو حاصل ہوا ہے۔

(۷) آپ پر سوال کیا گیا کہ حقیقت کعبہ افضل ہے یا انسان کامل ارشاد فرمایا حقیقت میں انسان کامل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں باقی سب لوگ خواہ نبی ہوں یا ولی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیلی اور تابع ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ حقیقت محمدیہ جو مخلوقات کی حقیقت سے افضل ہے۔ آپ شب معراج عرش معلیٰ سے گزر کر ستر ہزار نورانی پردوں کو طے کر کے ذات باری تعالیٰ کا دیدار آنکھوں سے کیا تھا جب واپس تشریف لائے بعض صحابہ نے آپ کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمادیا۔ ان مراتب تک پہنچنے کے باوجود معراج شریف سے واپس آ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف کا طواف اور اسی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے



سجدہ کرتے رہے کیونکہ اس مکان میں غیر و غیریت کو دخل نہیں مگر یہاں سجدہ کرنا عین ذات کو سجدہ کرنا ہے اور اس سجدہ کو غیر ماسوا اللہ کی طرف سجدہ کرنے کا الزام نہیں دیا جاسکتا مزید فرمایا طواف کی حقیقت ذات کا وصل اور سعی کی حقیقت وصل الہی کے لئے بے قراری ہے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز مسجد حرم میں بیٹھے لوگوں کو طواف کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے کہ آپ نے پیچھے مڑ کر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا مولوی صاحب لوگ کعبہ کا طواف کر رہے ہیں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جن کا کعبہ طواف کرتا ہے۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ میرے دل میں خیال گزرا کہ ان میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی شامل ہوں گے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دوبارہ مڑ کر پیچھے دیکھا اور فرمایا مولوی صاحب یہ آپ کا وہم ہے۔

۳۱ تا ۳۲ دسمبر ۱۹۴۱ء تک حج بیت اللہ شریف کے مناسک ادا کیے گئے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضعف اور کمزوری کی بنا پر تھک گئے تھے لہذا طواف زیارت کے لیے منی کے تیسرے دن عصر سے قبل بیت اللہ شریف آئے طواف کیا اور صفا کی پہاڑی کی طرف تشریف لے گئے وہاں پہنچتے ہی آپ پر وجدانی کیفیت طاری ہو گئی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں زبان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ذکر ہے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وجدانی کیفیت کو دیکھتے ہوئے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان پر شعر آیا۔

نمی دانم چه منزل بود شب جائے کہ من بودم

بہ ہر سو رقص بسکل بود شب جائے کہ من بودم

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ شعر سنا تو آپ کی تڑپ اور بے قراری میں اضافہ ہو گیا اس وجدانی حالت کو دیکھتے ہوئے سعی کرنے والے لوگ آپ کے ارد گرد جمع ہو گئے کچھ دیر تک اس حال میں رہنے کے بعد آپ مروہ کی طرف چل پڑے۔

طواف زیارت کے دوسرے روز حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایک ہمراہی حافظ محمد حسین صاحب جو کہ دوران سفر بحری جہاز میں شدید بیمار ہو گئے تھے گھر والوں سے رخصت ہو کر آئے تھے کہ باقی ایام زندگی مکہ المکرمہ میں گزاروں گا وصال پاگئے حضرت صاحب ان کے وصال پر بڑے متاسف ہوئے مگر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ حافظ صاحب کی دلی مراد پوری ہو گئی ہے یعنی ارکان حج ادا کرنے کے بعد پاک صاف اور کامیاب زندگی گزار کر اس دنیا سے گئے ہیں۔

## مدینہ طیبہ کی حاضری

تقرب میں ترے حق ہے وسیلہ کوئی سمجھے تو  
یہ نکتہ ہے کہ کعبے ہو کے جاتے ہیں مدینہ کو

یعنی بیت اللہ شریف کی زیارت کا مقصد یہ ہے کہ مدینہ طیبہ جانے سے پہلے مدینہ طیبہ کی زیارت کے لئے تیاری کرے حاجی مدینہ طیبہ کی زیارت سے قبل بیت اللہ شریف جا کر اپنی روح کو بھی بالیدہ کرے پھر زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے سفر پر روانہ ہو جائے۔ حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اسی لطیف نکتہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا:

اے شیخ برو بہ جستجوئے طیبہ  
کافی است دلیل راہ بوئے طیبہ  
سر میزاب رحمت از من بشنو  
انگشت اشارت است سوئے طیبہ

بیت اللہ شریف پر حاضر ہونے والوں کو میزاب رحمت اشارے سے بتلا رہا ہے کہ جب اس گھر کا طواف کر لو تو میری طرف دیکھو کہ میں تمہیں مدینہ طیبہ جانے کا کہہ رہا ہوں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی الشاہ احمد رضا خاں قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اپنی معروف نعت میں یہی تلقین کی ہے:

حاجیو آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو  
 کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو  
 دھو چکا ظمت دل بوسہ سنگ اسود  
 خاک بوسی مدینہ کا بھی رتبہ دیکھو  
 کرچکی رفعت کعبہ پر نظر پروازیں  
 ٹوپی اب تھام کے خاک در والا دیکھو  
 غور سے سن تو رضا کعبہ سے آتی ہے صدا  
 میری آنکھوں سے مرے پیارے کا روضہ دیکھو

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کچھ افراد چوہدری حاکم علی کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف پیدل گئے۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ چند احباب اونٹوں پر جبکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بذریعہ بس مدینہ طیبہ پہنچے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو اس سے پہلے بھی ۱۹۳۹ء میں حج کعبہ اور روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہو چکے تھے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو لے کر قطب مدینہ سلطان الاصفیاء شیخ المشائخ حضور قبلہ حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ پر چلے گئے اور یہیں پر قیام فرمایا مدینہ طیبہ میں گزرے ہوئے ایام کے واقعات قارئین کی نظر:

(۱) حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عام طور پر مسجد نبوی میں باب مجیدی سے داخل ہو کر ان برآمدوں میں بیٹھتے جہاں سے گنبد خضر نظر آتا ہے۔

(۲) آپ مدینہ طیبہ میں تقریباً ۱۴ روز تک محرم الحرام ۱۳۶۱ھ میں قیام پذیر رہے۔

(۳) ایک روز مسجد نبوی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے دیر تک باادب کھڑے رہے کمرہ میں واپس آ کر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ مکہ شریف میں میں نے ایک دن کعبہ شریف کو مخاطب کر کے عرض کیا کہ اپنے رب کی حقیقت بیان کر تو مجھے معلوم ہو جیسے کعبہ شریف کہہ رہا ہے کہ میرے رب کی حقیقت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ میں مرکوز ہے وہاں سے دریافت کرنا

یہاں آکر مجھے نظر آیا ہے کہ جناب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراسر اللہ تعالیٰ کی وعدت میں فنا ہیں اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ پر قربان کر دیا ہوا ہے ایک بال تک بھی باقی نہیں مجھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کرنا اور صلوة و سلام عرض کرنا بھی بے ادبی معلوم ہوئی جب تک حاضر رہا سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم ہی پڑھتا رہا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی پھر پکارنے والے کی فریاد کون سنتا ہے تو ارشاد فرمایا یہ کام اللہ کی ذات نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے اپنے پکارنے والے کی پکار خود سنتا ہے کبھی کبھی ذات باری تعالیٰ کے اذن سے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی جواب دیتے ہیں۔

(۴) ایک روز ارشاد فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان سے آگاہ فرمایا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بات مدینہ شریف سے مدینہ شریف تک ہی ہے۔

از اطاعت الہی دیدند جمال احمد

از حب مصطفائی دریافتم خدارا

(۵) حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمانا ہے کہ میں نے دیکھا کہ حضرت صاحب مکہ المکرمہ میں اکثر درود شریف پڑھتے رہے لیکن جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو روضہ اطہر پر حاضری کے وقت تسبیح سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم پڑھتے رہے میں نے عرض کی کہ جس طرح کرنا چاہے آپ تو اس کے برعکس کر رہے ہیں تو ارشاد فرمایا مولوی صاحب یہ دونوں ذاتیں اللہ رب العزت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دوسرے کی محبوب ہیں اور محبت محبوب کا ذکر سن کر خوش ہوتا ہے میں کعبۃ اللہ کی زیارت کے وقت درود شریف پڑھاتا کہ رب کریم اپنے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر سن کر خوش ہو اور روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تسبیحات پڑھیں تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے محبوب کا ذکر سن کر خوش ہوں یہ دونوں ذاتیں ایک دوسرے کا ذکر سن کر خوش ہوتی ہیں۔

(۶) ایک روز آپ جنت البقیع میں تشریف لے گئے اہل بیت اطہار اور صحابہ کرام

کی قبور منور پر حاضری دی حضرت عائشہ صدیقہ حضرت عثمان غنی حضرت امام حسن اور حضرت امام باقر رضی اللہ عنہم اور دیگر مزارات پر حاضر ہوئے (شاہد جمیل نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور پر حاضری کا ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت صاحب سے فرمایا میرے پاس اس وقت کوئی اور چیز نہیں جو میں تیرے دل پر رکھوں ہاں ایک ایمان کی حقیقت ہے) دیکھیے اسرارِ گوہر صفحہ نمبر ۱۵۲ کیا عالم بزرخ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایمان کی حقیقت کے علاوہ کچھ نہیں جبکہ اولیاء کرام کے بارے میں لکھا کہ وہ اپنے مزارات سے بہت سے فیوض و برکات عطا کرتے ہیں (شاہد جمیل کا بیان کردہ واقعہ خلاف عقل ہے دراصل واقعہ یوں ہے کہ

حضرت صاحب حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر انور جو کہ جنت البقیع میں معروف روایات کے مطابق ہے وہاں حاضر ہوئے تو آپ پر رقت طاری ہو گئی پھر آپ نے عرض کیا آپ اللہ کے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبوب بیٹی ہیں میرے لئے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کریں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے اپنا قرب عطا فرمائیں۔

بزرگان دین کا طریقہ یہی ہے کہ اس طرح اولیاء کرام حضرت سیدہ فاطمہ اور حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے مزار پر حاضر ہو کر عرض کرتے ہیں۔

(۷) حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان فرمایا کہ ایک روز حضرت صاحب نے کمرہ میں موجود احباب کو فرمایا جاؤ بازار کا چکر لگا کر آؤ آپ فرماتے ہیں میں سمجھ گیا کہ کوئی خاص بات ہے جو سب کو بازار کی طرف روانہ کر رہے ہیں ورنہ حضرت صاحب کی زبان پر ایسے الفاظ کہاں کہ بازار جاؤ۔ ہم سب حکم کی تکمیل میں اٹھ کر بازار چلے گئے میں فوراً واپس کمرہ میں آیا تو حضرت صاحب کمرے میں نہیں تھے میں تلاش میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گیا اور آپ کو وہاں پایا میں آپ کے پیچھے بیٹھ گیا حضرت صاحب نے دو رکعت نماز پڑھ کر روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آئے اور تھوڑی دیر نہایت مؤدب حالت میں کھڑے ہو کر واپس آئے اور اسی جگہ پر دو رکعت

نماز پڑھ کر دوبارہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب جا کر مؤدب کھڑے رہے حضرت صاحب نے تین دفعہ اس طرح کیا میں نے عرض کی یہ آپ کیا کر رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مسئلہ دریافت کر رہا تھا کہ حضور قلب سے نماز کیسے پڑھی جاتی ہے ایک دفعہ پڑھ کر عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا پھر پڑھو دوبارہ پڑھ کر دریافت کیا مسکرا کر فرمایا پھر پڑھو جب تیسری بار پڑھ کر عرض کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اثبات میں جواب ارشاد فرمایا۔

(۸) سیالکوٹ کے ایک ڈاکٹر غلام احمد صاحب جن کا قیام مدینہ طیبہ میں ہی تھا انتہائی اعلیٰ درجہ کے متقی اور صاحب کشف و کرامت تھے انہوں نے اپنی ایک خواب کا ذکر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ سے کیا کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منظر ہے کئی بزرگ تشریف فرما ہیں حضرت مولانا ضیاء الدین مدنی کے علاوہ مصری شامی اور ہندوستانی بزرگ بھی شامل ہیں یوں معلوم ہوتا ہے کہ انعامات تقسیم ہونے والے ہیں اور یہ انعامات ایک بزرگ جو ہندوستانی لگتے ہیں ان کے تو سل سے تقسیم ہونے ہیں“ میں کئی دنوں سے اس بزرگ کی تلاش میں ہوں حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ آپ کو لے کر حضرت صاحب کے پاس آئے جو نبی ڈاکٹر صاحب کی نظر حضرت قبلہ عالم پر پڑی تو کہا یہ تو وہی بزرگ ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا اس پر اپنی خواب حضرت صاحب کو سنائی آپ نے جواب دیا کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا کی ہے ورنہ میں کیا چیز ہوں اور ساتھ کہا کہ میں نے ابھی کچھ دن یہاں رہنا ہے کسی کو اس خواب اور میرے حال سے آگاہ نہ کرنا حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قیام مدینہ منورہ کے دوران علیل ہو گئے تھے۔ ڈاکٹر صاحب حضرت صاحب کا علاج بھی کرتے رہے جس سے آپ کی طبیعت سنبھل گئی۔ اس واقعہ کو تھوڑی تبدیلی کے ساتھ مولوی شاہد جمیل نے بھی لکھا لیکن آغاز میں صفحہ نمبر ۱۵۴ پر لکھا ہے کہ ”ایک دن مدینہ طیبہ کی حاضری کے دوران مولانا ضیاء الدین مدنی نے عرض کی کہ ایک دن میرے مہمان بھی بنیں تو آپ ان کے گھر تشریف لے گئے تو مولانا ضیاء الدین مدنی کی گلی میں ایک ڈاکٹر صاحب بھی رہتے تھے“ یہ بات درست نہیں کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مولانا ضیاء الدین مدنی

کے مہمان بنے بلکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ مدنی صاحب کے گھر میں ہی قیام پذیر تھے دونوں مصنف ”گوہر نایاب“ اور ”گوہر منیر“ حضرت صاحب کے ہمراہ تھے دونوں نے اسی بات کی تائید کی ہے اور واضح طور پر لکھا بھی ہے کہ حضرت صاحب مدنی صاحب کے گھر ٹھہرے تھے دیکھئے گوہر منیر ص ۳۱۶ ”حضرت صاحب کا قافلہ دو تین دن پہلے مدینہ طیبہ شریف پہنچ گیا اور حضرت صاحب مولوی ضیاء الدین صاحب کے مکان پر اقامت پذیر ہوئے“ گوہر نایاب کی اس عبارت سے تائید ہوتی ہے کہ حضرت صاحب اس کمرے میں ٹھہرے تھے جہاں حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ اور حضرت سید پیر جماعت علی شاہ صاحب ٹھہرے تھے تو یہ حضرات اولیاء کرام کسی دوسری عمارت کے کمرے میں نہیں ٹھہرے تھے بلکہ مدنی صاحب کے ہاں ٹھہرے تھے پھر اسی کمرے میں حضرت صاحب نے قیام کیا۔ لہذا معلوم ہوا مولوی شاہد جمیل نے اس واقعہ کے آغاز میں جو لکھا اس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

(۹) مولوی شاہد جمیل نے صفحہ نمبر ۱۵۵ پر لکھا ہے قیام مدینہ منورہ کے دوران حضرت علامہ عبدالغفور ہزاروی نے ایک دن عرض کی حضور میں نے ایک کتب خانہ میں شیخ اکبر کی ایک نادر کتاب دیکھی ہے جو حقائق تصوف پر بڑی دقیق اور مفید کتاب ہے حضرت اویس الوقت نے ساری قیمت ادا کر کے خریدنے کا حکم دیا“ مولوی شاہد جمیل کے مطابق یہ بات مدینہ طیبہ میں ہوئی جبکہ سید علی اکبر شاہ مصنف گوہر منیر نے اس کا تذکرہ ”جدہ شریف میں حضرت صاحب کی اقامت کے حالات“ کے عنوان کے تحت کیا ہے دیکھیے صفحہ نمبر ۳۲۲ جبکہ گوہر نایاب کے مصنف نے صفحہ نمبر ۱۰۳ پر واضح الفاظ میں لکھا ہے کہ یہ کتاب جدہ میں خریدی گئی ”حج سے واپسی پر جدہ میں مولانا ہزاروی صاحب کو بازار میں ایک پرانی نایاب سی کتاب نظر آئی مولانا حضرت صاحب کے پاس آئے اور عرض گزار ہوئے کہ اگر کچھ رقم مل جائے تو وہ کتاب خرید لیں چونکہ خرچہ کے لئے رقم راقم کے پاس ہوتی تھی..... چنانچہ اس طرح وہ کتاب خریدی گئی“ مولوی شاہد جمیل کی کتاب میں اس طرح کی کئی باتیں ہیں جن کا حقیقت کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کتاب میں کتنی صداقت ہے۔

(۱۰) مولوی شاہد جمیل نے اپنی کتاب میں صفحہ نمبر ۱۵۶ تا ۱۵۹ حضرت شیخ القرآن کی ایک خواب کا ذکر کیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی، بعد میں عالم بیداری میں حضرت صاحب حضرت علامہ ہزاروی کو ساتھ لے کر گئے اور فرمایا کہ روضہ انور کی جالی کے اندر دیکھو تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اور مسکرا کر فرمایا ”تم بھائی کے ساتھ میرے مہمان ہو“ اس خواب اور زیارت کا اس انداز سے تذکرہ نہ تو گوہر نایاب میں ہے اور نہ ہی گوہر منیر میں علاوہ ازیں حضرت شیخ القرآن نے اس سفر نامہ میں خود اپنے ہاتھ سے زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک واقعہ لکھا ہے جو کہ گوہر منیر میں موجود ہے اگر ایسا کوئی زیارت کا واقعہ ہوا ہوتا تو حضرت شیخ القرآن نے دیگر جہاں واقعات کو لکھا ہے یقینی طور پر اس کو بھی لکھتے۔ حضرت شیخ القرآن کو نبی علیہ السلام کی زیارت عالم بیداری میں ہوئی آپ نے اس زیارت کی تفصیل کو گوہر منیر کے قلمی نسخہ کی عبارت کو درست کرتے ہوئے ان کی طرف سے یوں لکھا ہے۔

”حاجی حاکم علی جوکئی بارج کر چکے بیان کرتے ہیں کہ ایک دن مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی صاحب ظہر سے لے کر عشاء تک لگا تار روتے رہے درد اور شوق میں ساعت ساعت اضافہ ہوتا رہا بعد نماز عشاء میں نے حضرت صاحب سے عرض کیا کہ مولانا تو اس طرح بے قرار ہیں اگر یہ حالت قائم رہی تو ان کی روح پرواز کر جائے گی حضرت صاحب نے فرمایا ان کو بلا کر میرے پاس لاؤ میں گیا اور مولانا محمد عبدالغفور صاحب کو بلا لایا حضرت صاحب نے دریافت کیا کہ کیوں اتنی بے قراری ہے مولانا صاحب نے عرض کیا حضور اقدس مقصد حاصل نہیں ہوا:

دلبر مینوں مکھ نہیں دسدا میرا عشق پسند نہیں کردا

کیتی کتری کھو محمد سکھ بنیا زر دا

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مولانا صاحب کو تسلی دی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ان کے کرم سے بعید نہیں کل صبح ریاض الجنہ میں جالی شریف کے قریب نقل پڑھ کر مراقبہ کرنا بفضل خدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مہربانی کریں گے دوسرے دن مولانا صاحب جالی شریف کے قریب جا کر بعد نماز نقل ابھی



تھوڑی دیر بیٹھے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت بحالت بیداری نصیب ہوئی۔

اس صورت نوں میں جان آکھاں  
جانان کہ سماں جہان آکھاں  
سچ آکھاں تے رب دی شان آکھاں  
جس شان تھیں شاناں سب بنیاں  
ایہہ صورت ہے بے صورت تھیں  
بے صورت ظاہر صورت تھیں  
ایہا صورت شالا پیش نظر  
رہے وقت نزع تے روز حشر

حضرت شیخ القرآن فرماتے جب مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا کہ آپ نے وضو فرمایا۔ ریش مبارک اور بازو سے پانی کے قطرے ٹپک رہے ہیں آپ نے فرمایا کہ ایک روز مجھے حضرت صاحب روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے گے اور مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا ”جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرے گا اس کی ذمہ داری کی سفارش میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دی ہے آپ بے دھڑک ہو کر بیعت کریں میں ذمہ دار ہوں۔“

(۱۱) ایک روز روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قدموں کی جانب کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصدیق فرماتے ہیں کہ تصوف نفی ماسوا اللہ میں مضمحل ہے اس لئے اس پر یقین رکھنا چاہیے کہ خدا کے سوا غیر کی محبت ہرگز جائز نہیں محبت الہی میں فنا ہو جانے اور غیریت سے اجتناب کرنے میں تصوف کاراز مضمحل ہے۔

(۱۲) حضرت میاں پیر حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے راقم الحروف کو یہ واقعہ سنایا کہ ایک عربی عرصہ چار ماہ سے مسجد نبوی میں روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دے رہا تھا کہ مجھ پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہو جائیں اسے خواب میں اشارہ ہوا کہ تجھ پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی

ہیں ایک روز مسجد نبوی میں بیٹھا تھا کہ حضرت صاحب اس کے پاس سے گزرے وہ بھی آپ کو دیکھ کر آپ کی طرف متوجہ ہوا آپ نے اسے ارشاد فرمایا تجھ پر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہیں اس نے پوچھا آپ کو کس نے بتایا ہے فرمایا جس نے تجھے بتایا ہے اسی نے مجھے بھی بتایا ہے۔

(۱۳) گوہر نایاب کے مصنف شیخ محمد حسین صفحہ ۱۰۱، ۱۰۲ پر رقم طراز ہے ”مدینہ طیبہ میں ایک روز جناب حضرت صاحب عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر مسجد نبوی سے قیام گاہ پر واپس آئے تو مولانا عبدالغفور ہزاروی سے فرمایا الماریوں میں طرح طرح کی کتابیں رکھی ہیں ان میں سے شیخ محی الدین ابن عربی کی کتاب ”فتوحات مکیہ“ نکال کر لے آئیں اور کچھ اوراق پڑھ کر سنائیں مولوی صاب نے ایسا ہی کیا لیکن آدھ گھنٹہ کے بعد عرض کیا کہ جناب عالی مجھے تو اس کی سمجھ نہیں آئی کیونکہ یہ مصری چھاپہ ہے اوزیر وزیر کے بغیر ہے کتاب بزبان عربی ہے اور مشکل ہے اس پر آپ نے مولوی صاحب سے کتاب لے لی اور رقم (محمد حسین) کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تم کچھ پڑھ سکتے ہو؟ میں نے اثبات میں جواب دیا آپ نے کتاب کھول کر میرے حوالے کر دی میں نے دیکھا تو وہ رسالت و نبوت اور ولادت کا باب تھا کتاب واقعی مشکل تھی اور عبارت بھی دقیق تھی میں اپنی فراست کے مطابق پڑھتا رہا اور آپ ترجمہ و تشریح کرتے رہے میں نے وہ ترجمہ و تشریح ایک کاپی میں نوٹ کی لیکن وہ گم ہو گئی۔“

مصنف کتاب اس عبارت سے یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ حضرت شیخ القرآن علامہ محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ”فتوحات مکیہ“ عربی زبان مصری چھاپہ اور زبر زبر کے بغیر ہونے کی وجہ سے نہ پڑھ سکے

(۱) پہلی بات تو یہ غور طلب ہے کوئی بھی اسے تسلیم نہیں کر سکتا کہ جو شخص عارف کامل شیخ زماں کے سامنے ایک کتاب آدھ گھنٹہ تک تو پڑھ سکتا ہے مزید نہیں پڑھ سکتا کیونکہ زبر زبر کے بغیر تھی تو پھر آدھ گھنٹہ تک کیا پڑھتا رہا شیخ محمد حسین اس عبارت سے حضرت شیخ القرآن کی کم علمی نہیں بلکہ حضرت صاحب کی توہین کر رہا ہے کہ حضرت شیخ القرآن کتاب تو نہیں پڑھ سکتے تھے صرف حضرت صاحب کو دھوکا دیتے رہے خود مصنف

کی اپنی بات ہی اس کے نکتہ نظر کی تردید کر رہی ہے جو شخص آدھ گھنٹہ تک کتاب کی عبارت پڑھ کر سن سکتا ہے وہ باقی بھی پڑھ سکتا ہے۔

(۲) حضرت شیخ القرآن اس سفر حج سے قبل تقریباً پندرہ سال تک ممتاز مدارس مثلاً جامعہ فتحیہ دہلی اہل سنت کی مرکزی درگاہ دارالعلوم منظر الاسلام بریلی شریف، انجمن خدام صوفیہ گجرات جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں طلبہ کے علاوہ سینکڑوں علماء کو پڑھاتے رہے ان کے بارے میں لکھنا کہ وہ زبر زبر کے بغیر عربی کتاب نہ پڑھ سکے آپ کے تو کئی شاگرد اس وقت تک درس و تدریس کی مسند پر فائز ہو چکے تھے اس شخصیت کے بارے میں یہ لکھنا جن کے متعلق اعلیٰ حضرت گولڑوی سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بشارت دے چکے تھے کہ تم بہت بڑے مولوی بنو گئے اور حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسی شخصیت دورہ حدیث پڑھاتے ہوئے ۱۹۲۵ء میں آپ کی قابلیت پر آپ کو ابوالحقیق کالقب دے چکے تھے بڑے بڑے علماء آپ کے سامنے گفتگو نہیں کر سکتے تھے دیگر کئی مسلک کے ممتاز علماء کو مناظرہ میں شکست دے چکے تھے بہت سے مناظروں میں جید علماء اہل سنت نے آپ کو کرسی صدارت پر بیٹھایا ایسی شخصیت کے بارے میں لکھنا کہ ان کو فتوحات مکیہ کی عبارت پڑھنی نہ آئی جنہوں نے خود دورہ تفسیر قرآن کریم کے موقع پر فتوحات مکیہ، فصوص الحکم اور مثنوی شریف کا علماء و مشائخ کو درس دیا۔

(۳) شیخ محمد حسین نے اپنے بارے میں لکھا کہ پھر میں اپنی فراست کے مطابق پڑھتا رہا شیخ محمد حسین تو جاہل مطلق تھا زندگی بھر کسی دارالعلوم میں ایک لفظ بھی نہیں پڑھا اس وقت بیس اکیس سال اس کی عمر تھی حضرت صاحب اسے بچہ کہہ کر پکارتے تھے جیسا کہ اس نے خود کتاب میں لکھا ہے یہاں اس بات کا ذکر بھی ضروری ہے کہ شیخ محمد حسین نے اس کتاب میں کئی ایک جگہ پر اپنے کمالات کو بیان کیا اور ثابت کرتا رہا کہ یہ حضرت صاحب کی نظر کرم کی وجہ سے ہوتا رہا یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ اس نے اپنے جو جو کمالات بیان کئے ہیں وہ اس کے جھوٹے خواب اور من گھڑت مکاشفے ہیں ان میں کوئی علمی بات نہیں ہے شیخ محمد حسین کے کچھ خواب اور مکاشفے درج ذیل ہیں جس

سے اس کی علمیت کا خوب اندازہ ہوگا مثلاً

(۱) حضرت صاحب کو کتاب کے صفحہ نمبر ۹۴ پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت

موسیٰ علیہ السلام کا ہم پلہ نبی قرار دیا لکھا ہے ”غنودگی طاری ہوگئی اور اسی حالت میں آواز

آئی خدا کا نبی ہے ابراہیم اور موسیٰ کا ہم پلہ“

(۲) صفحہ نمبر ۹۸ پر لکھا ہے کہ ”آخری فرض طواف ادا کرنے کے بعد چاہ زم زم کے

قریب بندہ سو گیا خواب کی حالت میں ہی خانہ کعبہ کی طرف سے آواز آتی ہے یہ حضرت

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ تھا نبوت کی کشتی ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ امن

میں ہو گیا۔“

(۳) صفحہ نمبر ۱۰۵ پر لکھا ہے ”دوبارہ اونگھ آگئی دیکھا عرش مجید پر اللہ تعالیٰ کی ذات

پاک بصورت خوبصورت بچہ کے موجود ہیں اور وہاں سے ایک نورانی شعاع جہاز کی

طرف آرہی ہے۔“ شیخ محمد حسین کو اللہ تعالیٰ خوبصورت بچہ کی صورت میں عرش پر بیٹھا

ہوا نظر آیا اللہ رب العزت کی ذات پاک تو شکل و صورت اور جسم سے پاک ہے قرآن

پاک نے ارشاد فرمایا کہ لیس کمثلہ شیء (القرآن انکریم: ۱۱:۴۲) اس جیسا کوئی

نہیں قرآن کریم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی نہیں جبکہ شیخ حسین کو اللہ تعالیٰ بچہ کی

مثل نظر آیا۔

(۴) شیخ محمد حسین کی اصل کیفیت جو سفر حج کے دوران تھی جس کی وجہ سے اگلے

سیدھے خواب آتے تھے اس کے متعلق خود صفحہ نمبر ۹۶ پر لکھا ہے ”سفر حج کے دوران ہمہ

وقت (حضرت صاحب کے) پاس رہنے کی وجہ سے بعض اوقات بچپن کی وجہ سے فجر کی

نماز کے بعد نیند غالب ہو جاتی تو میں آپ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے چھپ کر سو جاتا

آپ یاد فرماتے ہر بڑا کراٹھ بیٹھتا فرماتے تمہیں نیند اتنی کیوں آتی ہے؟ عرض کرتا

جناب روٹی زیادہ کھانے کی وجہ سے آپ رحمۃ اللہ علیہ ہنس پڑتے۔“

(۵) شیخ محمد حسین کی اپنی یادداشت کا یہ عالم ہے کہ حضرت صاحب کے ہمراہ ۱۹۴۱ء

میں حج کیا لیکن کتاب میں جگہ جگہ ۱۹۴۰ لکھا ہوا ہے۔

## مدینہ طیبہ سے روانگی

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مدینہ طیبہ میں علیل ہونے کے بعد تندرست ہو گئے تھے اور مدینہ طیبہ کے قیام کے دوران بڑے خوش نظر آتے تھے دس روز کا قیام خوشی خوشی گزر گیا حسن اتفاق سے جس بس پر آپ نے مدینہ طیبہ سے روانہ ہونا تھا نہ آنے پر آپ کو مزید چار روز مدینہ طیبہ میں قیام کے لئے مل گے اس پر آپ کی خوشی قابل دید تھی۔

یاد میں جس کی نہیں ہوش تن و جاں ہم کو  
پھر دکھا دے وہ رخ اے مہر فروزاں ہم کو  
جب سے آنکھوں میں سمائی ہے مدینہ کی بہار  
نظر آتے ہیں خزاں دیدہ گلستاں ہم کو

۱۳ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ کو حضرت صاحب حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور دیگر چند افراد کے ہمراہ مدینہ طیبہ سے جدہ کے لئے روانہ ہوئے حضرت شیخ القرآن فرماتے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روانگی کے وقت عجیب کیفیات تھیں سب زار و قطار رو رہے تھے حضرت صاحب مسرور نظر آ رہے تھے جس وقت بس اسٹینڈ پر پہنچے تو حضرت صاحب کی آنکھوں میں آنسو تھے میرے عرض کرنے پر فرمایا دراصل نبی علیہ السلام نے اب الوداع فرمایا ہے اس وقت شہر مدینہ طیبہ سے الوداع ہوتے ہوئے آپ کی طبیعت میں افسردگی تھی۔

اے شگوفۂ السلام اے خفتہ کلیو الوداع

اے مدینہ کی نظر افروز کلیو الوداع

بس مدینہ طیبہ سے چل کر چھ میل کے فاصلہ پر پہنچی تھی کہ اچانک حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا بس کو روکو جب بس کو روکا گیا آپ بس سے اتر کر زمین پر تشریف فرما ہو گئے اور فرمانے لگے آپ لوگ جائیں میں نہیں جاؤں گا سب لوگ بھی بس سے نیچے اتر آئے اسی اثناء میں بس کے انجن میں خرابی پیدا ہو گئی

اور ڈرائیور انجن کی درستگی میں لگ گیا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دریافت کیا آپ کیوں نہیں جانا چاہتے آپ نے ارشاد فرمایا میرا دل مدینہ طیبہ کو چھوڑنے پر تیار نہیں میں یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں رہوں گا میرے گھر والوں کو کہہ دینا کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے قدموں میں رکھ لیا ہے اسی جگہ پر نماز مغرب اور عشاء ادا کی گئی تقریباً نصف شب کے قریب حضرت صاحب نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اجازت دے دی ہے آپ نے فرمایا ڈرائیور سے کہو بس کو سٹارٹ کرے عرض کیا گیا بس کا انجن خراب ہے فرمایا اسے سٹارٹ کرو خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اس وقت بس درست ہو گئی۔

جدہ میں تقریباً ایک ماہ تک قیام کرنا پڑا کیونکہ بحری جہاز نہیں آیا تھا لوگ سفر خرچ ختم ہونے پر بے حد پریشان ہوئے برطانوی ہائی کمشنر کی رہائش کے باہر مظاہرہ بھی کیا گیا چنانچہ حکومت کی طرف سے حجاج کرام کو کچھ ریال بطور سفر خرچ دیے گئے جدہ میں اپنے وطن واپس جانے کے لئے لوگوں کے اشتیاق کو دیکھتے ہوئے ایک روز ارشاد فرمایا لوگ مدینہ شریف تو بڑے شوق و محبت سے جاتے ہیں چاہیے تو یہ کہ اب وطن واپس جانے کا نام نہ لیں مگر جب لوگوں کو وطن واپس جانے کے لئے بے قرار دیکھتا ہوں تو مجھے تعجب ہوتا ہے۔ جدہ شریف میں بیٹھنے سے حضرت صاحب کی طبیعت بھی پریشان تھی اس لئے کہ یہاں نہ طواف کعبہ ہے نہ زیارت گنبد خضریٰ ہے حضرت صاحب قافلہ کے کچھ احباب کے ہمراہ جہاز پر کراچی کے لئے روانہ ہوئے پھر کراچی سے بذریعہ ریل لاہور آئے جہاں حضرت صاحب زادہ محمد رمضان صاحب کے ہمراہ لوگوں نے آپ کا استقبال کیا لاہور سے گجرات تشریف لائے حاجی اکبر علی سے وعدہ وفا کرنے کے لئے سیدھا ان کے گاؤں کنجاہ چلے گئے ایک رات قیام کے بعد موضع چھنی جہاں آپ کی پہلی شادی ہوئی تھی تشریف لے گئے پھر یہاں سے موضع بوکن سید عبدالشکور شاہ صاحب کے گھر تشریف لے گئے۔

ایک رات قیام فرما کر صبح جلال پور چٹاں پہنچے (حج سے واپسی پر ان مقامات پر جانا صرف ان وعدوں کو پورا کرنا تھا جو آپ نے متعلقہ افراد سے کر رکھے تھے ورنہ سفر

حج سے واپسی پر ضعف و تھکاوٹ کی وجہ سے آپ جینڈر شریف جانا چاہتے تھے (جلال پور جٹاں سے جینڈر شریف کے لئے روانہ ہوئے تو موضع کوٹلی کو ہالہ میں ہزاروں لوگوں نے آپ کا استقبال کیا یہ دن اہل علاقہ کے لئے عید کا دن تھا استقبال کی ساری تیاریاں چوہدری خان ملک مرحوم نے کیں تھیں گوہر منیر میں لکھا ہے کہ سفر حج سے واپسی کے بعد آپ نے فرمایا مجھے اب کسی مزار پر جانے کی ضرورت نہیں رہی کیونکہ مدینہ طیبہ میں مجھے توحید کی جو ہوا آئی تھی وہ کسی مقام پر نہیں آئی اور نہ آسکتی ہے اس نے میرے سفروں کو ختم کر دیا ہے۔

گدائے کوئے تو از بہشت خلد مستغنی است  
اسیر بند تو از ہر دو عالم آزاد است

## حضرت کا لباس

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لباس عام دستور کے مطابق فقراء درویشوں والا یعنی خرقہ مرقع یا گودڑی والا نہیں تھا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف المحجوب میں لکھا ہے کہ ”فقیر کا کام خرقہ پہننا نہیں بلکہ اس کا تعلق درویشی سے ہے جب کوئی طریقت سے آشنا ہو جاتا ہے تو اس کے لئے قباہی عبا بن جاتی ہے اور جب کوئی طریقت سے بیگانہ ہوتا ہے تو اس کی گودڑی قیامت کی بدبختی کا موجب ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص گودڑی اس لئے پہنتا ہے کہ خداوند تعالیٰ اسے پہچان لے کہ وہ خاص اس کا بندہ ہے تو یہ درست نہیں کیونکہ وہ اپنے خاص بندوں کو لباس کے بغیر ہی پہچان لیتا ہے اور اگر وہ اس لئے گودڑی پہنتا ہے کہ لوگوں پر ظاہر کرے کہ وہ خدا کا خاص بندہ ہے تو یہ منافقت اور ریاکاری ہے۔ مستند کتابوں میں ذکر ہے کہ حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خرقہ نہیں پہنتے تھے علماء کی طرح کبھی طیلسان اور کبھی لباس فاخرہ زیب تن کرتے تھے۔

حضرت قبلہ عالم لباس اس طرح کا زیب تن کرتے کہ اسے دیکھ کر کسی کو آپ پر فقیر ہونے کا احتمال نہ ہوتا تھا۔ فقیری کے لئے خاص وضع کا لباس ضروری نہیں بلکہ

جہاں تک ہو سکے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق لباس زیب تن کیا جائے آپ ہمیشہ سفید رنگ کا لباس پہنتے تھے ململ کا کرتہ کھلے بازوؤں والا سفید لٹھے کا تہبند سر پر ململ کی دستار وہ بھی بغیر کلاہ کے پاؤں میں تلہ دار کھسہ جو دیسی ساخت اور نرم چمڑے سے قدر مرصع ہوتا استعمال کرتے آپ لباس ہر روز تبدیل کرتے تھے طبیعت میں بڑی نفاست تھی لہذا ہمیشہ صاف ستھرے رہے چارپائی پر بستر لگا ہوتا اور تکیہ کیساتھ ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے سر اور ریش مبارک کو ہر روز خفیف ساتیل لگاتے شروع میں خضاب لگایا مگر بعد میں چھوڑ دیا۔ آپ نے زندگی بھر اپنی قمیض کو پیسے وغیرہ رکھنے کے لئے جیب نہیں لگوایا۔ لباس کے مسئلہ میں اپنے احباب کو بھی تاکید فرماتے کہ صاحب ستھرا اور سفید لباس پہنا جائے بعض احباب رنگدار لباس جبہ اور رنگدار ٹوپی پہنتے تو ناپسندیدگی کا اظہار فرماتے ایک روز سائیں فتح محمد صاحب جو اکثر مختلف رنگوں کے لباس پہنتے آپ کے پاس آئے تو فرمایا اگر کوئی شخص مجھے زبردستی فتح محمد کا لباس پہنادے تو میں شرم کے مارے کمرے سے باہر نہ نکلوں اور دروازہ بند کر لوں تا وقتیکہ اپنا معمولی لباس نہ پہن لوں۔ آپ کی مراد یہ تھی کہ کسی خاص لباس کے پہنے سے محبت الہی کا جذبہ پیدا نہیں ہوتا اس کے لئے تفکر، تدبیر، زہد و ریاضت کے ساتھ ساتھ اطاعت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضروری ہے۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ جاہل پیر اور فقیر ظاہری لباس کی وضع کی بنا پر مریدوں کو لوٹتے ہیں مختلف رنگوں کے لباس پہن لیتے ہیں مرید مختلف رنگوں کی ٹوپی کمر میں لنگوٹی یا عورتوں کی طرح منہ چھپائے پھرتے ہیں عیاری اور چالاکی سے لوگوں کو اپنی فقیری کے قائل کرتے ہیں ایسے پیر اور فقیر حقیقت میں ٹھگ ہوتے ہیں اور آج کل ایسے پیروں کی کثرت ہو گئی ہے۔ آپ نے زندگی بھر کبھی رومال سے اپنا چہرہ نہیں چھپایا بڑی عظمت اور شان و شوکت کے ساتھ دستار مبارک سر پر سجا کر محفل میں نمایاں نظر آتے تھے۔ آپ چاندی کی ایک انگٹھی پہنتے تھے جس پر آپ کا نام کندہ تھا جب کبھی ڈاک رجسٹری آتی تو آپ رسید پر دستخط کی جگہ انگٹھی سے مہر لگا دیتے تھے۔



## قیافہ مبارک

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قیافہ مبارک جو بھی دیکھتا اس کی آنکھیں پر نور اور دل مسرور ہو جاتا۔ آپ کا رنگ مبارک گندمی اور بہت ملیح تھا۔ بیضوی چہرہ، پست رخسار، حق بین آنکھیں، نہ چھوٹی نہ بہت بڑی، کتابی پیشانی، چوڑی، جس پر سعادت و کرامت کے آثار صبح صادق کی طرح روشن تھے ابرو ایک دوسرے سے جدا سیاہ رنگ کے تھے داڑھی مبارک گھنی ہلکی ہلکی سفید شروع میں خصاب لگایا بعد میں چھوڑ دیا آپ کا قد مبارک بلند مگر بہت زیادہ بلند نہ تھا بلندی میں بمصداق خیر الامور اوسطہا، تھا تمام اعضاء متناسب اور متوسط، اونچی ستواں ناک، تیکھے نقوش، نکیلے خدو خال، آواز بلند اور سریلی، لب ولہجہ متین اور باوقار، مزاج میں لطافت اور پیکر شرم و حیا، دل کے نہایت نرم سنجیدہ اور متین النفس، کثرت ریاضت و شب بیداری سے جسم بہت نحیف ہو گیا۔ چہرے پر تفکرات کے آثار نمایاں آپ کی شبیہ مبارک کتابوں میں موجود ہے دیکھ کر زبان پر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد آجاتا ہے۔ امام عبداللہ یافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ جس مسلمان نے میرا چہرہ دیکھا یا جو مدرسے میں آیا اسے قبر اور قیامت کے عذاب سے نجات مل جائے گی۔

خوش آنکہ وصال تو میسر شدہ باشد

چشمی بجمال تو منور شدہ باشد

(خوش قسمت ہے وہ جسے تیرا وصال نصیب ہو اور جس کی آنکھ

تیرے جمال سے منور ہوئی۔)

## بیٹھنے کا انداز

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چارپائی پر بیٹھتے تھے یہاں پر یہ لکھنا ضروری ہے کہ آپ چارپائی پر کیوں بیٹھتے تھے اس کی پہلی وجہ یہ تھی کہ چونکہ آپ سارا سارا دن بیٹھتے تھے لہذا چارپائی پر سہولت کیساتھ آپ تشریف فرما ہوتے مسلسل کئی

کئی گھنٹے زمین پر بیٹھنا مشکل ہوتا ہے دوسری وجہ یہ تھی کہ آپ رات کا اکثر حصہ بیداری میں گزارتے تھے اور دن میں لوگوں کی آمد و رفت رہتی کسی سے بھی ملنے پر انکار نہ فرماتے اس لئے چارپائی پر بیٹھتے کہ دوران گفتگو تھوڑی دیر کے لئے لیٹ بھی جاتے تھے آخری سالوں میں چونکہ کمر میں درد رہتا تھا اس لئے چارپائی پر بیٹھنے میں سہولت محسوس فرماتے آپ کی اسی سہولت کے پیش نظر جہاں بھی تشریف لے جاتے آپ کے لئے چارپائی کا اہتمام کیا جاتا تھا ورنہ سیرت و کردار اس بات کی گواہ ہے کہ آپ میں تکبر یا بڑھائی نام کی کوئی چیز نہ تھی کہ میں اس جگہ پر بیٹھوں کہ دور سے ممتاز نظر آؤں۔

آپ کا چارپائی پر بیٹھنے کا انداز یہ تھا کہ کبھی دائیں ہاتھ اور کبھی بائیں ہاتھ کو تھوڑی کے نیچے رکھ کر اور کبھی دائیں یا بائیں ہاتھ کو کھول کر رخسار کے نیچے رکھ کر چہرہ مبارک کو اوپر کئے ہوئے بیٹھتے کبھی کبھی آلتی پالتی مار کر بیٹھتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی یہی طریقہ مبارک تھا کہ مربع ہو کر بیٹھنا اس طرح کے بیٹھنے کو "جلسۃ الوقار" کہتے ہیں دوسرا انداز یہ بھی تھا کہ چارپائی اگر دیوار کے ساتھ بچائی جاتی تو دیوار یا تکیہ کے سہارے چارزانوں بیٹھ جاتے۔

عقیدت مند زمین پر آپ کے سامنے بیٹھتے بعض اوقات ان کے لئے بھی چارپائیوں کا اہتمام ہوتا تھا کئی بار ایسا ہوا کہ اگر آپ اکیلے چارپائی پر تشریف فرما ہیں علماء آجاتے تو آپ شفقت فرماتے ہوئے انہیں اپنے ساتھ بٹھالیتے کچھ واقعات ایسے بھی پیش آئے کہ اگر کسی نے آپ کے اس انداز کو اچھا نہ جانتے ہوئے زبردستی آپ کی چارپائی پر بیٹھنے کی کوشش کی تو آپ چارپائی کی ایک طرف سرک جاتے اور اس کے لئے جگہ خالی کر دیتے بعد میں اسے اپنی حرکت کا احساس ہو جاتا تو معذرت کرتے ہوئے چٹائی پر بیٹھ جاتا۔ اگر کوئی ضدی عالم ایسا کرتا تو آپ اس کی حوصلہ افزائی فرمادیتے ہاں عالم کی عزت کرنی چاہیے۔ ایک بار کسی مسافر نے حضرت صاحب سے شکایت کی کہ مجھے آج رات قیام کے لیے چارپائی نہیں ملی کیونکہ مہمانوں کی تعداد زیادہ ہے تو آپ نے درویشوں سے فرمایا کہ اسے میری چارپائی دے دی جائے اس کا چارپائی پر سونے کا ثواب میرے نامہ اعمال میں لکھا جائے گا آپ چارپائی پر بیٹھنے میں اس احتیاط کو پیش

نظر رکھتے کہ قبلہ رخ بیٹھا جائے اگر کسی مقام پر جگہ کی مناسبت کے پیش نظر قبلہ رخ بیٹھنا ممکن نہ ہوتا تو پھر اس طرح تشریف فرما ہوتے کہ قبلہ رخ آپ کی پشت نہ ہو۔

من چه گویم یک رگم ہشیار نیست  
ذکر آن یارے کہ او را یار نیست  
(میری تورگ رگ مست و مدہوش ہے میں اس یار کے متعلق کیا  
کہوں جس کا کوئی ثانی نہیں)۔

آپ چارپائی پر بالکل سیدھا لیٹتے تھے دونوں ہاتھوں کو سینہ کے اوپر یوں جوڑ لیتے کہ انگلیوں کا رخ آسمان کی طرف ہو جاتا تا کہ کچھ حصہ جب چارپائی پر لیٹتے تو اس وقت بھی اللہ رب العزت کے حضور توبہ و استغفار کر رہے ہوتے۔ پاس بیٹھنے والا سمجھتا کہ آپ سو رہے ہیں جب غور کرتا تو اسے پتہ چل جاتا کہ آپ آہستہ آہستہ آیت کریمہ  
لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کا ورد کر رہے ہوتے۔

## آپ کی خوراک

حدیث شریف میں ارشاد ہے:

”لو امتلا الارض دما عیبطا فما کان رزق الاولیاء

الا الحلال المطلق والخالص“

”اگر روئے زمین خون سے پر اور مالا مال ہو جائے تو بھی مرد خدا

حلال کے سوا کچھ نہیں کھاتا“۔

اولیاء کرام ظاہری خوراک کے محتاج نہیں ہوتے دراصل ان کی غذا یاد الہی ہے اس گروہ کے لوگوں کی پرورش اور روحانی غذا عالم غیب سے ہوتی ہے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دن اور رات میں بہت کم کھانا تناول کرتے اکثر فاقہ کرتے تھے تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد جب زبان خشک ہو جاتی تو ایک دو گھونٹ پانی پی لیا کرتے تھے ختم شریف کے ایام میں تو لگاتار فاقہ کرتے صرف چند لقمے کھا کر برتن واپس کر دیتے تھے عام دنوں کے اندر بھی روزہ رکھتے اگر روزہ نہ ہوتا تو کھانا لایا جاتا تو ایک دو لقمے

کھا کر فرماتے اس سالن میں نمک یا گھی زیادہ ہے یہ کہہ کر کھانا واپس کر دیتے۔ کبھی بھی کسی نے آپ کو پیٹ بھر کر کھانا کھاتے ہوئے نہیں دیکھا چائے لائی جاتی تو پیالی کا چوتھائی حصہ چائے پیتے تھے باقی پاس بیٹھنے والوں میں سے کسی کو دے دیتے۔ پھلوں میں سے آپ کو آلو بخارہ پسند تھا مگر اس کے بھی دو تین دانے تناول کرتے تھے میٹھی چیز میں سویاں پسند تھیں۔ آپ کے سامنے دودھ لایا جاتا تو اس میں بھی پانی استہال کر کے پیتے تھے مختصراً یہ کہ آپ اتہائی زود ہضم اور قلیل مقدار میں خوراک کھاتے تھے۔

ختم شریف کے موقع پر ایک مرتبہ مولانا غلام حسین کوٹلی کو ہالہ آپ کے پاس بیٹھے تھے کہ آپ نے خادم سے فرمایا کہ مولانا کو وہاں لے جاؤ جہاں علماء کرام کے لئے کھانا تیار کیا گیا ہے مولانا نے شاید اس خیال سے کہ حضرت صاحب کے لیے بڑا اعلیٰ قسم کا کھانا آئے گا لہذا آپ کے ساتھ کھانا کھالوں گا عرض کیا حضرت میں یہاں ہی آپ کے ساتھ کھانا کھاؤں گا آپ نے فرمایا مولانا اس میں آپ کے لئے خسارہ ہوگا میں سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرتا ہوں کہ آنجناب اوروں کو کھلاتے تھے اور خود فاقہ فرمایا کرتے تھے بس میں بھی ان دنوں فاقہ کرتا ہوں اور مہمانوں کے خوردنوش کے انتظام میں لگا رہتا ہوں یہ سن کر مولانا کھانے کے لئے اس جگہ چلے گئے جہاں علماء کھانا کھا رہے تھے۔

مرید اپنے گھر میں آپ کو کھانے کی دعوت دیتے تو اکثر آپ اسے قبول نہ کرتے فرماتے کسی شخص پر اس کی ہمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالنا چاہیے میرے ساتھ دیگر احباب بھی ہوتے ہیں اگر بار بار اصرار کیا جاتا تو فرماتے اس سے بہتر ہے کہ تم اپنی حیثیت کے مطابق لنگر میں طلباء و عوام کے لئے کچھ حصہ بھیج دو اس سے تمہیں ثواب ملے گا۔ کسی سفر پر ہوتے تو راستہ میں کوئی مرید اپنے گھر لے جانے پر اصرار کرتا تو آپ چلے جاتے بشرطیکہ اس کا گھر راستہ سے دور نہ ہوتا تھوڑی دیر ٹھہرتے اور انتہائی قلیل مقدار میں خوراک تناول کرتے۔

عام پیروں کی طرح مریدوں کے گھروں میں بار بار جانا پسند نہ کرتے تھے البتہ جب مزارات انبیائے کرام پر جانے کا پروگرام ہوتا تو اس علاقے کے احباب سے

فرمادیتے مزار شریف پر آجانا وہاں ختم شریف کا اہتمام کرتے اور وسیع لنگر جاری رہتا اگر کسی کے ہاں کوئی فوت ہو جاتا تو آپ کی اولین کوشش ہوتی کہ نماز جنازہ میں شمولیت اختیار کی جائے بعد میں محض رسمی طور پر ہمدردی کے لئے جانے کو آپ اچھا خیال نہ کرتے نماز جنازہ میں شامل ہونے کو ترجیح دیتے تھے۔

مادروں رانگرمیم و حال را

مابروں رانگرمیم و قال را

(ہم نیتوں اور عمل کو دیکھتے ہیں ہم ظاہر کو اور باتوں کو نہیں دیکھتے۔)

## روزمرہ کے معمولات

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالم نور دیکھا ہے

مرحلہ طے نہ ہوا تری شناسائی کا

آپ نماز فجر اول وقت میں باجماعت مسجد میں ادا کر کے اپنے حجرہ میں تشریف لے آتے اس دوران کسی کو حجرے میں آنے کی اجازت نہ ہوتی نماز اشراق سے فراغت پر اپنے حجرے کا دروازہ کھول دیتے لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دے دیتے یا خود باہر تشریف لے آتے اور چارپائی پر بیٹھ جاتے۔

حاضرین کے سوالات کے جواب دیتے ملاقات کے لئے آنے والے احباب سے خندہ پیشانی سے پیش آتے کئی حضرات سائل کی صورت میں آتے ان کی مالی مدد کرتے کئی شریعت و طریقت کے مسائل کے حل کے لئے آتے انہیں مسائل بیان کرتے قرآنی آیات مقدسہ اور احادیث مبارک کے حوالے دیتے اگر ضرورت پڑتی تو دارالعلوم میں موجود عالم دین کو بلا تے اور انہیں فرماتے کہ فلاں فلاں کتاب لے آؤ اور اس مقام سے پڑھو تا کہ مسئلہ مکمل طور پر واضح ہو جائے عالم عبارت پڑتھے آپ ترجمہ و تشریح بیان کرتے یہ سلسلہ دوپہر تک جاری رہتا کھانا کھانے کے بعد کمرہ میں تشریف لے جاتے اور قیلولہ فرمایا کرتے تھے پھر نماز ظہر باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد تشریف لے آتے نماز کے بعد قرآن کریم کی تلاوت آپ کا معمول تھا اکثر تلاوت قرآن کریم کے بعد دیگر

کتب کا مطالعہ بھی کرتے پھر عصر تک لوگوں سے ملاقات جاری رہتی اور نماز عصر ادا کرنے کے بعد قبرستان کی طرف جہاں آپ کا روضہ مبارک ہے وہاں چلے جاتے اور اپنے خیالات میں محو تنہا پھرتے رہتے شام کے قریب واپسی پر نماز مسجد میں ادا کرنے کے بعد گھر تشریف لے جاتے کھانا کھاتے عورتیں اپنے مسائل لے کر آتیں آپ ان کی معروضات گھر میں ہی سنتے۔ دن کے وقت بھی اگر عورتیں آجاتیں تو گھر جا کر ہی ان کی باتیں سنتے اہل خانہ کی موجودگی میں ان کے مسائل حل کرتے عورتوں سے گفتگو کے وقت آپ کی نظریں نیچی ہوتی اور انتہائی مختصر گفتگو کرتے گھر میں کچھ وقت گزارنے کے بعد حویلی میں تشریف لے آتے وہاں جمع ہونے والے لوگوں سے واعظ و تلقین فرماتے پیچیدہ مسائل کو اس طرح حل کرتے کہ سامعین اکتاہٹ محسوس نہ کرتے دوران گفتگو مختلف مثالیں بیان کرتے ساتھ مزاح بھی پیدا کرتے رات دس گیارہ بجے عشاء کی نماز ادا کی جاتی نماز عشاء کے بعد احباب چلے جاتے آپ تھوڑی دیر کے لئے چارپائی پر لیٹتے خادم آپ کے جسم کو دباتا تھوڑی دیر بعد آپ اٹھ کر بیٹھ جاتے پھر وضو کر کے اپنے ذکر و اذکار میں مصروف ہو جاتے پھر تھوڑی دیر کے لیے سو جاتے جلدی اٹھ کر وضو کر کے نماز تہجد میں مصروف ہو جاتے آپ کے زندگی کے جو ایام مزارات انبیاء کرام پر گزرے وہاں کا معمول بھی تقریباً اس طرح کا ہوتا۔ ابتدائی دور میں رات انبیاء کرام کے مزارات پر اور دن کے معمولات جینڈر شریف میں گزرتے۔

## وصال گوہر

حضرت قبلہ عالم کے آخری ایام

چند باشی عاشق صورت بگو  
طالب معنی شود معنی بجو  
صورت ظاہر فنا گرد و بداں  
عالم معنی بماند جاوداں  
گفت المعنی هو اللہ شیخ دیں  
بحر معنی ہاست رب العالمین

(یعنی ظاہری شکل و صورت غائب ہو جائے گی جبکہ باطنی صورت  
یعنی روح ہمیشہ قائم رہے گی لہذا زندگی یوں گزاری جائے  
کہ ظاہری شکل و صورت کی بجائے باطنی و روحانی حقیقت کو حاصل  
کرنے کی جدوجہد کی جائے ذات حقیقی یعنی دائمی حقیقت  
خداوندی کے بارے میں شیخ دیں حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمانا ہے داخلی و باطنی وجود صرف اللہ رب العزت  
کی ذات قادر مطلق ہے۔)

۱۲۱۱ ربيع الاول ۱۳۷۱ھ بمطابق ۱۲۱۱ دسمبر ۱۹۵۱ ختم شریف میلاد مصطفیٰ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پروگرام حسب دستور تزک و احتشام سے منایا جا رہا تھا ۱۲ ربيع الاول  
بروز بدھ کی صبح آخری محفل مسجد میں جاری تھی حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق محمد  
عبد الغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا خطاب ختم ہوا سینکڑوں علماء و مشائخ ہزاروں

عقیدت مند حاضر تھے خلاف معمول حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کھڑے ہوئے اس سے قبل کبھی بھی ایسا نہ ہوا تھا آپ نے بلند آواز سے فرمایا ”اے لوگوں ہر دور کے اندر ہمیشہ دو طرح کے لوگ رہے ہیں ایک جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے قائل اور اس کی بھیجی ہوئی کتابوں اور پیغمبروں کے ہر لفظ پر یقین رکھتے ان کی ہدایات کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی کوشش کرتے اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں سے بہشت کا وعدہ کر رکھا ہے جس کی ایک نعمت کے برابر دنیا بھر کی نعمتیں نہیں ہو سکتیں دوسرا گروہ وہ جو اللہ رب العزت کی ہستی کے منکر الہالی کتب اور انبیاء کرام کی باتوں کے متعلق شک میں پڑے رہے ایمان نہ لائے دنیا میں اپنی من مانی کاروائیاں کرتے رہے ان کے لیے دوزخ کو تیار کیا گیا ہے جس کا عذاب دنیا بھر کے دکھوں دردوں اور مصیبتوں سے بڑھ کر ہے۔ دنیا کا کوئی انسان خواہ وہ بادشاہ ہی کیوں نہ ہو تین حالتوں سے نہیں بچ سکتا اول بیماری دوم بڑھاپا اور سوم موت اس لئے ہر انسان کو چاہیے کہ ان تینوں حالتوں کے آنے سے پہلے ایسے کام کرے جس پر بہشت کا وعدہ کیا گیا ہے اور ان کاموں سے بچے جن پر دوزخ کی وعید ہے اگر خدا نخواستہ دوزخ میں جانے والے کام کر چکا ہے تو فوراً توبہ کرے آئندہ نیک کام کرے کہ اللہ رب العزت اپنے فضل و کرم سے جو غفور الرحیم ہے اسے دوزخ کی بجائے بہشت میں لے جائے۔

میں ہر سال جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ختم شریف اس لئے کراتا ہوں کہ اس میں شامل ہونے والوں کو اعمال صالح کی ترغیب ہو اور بد اعمالیوں سے بچنے کی نصیحت کی جائے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے ان اعمال صالح کی توفیق کی دعا مانگی جائے اور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ختم شریف میں شامل ہونے والوں کو ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل ہو جائیں جو لوگ میرے اس مقصد کو سمجھ کر صدق دل سے اس میں شامل ہوتے رہے تو ان شاء اللہ ان کا چل کر آنا اور ختم شریف، میں مال خرچ کرنا یا تبرکات میں حصہ لینا ضائع نہیں جائے گا کیونکہ اس کا رخیر میں جو وقت گزر چکا وہ نیکیوں میں شمار ہوگا نیز یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے امیدوار قرار دیے جائیں گے۔



اس وقت کو غنیمت سمجھے کیا پتہ آئندہ سال اس محفل میں ہم میں سے کون کون شامل نہ ہو سکے گا اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کرنے کی توفیق عطا کرے اور گناہوں سے محفوظ رکھے (آمین)“ جو نہی آپ مختصر وعظ سے فارغ ہوئے تو آپ کی کمر میں شدید درد شروع ہو گیا آپ فوراً اپنے کمرے میں تشریف لے گئے۔

خلاف معمول تقریر کرنا وعظ و نصیحت اور ”کیا پتہ آئندہ سال اس محفل میں ہم میں سے کون کون شامل نہ ہو سکے گا“ پھر فوراً کمرے میں چلے جانا علماء و احباب سمجھ گئے کہ آج آپ نے اپنا آخری خطبہ ارشاد فرمایا اور فرائض منصبی سے سبکدوش ہونے کی طرف اشارہ کیا گیا ہے شدت درد کی وجہ سے دن اور رات ایک لمحہ کے لئے بھی نہ سو سکے اور دوسرے روز قوالی کی مجلس میں تشریف لائے لیکن، تھوڑی دیر بعد اٹھ کر چلے گئے فرمایا ”میری طبیعت علیل ہے میں بیٹھنے سے معذور ہوں تمام احباب کو اجازت ہے وہ اپنے اپنے گھروں میں جانا چاہیں تو چلے جائیں فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں“ یہ تسلی و تسکینی اس لئے کہ

صورت از بے صورتی آمد بروں

باز شد انا الیہ راجعون

(ظاہری صورت باطنی صورت سے جنم لیتی ہے بالآخر پھر اپنے اصل سے جا ملتی ہے یہ سب کی آخری منزل ہے جہاں ہم سب کولوٹ کر جانا ہے)۔

ڈاکٹروں اور طبیبیوں نے آپ کا علاج شروع کیا فوری طور پر یہ سمجھ آئی کہ درد گردہ ہے لہذا اس کا علاج کیا جانے لگا وزیر آباد سے راجہ عزیز اللہ صاحب ڈاکٹر کو لے کر جینڈر شریف جاتے رہے اس طرح مولانا سعید عبدالشکور صاحب کے صاحبزادہ محمد سعید جو کہ طبیب تھے حضرت صاحب کا علاج کرتے رہے مگر آرام نہ آیا درد کی شدت بڑھتی رہی کچھ روز کے بعد معلوم ہوا کہ یہ درد گردہ نہیں بلکہ پشت کے نیچے والے حصہ میں گردہ کے مقام کے قریب اندرونی طور پر زخم میں پس پڑ چکی ہے جس کی وجہ سے ہر وقت درد ہوتا تھا لیکن آپ کا صبر و تحمل قابل رشک تھا ایک لفظ بھی شکوہ و شکایت کا زبان پر نہ

لائے ہمیشہ اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتے رہے جو بھی آپ کی عیادت کے لئے آتا آپ اس کو دعائیں دیتے اور تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا ہر ایک کو اعمالِ صالحہ کی وصیت کرتے رہے۔

## خوشی کا اظہار

شدید بیماری کے ایام میں اللہ رب العزت کی طرف سے آپ کو ایک خوشی اس طرح ملی کہ جنوری ۱۹۵۲ء میں حضرت صاحبزادہ میاں محمد عبداللہ صاحب کو اللہ تعالیٰ نے بیٹا عطا فرمایا نومولود (جو کہ آپ کے پہلے پوتے) کا اسم گرامی محمد ارشد رکھا گیا اور مذہبی روایت کے مطابق تمام معاملات بروکار لائے گئے اس انعام کے ملنے پر خوشی کا اظہار کیا گیا ہر آنے والے عقیدت مند کو حضرت صاحب نومولود کی ولادت کی خوشخبری خود سناتے کئی ایک احباب کو حکم دیا کہ گھر جا کر میاں محمد عبداللہ کے بیٹے کو دیکھ کر آؤ پھر واپسی پر سوال بھی کرتے کہ بیٹے کو دیکھ آئے ہو گویا کہ آپ انکی ولادت پر بے حد خوش دکھائی دیتے تھے۔

## الوداعی ملاقاتیں اور باتیں

بیماری کے باعث آپ کی صحت دن بدن کمزور ہونے لگی مگر کمزوری نقاہت کے باوجود آپ کی شب بیداری میں ذرہ برابر فرق نہ آیا چارپائی پر ہی تیمم کر کے نمازیں ادا کی جا رہی تھیں بیماری میں شدت کی خبر پر متعلقین اور عقیدت مند بڑی تعداد میں ہر روز حاضر ہوتے آپ سب کے ساتھ گفتگو فرماتے اور سب کو اس انداز سے رخصت فرماتے کہ ہر شخص محسوس کر رہا تھا کہ اسے الوداع کہا جا رہا ہے اگر آپ کچھ دیر کے لئے سو جاتے تو جب بیدار ہوتے تو سوال کرتے میں کتنی دیر تک سویا رہا جب عرض کی جاتی تو ارشاد فرماتے افسوس اتنا وقت غفلت میں گزر گیا ہے جب درد میں شدت بڑھ جاتی تو آپ کوئی نہ کوئی مسئلہ بیان کرنے لگتے۔ جس سے آپ کو درد کی شدت کا احساس کم ہو جاتا کئی بار فرمایا کہ درد کی شدت میرے لئے راحت کا باعث ہے جب درد ہوتا ہے

تو میں بیدار رہتا ہوں تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سنتا اور کرتا رہتا ہوں جب درد کم ہوتا ہے تو کچھ وقت کیلئے سو جاتا ہوں میرے لئے تو دردِ راحت کا باعث ہے بیماری کے دوران آپ نے کامل قوت مثالی کا مظاہرہ کیا انتہائی کمزوری کے باوجود ہر آنے والے عقیدت مند سے ملتے اور عبادات کو ترک نہ کیا۔

بس بزرگی ہاست اندر یاد او

یاد او کن یاد او کن یاد او

## جمعة المبارک یکم فروری ۱۹۵۲ء

حضرت قبلہ عالم کے ایام عالم استغراق میں گزرنے لگے جمعرات اور جمعہ مبارک کی درمیانی رات کو صاحبزادہ محمد سعید رات بھر حضرت صاحب کے پاس رہے ان کا کہنا ہے کہ رات بڑی تکلیف میں گزری آپ نے ارشاد فرمایا ”حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اپنے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دیتے ہیں اور تکلیف کو برداشت کیا حضرت امام حسین علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر اپنے عزیز و اقارب کو شہید کروا کر خود بھی اپنی گردن تلوار کے نیچے رکھ دیتے ہیں مگر کبھی تکلیف کا اظہار نہیں کرتے میں تو رضائی میں بیٹھا ہوا ہوں کئی آدمی میری خدمت کے لئے موجود ہیں میں کس منہ سے کہوں کہ مجھے تکلیف ہے۔“

محمد سعید کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا فکر نہ کرنا میں تمہارے حق میں دعا کر چلا ہوں دنیا میں تو تمہاری ولایت کا ظہور معمولی ہوگا مگر آخرت شاندار ہوگی تم نے اب تک زندگی بڑی تکالیف میں گزاری ہے مگر تمہاری اولاد فارغ البال ہو جائے گی۔

حضرت صاحبزادہ میاں محمد رمضان صاحب تشریف لائے تو آپ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ فقیری اخلاق حسنہ اور خدمت خلق کا نام ہے جو محتاج لنگر پر گزارہ کر رہے ہیں ان کی مدد بدستور جاری رکھنا تاکہ وہ زندگی کے بقایا ایام یہاں پر ہی گزار دیں ختم شریف کا اہتمام اپنی توفیق کے مطابق کرنا اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔ حضرت میاں محمد عبداللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں سامنے ہوا تو ارشاد فرما رہے تھے کہ

حضرت قاضی صاحب والی راتیں آگئی ہیں۔ دیگر جو شخص بھی سامنے ہوتا اس سے کچھ نہ کچھ ضرور فرماتے حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی کو آپ کی بیماری کا علم ہوا تو وہ بھی شام کو تشریف لے آئے۔ وزیر آباد میں بعد نماز جمعہ اپنے کمرہ میں حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی نے بابا عنایت اللہ مرحوم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا بابا حضرت صاحب شدید بیمار ہیں ہمیں کل جینڈر شریف جانا چاہیے۔ وزیر آباد سے راجہ عزیز اللہ صاحب بھی جینڈر شریف پہنچے سلام عرض کیا تو وعلیکم السلام کہتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ راجہ صاحب کے دل کے ساتھ میرا دل ہے یہ ان لوگوں میں سے ہے جو کل قیامت کے روز کستوری کے قبوں میں بیٹھے ہوں گے۔ پھر آپ سے بغلگیر ہوئے گویا ان سے الوداع ہو رہے تھے پھر آپ نے فرمایا چوہدری خان ملک سے کہو کہ مجھے آکر مل جائے کیونکہ میں سفر پر جا رہا ہوں پیغام ملنے پر چوہدری خان ملک پہنچ گیا آپ اس سے بغلگیر ہوئے اور فرمایا یہ میری اور تمہاری آخری ملاقات ہے وہ بھی سمجھ گئے کہ حضرت صاحب ہم سے رخصت ہو رہے ہیں چوہدری خان ملک نے مستری اللہ دتہ کو حکم دیا گجرات چلے جاؤ اور کل تک تابوت تیار کر کے یہاں آجانا۔

مدتوں روتی ہے چشمِ حسرت اہل چمن  
 سالہا رہتے ہیں گریاں دیدہ چرخ کہن  
 تب کہیں ہوتا ہے پیدا ایک نخلِ گلبدن  
 بایزید اندر خراساں یا اولیس اندر قرن  
 زندگی رہتی ہے برسوں غوطہ زن در خاک و خون  
 تا ز بزمِ عشق یک دانائے راز آید بروں

## یوم وصال ہفتہ ۲ فروری ۱۹۵۲ء

راجہ عزیز اللہ وزیر آباد سے اپنے ہمراہ ڈاکٹر محمد اقبال کو لے کر گئے تھے صبح انہوں نے حضرت صاحب کا مکمل طبی معائنہ کیا پھر کمرہ سے باہر آ کر خاص خاص احباب

کو بتایا کہ نبض بالکل کمزور ہوگئی ہے ایک خفیف سی رمل باقی محسوس ہوتی ہے اس خبر کو سن کر احباب سمجھ گئے کہ آپ کے آخری لمحات ہیں سب احباب کمرے میں باری باری داخل ہوتے رہے تاکہ زیارت اور دعائیہ کلمات سن سکیں آپ عالم استغراق میں تھے جب آنکھیں کھولتے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ فرماتے کہ انہوں نے اکلوتے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی مقصد صرف اللہ کی رضا تھی آپ کی آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہو جاتے کئی احباب نے اپنی طرف توجہ دلاتے ہوئے عرض کیا ہمارے لئے دعا کریں فرمایا میں سب کے لئے دعا کر رہا ہوں۔

حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی حاضر ہوئے گفتگو جاری رہی حضرت مولانا محبت النبی نے دیکھا کہ آپ کی طبیعت سنہل چکی ہے تو رخصت طلب کی تو آپ نے ارشاد فرمایا مولوی صاحب آج رات ٹہر جائیں کل چلے جانا دوبارہ اجازت مانگی پھر وہی ارشاد فرمایا تو حضرت شیخ الجامعہ نے عرض کیا جانا ضروری ہے کیونکہ طلباء کے سبق کا ناغہ ہو جائے گا ارشاد فرمایا اگر یہ بات ہے تو ٹھیک ہے چلے جائیں حضرت مولانا محبت النبی جینڈر شریف سے چل کر موضع معین الدین پور تک پہنچے تھے کہ وزیر آباد سے حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی بابا عنایت اللہ کے ہمراہ موضع معین الدین پہنچے گئے حضرت شیخ القرآن نے آپ کو دیکھ کر پوچھا حضرت صاحب کا کیا حال ہے تو آپ نے جواب دیا اب حالت بہتر ہے حضرت شیخ القرآن نے عرض کی آپ واپس چلیں مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ آج شام تک حضرت صاحب وصال فرما جائیں گے اور کل جنازہ ہوگا مولانا محبت النبی نے فرمایا تم اپنے کشف کو رہنے دو میں ابھی دیکھ کر آیا ہوں وہ بالکل ٹھیک ہیں الغرض کافی تکرار کے بعد حضرت شیخ القرآن مولانا محبت النبی کو واپس لے آئے۔ جینڈر شریف پہنچ کر حضرت صاحب کے کمرے میں سلام کے لئے حاضر ہوئے حضرت شیخ القرآن نے عرض کی میں مولانا محبت النبی صاحب کو بھی واپس لے آیا ہوں اس پر حضرت صاحب بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ آپ کھانا کھالیں اور آرام کر لیں چنانچہ دونوں حضرات کچھ دیر حضرت صاحب کے پاس بیٹھے رہے گفتگو ہوتی رہی پھر اپنے کمرے میں چلے گئے دن بھر لوگ جوق در جوق آتے رہے حضرت صاحب سب

کو تسلی دے کر رخصت فرماتے رہے تمام نمازیں آپ نے چارپائی پر ادا کیں حتیٰ کہ معمول کی نقلی نمازیں بھی ادا کی گئیں آپ کے کمرہ میں جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے نماز مغرب سے کچھ دیر قبل آپ نے سب سے فرمایا کہ جا کر مغرب کی نماز ادا کریں کمرہ میں اس وقت صوفی چراغ دین اور صاحبزادہ محمد سعید موجود رہے ان کا کہنا ہے کہ حضرت صاحب نے نماز مغرب چارپائی پر ہی ادا کی دوسری طرف حضرت شیخ القرآن فرماتے ہیں کہ مسجد میں موجود سب لوگ نماز مغرب باجماعت ادا کر رہے تھے کہ مجھے دوران نماز حضرت صاحب کے حجرہ شریف کی طرف ایک زبردست کشش محسوس ہوئی سلام کے بعد دوڑ کر سب سے پہلے حجرہ میں داخل ہوا کہ حضرت صاحب نے نماز مغرب ادا کرنے کے ساتھ فرمایا مجھے لٹا دیا جائے جو نبی آپ کو لٹایا گیا تو آپ نے فرمایا:

حسبی اللہ ونعم الوکیل نعم المولی ونعم النصیر

اور روح طیّبہ نفس عنصری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

وہ ہستی جو غریب نواز انسانیت نواز اللہ اللہ کرنے والی روح کاشف اسرار لاقتناہی واقف احدیت جن کے دم قدم سے گلستان معرفت آباد تھا۔ مورخہ ۵ جمادی الاول ۱۳۷۱ھ بمطابق ۲ فروری ۱۹۵۲ء ۲۰ ماگھ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب بوقت پانچ بج کر پچاس منٹ پر اپنے خالق حقیقی سے جا ملے یوں ایک روشن باب بند ہو گیا لالہ زار معرفت مرجھا گیا چمنستان ذوق کلا گیا گلستان طریقت خزاں رسیدہ ہو گیا مجلس تربیت و تبلیغ سونی ہو گئی اور جینڈر شریف کی محفل سماع پر پڑمردگی چھا گئی۔

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر

اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبالے کر

ہر آنکھ اشکبار ہے کوئی ایسا دل نہ تھا جس کو آپ کی جدائی کا قلق نہ تھا بچے بوڑھے مرد عورتیں اپنے بیگانے سبھی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں ہر ایک زبان پر تھا کہ میرا غمخوار اور مونس چلا گیا ہے ایک طرف سینکڑوں محتاج و نادار لنگر جینڈر شریف پر گزارہ کرنے والے حضرت صاحب کی وفاداری کے تذکرے کر رہے ہیں تو دوسری طرف علماء و مشائخ کے آنسوؤں کی لڑیاں بتا رہی ہیں کہ ہمارے مربی استاد ہمیں داغ مفارقت دے

گئے ہیں کوئی آپکے تذکرے سے گلوگیر ہو رہا ہے کسی کی آنکھوں سے آنسو آپ کی یاد پر چھلک رہے ہیں۔

آتی رہیں گی یاد ہمیشہ وہ صحبتیں  
ڈھونڈا کریں گے ہم تمہیں فصل بہار میں

شام سے قبل آسمان پر بادلوں کا نام و نشان تک نہ تھا نماز مغرب کے ساتھ ہی بادلوں کے ٹکڑے نظر آنے لگے پھر کچھ دیر بعد ہلکی ہلکی بوند باندی شروع ہو گئی یہ سلسلہ ساری رات اور اتوار کی شام تک جاری رہا۔ رات کے وقت ہی آپ کو غسل دیا گیا یہ سعادت حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی اور سائیں فضل دین کے حصہ میں آئی حضرت شیخ القرآن نے غسل کے وقت حضرت صاحب کی ناف میں جو پانی جمع ہوا اسے روئی کے ساتھ چوس لیا اعتراض پر فرمایا اگرچہ روایت ضعیف ہے مگر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غسل دیتے وقت ایسا کیا تھا اس کے بہت سے فائدے ہیں۔

## نماز جنازہ

حضرت صاحب کے وصال کی خبر رات کو ہی اردگرد کے علاقوں میں پھیل گئی لوگوں کے قافلے علی الصبح آنا شروع ہو گئے علماء و مشائخ کی ایک بڑی تعداد جینڈر شریف پہنچ چکی تھی دن بھر بوند باندی ہوتی رہی کبھی کبھی بارش تیز ہو جاتی تھی بارش سردی اور آمدورفت کی سہولت نہ ہونے کے باوجود دروازے کے دیہات سے لوگ پیدل چل کر جوق در جوق نماز جنازہ پڑھنے کی سعادت کے لئے آئے دوپہر کے وقت بارش تیز ہو گئی تو یہ طے ہوا کہ نماز جنازہ بڑی جامع مسجد میں بحالت مجبوری پڑھ لی جائے اس پر گجرات سے آئے ہوئے ایک پیر صاحب حضرت شیخ الجامعہ محبت النبی اور حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی سے تکرار کرنے لگے کہ اگر مسجد میں نماز جنازہ پڑھی گئی تو میں شریک نہیں ہوں گا شدید بارش کی وجہ سے حضرت صاحبزادہ میاں محمد رمضان نے باہمی مشورہ سے یہی ارشاد فرمایا کہ مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جائے گی تو پیر صاحب گجرات واپس چلے

گئے پھر بعد میں بارش رک گئی اور وقفہ وقفہ سے ہلکی ہلکی بوند باندی ہونے پر نماز جنازہ مسجد سے متعلقہ کھلے گراؤنڈ میں ادا کی گئی تو ایک صاحب نے حضرت شیخ القرآن سے عرض کی کہ پیر صاحب تو چلے گئے آپ نے جواب دیا ایک مادرزاد ولی کامل کا جنازہ پڑھنا ان کی قسمت میں نہ تھا۔

نماز جنازہ ۳ فروری ۱۹۵۲ء اتوار بعد نماز ظہر حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اقتداء میں ہزاروں لوگوں اور علماء و صوفیاء نے ادا کی پھر حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خطاب فرمایا حضرت پیرمیاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے وصال سے آٹھ روز قبل جب میں ملاقات کے لئے جینڈر شریف حاضر ہوا تو آپ نے نماز جنازہ کی منظر کشی کی (اس وقت حضرت پیرمیاں حبیب اللہ کی عمر بیس سال تھی) آپ نے حضرت شیخ القرآن کے خطاب کے بارے میں بتایا کہ خطاب کے دوران بڑے رقت آمیز مناظر دیکھنے میں آئے کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جس سے آنسو نہ بہ رہے ہوں آج خطاب کا رنگ انوکھا تھا حضرت قبلہ عالم نے پندرہ سولہ سال تک حضرت شیخ القرآن کی تصوف میں تربیت کی تھی اکثر تصوف طریقت پر راز و نیاز کی گفتگو ہوتی رہتی تھیں اس معاملہ میں حضرت صاحب کے راز کو سب سے زیادہ سمجھنے والے حضرت شیخ القرآن تھے لہذا آج خطاب بڑا ہی عارفانہ اور عشق و مستی میں ڈوبا ہوا تھا آپ کی تقریر کا مرکزی شعریہ تھا۔

میں سراپا مخزن راز ہوں

میں رہا ہوں مدتوں راز میں

شیخ زماں عارف کامل کا جسد اقدس سامنے تھے آسمان سے پھوار نازل ہو رہی تھی علامہ ہزاروی بار بار شعر پڑھتے اور حضرت صاحب کے جسم اقدس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے تو لوگوں کی آہوں اور سسکیوں کی آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ حضرت شیخ القرآن نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ حضرت صاحب سراپا حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے حال پر تھے آپ کو ابراہیمی نسبت حاصل تھی زندگی کے تمام معاملات اٹھنا بیٹھنا لباس عبادت خیال اور حال ہر چیز میں سراپا ابراہیمی حال تھا:



میں سراپا مخزن راز ہوں  
میں رہا ہوں مدتوں راز میں  
آپ پر ہر وقت تصرفات ابراہیمی کا نزول ہوتا زندگی بھر چلنے میں بھی سنت  
ابراہیمی پر عمل پیرا رہے پوری زندگی فرماتے رہے میرے لئے اللہ کافی ہے وصال پر بھی  
ابراہیمی کلمات نسبت ابراہیمی کی بنیاد پر ارشاد فرمائے ”حسی اللہ“ میرا پختہ تعلق عمر بھر جس  
ذات سے رہا اب بھی وہی میرے لئے کافی ہے۔

میں سراپا مخزن راز ہوں  
میں رہا ہوں مدتوں راز میں  
حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات  
اقدس میں فنا ہو چکے تھے اور بارگاہ نبوت میں جو رسائی آپ کو حاصل تھی اس کو بیان نہیں  
کیا جاسکتا ایسا فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول ولی کامل مدتوں بعد ظہور میں آتا ہے اس کی  
زندگی سراپا مخزن راز ہوتی ہے۔

یہ اشعار حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس  
پر سر کی جانب لکھے ہوئے ہیں کیا خوب حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ  
علیہ پر صادق آتے ہیں۔

شیخ اکبر نور از ہر شمع بزم عارفیں  
منبع علم لدنی مخزن اسرار دیں  
گوہر بحر کرامت شمس چرخ معرفت  
رہبر اہل حقیقت رہنمائے کالیں

## مزار مبارک

حضرت صاحب کو نماز عصر کے وقت جینڈ ٹریف کے شمال میں قبرستان کے  
ساتھ آپ کی مملوکہ زمین میں سپرد خاک کر دیا گیا راجہ عزیز اللہ وزیر آباد نے حضرت  
کے عالیشان مزار اقدس کا گنبد اور اندرونی حصہ تعمیر کروایا برآمدہ کی تعمیر چوہدری

عبدالہادی صاحب کے حصہ میں آئی جبکہ فرس حضرت شیخ القرآن رحمہ اللہ علیہ نے بنوایا اپنی ایک قلمی تحریر میں حضرت شیخ القرآن نے لکھا ہے کہ میری خواہش ہے کہ مزار کے گنبد پر سنگ مرمر اور سنہری کلس اپنی گرہ سے لگوایا جائے لیکن یہ کام حضرت صاحبزادہ پیر حبیب اللہ اور حضرت صاحبزادہ محمد یوسف صاحب نے کروایا یوں آپ کا عالیشان مزار اقدس مکمل ہوا۔

## قطعات تاریخ وصال و مناقب

سال وصال ۱۹۵۲ بحساب ابجد قرآنی آیت کریمہ

”واعف عنا و اغفر لنا و ارحمنا“ (القرآن الکریم ۲: ۲۸۶)

۱۹۵۲

”اور ہمیں معاف فرما اور بخش دے اور ہم پر مہر کر“ (کنز الایمان)

.....(۱).....

السلام	اے	سر	شان	ایزدی
السلام	اے	راز	دار	احمدی
السلام	اے	اصفیا	کے	پیشوا
السلام	اے	اولیاء	کے	مقتداء
السلام	اے	آفتاب	چشتیہ	
السلام	اے	ماہتاب	اویبہ	
السلام	اے	زینت	باغ	حلم
السلام	اے	رونق	اصحاب	علم
السلام	اے	پیکر	شرم و	حیا
السلام	اے	شیوہ	صبر و	وفا

(۲).....

محترم جناب سید عارف محمود مہجور رضوی گجرات

گوہر تخلیق

۱۳۷۱ھ

بکھرا بکھرا سا نظر آئے جہاں کا منظر  
 اجڑی اجڑی سی لگے چاند ستاروں کی زمیں  
 چل دیئے عارف حق بندہ تسلیم و رضا  
 جن سے اے دوست ہوئی بزم اوہی حسین  
 تھے زمانے میں ولایت کے امام برحق  
 نامی عصرِ شہ بزمِ زماں نازش دیں  
 ان کے فیضان سے زمانے میں بہر سو چمکے  
 مثل مہتاب جہاں تاب کئی خاک نشیں  
 ہو گئی حد سے سوا کشف کو ان سے شہرت  
 ہوئے گم کردہ مزارات سب جس کے میں  
 آج بھی دل میں کئے گھر ہے تمنا ان کی  
 آج بھی آنکھ میں رہتے ہیں وہی بن کے مکیں  
 مہم غیب پکارے ہے سن رحلت مہجور  
 کہئے ”فردوسِ مکاں خواجہ گوہر دیں“

۱۳۷۱ھ

.....(۳).....

محترم جناب عبدالقیوم طارق سلطانپوری حسن ابدال

صاحب کشف کرامت پیکر صدق و یقین  
 عارف شرع نبی کشاف نکتہ ہائے دیں  
 مستی و آگاہی جذب و ہوش کی تصویر خوب  
 دانش و علم لدنی کی وہ تماشال حسین  
 بے خود و ہشیار سکر و صحو کا نقش جمیل  
 فقیر کا ماہ منور عشق کا مہر میں  
 اُس نے کیں دریافت پاکیزہ قبور انبیاء  
 اہل دنیا کی نظر سے جو نہاں صدیوں سے تھیں  
 عاشق احمد شرف پایا لقائے مصطفیٰ  
 مظہر فیض نبوت حق نگر وہ بالیقین  
 مسجدیں تعمیر کیں قائم مدارس بھی کئے  
 اُس نے استقلال و خوبی سے کیا ہے کار دیں  
 باطنی بیعت تھی داتا سے اُس عالی جاہ کی  
 مخزن دنیا کا مالک جو قسم کنزدیں  
 زائر دربار ہائے مکہ و طیبہ بھی تھا  
 ذاکر حق وصف گوئے رحمتہ للعالمین

منتخب عبد خدا کا تھا وہ خدائے پاک نے  
 اُس کو بخشا تھا علوئے اولیا سابقین  
 علم و آگاہی کی دنیا کے جلیل القدر لوگ  
 اُس کے خوانِ دانش و عرفان کے تھے ریزہ چیں  
 اُس خدا آگاہ و خود آگاہ کی تاریخ وصل  
 یوں کہی طارق ”جلال و افتخار متقیں“

۱۹۵۲ء

وصل مرد حق کی تاریخ دگر بھی کی رقم  
 سال ہجری میں ”کمال و اعتبار متقیں“

۱۳۷۱ھ

کی رقم تاریخ وصل مرد حق کی اور بھی  
 میں نے طارق ”باب اوج و احتشام متقیں“

۱۳۷۱ھ

اور بھی تاریخ رحلت کی بہ سال عیسوی  
 یوں ہے ”حسن آفتاب احتشام متقیں“

۱۹۵۲ء

سال ولادت ۱۲۸۵ھ

۱۸۶۸ء

بہ الفاظ بحساب ابجد

بہ الفاظ بحساب ابجد

”چراغِ عبده“

”فروعِ مطلعِ ادب و ہدایت“

”بازیب چمنِ فیضانِ مصطفیٰ“

”خورشیدِ فلکِ خوبی“

”روشنیِ طریقت“

”شمسِ عظمتِ حبیبِ الہ“

”صداقت و حقیقتِ حبیبِ لیب“

”تمکنتِ فیضِ نبوی“

”چراغِ نبیِ حجاز“

”اوجِ خورشیدِ اہلِ بصیرت“

”گوہرِ کانِ فیضِ النبی“

”حسنِ چراغِ علم و کشف“

”اعجاز و احتشامِ ولایت“

”مجسمہِ خوبیِ دانش و فراست“

سال وصال ۱۳۷۱ھ

۱۹۵۲ء

”خورشیدِ آسمانِ ادبِ محمد“

”درخشاںِ قمرِ ولایت“

”جاہ و جلالِ شہرِ عرفان“

”گوہرِ فضیلتِ عرفان“

عمر شریف ۸۶ سال بحساب سن ہجری

”بندگی“

”یادِ محبوبِ احد“

عمر شریف ۸۴ سال بحساب سن عیسوی

”زیبِ جاوداں“

”طیبِ حبِ احمد“

.....(۴).....

حضرت صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی گجرات

(i) مخدوم جہاں خواجہ محمد گوہر الدین احمد اویسی

۱۹۵۲ء

جہاں سے اٹھا جب وہ عظمت نشاں  
 ہوا اس پہ وا باب خلد جناں  
 کہو سال رحلت یوں فیض الامین  
 ”زہے گوہر الدین غوث زماں“

۱۹۵۲ء

(ii) ”دریگانہ خواجہ گوہر الدین احمد اویسی“

۱۳۷۱ھ

زہے گوہر الدین صدر ولایت  
 یگانہ در از کان زہد و ریاضت  
 دلش بود روشن ز حب رسول  
 زباں ترجمان رموز حقیقت  
 ز شنبہ بدال پانچ اولی جمادی  
 بحق گشت واصل بصد شان و شوکت  
 چوں روش رواں شد سوئے خلد اعلیٰ  
 بیا مرحبا گفت رضوان جنت

سنش ہاتھ گت فیض الایمن را  
 ”بشد گوہر الدین چمن مروت“

۱۳۷۱ھ

(iii) جس کے دل میں ہے عقیدت خواجہ گوہر دینؒ کی  
 اُس پہ ہے نظر عنایت خواجہ گوہر دینؒ کی  
 آپ کو حاصل ہے قرب کبریا و مصطفیٰ  
 ہو بیاں پھر کیسے عظمت خواجہ گوہر دینؒ کی  
 مہبط انوار حق ہے آج بھی جینڈر شریف  
 فیض کا مرکز سے تربت خواجہ گوہر دینؒ کی  
 پاتے ہیں اہل جہاں آکر یہاں من کی مراد  
 ہے ولایت تا قیامت خواجہ گوہر دینؒ کی  
 آپ کا ہو چاہنے والا کوئی یا غیر ہو  
 ہے برابر سب پہ شفقت خواجہ گوہر دینؒ کی  
 تذکرے ہیں ہر زبان پر آج حسن و عشق کے  
 میرے لب پر ہے حکایت خواجہ گوہر دینؒ کی  
 خوف قبر و حشر کا اس کو ہو کیا فیض الایمن  
 ہے میسر جس کو نسبت خواجہ گوہر دینؒ کی



(۵).....

محترم جناب محمد طاہر وزیر آبادی

(i) تہی دامن رہا نہ کوئی بھی فیضانِ گوہر سے  
پائی ہے اونچی شان میں نے شانِ گوہر سے  
عبد الغفور ہزاروی ممبر پہ کہہ گئے  
اسرارِ توحید کھلتے ہیں فرمانِ گوہر سے  
ہیں بادشاہِ چشت اور اولیس پارسا  
ملتا ہے درماں درد کا ارمانِ گوہر سے  
جینڈر شریف ارضِ صاحبِ جمال ہے  
اٹھتی ہیں کرنیں نور کی ذیشانِ گوہر سے  
دربارِ گوہر الدین سے نسبت جو پا گئے  
منزل انہی کی ہوگئی بستانِ گوہر سے  
طاہر کمالِ گوہر پہ اکمل ایمان ہے  
میں نے خدا کو پالیا پہچانِ گوہر سے

(ii) میں صدقے میں واری جاواں  
جند خواجہ توں ہاری جاواں  
فیض کمالی چشت سمندوں  
صدف اولیسی تاری جاواں

علم الہی درس فقیری  
 عشقوں جوت سنواری جاواں  
 لے کر جینڈر پاک دی مٹی  
 صدقوں سانجھ اساری جاواں  
 سوہنے پیر ہزاروی وانگوں  
 ننگے پیر پیاری جاواں  
 طاہر تائیں گوہر کر دے  
 سچریاں چمکاں ماری جاواں  
 .....(۶).....

### محترم جناب طاہر اویسی سیالکوٹ

حمد کرتے تھے خدا کی ثنا خاتم المرسلین کی  
 دھو میں اسی لیے تو ہیں جہاں میں خواجہ گوہر الدین کی  
 دل و جان سے قربان ہو گیا نسبت ملی جسے  
 کیسی نسبت ہے میرے مرشد خواجہ گوہر الدین کی  
 دیدار مصطفیٰ ہوتا ہے ہر لمحہ نصیب اسے  
 جس پہ ہو گئی نظر کرم خواجہ گوہر الدین کی  
 ان پہ ہے فضل خدا سایہ مصطفیٰ ﷺ  
 کیا بات مصطفیٰ ﷺ کی اور عاشق مصطفیٰ ﷺ خواجہ گوہر الدین کی  
 محشر میں بخشوائیں گے میرے مرشد کامل مجھے  
 رب کرتا ہے قبول ہر دعا خواجہ گوہر الدین کی

دل میں تھی حبِ مصطفیٰ ﷺ چہرے پر تجلیِ مصطفیٰ ﷺ  
 کتنی حسین زندگی ہے خواجہ گوہر الدین کی  
 تقسیم کرتے ہیں فیضِ مصطفیٰ رہتا ہے گردِ جرمٹِ فقیروں کا  
 کتنی تبسمِ عادت ہے میرے مرشدِ خواجہ گوہر الدین کی  
 عطا کی رب نے مجھ کو محبتِ مصطفیٰ ﷺ میرے مرشد کے وسیلے سے  
 تمنا ہے تم کو تو جھولی پھیلاؤ چوکھٹ پر خواجہ گوہر الدین کی  
 کر دیجئے روشن میرا من عطا کر کے تجلیِ مصطفیٰ ﷺ  
 نظر آنے لگے طاہر اویسی کو حسین صورتِ خواجہ گوہر الدین کی  
 ہر بگڑی ہوئی بات بنتی رہے گی طاہر اویسی تیری  
 کیونکہ ہے تجھ پر نظرِ کرمِ کامل انسانِ خواجہ گوہر الدین کی  
 .....(۷).....

### محترم جناب محمد یعقوب رضوی گجراتی انگلینڈ

ہاں	قلمیں	عرض	گزار	چہلروی	ہو	گنیاں
لکھ	سوہنیاں	دے	اذکار	چہلروی	ہو	گنیاں
لکھ	درود	سلام	ہزاراں	آل	اصحاب	تے منتا داراں
کل	نبیاں	دے	سردار	چہلروی	ہو	گنیاں
کملی	والے	دی	کرم نوازی	نعمت	وامنون	طانوخ حجازی
سدا	رکھدے	گوہر	دی سار	چہلروی	ہو	گنیاں
کرن	تھیں	جینڈر	کرناں	آئیاں	عشق	نے اتھے لڈیاں پائیاں
اویسی	عشق	دا	عین	اوتار	چہلروی	ہو
کرن	دے	شاہ	دا	کرم	ہے	اتھے
کھڑی	صابر	دی	گلزار	چہلروی	ہو	گنیاں
داتا	دا	دل	جانی	گوہر	دا	دربانی گوہر

ایہدی پہنچ ناں اُنت شمار  
 چڑھیا رنگ مخدوم ”پیا دا  
 گنج شکر“ دی کرم پھوہار  
 گوہر ”پیا وچ عشق دا گوہر  
 لکھاں غرق ہوئے وشکار  
 کھلایا اتھے عشق سکول اے  
 ایہدے فارغ نچدے دار  
 ہر کوئی تابعہ وانگ ایاز“ اے  
 محمود ”دا گزر گزار  
 درشن دید تیری دی پہکھڑی  
 دسیں زلف مینوں خمدار  
 ہر کوئی چنگیاں نال نبیندا  
 میں بے گن اوگن ہار  
 گوہر پیا دا ہر گل سوہناں  
 کرے رضوی ہر نال پیار  
 چہلوی ہو گنیاں  
 گوہر ”سنگ مخدوم“ پیا دا  
 چہلوی ہو گنیاں  
 وحدت بحر ناں تر دا ہر مر  
 چہلوی ہو گنیاں  
 ہر کس دا ناں دخل دخول اے  
 چہلوی ہو گنیاں  
 عشق چرخ دا ہے شہباز اے  
 چہلوی ہو گنیاں  
 از لوں در تیرے تے چہکھڑی  
 چہلوی ہو گنیاں  
 مندیاں دی توں پہال کریندا  
 چہلوی ہو گنیاں  
 ادبوں عشقوں ہے من مومناں  
 چہلوی ہو گنیاں



## فصل چہارم

## عظمت و کرامت کے متفرق گوہر

جہاں تک حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین چشتی اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظمت روحانی و عرفانی کے بیان کا تعلق ہے آپ شریعت و طریقت کے مجمع البحرین، صدق و صفا کے نورانی مجسمہ ایک طرف تبلیغی سرگرمیوں میں مصروف تو دوسری طرف باطل و جاہل فقیروں کے خلاف مستعد خدمت خلق آپ کا شیوہ اور اصلاح نفوس و طبرہ تھا۔ تقویٰ آپ کی عادت اور عبادت شعار تھا۔ اسرار لامتناہی کے گوہر اور شہود الہی کے مخزن، حقیقت نبوت کے محرم راز اور رموز احدیت کے کاشف۔ امی ہونے کے باوجود علوم ظاہر و باطن سے نہ صرف واقف بلکہ ان علوم کے ماہر شیوخ کے لئے یکتا روزگار تھے۔ جملہ علوم تفسیر، حدیث، فقہ، فلسفہ، کلام منطق اور صرف و نحو وغیرہ کے مشکل مسائل کی تشریح فرماتے تو علماء آپ کی زبان سے حقائق و معارف اور معانی و اسرار سن کر محو حیرت ہو جاتے۔ دم گفتگو نرم مگر دم جستجو گرم، تصوف کے مسائل کو آسان مثالوں سے جب بیان کرتے تو مخاطب کے لئے اقرار ایمان کے سوا چارہ نہ رہتا۔ محفل میں دوران گفتگو لوگوں کے دلوں پر رقت اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ ہر شخص آپ کی مجلس سے استعداد کے مطابق ظاہری و باطنی فیوض و برکات حاصل کرتا۔ اکثر آپ کی گفتگو کا موضوع توحید و معرفت الہی ہوتا اور جب موضوع محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوتا تو محفل پر انوار و برکات کا نزول کچھ اس طرح سے ہوتا کہ خود کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتے اور وہاں سے تصدیق کر کے گفتگو فرماتے۔ غریب مسکین اور محتاج لوگوں کا آپ کے گرد حلقہ اس بات کا بین ثبوت ہے کہ آپ کی ذات ان کے لئے وجہ تسکین و اطمینان تھی جو شفقت اور محبت اس آستانہ سے

ملتی اس کی نظیر بیان کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے کسی کی کمزوری اور برائی کو محفل میں بیان نہ کرتے۔ اگر اس کی تربیت مقصود ہوتی تو یوں بیان کرتے کہ وہ سمجھ جاتا کہ میری اصلاح کی جا رہی ہے۔ یہی وہ عظمت و کرامت ہے کہ وصال فرمائے نصف صدی سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود آج بھی لوگ دیوانہ وار تذکرہ کرتے ہوئے پر نم ہو جاتے ہیں حالانکہ اکثر نے آپ کو ظاہری آنکھوں سے دیکھا بھی نہیں۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

(جس شخص کا دل عشق کی وجہ سے زندہ ہو گیا وہ کبھی نہیں مرتا اسی لئے دنیا کی

تختی پر ہمارا ہمیشہ کے لئے رہنا لکھا گیا ہے۔)

## (1) کرامت

معجزہ انبیاء کرام کے لئے مخصوص ہے اور کرامت اولیاء کرام کے لئے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ معجزہ اور کرامت کسی جھوٹے کے ہاتھ سے ممکن نہیں۔ ولی کی کرامت معجزہ انبیاء کا عین ہے۔ انبیاء کرام کے لئے معجزہ کا اظہار ضروری جب کہ ولی بتکلف ظاہر نہیں فرماتا اور نہ انہیں ایسا کرنا زیبا ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کشف المحجوب میں باقاعدہ کرامات اولیاء کے عنوان سے قرآن کریم احادیث مبارکہ آثار صحابہ اور بزرگان دین کے واقعات سے کرامات بیان کی ہیں قرآن کریم سے آصف بن برخیا۔ قصہ اصحاب کہف۔ احادیث مبارکہ سے تین لوگوں کا غار میں بند ہو کر وسیلہ سے دعا مانگنا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک آدمی کو ہوا میں دیکھنا، بنی اسرائیل کے راہب جرتح کا واقعہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیز زائدہ کا واقعہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شیر سے کلام کرنا اور اس کا راستہ خالی کر دینا، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا درخت کے نیچے آرام کرنا اور دوشیروں کا آپ کی حفاظت کرنا، حضرت خالد بن ولید کا بسم اللہ پڑھ کر زہر کا پی جانا، حضرت حسن بصریؒ حضرت ابراہیم بن ادھمؒ حضرت ابو درداءؒ حضرت ابو سعید خزارؒ حضرت سہل بن عبداللہؒ

حضرت ابو القاسم مروزیؒ، حضرت ذوالنون مصریؒ، حضرت ابراہیم وتیؒ، حضرت ابو الفضل ختلیؒ اور حضرت شیخ ابوسعیدؒ کی کرامات کو کشف المحجوب میں بیان کیا ہے۔ کوئی بھی عاقل بالغ النظر شخص قرآن و حدیث میں موجود کرامات کا انکار نہیں کر سکتا۔ بزرگان دین سے بھی جو خوارق عادات کا مشاہدہ ہوتا ہے مغرب کے سکالرز بھی اس کا اقرار کر چکے ہیں کہ ان کرامات میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں پایا جاتا، چنانچہ مشہور جیالوجسٹ پارکس (PARKES) پروفیسر آف کیمسٹری کروکس (CROOKES) عظیم مغربی مفکر ہوڈسن (HODGSON) مشہور اسٹرانوئی زولنر (ZOLNER) الیگزینڈر گزاکوف (ALEXANDER KAZOKYF) اور لیمبروز (LAMBROSS) نے اپنی تحقیقات میں اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ یہ مشاہدات کسی چالاکی پر مبنی نہیں ہوتے بلکہ ان کو علمی مسائل میں شمار کیا جاتا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوب (نمبر ۲۹۳ دفتر اول) میں کرامات کی دو اقسام کے بارے میں لکھا ہے ”خوارق کی دو قسمیں ہیں قسم اول علوم و معارف الہیہ جو ذات و صفات و افعال واجب تعالیٰ سے متعلق اور نظر عقل کے طریقہ سے الگ اور عرف و عادت جاریہ کے خلاف ہیں۔ اسی قسم سے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ممتاز فرمایا ہے قسم دوم کشف صدر مخلوقات اور اشیاء غائبہ کی خبر دینا جو عالم کون سے متعلق ہیں۔“

اولیاء کرام سے بعض اوقات انتہائی شدت جذبہ خود فراموشی کے لمحات میں کرامت غیر ارادی طور پر ظاہر ہوتی ہے کرامت کا قصداً اظہار کرنا نقص اور کم ظرفی کا ثبوت ہے۔ حالت مستی کا وجدان میں بے اختیار اس کا اظہار کمال استغراق کی دلیل ہے۔ بزرگان دین کا دل نور حق کی تجلی کا راز ان کی نشست و برخاست کی ایک ایک ادا میں رشد و ہدایت کا اشارہ مخفی ہوتا ہے یہی لمحہ چشم بینا رکھنے والے کے لئے کرامت بن جاتا ہے حضرت بایزید بسطامیؒ کی شہرت سن کر ایک شخص مرید ہونے کے لئے حاضر ہوا اس کا مقصد کرامت دیکھنا پھر بیعت ہونا تھا کچھ وقت گزرنے کے بعد واپس جانے لگا تو آپ نے اس کی غرض و غایت پوچھی اس نے عرض کیا اس عرصہ کے دوران آپ کی کوئی کرامت نہیں دیکھی لہذا واپس جا رہا ہوں آپ نے اس سے فرمایا کیا تو نے اس

مدت کے دوران مجھ سے کوئی کام خلاف شرع ہوتے ہوئے دیکھا ہے اس نے عرض کی نہیں فرمایا پابندی شریعت سے بڑھ کر کوئی کرامت ہو سکتی ہے۔ الاستقامة فوق الکرامة شریعت کی پیروی اس حد تک کہ اس کے باریک ترین تقاضوں کو بھی ملحوظ خاطر رکھنا ہی سب سے بڑی کرامت ہے۔

حضرت شیخ القرآن محمد عبدالغفور ہزارویؒ کے پاس ایک شخص حاضر ہوا کافی دیر خاموش بیٹھا رہا پھر واپس جانے لگا تو آپ نے آنے والے سے پوچھا تم نے کوئی بات نہیں کی۔ اس نے عرض کیا مرید ہونا چاہتا تھا لیکن کرامت نہیں دیکھی واپس جا رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم چھینک مارتے ہو اس نے عرض کی ہاں مارتا ہوں فرمایا اس وقت چھینک مارو عرض کی اس وقت قدرت نہیں رکھتا فرمایا اہل اللہ مجبور من جانب اللہ ہوتے ہیں ہر وقت کرامت کا ظہور ان سے نہیں ہوتا چنانچہ وہ شخص مرید ہو گیا۔

حضرت قبلہ عالم کی کرامات کے بارے میں سب سے پہلی بات جو نمایاں طور پر نظر آتی ہے وہ یہ کہ آپ کتمان حال کا بہت زیادہ خیال رکھتے تھے۔ پھر بھی دیکھنے والوں کو لمحہ بہ لمحہ اس کا مشاہدہ ہوتا تھا۔ گوہر منیر میں لکھا ہے کہ ”آپ ہر قسم کے دعویٰ سے مجتنب رہتے تھے۔ جب کوئی شخص آپ کی ولایت یا کرامت کا ذکر کرتا تھا تو آپ حتی الوسع اس بات کی تردید کر دیا کرتے تھے تاکہ آپ کی بڑائی کا پہلو نہ نکلے اور ہر بات پر اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے۔ مثلاً کوئی شخص کہتا جناب میں فلاں غلطی کرنے والا تھا مگر آپ نے مجھے خواب میں متنبہ کر دیا اور میں اس غلطی سے بچ گیا تو آپ فرمایا کرتے تھے مجھے تو اس معاملہ کا کوئی علم نہیں ہے۔ اللہ کا احسان ہے جس نے خواب میں میری شکل کا موکل دکھا کر گناہ سے بچالیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی جب کسی پر نظر رحمت ہوتی ہے تو ایسے ہی انتظام کر کے اس کو گناہ کے کاموں سے بچا لیتا ہے اور جب کوئی شخص کہتا کہ آپ دل سے دعا کریں تو کیوں فلاں کام اٹکارے تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بڑی عظیم الشان ہے اس کی درگاہ میں فرشتوں کو دم مارنے کی مجال نہیں نبی ولی سب اس کے حضور دم بخود رہتے ہیں اگر مصلحت میں کسی کا کوئی کام کرنا ہو تو وہ خود ہی نبی ولی سے دعا کرا لیتا ہے ورنہ سب



چپ رہتے ہیں۔

آپ کے نزدیک کرامت کے اظہار سے بندہ ولی کامل نہیں بن جاتا اور جو لوگ کرامت کے اظہار کو ولایت کا درجہ دیتے آپ سے تسلیم نہ کرتے جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ آپ میاں غلام محمد ساکن حیات گڑھ کے پاس گئے تھے جنہوں نے آپ کے سامنے کچھ چیزوں کا اظہار کر کے کہا بتاؤ اب تم مجھے ولی سمجھتے ہو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا نہیں انہوں نے کہا کیوں نہیں تو آپ نے جواب دیا جس مشکل کے حل کے لئے حاضر ہوا ہوں اگر وہ حل کر دیں تو ولی سمجھ لوں گا انہوں نے کہا بیان کریں تو آپ نے فرمایا کہ فنا فی الرسول سے کیا مراد ہے مرحلہ وار میری رہنمائی کریں تو انہوں نے جواب دیا یہ میں نہیں بیان کر سکتا چنانچہ آپ واپس چلے آئے باوجود کرامات دیکھنے کے آپ میاں غلام محمد کو ولی نہیں مانتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ وہ نماز روزہ کی پابندی نہیں کرتے اور ان کا یہ کہنا کہ ولی ہر وقت نماز میں ہوتا ہے سونا بھی عبادت یہ درست نہیں۔ بجز سکر کے نماز کسی صورت معاف نہیں۔

آپ کرامات کے اظہار کو ناپسند کرتے فرمایا کہ کرامت کی کوئی وقعت نہیں ان میں مشغول ہو جانے سے مراتب الہی میں کمی آ جاتی ہے اور ترقی کی منزلیں رک جاتی ہیں مقصود ولایت کرامت نہیں قرب الہی ہے تاہم کبھی کبھی ایسی بات صادر ہو جاتی ہے جس کے نتیجے میں وقوع پذیر بات کو کرامت تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ آپ کی عظمت و کرامت کے چند واقعات آئندہ اوراق میں بیان کئے جا رہے ہیں۔

## 2۔ کشف قلوب و قبور

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نزدیک کشف قلوب و قبور فقیری ولایت نہیں ہے آپ فرمایا کرتے تھے کہ کشف قلوب و قبور کو ذریعہ معاش بنانے والے سخت گنہگار ہیں آپ کی محفل میں بیٹھنے والے کئی احباب کو کشف قلوب و قبور پر دسترس حاصل تھی آپ انہیں فرمایا کرتے تھے کہ یہ منزل مقصود نہیں ہے میرے پاس آنے والے اکثر لوگ حقیقی فیض کے طالب نہیں اللہ تعالیٰ کے طالب بہت کم نظر آتے ہیں۔

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ حضرت صاحب نے ایک روز ارشاد فرمایا کہ شیخ کی صحبت اور توجہ سے مرید کو عرفان الہی حاصل ہو جاتا ہے جس طرح اسلاف اولیاء کرام کو حاصل ہوتا رہا لیکن درجہ کمال بجز صادق ازل سعید اور مرشد کامل کے حاصل نہیں ہو سکتا دوسرا فیض دنیاوی و جاہت مریدوں کی کثرت مال کی فراوانی یہ درجہ بھی پیر کامل دلواسکتا ہے اور منسوخ بھی کرا سکتا ہے۔ حضرت صاحب نے مجھے ان ہر دو کا تجربہ بھی کرایا لیکن پہلی قسم کا فیض مقصود ارفع و اعلیٰ ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا ہم اکثر سنتے ہیں کہ پیر کی نظر کرم سے مرید کی کایا پلٹ گئی شیخ نے سینہ سے لگا کر فلاں کو منزل پر پہنچا دیا وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں شیخ کبھی کبھی ایسی نظر کرم کرتا ہے بشرطیکہ طلب صادق سعید ہو سابقہ اولیا کرام کے حالات پر نظر ڈالیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ولایت کے مقام تک پہنچنے کے لئے بڑے بڑے مجاہدے اور ریاضتیں کرنی پڑتی ہیں۔ کبھی کسی کو ولایت کی دولت بغیر محنت و مشقت کے مل جاتی ہے ہاں جو دعویٰ کرے کہ میں ایک نظر میں کسی کو رنگ دوں گا ایسی باتیں مخلوق خدا کو گمراہ کرنے اور دھوکا دینے کے مترادف ہیں اس سے مقصود ان کا دنیاوی دولت حاصل کرنا ہوتا ہے لہذا ایسے لوگوں پر اعتماد نہ کیا جائے البتہ یہ بات درست ہے کہ

یک زمانہ صحبت با اولیاء

بہتر از صد سالہ اطاعت بے ریا

آپ کا ارشاد ہے کہ کشف قلوب و قبور مقصود ولایت نہیں۔ ولایت کا مقصود عرفان الہی ہے گو بعض اوقات اللہ تعالیٰ ولیوں کو یہ قوت عطا کرتا ہے مگر ہر شخص جس کو کشف ہو ولایت کے درجے پر فائز نہیں سمجھا جاسکتا کیونکہ ولی کا مقصود و معبود خدا ہے اور وہ عشق الہی کے جذبے میں کرامات و کشف سے بے نیاز ہوتا ہے۔ عوام اپنی بے خبری کی وجہ سے کشف والوں کو ولی سمجھ لیتے ہیں۔ جس کو کشف قلوب و قبور پر دسترس ہو اور وہ اس کو منفعت کا ذریعہ بنائے تو وہ بجائے قرب الہی کے حصول کے اللہ تعالیٰ سے دور ہو کر بعد میں گمراہ جاتا ہے۔

آپ کے حلقہ ارادت میں آنے والے جب آپ سے کشف قبور کی خواہش کرتے تو فرماتے مدفون لوگوں کا حال جاننے سے بہتر ہے کہ بندہ اپنا حال جانے کسی کی خرابیوں کو جاننے سے بہتر ہے کہ اپنے عیبوں پر نظر ڈالے۔ دوسروں کی فکر کرنے سے بہتر ہے کہ اپنی نسبت فکر کیا جائے کہ میرے اعمال کیسے ہوں گے۔ قبر کے اندر میرا کیا حال ہوگا کشف قبور جاننے کی بجائے اعمال صالحہ پر زور دیا جائے تاکہ قبر دوزخ کا گڑھ نہ بن جائے۔ اور جنت کے باغوں میں سے باغ ہو۔

مسمی اللہ دتہ موضع جماپور کا خیال تھا کہ ولی کامل وہ ہے جس کی نظر ہر ایک کے دل پر ہو وہ سب کے دلوں کے حال کو جانتا ہو آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے اس کے خیال کی تردید کی فرمایا ولی وہ ہے جس کی نظر لوگوں کے دلوں پر نہیں اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تفصیلی واقعہ آئندہ اوراق میں آئے گا۔

ارشاد فرمایا بقا باللہ کی منازل میں کرامت و کشف بہت بڑا حجاب ہے کشف و کرامت کو چھوڑ کر فنا فی اللہ و فنا فی الرسول ہو کر تعلیمات اسلام کی دنیا کو آباد کرنا چاہئے تاکہ خود کو اور مخلوق خدا کو بھی اس کا فائدہ ہو فرمایا حجاب کشف تین طرح کا ہے (۱) حجاب ظلمانی جو گناہوں کی تاریکی سے بندہ اور خدا کے درمیان حائل ہو (۲) حجاب نورانی یہ کشف و کرامت کا حجاب ہے جس سے منازل کی ترقی بند ہو جاتی ہے (۳) حجاب کیفی جب سالک کا دل مقام قرب میں جا کر لذت کو محسوس کرتا ہے اگر نیت میں ذرا سافرق آگیا تو حالات بدل جاتے ہیں وہ اسے لذت کی خاطر استعمال کرتا ہے۔ یہ کشف ایک حجاب ہے اہل اللہ کے ہاں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں بعض لوگ اس کو اپنی منزل تصور کر لیتے ہیں۔ چونکہ کشف و کرامت کے درپہ کچھ لوگ دنیاوی جاہ و جلال کے حصول میں لگ جاتے ہیں لہذا آپ اپنے احباب کی تربیت اس انداز سے فرماتے کہ دنیاوی چیزیں فانی ہیں اس فانی دنیا سے رخ موڑ کر فنا فی اللہ ہو جاؤ اور جو اس سفر میں منزل پر جا پہنچا اسی کو بقا حاصل ہے باقی ہر طرف فنا ہی فنا ہے۔

بر لب بحر فنا منتظرم اے ساقی  
 فرصتے داں کہ زلب تابداں ایں ہمہ نیست  
 (اے ساقی! بحر فنا کے کنارے پر منتظر ہوں کہ کب عمر کا پیمانہ لبریز ہوتا  
 ہے اسی وقت کو فرصت جان کہ یہ سب سلسلے حقیر اور فنا پذیر ہیں)۔

### 3۔ اصلاح عقائد و اعمال

مذہب میں سب سے ضروری اور بنیادی چیز عقیدہ ہے اگر عقیدہ درست ہوگا تو اعمال قبول ہوں گے عقیدہ مثل بیج کے اور عمل کی مثال پھل پھول کی ہے۔ بیج درست ہوگا تو پودا یا درخت تو انا اور پھول پھل عمدہ لگیں گے حضرت صاحب کے پاس مختلف طرح کے لوگ آتے رہے۔ بعض کے عقائد درست نہ تھے اور کئی عمل میں کوتاہی کرتے۔ آپ بڑے احسن انداز میں ان کے عقائد و اعمال کی اصلاح فرماتے چند مثالیں حسب ذیل ہیں۔

(i) سفر حج کے دوران بحری جہاز میں واقع مسجد میں حضرت شیخ القرآنؒ ظہر کے بعد وعظ کیا کرتے تھے اور بعض اوقات اہلحدیث عالم دین مولوی ابوبکر غزنوی کے والد مولانا اسماعیل غزنوی بھی وعظ کرتے ایک روز جب حضرت شیخ القرآنؒ ظہر کے بعد وعظ کر رہے تھے مولوی اسماعیل غزنوی ایک آدمی کے ہمراہ حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی ایک مسئلہ آپ سے دریافت کرنا ہے آپ نے فرمایا پوچھئے عرض کی۔ آپ کے خیال میں توحید کس وقت صحیح ہوتی ہے؟ آپ نے جواب دیا مولانا صاحب! توحید اس وقت صحیح ہوتی ہے جب مسلمان کا معبود اور مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہو جائے لیکن ایسا نہ ہو کہ عبادت اس ذات کی کرے اور مقصود کوئی اور شے ہو اس کی مزید تفصیل بیان کی تو مولانا سن کر حیران ہو گئے اور کہنے لگے ہم تو یہ سمجھ کر آئے تھے آپ سادہ سے درویش ہیں اور ہم اپنے عقیدہ کے مطابق آپ کو قائل کر لیں گے لیکن جس توحید کی سمجھ آج آئی ہے اس سے پہلے کبھی نہیں آئی۔

(ii) سیالکوٹ کے ایک ڈپٹی کمشنر جو ذہنی طور پر کمیونسٹ خیالات کا حامی تھا اللہ

تعالیٰ کی ذات کا منکر تھا ایک روز آپ کے پاس حاضر ہوا آپ چارپائی پر اور دیگر لوگ زمین پر بچھی چٹائیوں پر بیٹھے ہوئے تھے وہ آپ کی محفل میں داخل ہو کر سیدھا آپ کی چارپائی پر آپ کے ساتھ بیٹھ گیا اور کہا کہ مجھے یہ بتائیے کہ کیا خدا ہے؟ آپ نے فرمایا خدا ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ اللہ رب العزت کی ذات موجود ہے اس نے کہا اس پر دلیل دیں کیونکہ میں نہیں تسلیم کرتا کہ اللہ ہے۔ آپ نے فرمایا تمہارا انکار کرنا اور میرا اقرار کرنا کہ رب ہے یہی خدا کے ہونے کی دلیل ہے۔ حضرت صاحب کی زبان سے نکلا ہوا جملہ تیر کی طرح اس کے دل پر لگا چارپائی سے اٹھ کر زمین پر بیٹھ گیا اور عرض کرنے لگا میں تسلیم کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت ہے۔

اے لقاءے تو جواب ہر سوال

مشکل از تو حل شود بے قیل و قال

(iii) ایک سکھ جو خود کو بڑا گرو اور ہوشیار و چالاک سمجھتا تھا آپ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی ایک سوال کا جواب پوچھنا ہے کئی علماء سے پوچھ چکا ہوں مگر کوئی مجھے مطمئن نہیں کر سکا۔ آپ نے فرمایا سوال کرو۔ اس نے عرض کی کہ مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ازل سے ابد تک ہر ایک بات لوح محفوظ میں لکھی ہوئی ہے سوال یہ ہے کہ لوح محفوظ کتنی بڑی کتاب ہے اور کون سی قلم اور سیاہی استعمال کی گئی ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا یہ تو کوئی مشکل سوال نہیں ایک چھوٹی سی مثال سے تمہارا سوال حل ہو جائے گا۔ ذرا انسانی حافظہ پر غور کر جس کے اندر انسان کی زندگی کے تمام حالات و واقعات درج ہیں کئی علوم اور لاتعداد واقعات اس حافظہ میں محفوظ ہوتے ہیں مجھے بتاؤ یہ حافظہ کتنی بڑی کتاب ہے اور یہاں یہ واقعات کس قلم اور سیاہی سے لکھے جاتے ہیں۔ ایک عام شخص کے حافظہ کا کوئی احاطہ و ادراک نہیں کر سکتا۔ آپ کی یہ دلیل سن کر وہ لا جواب ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ سوال تو کئی ہیں لیکن پھر کسی وقت آؤں گا۔ آپ نے اس سے فرمایا شاید پھر موقع ملے یا نہ ملے آج ہی سوال کر لو باوجود اصرار کے وہ چلا گیا۔ آپ اس کے انتظار میں کئی روز وہاں ٹھہرے مگر دوبارہ حاضر نہ ہوا حتیٰ کہ اس کا خاتمہ ہو گیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا اگر دوبارہ آجاتا تو شاید اس کی قسمت بدل جاتی۔ اس واقعہ

کو سید علی اکبر شاہ نے گوہر منیر صفحہ ۲۲۸-۲۲۹ پر لکھا ہے جس سے واضح طور پر پتہ چلتا ہے کہ اس نے اسلام قبول نہ کیا لیکن لا جواب ہو کر گیا تھا۔ اسی واقعہ کو نہ جانے کہاں سے روایت کرتے ہوئے مولوی شاہد جمیل نے اسرار گوہر صفحہ ۱۲۳ پر لکھا ہے کہ ”آپ قبلہ کی یہ دلیل سن کر وہ شخص آپ کے قدموں میں گر پڑا اور آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہو کر اسلام قبول کر لیا۔“

اسی واقعہ کو شیخ محمد حسین نے گوہر نایاب کے صفحہ ۳۰ پر نقل کیا کہ ”سکھ دلیل سن کر قائل ہو گیا“ لیکن یہ نہیں لکھا کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا صرف جو سوال لے کر آیا تھا اس کے جواب میں دلیل سنی تو قائل ہو گیا کہ حضرت صاحب کا اس مسئلہ میں نکتہ نظر درست ہے۔

(iv) جما پور کے رہائشی مسمی اللہ دتہ کا ذاتی خیال تھا کہ ولی کامل وہ ہوتا ہے جو سائل سے پوچھے بغیر اس کے سوال کو جانتا ہو اسی خیال کو لے کر کئی مجذوبوں اور فقیروں کے پاس جاتا تھا ایک روز وہ سید علی اکبر شاہ کے ہمراہ جینڈڑ شریف آیا سید علی اکبر شاہ صاحب نے اس کا تعارف کرایا اور عرض کی حضرت یہ آپ سے کچھ دریافت کرنا چاہتا ہے آپ نے اللہ دتہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کیا پوچھنا چاہتے ہو اس نے عرض کی آپ ولی اللہ ہیں آپ کو تو معلوم ہو گا کہ میں کیا دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا جب تک تم خود نہیں بتاؤ گے مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ تمہارا کیا سوال ہے۔ اس نے عرض کی میرا خیال ہے کہ ولی کامل وہ شخص ہوتا ہے کہ جس کی نظر ہر ایک شخص کے دل پر ہوتی ہے اور وہ ہر ایک کے دل کی بات کو بھی جانتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا مجھے تیری اس بات سے اتفاق نہیں کیونکہ میرے خیال میں ولی کامل وہ ہوتا ہے جس کی نظر مخلوق سے اٹھ جائے اور صرف اللہ تعالیٰ پر ہوتی ہے اور مخلوق کا کفیل صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھے اور انہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اللہ تعالیٰ کے عمل میں دخل اندازی کی گستاخی نہ کرے اس کی رضا پر راضی رہے۔ اللہ دتہ نے سوال کیا اس پر آپ کے پاس کیا دلیل ہے؟ فرمایا اپنے وقت میں ولی اللہ کی حیثیت غیروں اللہ کے مقابلہ میں امام کی ہوتی ہے مجھے تم بتاؤ نماز باجماعت کے وقت کون سا امام بہتر ہے ایک جس کی نظر اللہ تعالیٰ پر ہے جس کا خیال

اللہ تعالیٰ کی طرف ہو یا وہ امام جس کی نظر متقدیوں کی طرف ہوا نہیں دیکھتا رہے اس پر اللہ دتہ لا جواب ہو کر خاموش ہو گیا آپ نے ایک مثال سے اس کی اصلاح کر دی۔ اس واقعے کو سید علی اکبر شاہ نے جن کی موجودگی میں یہ باتیں ہوئیں اپنی کتاب گوہر منیر کے صفحہ ۱۴۳ پر نقل کیا ہے ”کہ میں اللہ دتہ کو لے کر گیا تھا اور میرے سامنے یہ گفتگو ہوئی۔“ جبکہ شاہد جمیل نے اسرار گوہر میں صفحہ ۷۸ پر اسے حضرت شیخ القرآن کے حوالے سے تحریر کیا ہے۔

(۷) صاحبزادہ میاں محمد رمضان اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک روز کسی بات پر زور زور سے ہنس رہے تھے آواز سننے پر حضرت صاحب نے آپ کو بلایا اور فرمایا کہ تمہیں اس طرح نہیں ہنسنا چاہئے کیونکہ اس طرح کرنے سے انسان کی غفلت اور لاپرواہی کا اظہار ہوتا ہے اور نہ ہی کسی معمولی سی بات پر اتنا فکر کرنا چاہئے کہ بہت بڑے صدمے کی نمود ہو۔ صاحبزادہ صاحب نے کسی دن محبت بھرے انداز سے حضرت صاحب سے عرض کی آپ ولی ہیں یا کہ یہ لوگ ویسے ہی چکر لگاتے رہتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں کسی دوسرے کے لئے ولی ہوں یا نہیں لیکن یاد رکھو میں تمہارے لئے ضرور ولی ہوں۔

(۶) ایک روز مولانا سید عبدالشکور صاحب نے عرض کی حضرت آپ کے حکم کے مطابق میلوں سفر کر کے وعظ کرنے جاتا ہوں۔ ختم شریف کا اہتمام بھی کرتا ہوں میری مالی حالت کمزور ہوتی جا رہی ہے اور مقروض بھی ہوں مجھ پر نظر کرم فرمائیں تاکہ تکالیف دور ہوں اور حقیقی فیض ملے۔ آپ نے مولانا کا دبی زبان میں شکوہ سن کر ارشاد فرمایا آپ کس طرح کہتے ہیں کہ آپ کو ابھی تک فیض نہیں ملا۔ آپ دیگر علماء کی طرح تعلیم یافتہ بھی نہیں پھر بھی اکثر علماء سے آپ کا وعظ مؤثر ہوتا ہے۔ لوگ وعظ سن کر نیکیوں کی طرف مائل ہو رہے ہیں یہ نیکیاں آپ کے نامہ اعمال میں بھی درج ہو رہی ہیں کیا میرے پاس آنے سے پہلے آپ اس طرح کا وعظ کر سکتے تھے کیا میرے پاس آنے سے پہلے اس طرح نیکیاں جمع کر رہے تھے جیسا اب کر رہے ہیں یہ حقیقی فیض نہیں تو اور کیا ہے؟ وعظ کے لئے جو قدم آپ اٹھاتے ہیں وہ ہر قدم جنت کی طرف اٹھ رہا ہے اور جو

کچھ ختم شریف پر خرچ کرتے ہیں وہ آخرت کے لئے جمع ہو رہا ہے۔ مرنے کے بعد اس فائدہ کو دیکھ کر خوش ہو جائیں گے۔ یہ فیض نہیں تو اور کیا ہے جتنا عرصہ میرے پاس قیام کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں سنتے اور کرتے ہیں جس سے آپ کے ایمان اور عرفان میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے اسی کا نام فیض ہے باقی جو مالی پریشانی ہے وہ بھی اپنے وقت پر دور ہو جائے گی۔

(vii) چند ملنگ جو ہر وقت نشہ میں رہتے تھے ایک روز رمضان المبارک میں جینڈر شریف چلے آئے اور یہاں رات قیام کی مگر روزہ نہ رکھا حضرت صاحب کو علم ہوا آپ نے ان سب کو بلا کر تنبیہ کی فرمایا مہمانوں کی خدمت کرنا ہمارا فرض ہے اسی طرح آنے والے مہمان اگر غلط راستے پر چل رہے ہوں تو غلط باتوں خسارے اور نقصان سے منع کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ کیا تمہیں نہیں معلوم کہ رمضان کا مہینہ ہے اور تم لوگوں نے روزہ نہیں رکھا۔ نماز نہیں پڑھی انہوں نے عرض کی ہمارے پیر نے ہمیں حقیقی نماز روزے کا پابند کر رکھا ہے۔ ہم ظاہری نماز روزہ کی پابندی نہیں کرتے یہ ظاہری نماز روزہ ریاکاروں کا کام ہے آپ نے فرمایا تمہارا پیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں کیا چیز ہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ظاہری نماز روزے کا بھی پابند کر رکھا ہے اور ان کی ادائیگی کی تاکید فرمائی ہے یہ اسلام کے بنیادی رکن ہیں انہوں نے عرض کی ہمارا پیر بھی تو اللہ کا فقیر ہے۔ آپ نے فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کو تسلیم نہ کرے وہ فقیر نہیں ہوتا بلکہ بے دین ہوتا ہے تمہارا پیر بھی بے دین ہے اور تم لوگ بھی بے دین ہو انہوں نے عرض کی اگر ہمارا پیر بے دین ہے تو پھر اس کے پاس اتنی مخلوق کیوں جمع ہوتی ہے فرمایا کیا تم لوگوں نے پتھروں کے بنے بت نہیں دیکھے کتنی مخلوق ان پتھروں کے گرد جمع ہوتی ہے اور ان کی پرستش کرتی ہے اگر تم لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا چاہتے ہو تو دین اسلام کے احکامات پر عمل کرو نماز روزہ اور دیگر شعار اسلامی اختیار کرو ورنہ پچھتاوا ہوگا تمہارے ایک پیر جیسے کئی پیر ہوں اور لاکھوں ان کے مرید ہوں سب غلطی پر ہیں کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔



(viii) مولانا قاری احمد حسین خطیب جامع مسجد عید گاہ گجرات ایک روز جینڈر شریف آئے آندھی اور بارش کے آثار نمودار ہو رہے تھے عرض کرنے لگے حضرت دعا کریں کہ طوفان رک جائے آپ نے فرمایا مولانا میں تو اللہ تعالیٰ کی رضا میں گم بیٹھا ہوں دعا کرنے سے بہتر ہے کہ اس طوفان سے بچنے کے لئے ہم کمرہ کے اندر چلے جائیں حالانکہ ہماری یہ کوشش بھی اس کی رضا کو نہیں روک سکتی اگر ہمیں محفوظ رکھنا اس کی رضا کے خلاف ہو تو کمرے کی چھت بھی ہمارے اوپر گر سکتی ہے تاہم مصلحت اس میں ہے کہ ہم مالک کی مرضی میں دخل نہ دیں۔ ایک روز عصر کے وقت شمال کی طرف سے آندھی کے آثار نمودار ہوئے تو حضرت صاحب کے پاس بیٹھے ایک سید صاحب انگلیوں پر شمار کر کے کچھ پڑھنے لگے آپ نے مسکراتے ہوئے پوچھا آپ کیا کر رہے ہیں انہوں نے عرض کی آندھی کو روک رہا ہوں آپ نے فرمایا شاہ صاحب! یوں کرنا درست نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی رضا ہے کیا معلوم اس طوفان میں اللہ تعالیٰ کی کیا کیا مصلحتیں ہوں۔

(ix) آپ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایک بار میں نے اپنی والدہ کو ایصالِ ثواب کے لئے نیا لباس خیرات کیا پھر خواب میں والدہ ماجدہ سے پوچھا کیا آپ کو نیا لباس ملا ہے انہوں نے مجھے فرمایا نہیں بیدار ہونے پر میں غور کرتا رہا اور اس نتیجہ پر پہنچا کہ لباس کسی مستحق کو خیرات نہیں کیا گیا پھر میں نے ایک اور سوٹ لے کر مستحق دیندار عورت کو دیا رات خواب میں اپنی والدہ کو دیکھا کہ وہی لباس پہن کر قرآن کریم کی تلاوت کر رہی ہیں۔ ان روئے صادقہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھے سمجھایا کہ ایصالِ ثواب کی نیت ہو تو خیرات کسی مستحق کو دینی چاہئے یہاں سے یہ مسئلہ بھی واضح ہوا کہ ایصالِ ثواب پر اعتراض کرنے والے غلطی پر ہیں۔

(x) حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ مجھ سے کسی نے سوال کیا کہ کافر دنیا میں خوب مزے سے زندگی بسر کر رہے ہیں جب کہ مومن تکالیف برداشت کرتے ہیں حالانکہ مومن احکاماتِ خداوندی پر عمل کرتے ہیں میں نے اس سے کہا ایسا اس لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے الدنيا سبحة المومن و جنت الکافر دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لئے جنت ہے۔ آخرت میں اس

کے برعکس ہوگا مومن کے لئے جنت اور کافر کے لئے دوزخ۔ دنیاوی زندگی کی مثال خواب کی سی ہے مومن تکالیف برداشت کر رہا ہے جب آنکھ کھلے گی تو اپنے آپ کو حقیقت میں پائے گا قیام جنت میں ہوگا اور تکالیف خواب ہو جائیں گی۔ اسی طرح کافر تکالیف و مصائب کے مقام پر سویا ہوا ہے خوشگوار خوابیں دیکھ رہا ہے عارضی آرام میں خوش دکھائی دیتا ہے آنکھ کھلے گی تو اپنے آپ کو سزا کے مقام پر موجود پائے گا۔

(xi) ایک مرتبہ رمضان کے مہینہ میں آپ کی محفل میں بیٹھے ایک شخص نے دوسرے کے بارے میں کہا کہ یہ روزہ نہیں رکھتا آپ نے مسکرا کر فرمایا مجھے تمہاری بات پر یقین نہیں آتا یہ آدمی بہت نیک ہے یہ ضرور روزے رکھتا ہوگا بعد میں اس شخص نے بتایا کہ میں واقعی روزے نہیں رکھتا تھا لیکن حضرت صاحب کے اخلاق کریمانہ نے مجھے اس قدر متاثر کیا کہ میں نے عہد کر لیا ہے کہ آئندہ سے روزہ نہیں چھوڑوں گا۔

(xii) ایک درویش کے پاس اکثر عورتوں کا ہجوم رہتا تھا آپ کو معلوم ہوا تو اس کو بلا کر ارشاد فرمایا درویش کو مثل روزہ دار کے ہونا چاہئے کہ اس کو پیاس لگی ہو پانی ٹھنڈا بھی موجود ہو دل بھی چاہتا ہو کہ پانی پیا جائے پھر بھی وہ روزے کا احترام کرے اور پانی نہ پیے وہی سچا روزہ دار ہے۔ چنانچہ آپ نے مثال دے کر اس کو سختی سے منع کیا وہ درویش تائب ہوا معافی مانگی اور اس طریقہ کو چھوڑ دیا۔

#### 4۔ ترغیب ادائیگی نماز

حضرت قبلہ عالم بچپن سے ہی نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے۔ بڑھاپے میں آپ نماز تراویح بھی باجماعت ادا کرتے اپنے پاس آنے والے لوگوں کو نماز پڑھنے کی سختی سے تاکید فرماتے اگر کوئی شخص نماز پڑھنے کا عادی نہ ہوتا آپ کی محفل میں بیٹھنے کی وجہ سے نماز کا عادی ہو جاتا آپ نماز کی ادائیگی کے لئے اتنے عمدہ انداز سے تبلیغ کرتے کہ مخاطب نماز پڑھنے پر مجبور ہو جاتا۔ یہی وجہ ہے جو قوال آپ کے پاس آتے تھے وہ بھی نمازی بن جاتے۔

(i) چوہدری خان ملک نماز نہیں پڑھتا تھا لیکن سخاوت بہت زیادہ کرتا تھا ایک روز

حضرت صاحب نے چوہدری خان ملک کو بلایا اور فرمایا ملک صاحب میں نے آپ کو اس لئے بلایا ہے کہ آپ سے ایک مسئلہ کا فیصلہ کروانا ہے مسئلہ یہ ہے کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ سخاوت سب سے اعلیٰ عمل ہے اور کچھ کا کہنا ہے کہ نماز فرض عین ہے سخاوت سے عیب معاف ہو جاتے ہیں یا چھپ جاتے ہیں مگر ترک صلوٰۃ کا گناہ معاف نہیں ہوتا اس مسئلہ میں آپ کا کیا خیال ہے۔ چوہدری خان ملک صاحب نے عرض کی حضرت میں سمجھ گیا ہوں آئیندہ انشاء اللہ العزیز نماز پڑھا کروں گا۔ ایک روز چوہدری خان ملک صاحب سوئے ہوئے تھے کہ حضرت صاحب تشریف لائے ایک خادم نے عرض کی کہ سب لوگوں نے نماز ادا کر لی ہے مگر چوہدری خان ملک صاحب ابھی تک سوئے ہوئے ہیں (چوہدری خان ملک صاحب کا کہنا ہے کہ میں یہ باتیں سن رہا تھا) حضرت صاحب نے فرمایا تمہیں کیا پتہ شاید وہ نماز پڑھ کر سو گیا ہو چوہدری خان ملک صاحب کہتے ہیں کہ مجھے بڑی شرم آئی کہ حضرت صاحب میری صفائی بیان کر رہے ہیں اور میں ابھی تک سستی کا مظاہرہ کر رہا ہوں اور نماز نہیں پڑھتا اس روز سے پختہ ارادہ کر لیا کہ آج کے بعد نماز نہیں چھوڑوں گا چنانچہ چوہدری خان ملک صاحب پانچ وقت نماز پڑھتے سفر کے دوران بھی نماز کا اہتمام احسن انداز سے کرتے تھے پھر نماز تہجد کے بھی پابند ہو گئے۔

(ii) سید عبدالشکور شاہ صاحب اپنے چچا زاد کے ساتھ حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے دوران گفتگو نماز کا وقت ہو گیا حضرت صاحب کو علم تھا کہ ان کا چچا زاد بھائی نماز کی پابندی نہیں کرتا آپ نے فرمایا مولانا عبدالشکور صاحب آؤ ہم دونوں نماز باجماعت پڑھ کر آئیں یہ شاہ صاحب اپنے گھر جا کر نماز پڑھ لیں گے۔ یہ نہ جتایا کہ مجھے معلوم ہے آپ تارک الصلوٰۃ ہیں وہ اس بات کو فوراً سمجھ گئے اور نماز کی پابندی کرنے لگے۔

(iii) حضرت صاحب دیگر احباب جن میں سائیں فضل دین بھی شامل تھے حضرت سیدنا موسیٰ حجازی علیہ السلام کے مزار اقدس کی طرف پیدل جا رہے تھے کہ راستہ میں ایک شخص ملا جو لاہور سے پھلوں کی ایک ٹوکری آپ کے لئے لایا وہ بھی ساتھ چلنے لگا حضرت صاحب کو علم تھا کہ سائیں فضل دین کبھی کبھی نماز ترک کر دیتا ہے آپ نے اس

موقع پر سائیں فضل دین کو مخاطب کر کے فرمایا اللہ تعالیٰ ہم پر کس قدر مہربان ہے اس کی نعمتوں کا نزول ہم پر اس ویرانہ میں بھی ہو رہا ہے کہ ہمارے لئے لاہور سے پھلوں کی ٹوکری بھیجی ہے ہم جس حال میں جہاں بھی ہوں ضرورت کی ہر چیز مل جاتی ہے اگر اس کے باوجود بھی ہم نماز نہ پڑھیں تو کتنے افسوس کی بات ہے اس پر سائیں فضل دین متنبہ ہو گئے اور نماز کی پابندی کرنے لگے۔

(iv) ایک شخص سے آپ نے پوچھا نماز پڑھتے ہو عرض کی نماز پڑھنے کو دل نہیں کرتا ارشاد فرمایا کبھی کھانا کھانے کو دل نہیں آتا ہو گا یا موٹا کپڑا پہننے پر یا کچے مکان میں رہنے پر یا پھر بد صورت بیوی رکھنے پر دل نہیں آتا ہو گا کئی دفعہ دل کہتا ہو گا تیرے پاس عالیشان مکان ہو اچھا لباس ہو اچھی خوراک ہو اعلیٰ نعمتیں میسر ہوں مگر دل کے کہنے کے باوجود عالیشان مکان کی بجائے کچے مکان میں رہنا دل کے کہنے باوجود خوبصورت کی بجائے بد صورت بیوی کو قبول کرنا پڑتا ہے دل عمدہ کھانا کھانے کا کہتا ہے مگر وسائل نہ ہونے پر سادہ کھانا ہی کھانا پڑتا ہے ان تمام باتوں میں دل کہے پھر بھی کوئی بات پوری نہیں کر سکتے۔ حیرت ہے یہاں تو دل کی بات نہیں مانتے نماز نہ پڑھنے میں دل کی بات کو کیوں مانتے ہو۔

(v) چند مدرسین آپ کے پاس آئے کہ دعا کریں کہ ہم نمازی بن جائیں آپ نے ارشاد فرمایا روٹی کھانے بیوی بچوں کی حفاظت کے لئے کس سے دعا کرائی تھی اس میں دعا کی ضرورت نہیں جس طرح یہ محسوس کرتے ہو کہ کھانے کے بغیر زندہ رہنا محال ہے بیوی بچوں کے بغیر زندگی میں لطف نہیں اسی طرح یقین رکھو نماز بھی جسم کے لئے کھانا کھانے کی طرح ضروری ہے اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کا شکر یہ ادا کرنے کے لئے نماز پڑھو اس میں ہماری اپنی بھلائی ہے۔

(vi) حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار پر ایک رات کو دیر تک حضرت صاحب وعظ فرماتے رہے گرمیوں کا موسم تھا تہجد کے وقت ٹھنڈی ہوا چلنے لگی (مزار شریف دریائے چناب کے کنارے پر واقع ہے) بعد میں سب آرام کرنے کے لئے سو گئے۔ سب کی نماز تہجد قضا ہو گئی فجر کی نماز کے وقت حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا میرا

طریقہ کار یہ ہے اگر کبھی تہجد قضا ہو جائے تو میں نماز اشراق کے بعد نفل پڑھ لیتا ہوں تربیت مقصود تھی کہ سب اشراق کی نماز ادا کر کے نوافل پڑھیں۔ عبادت میں ایسا ذوق اور انہماک کہ تہجد قضا ہونے کی بھی تلافی کے لئے نوافل ادا کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ نفل نماز قضا ہونے پر بارگاہِ الہی میں اس قدر التجائیں کرتے کہ آنسوؤں سے جائے نماز بھیک جاتا تھا۔

(vii) ایک شخص کسی مشکل میں مبتلا حاضر خدمت ہوا اور عرض کی دعا کریں فرمایا نماز پڑھتے ہو عرض کی وقت نہیں ملتا سارا دن کھیتوں کی نگرانی، مویشیوں کا چارہ بنانے میں وقت گزر جاتا ہے۔ تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سارا دن جانوروں کی خدمت کے لئے تو خمیدہ کمر رہتے ہو اللہ کے حضور رکوع کرنے کے لئے جسم کو تکلیف نہیں دینا چاہتے ہو۔

(viii) ارشاد فرمایا نماز افضل عبادت ہے اس کے بدلے میں جو خود ساختہ عبادت کرتے ہیں اور یہ خیال ہے کہ ہم جو کچھ اوراد و وظائف پڑھ لیتے ہیں اب نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں تو ایسے لوگ غلطی پر ہیں۔ ساری رات نفل عبادت میں بیدار رہنے اور فرض نماز کے ترک کرنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقوں کی تکذیب کر رہے ہیں شیطان ایسے لوگوں کو غلط فہمی میں مبتلا کر کے گمراہ کر رہا ہے مثال کے طور پر ایک شخص ساری رات جاگ کر کلمہ طیبہ کا ورد کرتا رہتا تھا لیکن صبح کے وقت نماز فجر کی ادائیگی کے بغیر سو جاتا ایک روز سویا تھا کہ کسی نے اس کو جگایا کہ میرے بھائی اٹھ کر نماز فجر ادا کرو اس نے پریشان ہو کر کہا میں ساری رات عبادت کرتا رہا ہوں یہ نماز ہی تھی تو میرا خیر خواہ کہاں سے آ گیا ہے اس نے کہا میں شیطان ہوں اور تیرے بھلے کے لئے آیا ہوں۔ اس شخص نے کہا تو شیطان ہو کر مجھے بھائی کہہ رہا ہے تو ابلیس ہے میں مسلمان ہوں شیطان نے کہا اس میں غصہ کرنے کی کوئی بات نہیں ہم دونوں بھائی ہیں کیونکہ میں نے بھی سجدہ کرنے سے انکار کیا تھا تم بھی فرض سجدے ادا نہیں کرتے باقی جہاں تک عبادت کی بات ہے وہ تو تم مجھ سے زیادہ نہیں کر سکتے۔

(ix) ارشاد فرمایا عبادتوں میں نماز کو انتہائی مقام حاصل ہے اسی کی بدولت اولیاء

کرام اپنے دلوں کی صفائی کرتے رہے اللہ تعالیٰ ہر انسان کو اس کے رتبہ کے مطابق مجاہدہ کرواتا ہے انبیاء کرام علیہم السلام کا رتبہ بنی نوع انسان میں سب سے زیادہ ہے ان پر بھی نمازیں فرض تھیں لہذا معلوم ہوا کہ نماز بہترین عبادت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ اسی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ عوام کی نماز شرعی احکام کے مطابق جسم پاک لباس پاک باقاعدہ وضو کر کے پاک جگہ پر معین وقت میں فرائض واجبات اور سنتیں احسن طریقہ سے ادا کرنا لیکن خاصوں کی نماز یہ ہے کہ نماز کے الفاظ اور ان کے معانی پر بھی غور کرے یوں سمجھے کہ حشر کا دن ہے میرے دائیں ہاتھ جنت بائیں طرف دوزخ ہے اور میں اللہ رب العزت کے حضور کھڑا ہوں اس قدر خشوع و خضوع سے نماز ادا کرے کہ میری عمر کی آخری نماز ہے۔ خاص الخاص کی نماز یہ ہے کہ نماز کے وقت اپنی ہستی سے فانی ہو کر مشاہدہ ذات میں محو ہو جائے ایسا سمجھے کہ میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں قیام کے وقت کل غیریتوں سے فارغ ہو کر کھڑا ہو اور رکوع میں سمجھے کہ اس ذات پاک کے ارادے کے سامنے سراپا سر خم تسلیم ہوں اور یہ کہ اپنی خواہشات اور ارادہ کو ترک کر دے حتیٰ کہ اپنی ہستی سے فانی ہو جائے قاعدہ یہ ہے کہ اسی حالت میں فنا رہنے کو پسند کرے اور اس میں سکون حاصل کرے تاکہ اطمینان نفس تک رسائی ہو جائے۔

(x) بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شخص آپ کے پاس مشکل میں مبتلا ہو کر دعا کرانے کے لئے حاضر ہوتا تو آپ اس سے فرماتے کہ نماز پڑھی ہے تو عرض کرتا ابھی نماز نہیں پڑھی تو اسے ارشاد فرماتے کہ پہلے نماز پڑھو اور اللہ رب العزت کے حضور دعا کرو پھر خود بھی اس کے لئے دعا کر دیا کرتے۔

## 5۔ بخاری شریف یہاں سے پڑھو

ایک موقع پر چند لوگ آپ کے پاس بیٹھے تھے کہ کسی مسئلہ پر آپ گفتگو فرما رہے تھے دوران گفتگو آپ نے شیخ جامعہ مولانا محبت النبی صاحب سے فرمایا اس مسئلہ پر آپ بھی دلیل پیش کریں۔ مولانا محبت النبی بخاری شریف لے آئے اور حدیث تلاش کرنے لگے۔ کافی دیر تک ورق گردانی کرتے رہے مگر متعلقہ حدیث شریف نہ ملی آپ

نے فرمایا مولانا صاحب بخاری شریف مجھے دیں آپ نے بخاری شریف کو بند کر کے کھولا اور مولانا محبت النبی سے فرمایا جو حدیث شریف آپ تلاش کر رہے تھے اس صفحہ پر لکھی ہوئی ہے اس کو یہاں سے پڑھیں مولانا محبت النبی نے دیکھا تو واقعی وہی حدیث تھی جسے وہ کافی دیر سے تلاش کر رہے تھے۔

## 6۔ وعظ گوشہ نشینی سے بہتر ہے

ایک روز حضرت شیخ القرآن مولانا ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جینڈڑ شریف حاضر ہوئے حضرت قبلہ عالم نے ارشاد فرمایا کہ انبیا علیہم السلام کا یہ دستور تھا کہ اپنی کمائی پر گزارہ کرتے تھے اور لوگوں کے پاس بہ نفس نفیس چل کر جایا کرتے اور انہیں تبلیغ کرتے احکام خداوندی ان تک پہنچاتے تھے کسی سے اجرت طلب نہ کرتے اور کہتے کہ ہمارا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے پھر بھی جاہل لوگ انبیاء کرام کو بڑی بڑی تکالیف دیتے تھے نہ صرف انبیاء کرام کے جسموں کو زخمی کرتے بلکہ ان کے طور طریقہ سے انبیاء کرام کو دلی طور پر بھی سخت اذیت پہنچاتے بعض انبیاء کرام کو تو قتل تک کر دیا پھر بھی کسی نبی نے اپنے فرائض کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کی انبیاء کی ذات دوسروں کے لئے نمونہ تھی تاکہ لوگ ہدایت حاصل کر سکیں۔ علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں مگر بعض علماء آجکل انبیاء کرام کی سنت پر عمل نہیں کرتے اس فرض کی ادائیگی میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں آپ ایسا ہرگز نہ کریں جہاں کہیں کوئی وعظ کے لئے بلائے ضرور جایا کریں اس راستہ میں آپ جس قدر تکالیف اٹھائیں گے وہ نیکیوں میں شمار ہوں گی جس کا آخرت میں بڑا فائدہ ہوگا۔ آپ کے وعظ سے جو راہ راست پر آئے گا وہ آپ کے لئے توشہ آخرت ثابت ہوگا لہذا وعظ گوشہ نشینی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

صحبت سنگت پیر میرے دی بہتر نفل نمازوں  
اک اک سخن شریف انہاں دا محرم کردا رازوں

## 7۔ اختلاج قلب کا مرض

وزیر آباد میں عرس پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اختلاج قلب کا شدید دورہ ہوا آپ بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ موت بالکل قریب ہے کچھ تندرست ہوئے تو جینڈر شریف حاضر ہوئے اس بیماری کا تذکرہ حضرت صاحب سے کیا اور دعا کے لئے عرض کیا اس پر حضرت صاحب نے فرمایا میں نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ مولوی صاحب کو آئینہ موت نما دکھا دیا جائے تاکہ ان کی طبع سلیم ہو جائے ذاتی طور پر خیر ہے چنانچہ کچھ عرصہ بیماری کے بعد آپ کو شفا مل گئی۔

## 8۔ مشکلیں ٹل گئیں

(i) محمد دین ٹھیکیدار لاہور آپ کے مخلص خدمتگاروں میں سے تھا انتہائی نیک اور سخی طبیعت کا مالک دالگراں چوک لاہور میں قیام پذیر تھا۔ حضرت صاحب ان کے ہاں قیام کیا کرتے تھے کسی ضرورت کے تحت محمد دین نے اپنا مکان ایک سکھ کے پاس رہن رکھ کر تیس ہزار روپے لے لئے کچھ عرصہ گزرنے کے بعد رقم واپس نہ کر سکے۔ مذکورہ سکھ مر گیا اس کے بیٹے نے مکان کے حوالے سے مقدمہ کر دیا محمد دین کو فکر لاحق ہو گیا حضرت صاحب سے دعا کے لئے عرض کیا آپ نے فرمایا اللہ کافی ہے مقدمہ کے دوران حضرت صاحب لاہور تشریف لائے اور اس مکان میں قیام فرمایا محمد دین نے پھر دعا کے لئے عرض کیا آپ نے فرمایا اللہ کافی ہے یہ مکان انشاء اللہ سکھوں کے قبضہ میں نہیں جائے گا کیونکہ اس مکان میں ہم نماز پڑھتے ہیں مدعی سکھ کے بھائی نے لالچ میں آ کر اسے قتل کر دیا اور دوسرا بھائی بھی دستاویزات عدالت میں پیش نہ کر سکا تو فیصلہ محمد دین کے حق میں ہو گیا۔

(ii) حاجی پیراں دتہ نے ایک مقدمہ ہائی کورٹ میں کر رکھا تھا مقررہ تاریخ پر



لاہور جانے سے قبل حضرت صاحب سے دعا کے لئے عرض کیا تو ارشاد فرمایا اللہ کافی ہے پیشی کے موقع پر وکیل سے بات کی تو اس نے کہا مثل تشنہ تکمیل ہے آج فیصلہ نہیں ہو سکے گا حاجی نے کہا آج میرے مقدمے کا فیصلہ ہوگا کیونکہ حضرت صاحب نے دعا کی ہے اور اس کی بابت میں نے ایک خواب بھی دیکھی ہے وکیل نے کہا اگر فیصلہ آج ہو گیا تو میں تم سے فیس بھی نہیں لوں گا چنانچہ حج نے اسی روز فیصلہ کر دیا وکیل نے فیس بھی نہ لی واپسی پر حضرت صاحب نے فرمایا کیوں بات بن گئی ہے عرض کی یہ آپ کی دعا کا نتیجہ ہے۔

(iii) مولانا سید عبدالشکور شاہ صاحب کے بیٹے محمد سعید نے ابتدائی عمر میں سکول کی تعلیم ادھوری چھوڑ دی بعد میں ایک مطب میں بھیجا گیا وہاں سے بھی فارغ ہو گیا جوانی میں طبیعت میں بھی سختی تھی شاہ صاحب نے حضرت صاحب سے دعا کے لئے عرض کیا تو حضرت صاحب نے فرمایا محمد سعید سعید ثابت ہوگا قسمت میں فقیری ازل سے لکھی ہے پھر کچھ عرصہ بعد شاہ صاحب نے دعا کے لئے عرض کی آپ نے فرمایا پریشان نہ ہوں ٹھیک ہو جائے گا چنانچہ کچھ عرصہ بعد حضرت صاحب کی زندگی میں ہی اچانک محمد سعید کی زندگی میں انقلاب آ گیا عبادت و مجاہدہ میں مصروف ہو گیا طب کی تعلیم حاصل کر لی مطب بھی چلانے لگا اور ساتھ ساتھ اپنے والد کی جگہ وعظ و تبلیغ کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔

## 9۔ نظرِ رحمت برائے اولاد و شفاء

- (i) مولانا سید عبدالشکور صاحب کے بڑے بیٹے عنایت حسین شاہ کی اہلیہ کسی بیماری میں مبتلا تھیں اور اولاد نہیں ہو رہی تھی ایک روز شاہ صاحب نے حضرت صاحب سے عرض کی بہو کو علاج کے لئے آج ہسپتال لے جانا ہے آپ نے ارشاد فرمایا یہ تمہاری مرضی ہے البتہ اولاد تو بہت ہوگی چنانچہ ان کے ہاں چھ بیٹے بیٹیاں پیدا ہوئیں۔
- (ii) سفر حج کے موقع پر حضرت صاحب نے ایک رات وزیر آباد میں راجہ عزیز اللہ کے ہاں گزاری ان کی اکلوتی بیٹی سلام کرنے کے لئے حاضر ہوئی تو آپ نے سلام کا

جواب دینے کے بعد ارشاد فرمایا اس لڑکی کے پیچھے بہت سی لڑکیاں آرہی ہیں چنانچہ راجہ صاحب کے ہاں کئی بیٹیوں کی ولادت ہوئی۔

(iii) راجہ عزیز اللہ کا ایک عزیز مرض قونج میں مبتلا تھا کئی ڈاکٹروں سے علاج کروایا آرام نہ آیا ایک روز جینڈر شریف حاضر ہو کر عرض کیا آپ نے فرمایا اللہ کافی ہے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا مریض تو شفا یاب ہو چکا ہے راجہ عزیز اللہ صاحب کا کہنا ہے کہ جب گھر آیا تو واقعی میرا عزیز جو کچھ عرصہ سے بیمار تھا اور لا علاج نظر آ رہا تھا اس کو صحت کاملہ مل چکی تھی۔

میں جاں بلب تھا ایسے میں آ کر کوئی طبیب

آنکھوں سے کچھ پلا کے شفا دے گیا مجھے

(iv) صوفی چراغ دین گجرات کی اہلیہ کے ناک میں اکثر تکلیف رہتی تھی۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ ناک کی ہڈی بڑھ جانے کی وجہ سے درد رہتا ہے علاج صرف آپریشن ہے صوفی صاحب مالی کمزوری کی بنا پر پریشان تھے کہ اتنا خرچہ کس طرح کروں گا۔ جینڈر شریف حاضر ہوئے صورت حال سے حضرت صاحب کو آگاہ کیا اور دعا کی درخواست کی آپ نے دعا کی اور فرمایا اللہ کافی ہے صوفی صاحب جینڈر شریف چند یوم قیام کے بعد گجرات اپنے گھر آئے تو بیوی کو شفا مل چکی تھی اس نے بتایا کہ فلاں رات خواب دیکھی کہ میری ناک سے ایک کیڑا نکلا ہے اٹھ کر دیکھا تو ناک تندرست ہو گئی تھی۔

(v) مولانا سید عبدالشکور صاحب جینڈر شریف میں قیام پذیر تھے کہ آپ کے گاؤں بوکن سے اطلاع آئی کہ ان کی بیوی بیمار اور قریب المرگ ہے۔ حضرت صاحب کو علم ہوا تو فرمایا کہ ذاتی طور پر خیر ہے۔ آپ گھر چلے جائیں اور جلد واپس چلے آئیے گا مولانا صاحب گھر گئے تو دیکھ کر حیران ہوئے کہ بیوی مکمل صحت یاب ہے پوچھنے پر بتایا کہ بیماری نے تو شدت اختیار کر لی تھی زندہ رہنے کی امید ختم ہو چکی تھی مگر اچانک بیماری جاتی رہی تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اسی وقت صحت ملی تھی جس وقت حضرت صاحب نے جینڈر شریف میں فرمایا تھا کہ ”ذاتی طور پر خیر ہے“ مولانا واپس جینڈر شریف چلے گئے۔

ایں دعائے شیخ نے چوں ہر دعا است  
 نائب است و دست او دست خدا است  
 (شیخ کی دعاء عام دعاؤں کی طرح نہیں ہے بلکہ شیخ خدا کا نائب  
 ہے اور اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے)۔

## 10۔ جانوروں سے حسن سلوک

جانور اور درندے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس شکایتیں لے کر  
 آتے آپ کو سجدہ کرتے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سے گفتگو کرتے دلائل النبوة  
 للبیہقی اور حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ المعجم الکبیر البدایہ والنہایہ امام طبرانی نے معجم صغیر  
 ابن کثیر، مجمع الزوائد ابن عساکر، الخصائص الکبریٰ میں متعدد ایسی روایات موجود ہیں جن  
 سے ثابت ہوتا ہے کہ جانور بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و صداقت کو  
 سمجھتے تھے۔ معروف واقعات میں ہے بھیڑ یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں  
 رطب اللسان ہوا، ہرنی آپ سے وعدہ کر گئی اور بچوں کو دودھ پلا کر واپس آگئی تھی۔  
 بکریوں نے سجدہ کیا، جانور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم میں کھڑے ہو جاتے،  
 اونٹ فریاد لے کر آتے رہے سرکش اونٹ آپ کو دیکھ کر مطیع اور سر بسجود ہو جاتے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ ایک بار نبی کریم صلی اللہ علیہ  
 وآلہ وسلم صحابہ کی محفل میں تشریف فرما تھے قبیلہ بنو سلیم کا ایک شخص جس نے ایک گوہ  
 پکڑ رکھی تھی اور آستین میں چھپایا ہوا تھا تا کہ اسے اپنے گھر لے جا کر کھائے اس نے  
 پوچھا یہ لوگ کیوں جمع ہیں صحابہ نے جواب دیا جن کے گرد جمع ہیں انہوں نے نبوت کا  
 دعویٰ کر رکھا ہے وہ لوگوں کے درمیان میں سے گذرتا ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ  
 وسلم کے قریب ہو گیا اور کہنے لگا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! کسی عورت کا بیٹا تم  
 سے بڑھ کر جھوٹا (معاذ اللہ) اور مجھے ناپسند نہیں ہوگا اگر یہ نہ ہوتا کہ تم مجھے جلد باز کہو  
 گے تو میں تم پر تیزی سے حملہ کر کے تمہیں قتل کر دیتا اور قتل سے لوگوں کے لئے خوشی کا  
 سامان پیدا کرتا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اجازت دیں اس کا سراڑادوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)! تم جانتے نہیں ہو کہ حلیم اور بردبار آدمی ہی مرتبہ نبوت کے لائق ہوتا ہے وہ شخص (اعرابی) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا مجھے لات وعزى کی قسم میں تم پر ایمان نہیں لاؤں گا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ایمان کیوں نہیں لاؤ گے تم نے یہ جو کچھ کہا اور مجلس کی تکریم کو بالائے طاق رکھ کر ناحق گفتگو کی اس نے کہا ہاں میری گفتگو اللہ کے رسول کی شان کے خلاف تھی اور مجھے لات وعزى کی قسم میں تب ایمان لاؤں گا جب یہ گوہ آپ پر ایمان لائے ساتھ ہی اس نے آستین سے گوہ کو نکال کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پھینک دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے گوہ! تو گوہ نے صاف عربی زبان میں جسے سب لوگ سمجھ رہے تھے یہ کہا لبيك سعديك يا رسول رب العالمين اے رب العالمين کے رسول میں حاضر ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے گوہ! تو کس کی عبادت کرتی ہے کہنے لگی میں اس خدا کی عبادت کرتی ہوں جس کا آسمان میں عرش ہے زمین پر قبضہ ہے سمندر پر حکومت ہے جنت اس کی رحمت اور دوزخ عذاب ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں کون ہوں؟ گوہ نے کہا آپ رسول رب العالمين اور خاتم المرسلين ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کرنے والا کامیاب ہے اور انکار کرنے والا ناکام۔

اعرابی یہ دیکھ کر بول اٹھا اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمد عبده ورسوله حقا اور کہنے لگا قسم بخدا جب میں آیا تھا روئے زمین پر کوئی شخص مجھے آپ سے زیادہ ناپسند نہ تھا اور بخدا اس وقت آپ مجھے اپنی جان اور اولاد سے بھی عزیز ہیں میرے جسم کا بال بال اور روٹکا روٹکا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لا چکا ہے اور ظاہر و باطن سے آپ پر قربان ہو چکا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس اللہ کے لئے ہر تعریف ہے جس نے تجھے دین کی طرف ہدایت دی جو غالب رہے گا مغلوبیت سے نا آشنا ہے اس دین کو اللہ تعالیٰ صرف نماز سے قبول کرتا ہے اور نماز قرآن

پڑھنے سے قبول ہوتی ہے۔ پھر نبی علیہ السلام نے اسے دین کی تعلیم قرآن کریم سکھایا اور فرمایا اس کی مدد کرو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اسے اپنے جانور اور مال دیا جب وہ اٹھ کر اپنے قبیلہ کی طرف گیا تو اسے اپنے قبیلے کے ہزار لوگ مسلح نظر آئے جو جنگ کے لئے جا رہے تھے اس شخص نے اپنا معاملہ سنایا سب لوگ ایمان لے آئے نبی علیہ السلام کو ان کے ایمان کی خبر پہنچی تو خوشی کا اظہار فرمایا اور حکم دیا کہ یہ سب لوگ خاند بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔

جینڈڑ شریف سے شیخ چوگانی شریف کا فاصلہ جنگل میں سے تقریباً آٹھ میل ہے۔ حضرت قبلہ عالم ابتدا میں بارہ سال تک ہر روز عشاء کی نماز جینڈڑ شریف ادا کر کے اکیلے شیخ چوگانی شریف جاتے اور فجر کی نماز جینڈڑ شریف آ کر پڑھتے رہے بعد میں کبھی اکیلے اور کبھی عقیدت مندوں کے ساتھ رات اور دن کو یہ سفر جاری رہا۔ دیگر مزارات پر حاضری بھی براستہ جنگل ہی ہوتی تھی آپ کا ارشاد ہے کہ اس عرصہ کے دوران مجھے کبھی کسی جانور نے نقصان نہیں پہنچایا۔ ایک روز آپ چند احباب کے ہمراہ شیخ چوگانی شریف جا رہے تھے کہ موضع گجگراں کے قریب ایک گوہ آپ کو ملی آپ کچھ دیر تک اس سے گفتگو کرتے رہے اور کہا کہ اس طرح نہ کیا کرو کسی روز کوئی تمہیں مارنے گا احباب کے پوچھنے پر فرمایا یہ گوہ میرے ساتھ توحید کی باتیں کر رہی تھی پھر کچھ عرصہ بعد آپ کو وہاں وہی گوہ نظر آئی جو زخمی حالت میں تھی آپ نے کپڑے سے اس کا خون صاف کیا اور زخم کے اوپر کپڑا باندھا۔ وہ کچھ دیر آپ کے پاس ٹھہرنے کے بعد جنگل میں نظروں سے اوجھل ہو گئی۔

سردیوں کے موسم میں موضع گجگراں میں حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام کے مزار مبارک پر قیام پذیر تھے دن کے وقت دھوپ میں چار پائی پر بیٹھے ہوئے تھے اور کہیں جانے کا ارادہ کر رہے تھے کہ ایک خوبصورت کبوتر آپ کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔ شیخ محمد حسین بھی پاس بیٹھے ہوئے تھے حضرت صاحب کچھ دیر تک کبوتر کی طرف دیکھتے رہے اور کبوتر اپنی آواز میں بولتا رہا پھر آپ شیخ محمد حسین کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

ایک بار آپ کھانا کھا رہے تھے کہ ایک کتا آپ کی چارپائی کے پاس آ کر بیٹھ گیا آپ ایک لقمہ اپنے منہ میں ڈالتے دوسرا کتے کی طرف ڈالتے۔ آپ کی اہلیہ نے عرض کیا آپ یہ کیا کر رہے ہیں ایک دفعہ کھانا کھالیں بعد میں کتے کو روٹی ڈال دیجئے گا فرمایا مجھے یہ گوارا نہیں کہ میں کھانا کھاتا جاؤں اور کتا میری طرف دیکھتا جائے جس طرح میرا نفس کھانا کھانے کی خواہش کرتا ہے اسی طرح کتے کا دل بھی کرتا ہے میں بھی اللہ کی مخلوق ہوں تو کتا بھی اسی کی مخلوق ہے جو رزق عطا کیا گیا ہے وہ صرف میرے لئے نہیں اس میں سوالی کا بھی حق ہے کتا بھی سوالی بن کر آیا ہے میں اسے کس طرح محروم کر دوں پھر اس کا حق ادا کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

## 11۔ دعا کی مقبولیت

ارشادِ ربانی ہے کہ اجیب دعوة الداع اذا دعان (القرآن الکریم: ۱۸۶:۲) میں دعا مانگنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارے فرمایا ادعونی استجب لکم (القرآن الکریم: ۶۰:۴۰) مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا ترمذی وابن ماجہ کی روایت ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بزرگ تر نہیں ہے۔ حاکم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ارشاد فرمایا دعا مسلمانوں کا ہتھیار اور دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور ہے۔ ترمذی شریف کی روایت دعا عبادت کا مغز ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو تمہیں دشمن سے نجات دے اور تمہارا رزق وسیع کر دے رات دن اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے رہو دعا سلاحِ مومن ہے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دعا مانگنے اور دعا کروانے والے کو پسند فرماتے تھے اگر کوئی شخص آپ سے مصیبت یا تنگی رزق کا ذکر کرتا اور دعا کے لئے کہتا تو آپ پہلے اس کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کرتے۔

ولنبلونکم بشی من الخوف والجوع ونقص من

الاموال والانفس والثمرات وبشر الصبرین ○

(القرآن الکریم: ۲-۱۵۵)

(اور ہم ضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈرا اور بھوک سے اور کچھ مالوں

اور جانوں میں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا صبر والوں کو۔)

اور فرماتے یہ چند روزہ زندگی کی تکلیف بھی فائدہ سے خالی نہیں ہے اس پر

صبر کرنا بڑے اجر کی بات ہے صبر کی تلقین کرتے اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے کا حکم

فرماتے اور کہتے کہ انشاء اللہ دعا کی جائے گی اگر کوئی اصرار کرتا کہ اسی وقت دعا کریں تو

اس وقت دعا کے لئے ہاتھ نہ اٹھاتے بلکہ نماز کے بعد دعا کرتے اور فرمایا کرتے کون

کسی کے لئے دعا کرتا ہے دعا خود مانگنی چاہئے جس طرح حاجت مند اپنے لئے دعا کرتا

ہے دوسرا نہیں کرتا۔ فرماتے دعا مانگنا آسان کام نہیں جب تک لہو پسینہ ایک نہ کیا جائے

اس وقت تک حقیقی معنوں میں دعا نہیں مانگی جا سکتی البتہ نماز پڑھنے کے بعد سب

حاجتمندوں کے لئے اجتماعی دعا مانگتے تھے۔ آپ اکثر یہ الفاظ زبان مبارک سے ادا

کرتے یا اللہ! تیرے بندے مجھے ولی سمجھ کر یہاں آتے ہیں میں کیا ہوں تو آپ ہی ان

کا مالک ہے اور حاجت روا ہے تو خود ہی ان کے حالات پر نظر عنایت فرما ان کی مرادیں

پوری کر ان کی مصیبتوں سے انہیں نجات دے اگر ایسا نہ کرنے میں کوئی مصلحت ہے تو

انہیں صبر کی توفیق عطا کرتا کہ وہ اجر کے حقدار ہو جائیں۔ آپ فرماتے مصیبت زدہ لوگ

اپنے گناہوں سے استغفار کریں عاجزی و بے کسی کا اظہار کر کے زاری کریں اور اللہ

تعالیٰ سے دعا مانگیں اس سے بندہ کو اپنے رب سے ہمکلامی کا شرف ملتا ہے اور اس کا

قرب حاصل ہوتا ہے۔ فرماتے نماز دعا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے عاقل بالغ مسلمان مرد و

عورت پر فرض کیا ہے اس لئے نماز پڑھنی چاہئے اور قرآنی دعائیں خصوصاً سورہ بقرہ کے

آخر رکوع کی دعا مانگنی چاہئے جو دعائیں منظور نہ ہوں ان کی نسبت سمجھا جائے کہ ان کی

منظوری کا وقت نہیں آیا وہ دعا مصلحتاً منظور نہیں کی جاتی بندہ اپنے محدود علم کی وجہ سے

اپنے حق میں مفید سمجھتا ہے مگر وہ اس کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے۔

آپ کی عادت تھی جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو ہاتھوں کو اتنا بلند کرتے

کہ ہاتھ سر سے بھی اوپر چلے جاتے تھے زندگی کے آخری سالوں میں دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے تو جلدی جلدی ہاتھ منہ پر پھیر دیتے تھے اور تھوڑی تھوڑی دیر بعد ایسا کرتے تھے ایک سوال پر کہ آپ اتنی جلدی کس طرح دعا کر لیتے ہیں فرمایا میں تو صرف اتنا کہتا ہوں یا اللہ تو بہتر جانتا ہے کہ کیا مناسب ہے اس لئے وہ عطا کر جو مناسب ہے میں بے کس عاجز ہوں الہی مخلوق پر کرم فرما تیرے ہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہم سب تیرے محتاج ہیں۔

آپ مستجاب الدعوات تھے۔ آپ نے جس جس کے لئے جو بھی دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے اسے شرف قبولیت عطا فرمایا اولاد اور عقیدت مندوں کو جو جو انفرادی طور پر دعائیں دیں وہ قبول ہوئیں اس کی متعدد مثالیں باب ہذا اور دوسرے باب میں موجود ہیں انہیں دوبارہ نہیں لکھا جا رہا۔ یہ آپ کی دعا کی مقبولیت ہے کہ جینڈر شریف ایک دور دراز علاقے میں ہونے کے باوجود اردگرد سینکڑوں مزارات بھی ہیں مگر بغیر اشتہار اور دعوتی کارڈ کے ہزاروں لوگ سالانہ پروگراموں میں حاضری دیتے ہیں۔

الہی تا بود خورشید و ماہی  
چراغ چشتیاں را روشنائی

## 12۔ جاہل پیروں اور فقیروں کی مذمت:

خلاف پیمر کے راہ گزید  
کہ ہرگز بہ منزل نخواہد رسید

کوئی بھی مسلمان خواہ وہ ولی ہو یا عالم ہو یا فقیر ہو اگر شریعت کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتا تو وہ کبھی بھی فلاح نہیں پاسکتا۔ معاشرہ میں لوگوں کو گمراہ کرنے کے لئے بہت سے لوگ ولی یا فقیر کا روپ اختیار کر کے دنیا کمانے کے چکر میں مصروف رہتے ہیں بعض اوقات مجذوب کا رنگ اختیار کر لیتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو ان کے مال و متاع سے محروم کر دیتے ہیں دیہاتی علاقوں میں یہ کاروبار عروج پر ہوتا ہے۔ حضرت صاحب ہمیشہ ایسے جاہل اور بناوٹی فقیروں کی مذمت کرتے رہتے تھے۔ جن کی



زندگی کا نصب العین صرف اور صرف مال و دولت اور شہرت حاصل کرنا ہوتا ہے۔  
 ارشاد فرمایا! باطل فقیروں کی کئی قسمیں اور بھی ہیں جس میں وہ نمودار ہوتے  
 ہیں مختلف ہتکنڈوں سے سادہ لوح لوگوں کا مال ہتھیانے میں مصروف رہتے ہیں جاہل  
 لوگ کسی جاہل فقیر کی بات پر عمل پیرا ہو کر اپنا گھر بار چھوڑ دیتے ہیں ماں باپ بیوی  
 بچوں سے رخ موڑ کر جنگل میں تنہائی اختیار کر لیتے ہیں۔ حجامت کرانا چھوڑ دیتے ہیں  
 حتیٰ کہ نماز روزہ ترک کر دیتے ہیں ایسے جاہل پیر اپنے دنیا پرست مریدوں کو حصول دنیا  
 کے لئے سہل طریقہ پر لگا دیتے ہیں خود بھی بے دین ہوتے ہیں مریدوں کو بھی دین سے  
 دور کر دیتے ہیں۔

حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا کہ باطل فقیروں نے فقیری کو بدنام کر دیا  
 ہے جو لوگ ان کے شکار ہوتے ہیں وہ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ فقیری دراصل عیاری اور  
 چالاکی کا نام ہے جس کی طرف علامہ اقبالؒ نے بھی اشارہ کیا ہے۔

خدایا یہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں  
 کہ درویشی بھی عیاری ہے سلطانی بھی عیاری

یہ لوگ جہالت اور حرص میں مبتلا ہیں ان کا اللہ تعالیٰ سے دور کا بھی واسطہ نہیں  
 ہے اگر یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر یقین رکھتے تو  
 ہرگز ان طریقوں کو اختیار نہ کرتے اگر حلال طریقے سے روزی کماتے تو اللہ ان کو حلال  
 طریقے سے روزی عطا کرتا تا کہ ان کی دنیا اور عاقبت دونوں اچھے ہو جاتے یہ باطل  
 طریقوں سے سادہ لوح لوگوں کو لوٹ کر دنیا میں تو عیش و عشرت کرتے ہیں ممکن ہے کہ  
 دنیا بھی ان کو حسب خواہش نہ ملے آخرت کے فوائد بھی ہاتھ سے جاتے رہتے ہیں۔

موضع چک کمالہ کا ایک سائیں ککو پہلے کسی مجذوب کے پاس رہتا تھا مجذوب  
 کے فوت ہونے کے بعد اپنے گاؤں کے باہر ایک درخت کے نیچے ڈھیرا لگا لیا لوگ  
 اسے فقیر سمجھ کر اس کے پاس آتے جاتے تھے خود بھی شریعت پر عمل نہ کرتا اور نہ کسی کو  
 شریعت کی طرف راغب کرتا اکثر عورتوں کو بلا کر ناچ گانا سنتا تھا اور بد اعمال لوگوں کا  
 اس کے پاس اجتماع رہتا ایک روز اس کا ذکر حضرت صاحب کے سامنے ہوا فرمایا وہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ کے خلاف چل رہا ہے اس نے جو زہد کا راستہ اختیار کر لیا ہے وہ درست نہیں ہے اگر سائیں ککو اپنے زہد اور ریاضت کی وجہ سے جنت میں چلا جائے اور میں اپنی معصیت کی وجہ سے دوزخ میں چلا جاؤں پھر بھی کہوں گا کہ اس کی فقیری کا راستہ غلط ہے جس طریقہ سے میں لوگوں کو سیدھے راستے پر چلاتا ہوں وہی درست ہے۔

موضع شیخ چوگانی شریف کے پاس ایک جاہل چالاک فقیر لوگوں کو گمراہ کرتا تھا ساری رات پانی میں کھڑے رہ کر عبادت کرتا مگر فرائض ادا نہ کرتا اس کے زنا کے کئی قصے لوگوں میں مشہور تھے۔ ایک بار اس نے آپ کو اپنے ڈیرے پر آنے کی دعوت دی آپ نے صاف انکار کر دیا رفقا نے عرض کی دعوت کا انکار کرنا سنت کے خلاف ہے۔ فرمایا بے شک دعوت کو رد کرنا سنت کے خلاف ہے لیکن ضروری ہے کہ دعوت دینے والا مومن ہو اور اللہ کی رضا کی خاطر دعوت دے۔ عیار چالاک اور بے دین گمراہ کی دعوت قبول نہیں کرنی چاہئے۔ دور دراز علاقوں سے مختلف رنگوں کے لباس پہن کر کئی ایک بے علم فقیر آپ کے پاس حاضر ہوتے آپ سب کو دین اسلام پر عمل کرنے کی تلقین کرتے۔ متعدد ایسے بے علم پیر آئے جو آپ کی تبلیغ سے راہ راست پر آگئے کئی ایک کو آپ نے فرمایا کہ جینڈ شریف میں قیام کریں آپ کو لنگر سے خرچہ ملتا رہے گا لیکن سادہ لوح لوگوں کو تباہ و برباد نہ کریں آپ کی خوش اخلاقی اور نرم مزاجی کی وجہ سے کئی لوگ راہ راست پر آگئے اور نماز روزہ کی پابندی کرنے لگے حضرت صاحب کی روحانی تربیت نے ان کی زندگیوں میں انقلاب برپا کر دیا۔

### 13۔ حقیقت قبر دیکھ کر نصیحت

جینڈ شریف سالانہ ختم شریف کے موقع پر کھانا کھانے کے لئے ایک بار لوگ دھکم پیل کر رہے تھے لوگوں کی کثرت سے منتظمین کو دقت پیش آ رہی تھی اس منظر کو دیکھ کر حضرت صاحب فکر مند ہوئے جب محفل منعقد ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا یہ ختم شریف نہ میرا کام ہے اور نہ ہی میرے باپ دادا کا ہے بلکہ یہ محفل آپ اور میرے ہم

سب کے لئے برابر ہے کیونکہ یہ محفل سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے جس کو لنگر کم ملا اس کو بھی ثواب ملا جس کو زیادہ ملا اس کو بھی ثواب مل گیا ایسے موقع پر بد نظمی ہرگز پیدا نہ کرو۔ قبر کے عذاب سے بچو اور ڈرو وہ بڑے عذاب کی جگہ ہے میں سن کر نہیں بلکہ قبر کی حقیقت کو دیکھ کر آپ لوگوں کو نصیحت کر رہا ہوں چنانچہ لوگوں نے آپ کی پر اثر نصیحت پر توبہ کی اور آئندہ ایسا نہ کرنے کا وعدہ کیا۔

## 14۔ خوش قسمت ماں

بابا قدر داد ایک روز حضرت قاضی سلطان محمود قادریؒ سے ملاقات و زیارت کے لئے اعموان شریف گیا جب وہاں پہنچا تو دیکھا کہ بہت سے عقیدت مند وہاں حاضر ہیں اور حضرت قبلہ عالمؒ بھی وہاں موجود ہیں حضرت قاضی صاحب نے حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ شیخ چوگانی شریف حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار مبارک کی تعمیر کا کام کتنا مکمل ہوا ہے اور کس قدر باقی رہ گیا۔ حضرت صاحب نے عرض کی کہ اتنا کام باقی رہ گیا ہے قاضی صاحب نے حضرت صاحب کے لئے تو صافی کلمات ادا کئے تو اس پر حضرت صاحب نے عرض کی میں تو حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کا ایک مزدور ہوں ان کے آستانہ پر مزدوری کر رہا ہوں اس پر قاضی صاحب فوراً اٹھے اور حضرت صاحب سے بغل گیر ہوئے اور آپ کے ہاتھوں کو فرط محبت سے بوسہ دیا اور ارشاد فرمایا وہ ماں کس قدر خوش قسمت ہے جس نے گوہر کو جنم دیا۔

## 15۔ دستار مبارک کا فیض

ایک بار کچھ نوجوان آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ہمارے ساتھ کسی عالم دین کو بھیجیں ہمیں کچھ بد عقیدہ لوگوں نے تنگ کر رکھا ہے۔ آپ نے اپنے ایک درویش صوفی تاج دین سے فرمایا ان کے ساتھ چلے جاؤ اس نے عرض کی حضرت میں تو جاہل آدمی ہوں میں وہاں جا کر کیا کروں گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا اگر تم جاہل ہو کوئی بات نہیں تجھے بھیجنے والا تو جاہل نہیں پھر اپنی دستار مبارک سر سے اتار کر صوفی تاج

دین کے سر پر رکھی اور اسے رخصت کیا۔ صوفی تاج دین کا کہنا کہ جب میں نوجوانوں کے ساتھ ان کے علاقے میں پہنچا تو لوگوں کا جم غفیر تھا مجھے انہوں نے تقریر کے لئے کھڑا کر دیا میں نے حضرت صاحب کا تصور کر کے خطاب شروع کیا مجھے نہیں معلوم کہ مجھ سے کون خطاب کروا رہا تھا کم و بیش تین گھنٹے تک عقائد و مسائل پر تقریر کی بد عقیدہ لوگوں کو وہاں سے جانا پڑا میں کامیاب و کامران ہو کر جینڈر شریف واپس آیا۔

ایک موقع پر چند لوگ آپ کو اپنے ساتھ گاؤں لے جانا چاہتے تھے آپ نے اپنے ایک درویش کو بلایا اور اس کے سر پر اپنی دستار رکھ کر ان سے فرمایا اسے ساتھ لے جاؤ لوگوں کو میں ہی نظر آؤں گا چنانچہ ایسا ہی ہوا سب لوگ یہ سمجھتے رہے کہ یہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہیں جب وہ درویش واپس جینڈر شریف آیا تو پھر وہی درویش ہی تھا۔

## 16۔ دہریہ لاجواب ہو گیا

آپ لاہور سے گجرات بذریعہ ریل گاڑی تشریف لا رہے تھے ٹرین میں ایک دہریہ نے آپ کے پاس بیٹھ کر گفتگو شروع کر دی اس کی گفتگو کا مقصود تھا کہ اللہ رب العزت کی ذات کوئی نہیں نظام کائنات خود بخود فطرت کے تحت چل رہا ہے اور کہا وہ لوگ صرف مشقت و تکلیف برداشت کرتے ہیں جنہوں نے اللہ کی ذات کو تسلیم کر کے معاشرہ میں کئی قسم کی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں عبادات میں وقت ضائع کرتے ہیں کیونکہ خدا کوئی نہیں مادہ خود بخود اپنی حالتیں تبدیل کرتا رہتا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں کہتا ہوں کہ خدا ہے اگر نہ ہوتا تو مادہ دونوں دماغوں پر یکساں اثر پذیر ہوتا، ہم دونوں خدا کی ہستی کے منکر ہوتے یا دونوں قائل ہوتے معلوم ہوا کہ ایک ہستی ایسی موجود ہے جس نے اپنی قدرت کاملہ سے ایک دماغ کی قوت ادراک کو کمزور رکھا ہے اور دوسرے کو تیز جس کی وجہ سے ایک دماغ اس کی ذات کا منکر ہو گیا ہے اور دوسرا اس کا قائل ہو گیا ہے۔ آپ کے اس ارشاد پر وہ لاجواب ہو کر خاموش بیٹھا رہا۔

## 17۔ مرزائی اپنے مقصد میں ناکام

ایک مرزائی آپ کو سادہ درویش سمجھ کر آپ کے پاس تبلیغ کرنے آیا اور کہا کہ کوئی شخص اس وقت تک ولی نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے وقت کے نبی کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے لہذا میں آپ کو تاکید کرنے آیا ہوں کہ آپ مرزا صاحب جو اس وقت نبی ہیں ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی ولایت کو بحال رکھیں۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ مجھے یہ بتاؤ تمہارے خیال میں حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کون تھے؟ اس نے کہا وہ ایک کامل ولی اللہ تھے پوچھا کیا حضرت اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہو کر بیعت کی تھی؟ اس نے جواب دیا نہیں آپ نے فرمایا اس سے تو یہ معلوم ہوا کہ تم نے ولایت کا جو اصول بتایا ہے وہ غلط ہوا پھر آپ نے اس پر سوال کیا کہ مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کیوں کیا ہے جواب دیا کہ مرزا صاحب کو پے در پے الہام ہوا تھا کہ تم ہمارے نبی ہو اس لئے انہوں نے نبوت کا دعویٰ کر دیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا تھا تو آپ نے فرمایا لانیسی بعدی۔ اب مجھے یہ بتاؤ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا الہام قابل اعتماد ہے یا مرزا صاحب کا الہام قابل اعتماد ہے۔ اگر تم مرزا کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ترجیح دو گے تو پھر کافر ہو جاؤ گے اور اگر یہ کہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا الہام قابل اعتماد ہے تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بقول آپ آخری نبی ہیں۔ لہذا مرزا صاحب نبوت کے دعویٰ میں کاذب ثابت ہوئے اس پر مرزائی لا جواب ہو کر اپنے مقصد میں ناکام واپس گیا۔

## 18۔ رویائے صادقہ

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا الرویا الحسنہ من الرجل الصالح جزء من ستة

و اربعین جز من النبوة (نیک آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ ہے) نبوت کا سلسلہ منقطع ہو چکا ہے خواب نبوت کا چھیا لیسواں حصہ سے مراد یہ علم نبوت کا جزء ہے حضرت امام احمدؒ نے حدیث نقل کی ذہبت النبوة وبقیت المبشرات نبوت چلی گئی ہے اور مبشرات باقی رہ گئیں اور امام احمدؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت مرفوعہ نقل کی لم یبق بعدی من المبشرات الا الرویا (میرے بعد بشارتوں میں سے صرف خوابیں باقی ہیں)۔

ترمذی میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے اصدق الرویا بالاسحار سب سے سچ خواب سحری کے (وقت کے) خواب ہیں اسی طرح حدیث شریف میں ہے کہ اصدقکم رویا اصدقکم حدیثا تم میں سب سے سچے خواب والا سب سے سچی گفتگو والا ہو گا سچے خواب انبیاء کرام اور ان کی اتباع کرنے والے نیک لوگوں کے خواب ہیں اور بعض اوقات نادر طور پر دوسرے لوگوں کے لئے بھی واقع ہوئے ہیں یہ خواب جس طرح نیند میں واقع ہوتے ہیں بیداری میں اسی طرح وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم کے چند روایئے صادقہ درج ذیل ہیں۔

(i) حضرت صاحب کے حال کو سیر فی التوحید کہا جا سکتا ہے چونکہ عالم بیداری میں آپ کے خیالات اللہ تعالیٰ کی صفات پر کامل یقین رکھتے اور ان میں محور تھے لہذا خواب کے اندر دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہو گیا ہوں اور جنت کے نظاروں کو دیکھ کر میری زبان پر سورہ حدید کی یہ آیات کریمہ جاری ہیں۔

سبح لله ما فی السموات والارض وهو العزيز الحكيم  
له ملك السموات والارض يحيى ويميت وهو على  
كل شيء قدير (القرآن الکریم: - ۵۷: ۲۱)

اللہ کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے اس کے لئے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

(ii) ایک عربی آپ کے پاس حاضر ہوا لوگوں کی مجلس میں اس نے کہا میں مدینہ

شریف جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں شکایت کروں گا کہ اس ملک کے لوگوں میں سے کسی نے مجھے رشتہ نہیں دیا۔ حضرت صاحب اپنے کمرہ میں تشریف لے گئے اور اپنا انتہائی قیمتی گرم جبہ جس کو آپ خود استعمال کرتے تھے تہجد کے وقت آپ کو اس کی ضرورت بھی ہوتی تھی اس عربی کو دے کر کہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس ملک کے لوگوں کی شکایت نہ کرنا کیونکہ یہ لوگ ہندوانہ ملک میں رہنے کی وجہ سے ذات پات کے غلط بندھن میں پھنسے ہوئے ہیں اور اپنی قوم کے سوا کسی دوسری قوم کے ہاں رشتہ نہیں کرتے پھر غیر ملکوں سے اس لئے بھی رشتہ داری نہیں کرتے کہ ان کی بیٹی دوسرے ملک میں چلی جائے گی اور ساری عمر کے لئے ان سے جدا ہو جائے گی۔ عربی جبہ لے کر راضی ہو کر چلا گیا آپ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی اور وہ عربی بھی نظر آیا جو اچانک نیل بن گیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم اس نیل سے کیوں ڈرتے ہو میں نے سلام عرض کرنے کے بعد عرض کی آپ کے ملک سے آیا تھا لہذا احترام ضروری تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شاباش عقیدہ ایسا ہی ہونا چاہئے۔

(iii) حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا اوائل زمانہ کی بات ہے کہ انفاق فی سبیل اللہ کی فراوانی کی وجہ سے میں مقروض ہو گیا میری اراضی تک فروخت ہو گئی تھی مجھے خواب میں ایک فرشتہ پاکیزہ صورت میں نظر آیا اور کہا تمہاری قسمت میں ایک لاکھ روپیہ لکھ دیا گیا ہے۔ آپ کشادہ دلی سے اللہ کے راستہ میں خرچ کریں۔ آپ فرماتے کہ لنگر کے معاملات میں اکثر میں مقروض رہتا تھا مگر اس کی ادائیگی کا انتظام اس طرح ہوتا تھا کہ وہم وگمان میں بھی نہ ہوتا۔

(iv) آپ نے اپنی والدہ کے لئے لباس مستحق دیندار عورت کو دیا رات کو خواب میں دیکھا کہ انہوں نے وہی لباس پہن رکھا ہے تفصیلی ذکر ”اصلاح عقائد و اعمال“ میں کیا گیا ہے۔

(v) آپ نے فرمایا میرا ایک دوست فوت ہو گیا کچھ عرصہ بعد خواب میں اسے دیکھا اس کے گھٹنے پر تھکی لگا کر بڑھ چھا تمہارا کیا حال ہے اس نے اٹھ کر میرے گھٹنے پر دو

دفعہ تھکی لگائی میں نے پوچھا ایسا کیوں کیا ہے کہنے لگا یہ عالم برزخ ہے یہاں ایسے ہی ہوتا ہے۔

(vi) اوائلِ زمانہ میں حضرت صاحب نے خواب میں دیکھا کہ زمین و آسمان کے درمیان خلا میں ایک تابوت معلق ہے جو انوار و تجلیات کا مظہر ہے اور نورِ مدینہ طیبہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور کی طرف جا رہا ہے اس وقت تک آپ کو حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار مبارک کی زیارت نہ ہوئی تھی اس خواب کے بعد جلد وہاں کی حاضری نصیب ہوئی۔

## 19۔ فاتر العقل قابلِ رحم

حضرت صاحب کا ارشاد گرامی ہے کہ فاتر العقل اور احمقوں سے نرمی اختیار کی جائے اور ان کی باتوں پر طیش میں نہیں آنا چاہئے بلکہ ان کی ضروریات کو پورا کرنا چاہئے یہ لوگ ہمارے حسن سلوک کے مستحق ہیں کیونکہ اپنے دماغ کو صحیح رکھنا کسی کے بس کی بات نہیں اس طرح کے بیمار کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے ہمیں اس طرح کی بیماری سے بچا رکھا ہے۔

ایک روز آپ حویلی میں تشریف فرما تھے حسب معمول مسائل بیان کر رہے تھے کہ جینڈر شریف کی ایک دیوانی عورت شور مچاتی سینہ کو بی کرتے ہوئے وہاں آگئی۔ سامعین کی توجہ منشر ہو گئی صاحبزادہ میاں محمد رمضان صاحب نے اسے ڈانٹ ڈیٹا حضرت صاحب کو یہ بات بڑی ناگوار گذری فرمایا اس بپجاری کے بس کی بات نہیں یہ اپنے عزیز کے فوت ہونے کی وجہ سے اس طرح ہو گئی ہے۔ جب اس کو عزیز کا خیال آتا ہے تو رونا پیٹنا شروع کر دیتی ہے ایسے غمزدہ اور معذور لوگوں پر رحم کیا کرو تا کہ انہیں مزید تکلیف نہ ہو۔ حضرت صاحب اس پاگل عورت کو زندگی بھر لنگر سے کھانا دیتے رہے۔

حضرت صاحب کی خدمت میں ایک روز مخبوط الحواس آدمی لنگوٹی باندھے کھلے اوڑھے آ گیا آپ نے حسن سلوک سے اس کو اپنے پاس بٹھا کر پوچھا پانی پیو گے یا کھانا



کھاؤ گے اس نے نفی میں جواب دیا آپ نے پوچھا پھر کیسے آنا ہوا کہنے لگا تمہاری بیمار پرسی کے لئے۔ آپ نے ہنس کر فرمایا یہ لوگ کتنے ہمدرد اور وفادار ہیں کہ میں بیمار بھی نہیں پھر بھی میری عیادت کے آگئے ہیں ارشاد فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جب تم کسی بیمار کو بیماری میں دیکھو تو دل میں یہ دعا پڑھ لیا کرو۔

الحمد لله الذي عافاني مما ابتلاك به وفضلني على

كثير ممن خلق تفصيلا.

(اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے اس چیز (دکھ تکلیف) سے عافیت

میں رکھا جس میں تجھے مبتلا کیا اور بہت سی مخلوق پر مجھے نمایاں طور

پر فضیلت دی۔)

## 20۔ سچے جذبہ کا دل پر اثر

ارشاد فرمایا کسی مرد خدا کے دل میں اللہ تعالیٰ کے عشق و محبت کے خیالات عروج پر ہوں اس وقت اگر وہ کسی پر اسی جذبہ سے نظر کرے تو اس پر بھی اثر ہو جاتا ہے اسے سمجھنے کے لئے ایک مثال بیان فرمائی ایک عورت کو اپنا خاوند پسند نہیں تھا اس سے نجات کے لئے زہر دے کر اسے ہلاک کر دیا اور باہر نکل کر زور زور سے رونا چیننا شروع کر دیا مجھے اس کی حقیقت کا علم تھا اس کے رونے پر مجھے ہنسی آتی تھی مگر ایک بوڑھی عورت کا جوان بیٹا فوت ہو گیا وہ بیٹے کے غم میں اپنے گھر کے اندر روتی تھی اس کی آواز کو مسجد میں بیٹھے سن کر میرے آنسو نہیں رکتے تھے میں دیر تک اس بوڑھی عورت کے حال زار پر آنسو بہاتا رہا۔



## سیرت و کردار گوہر

کسی شخصیت کی عظمت کا پتہ اس کی سیرت و کردار کی بلندی سے چلتا ہے جب تک کسی شخصیت کے اطوار و عادات معلوم نہ ہوں اس کی سیرت لوگوں کے سامنے نہ ہو اس شخصیت کے متعلق کوئی حتمی رائے قائم نہیں کی جاسکتی حضرت سعدی شیرازیؒ کا قول ہے کہ

مشک آنت کہ خود بوید نہ کہ عطار بگوید  
(خوشبو خود بخود اپنی موجودگی کا احساس دلاتی ہے اگر خوشبو نہ ہو  
اور عطار کسی شیشی کو پانی سے بھر کر پکارتا رہے کہ یہ خوشبو ہے تو اس  
پر کوئی بھی یقین نہیں کرے گا۔)

اسی طرح اگر کہا جائے کہ فلاں بڑی عظمت اور رفعت کا مالک تھا جب تک اس کی سیرت اس کا کردار اور اوصاف لوگوں کے سامنے نہ ہوں کوئی بھی اس کی عظمت کا قائل نہیں ہوتا۔

بزرگان دین کی حیات مقدسہ کا ایک اہم وصف ان کا حسن اخلاق ہوتا ہے چونکہ ان اولیاء اللہ نے اپنے اخلاق اور کردار کو انوار سنت سے منور کیا ہوتا ہے لہذا ان کے اخلاق و اطوار کو دیکھ کر اخلاق نبوی کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔

با مجاں باش دائم ہم نشین  
تا توانی روئے اعداء را مبین

(ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرو جو تجھ سے محبت کرتے ہوں  
دشمنوں سے کنارہ کش رہو کہ بری صحبت انسان کے کردار کو بد نما کر  
دیتی ہے۔)

حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت و کردار اور اخلاق کریمانہ تخلقوا بہ اخلاق اللہ کے مصداق تھے انتہائی اعلیٰ اطوار و عادات کے مالک۔ ساری زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا اور اطاعت میں بسر کی۔ فرماتے ہیں نے زندگی بھر ایک قدم بھی اللہ کی مرضی کے بغیر نہیں اٹھایا اپنی سیرت و صورت کو سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منور رکھا۔ ہمیشہ با وضو رہتے نماز باجماعت ادا کرتے زہد و تقویٰ کے پیکر تھے باطنی طہارت کے ساتھ ساتھ ظاہری طہارت کا پورا پورا خیال رکھتے ہمیشہ سفید لباس زیب تن فرمایا۔ روزانہ غسل کرنے کی عادت زندگی بھر رہی ہر آنے والے کی عزت کرتے کوئی کتنے ہی بلند مرتبے پر فائز ہوتا یا دنیاوی لحاظ سے غریب و مسکین ہوتا سب کے ساتھ سنت کے مطابق ایک جیسا سلوک کرتے سب کی میزبانی فرما کر خوشی محسوس کرے ہر آنے والے کے حال احوال اور خیال کو دریافت فرماتے سب کے لئے دعائے خیر اور اس کے معاملات میں جہاں تک ممکن ہوتا دلچسپی رکھتے سب سے ہمدردی کے ساتھ پیش آتے دنیاوی معاملات کو اپنی بساط کے مطابق حل کرواتے سائل اور مساکین کو سادہ خیال رکھتے کسی کو خاں ہاتھ نہ لوٹاتے اگر اس وقت اپنے پاس کچھ نہ ہوتا تو اسے قہام کرنے کے لئے کہتے جب تک اس کی حاجت پوری نہ کر دیتے اسے رخصت کرنے کی اجازت نہ دیتے۔ ہمیشہ لوگوں کو دین اسلام پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرے اور جاہل پیروں اور فقیروں سے بچنے کی ترغیب فرماتے ایسے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے کو سخت ناپسند فرماتے جو دین کے نام پر لوگوں کا مال ہضم کرنے کے چکر میں رہتے فرماتے جس طرح آب و ہوا سے انسان کی صحت پر اثر پڑتا ہے اسی طرح برے لوگوں کی صحبت سے انسان کی دنیا اور دین دونوں برباد ہو جاتے ہیں۔

آپ نمود و نمائش کو ناپسند فرماتے کبھی کسی روحانی رتبہ اور مقام کا دعویٰ نہ کرتے خود بھی خدمت خلق کو عبادت سمجھتے اور دوسروں کو بھی تلقین فرماتے کہ ان لوگوں سے محبت اور خدمت کرنے کا نام ہی عبادت ہے۔ اللہ کے بندوں سے محبت ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ سے محبت ہے۔ کبھی بھی لوگوں کی مدح سرائی سے خوش نہ ہوتے جتنی

دیر لوگ آپ کے پاس بیٹھے رہتے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں کرتے اور سنتے رہتے۔ مسائل بیان فرماتے یا دینی کتاب پڑھنے کا حکم دیتے تو عالم دین کسی نہ کسی کتاب کو پڑھ کر حاضرین کو سناتا۔ آپ بیان کی جانے والی عبارت کی تشریح فرماتے۔ بے پناہ جرأت دلیری اور حوصلہ کے مالک تھے۔ بچپن سے ہی گھڑ سواری میں مہارت رکھتے تھے زندگی کے تمام معاملات میں نظم و ضبط کا خیال رکھتے۔ عاجزی اور انکساری غفو و درگذر سخاوت و ایثار، تسلیم و رضا اور صبر و شکر کے پیکر تھے۔

ایسے فضائل و اخلاق اوصاف حمیدہ اور سیرت و کردار کے مالک بزرگان دین سے محبت رکھنا اور ان کی سیرت و کردار کو مشعل راہ بنانے کی ضرورت ہے تاکہ معاشرہ انسانی میں جو رزائل اخلاق پیدا ہو چکے ہیں ان سے نجات حاصل کر کے صراطِ مستقیم پر عمل پیرا ہو سکیں۔

حب درویشاں کلید جنت است  
دشمن ایشاں سزائے لعنت است

## (1) حب الہی

### قرآن مجید:

والذین امنوا اشد حبا لله (القرآن الکریم: ۲-۱۶۵)  
اور ایمان والوں کو اللہ کے برابر کسی کی محبت نہیں۔

### حدیث نبوی:

من احب لقا الله احب الله لقاءه ومن کره لقاء الله  
کره الله لقاءه (بخاری و مسلم)  
جو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ملاقات  
کو پسند کرتا ہے اور جو اللہ سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے اللہ تعالیٰ

اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

### کشف المحجوب:

قطعِ محبت ماسوا اللہ کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل میں سوا ذاتِ واحد کے کسی کا تعلق اور کسی کی محبت نہ ہو اور جب اس کے دل میں خالص ذاتِ واحد کی محبت جاگزیں ہو چکی ہے وہ کتنا ہی لوگوں کے ساتھ میل جول رکھے اسے کوئی خطرہ نہیں اور جو مخلوق سے محبت رکھے اس کے دل میں محبتِ الہیہ کا گزر نہیں ہو سکتا گویا وہ محبتِ الہیہ کو سمجھتا ہی نہیں۔ یعنی صفتِ عبد صافی محض وحدت ہے سن اللہ کا فرمان کیا اللہ اپنے بندہ کو کافی نہیں۔

حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذاتِ اقدس سراپا فنا فی اللہ تھی۔ توحیدِ حبِ الہی اور معرفت و عرفانِ الہی کے حوالے سے آپ کے فرمودات کتاب ہذا کے باب سوم میں موجود ہیں اس موضوع پر کئی واقعات گذشتہ اوراق میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ آپ کی زندگی کا ہر پہلو اور عمل رضا الہی کے لئے تھا فرماتے ”میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے اللہ کی مرضی کے خلاف ایک بھی قدم نہیں اٹھایا۔“ کئی بار ارشاد فرمایا کہ میری قبر کی مٹی سے بھی لوگوں کو درسِ توحید ملے گا۔ آپ کی زبان پر ہمیشہ ذکرِ الہی جاری رہتا ہر آنے والے مہمان کو درسِ توحید دیا کرتے تھے۔ آپ کے سب سے زیادہ فرمودات توحید پر ہی مبنی ہیں ہمیشہ فرماتے توحیدِ نفی ماسوا اللہ کا نام ہے اور تصوفِ نفی ماسوا اللہ میں مضمحل ہے۔ تفصیلات کے لئے دیکھئے باب اول موضوع سوئے حجاز اور باب سوم۔

ذکر کن ذکرے کہ غیر از دل رود

غیر منسی ذات حق در دل بود

(اللہ تعالیٰ کا ذکر اس طرح کرو کہ غیر دل سے نکل جائے اور

صرف اللہ کی ذاتِ دل میں رہ جائے)۔

آپ ہمیشہ اپنی ہستی کے نیست ہونے کا ذکر کرتے انانیت کا وہاں پر کوئی

وجود نہ تھا۔ اور ہر وقت ذکر الہی جاری رہتا حتیٰ کہ آخری سالوں میں یہ عالم تھا کہ رات کو چند گھڑی جب سوتے تھے تو ہر دوسرے سانس کے باہر آنے کے ساتھ آپ کی زبان پر لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین کی آواز سنائی دیتی تھی۔

چونکہ روح غرق یاد حق بود

جامہ ہستی بہ کلی شق بود

(جب تیرا دل یاد حق میں مستغرق ہو گا تو پھر اپنے نہ ہونے کا

اعلان کرنا پڑے گا)۔

ارشاد فرمایا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ مخلوق کے دل پر صرف اللہ رب العزت کا ہی غلبہ ہو۔ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور دعا کے لئے عرض کیا آپ نے پوچھا کیا تم نماز پڑھتے ہو عرض کیا نہیں۔ فرمایا نماز پڑھا کرو اللہ تعالیٰ مہربانی فرمائے گا۔ آپ نے اس سے دعا کا وعدہ کیا وہ شخص چلا گیا کسی نے عرض کیا حضور اس کی موجودگی میں دعا کر دیتے اس مسکین بیچارے کو آرام آ جاتا اور وہ مطمئن بھی ہو جاتا فرمایا میں ابھی اس کے سامنے دعا کرتا اسے آرام آ جاتا تو یہ لوگ مجھے چین نہ لینے دیتے کوئی آ جاتا کہ میری بھینس دودھ کم دیتی ہے۔ کوئی کہتا مکھن کم نکلتا ہے۔ کوئی کہتا مرغی انڈے نہیں دیتی۔ اس لئے اس کو کہا ہے کہ گھر جا کر نماز پڑھے اور دعا کرے اسے آرام آ جائے گا اور اس کا خیال میری طرف نہ جائے گا میں چاہتا ہوں کہ مخلوق کے دل پر اللہ رب العزت کا غلبہ ہو اسے آرام بھی آئے گا اور نمازی بھی بن جائے گا پھر آپ نے دو رکعت نفل پڑھ کر اس کے لئے خصوصی دعا بھی کر دی۔

حضرت موسیٰ حجازی علیہ السلام کے مزار مبارک پر مہمان خانے میں قیام کے دوران رات کو آپ کے مخلص عقیدت مند سید حسن شاہ بیمار ہو گئے اور تکلیف کی شدت پر ہائے اماں ہائے اماں پکارنے لگے۔ یہ آواز سن کر حضرت صاحب شاہ صاحب کے کمرے میں گئے اور تسلی دی دوائی کا اہتمام کروایا پھر ارشاد فرمایا شاہ صاحب! آپ نے ساری عمر درویشی کے اندر گزار دی ہے تو سب سال آپ کی عمر ہو چکی ہے مجھے بڑا افسوس ہوا یہ سن کر کہ بیماری پر آپ ہائے اماں ہائے اماں پکارتے جا رہے ہیں ایک بار بھی

ہائے اللہ کا لفظ آپ کے منہ سے نہیں نکلا حالانکہ تکلیف و بیماری کے دوران تو اللہ رب العزت کو ہی یاد کرنا چاہئے کہ بیمار کو شفا دینے والا تو اللہ تعالیٰ ہے۔

ایک شخص حاضر خدمت ہوا اپنی آبِ بیتی عرض کرنے کے بعد رخصت ہوتے وقت عرض کرنے لگا میں نے جو گزارش کی ہے اسے یاد رکھئے گا پس پشت نہ ڈالنا کہیں آپ بھول نہ جائیں آپ نے فرمایا میں تو ایک کمزور انسان ہوں اور بھول جانے پر مجبور بھی ہوں بہتر یہ ہے کہ ہم دونوں اس عرض کو اس کے حوالے کر دیں جس کی صفت ”لاتاخذہ سنۃ ولا نوم“ ہے۔

اگر کوئی شخص لنگر کے لئے اشیاء لے کر آتا اور آپ کو دکھانے پر اصرار کرتا کہ حضرت صاحب کو علم ہو جائے یہ چیزیں میں لایا ہوں تو آپ اس کو ارشاد فرماتے یہ بات تو خوشی کی ہے کہ تم نے یہ چیزیں لنگر میں دیں ہیں لیکن مجھے دکھانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ لنگر میرا نہیں اللہ رب العزت کا ہے اور ہر کام صرف اللہ کی رضا کے لئے کرو دوسروں کی رضا کے لئے نہیں کرنا چاہئے۔

رضائے الہی پر قائم رہنا انبیاء کرام کا مقام اور اولیاء عظام کا حال ہے۔ فرماتے ہیں اپنی رضا کو اللہ کی رضا میں گم کر کے بیٹھا ہوں۔

آپ کا بیٹا ایک سال کی عمر میں فوت ہو گیا۔ لوگ آپ کے پاس تعزیت کے لئے حاضر ہوتے تھے اگر ان میں سے کوئی یہ کہہ دیتا کہ بڑا افسوس ہوا ہے تو فرماتے توبہ توبہ ایسا نہیں کہنا چاہئے یہ تو اللہ کی رضا ہے اور اللہ کی رضا پر افسوس کرنا بڑا گناہ ہے۔ ایک روز امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے رضا الہی کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے مثال سے اس کو یوں واضح کیا کہ اپنی رضا کو رضا الہی کے سپرد کرنے کی مثال یہ ہے کہ ایک بادشاہ کا خزانہ مختلف کمروں میں جو آگے پیچھے تعمیر ہیں میں پڑا ہے پہلے کمرے میں چاندی دوسرے میں سونا اور تیسرے میں جواہرات اسی طرح دیگر کمروں میں قیمتی سامان موجود ہے۔ بادشاہ اعلان کرتا ہے خزانے کا دروازہ کھلا ہے ہر شخص جتنا مال اٹھا کر لے جا سکتا ہے لے جائے جو عقل کے اندھے ہوں گے وہ پہلے کمرے سے ہی سامان لے جائیں گے سمجھدار دوسرے سے سامان اٹھا کر خوش ہوں

گے لیکن جو سب سے دانا ہوگا وہ خود بادشاہ سے عرض کرے گا حضور جو مناسب ہو مجھے عطا کریں بادشاہ اپنی شان کے مطابق اسے جو اس کے لئے زیادہ مفید ہوگا عطا کرے گا اسی طرح اپنی رضا کو بھی رضا الہی پر چھوڑ دینا چاہئے دانشمندی اسی میں ہے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ اس میں جائز انداز سے جدوجہد جاری رکھنی چاہئے۔

آپ رضا و محبت الہی پر ہمیشہ پر تاثیر گفتگو کرتے کہ لوگوں کی زبانوں پر بے اختیار ذکر الہی جاری ہو جاتا یہی وجہ ہے کہ وصال کے وقت آخری الفاظ بھی حسبی اللہ ادا فرمائے عقیدہ توحید پر آپ کی گفتگو سن کر جید اہل حدیث علماء یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ عقیدہ توحید کی سمجھ آج آئی ہے۔

خدا کی قسم ہے خدا جلوہ گر ہے اسی کی حقیقت میں جلوہ گری ہے یہ شمس و قمر اور یہ برق و شرر میں اسی نور مطلق کی سب روشنی ہے

## (2) عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

### قرآن مجید:

قل ان کان اباؤکم و ابناءکم و اخوانکم و ازواجکم و  
عشیرتکم و اموال اقتر فتموها و تجارة تخشون کسا  
دھا و مسکن ترضونها احب الیکم من اللہ و رسوله  
و جہاد فی سبیلہ فتر بصوا حتی یاتی اللہ بامرہ واللہ  
لا یہدی القوم الفسقین (القرآن الکریم: ۹-۲۴)

تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور  
تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا  
جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ  
چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ  
پیاری ہوں تو راستہ دیکھو کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو



راہ نہیں دیتا۔

حدیث نبوی:

لا یومن احدکم حتی اکون احب الیہ من والدہ وولدہ  
والناس اجمعین (مسلم)  
تم میں سے اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں ہو سکتا جب تک  
میں اس کے نزدیک اس کے باپ اور اس کی اولاد اور تمام لوگوں  
سے بڑھ کر محبوب اور عزیز نہ ہو جاؤں۔

کشف المحجوب:

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لیلة المعراج میں پچاس نمازیں قبول فرما  
لیں اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قطعاً گراں نہ گذریں حتیٰ کہ جناب موسیٰ  
علیہ السلام کے عرض کرنے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محض امت کی خاطر  
واپس تشریف لے گئے اور پچاس کی پانچ کرالائے اس لئے کہ اس ہستی مقدس کی طبع  
مقدسہ فرمان محبوب کے ساتھ کسی مخالفت کی روادار نہ تھی لان المحبة ہی الموافقة  
اس لئے کہ محبت نام ہی موافقت محبوب کا ہے۔

غالب ثنائے خواجہ بہ یزداں گدا شیتم

آں ذات پاک مرتبہ داں محمد است

حدیث پاک میں ہے کہ من احب شیئا اکثر ذکرہ یعنی جو کسی سے محبت  
کرتا ہے اس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔ حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین اویسی رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ ایسے سچے عاشق رسول کہ فنا فی اللہ کے ساتھ ساتھ فنا فی الرسول کے درجے  
پر فائز تھے۔ ہر وقت زبان پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک رہتا یہی  
آپ کا مرغوب و محبوب و وظیفہ تھا۔ حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے  
اس شعر کا نمونہ تھے۔

جائی ثنائے یار کند انشراح صدر

ہر دم وظیفہ گفتن نام محمد است

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق آپ کے ارشادات باب سوم میں موجود ہیں۔ بزرگانِ دین کی سیرتوں کا مطالعہ کیا جائے تو عموماً ایک دو واقعات ملتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے انہیں بیداری یا عالمِ خواب میں اپنی زیارت سے مشرف فرمایا ہو مگر یہاں معاملہ کچھ اور ہے آپ جس کو فرما دیتے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہو جاتی اس کی عمدہ مثال حضرت شیخ القرآنؒ کی ذات گرامی ہے کہ مدینہ طیبہ میں قیام کے دوران حضرت صاحب نے رات کو ارشاد فرمایا کہ صبح جا کر مراقبہ کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضرور نظر کرم فرمائیں گے چنانچہ صبح حضرت شیخ القرآنؒ کو حالت بیداری میں نبی علیہ السلام کی زیارت ہوتی ہے جس کی تفصیلات 'سفر حج' میں گذر چکی ہیں۔

آپ خود مسجد نبوی میں نماز پڑھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تین بار ایسا کیا حضرت شیخ القرآنؒ کے سوال پر فرمایا حضور قلب سے نماز پڑھنا سیکھ رہا تھا نبی علیہ السلام اصلاح فرما رہے تھے۔ چونکہ آپ امی تھے لہذا جب کوئی آپ کے سامنے حدیث مبارکہ پڑھتا آپ اس کی تصحیح کے لئے بارگاہ رسالت میں رجوع کرتے تھے۔

اہل حدیث عالم دین مولانا عنایت اللہ گجراتی آپ کے پاس حاضر ہوئے کسی مسئلہ پر بحث شروع ہو گئی۔ حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی موجود تھے۔ مشکوٰۃ شریف سے حدیث دکھانا مقصود تھا۔ حضرت صاحب نے مولانا محبت النبی صاحب سے فرمایا کہ مشکوٰۃ شریف مولانا عنایت اللہ صاحب کو دیں انہوں نے عرض کی مجھے ساری مشکوٰۃ یاد ہے میں آپ کو حدیث سناتا ہوں مولانا عنایت اللہ نے ایک عربی عبارت سنائی آپ خاموش رہے پھر سنائی تو آپ پھر خاموش رہے اس پر مولانا عنایت اللہ نے عرض کی جب مولانا محبت النبی صاحب عبارت پڑھتے تھے تو آپ اس حدیث کی وضاحت کرتے تھے جب میں پڑھتا ہوں آپ خاموش ہو جاتے ہیں۔

حضرت صاحب نے فرمایا مولانا جب آپ عبارت سناتے تھے تو میں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رجوع کرتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے میں نے ایسا نہیں کہا اس پر مولانا عنایت اللہ نے کہا واقعی میں حدیث نہیں پڑھ رہا تھا میں سمجھتا تھا کہ آپ امی ہیں عربی عبارت سناتا ہوں آپ کو علم نہ ہوگا لیکن اب یہ سمجھ آئی ہے کہ آپ واقعی محمدی ہیں اور حقیقت حدیث کا شعور بھی آپ کو عطا کیا گیا ہے۔

حضرت صاحب کی یہ عادت تھی کہ جب آپ کے سامنے حدیث مبارکہ پڑھی جاتی تو آپ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں رجوع فرما کر اس کی تصدیق فرما لیتے اسی طرح روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قدموں کی جانب کھڑے ہو کر بھی آپ نے کئی باتوں کی تصدیق فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے یہ باتیں ایسے ہی درست ہیں۔ نبی علیہ السلام کی غلامی میں آپ کو بلند مقام اور جو قرب حاصل تھا اس کا اظہار ان واقعات سے ہوتا ہے جو مدینہ طیبہ قیام کے دوران پیش آئے۔ جنہیں باب ہذا کی فصل دوم میں بیان کر دیا گیا ہے۔

آپ کے پاس جو بھی شخص بیعت کرنے کے لئے آیا آپ اسے بیعت کرنے کی بجائے فرماتے میرے اور تمہارے پیر وہ ہیں جو سب کے پیر ہیں یعنی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وصال سے قبل آخری ختم شریف کے موقع پر خلاف معمول آپ نے جو خطبہ ارشاد فرمایا اس میں بھی اسی بات پر زور دیا کہ ہم سب کے پیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میں آپ سب لوگوں کو ان کے سپرد کر رہا ہوں۔ آپ نے زیارت نبوی کی تین اقسام بیان کیں ایک زیارت آپ کے جسم شریف کی زیارت جو آپ کی حیات ظاہری میں خاص و عام کو نصیب ہوئی دوسری قسم کی زیارت آپ کی شریعت کی پیروی اور آپ کے احکامات پر عمل پیرا ہونا اس پر جو شخص جتنا عمل پیرا ہوتا ہے اسے اتنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی زیارت سے حصہ ملتا ہے۔ تیسری قسم کی زیارت یہ ہے کہ اللہ رب العزت کی معرفت جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی اسے انسان نبی علیہ السلام کی توجہ اور لرم و نوازش سے اپنی بساط

کے مطابق حاصل کرے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ ہمیشہ اپنے حال کو چھپاتے تھے اس لئے برملا تو اس بات کو ظاہر نہ کرتے کہ آپ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں کس قدر حضوری حاصل تھی مگر بعض واقعات سے اس کا اظہار ہوتا ہے مثلاً ایک اہل حدیث عالم آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کرنے لگا کہ کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاضر و ناظر سمجھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میرا یہ عقیدہ ہے اس نے عرض کی میں تو نبی علیہ السلام کو حاضر و ناظر نہیں مانتا۔ آپ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو کیونکہ تمہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی اپنی زیارت سے مشرف نہیں فرمایا نہ ہی کبھی تلقین کی ہے مگر جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے حضور میں حضوری سے مشرف فرماتے ہیں اور مناسب ہدایات ارشاد فرماتے ہوں وہ کیسے کہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حاضر و ناظر نہیں ہیں۔

مشرف گرچہ شد جامی ز لطفش

خدایا ایں کرم بار دگر کن

حضرت صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم و اجازت سے ہی جینڈر شریف میں مسجد کو تعمیر کروایا اور ختم شریف کا آغاز کیا۔ عشقِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ عالم ہے کہ لوگ سمجھتے تھے کہ آپ چونکہ نبی علیہ السلام سے بے پناہ محبت کی وجہ سے بے دریغ خرچ کرتے ہیں لہذا وہ عربی لباس پہن کر آجاتے تو آپ ان کی مالی مدد کرتے جب عرض کیا جاتا کہ یہ تو فلاں لوگ ہیں صرف عربی لباس میں آئے ہیں فرماتے مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کا لباس پہن کر آجائے اور کہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر سے آیا ہوں میں اس کی خدمت کروں گا۔

جینڈر شریف کے اردگرد کا علاقہ دیہاتی اور ماحول بھی دیہاتی تھا اس لئے آپ کی محفل میں حقہ موجود ہوتا تھا ایک روز ایک مولوی صاحب آئے اور حقہ دیکھ کر کہنے لگے جو شخص حقہ پیتا ہے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں

ہوتی۔ آپ نے فرمایا مولانا کیا آپ حقہ پیتے ہیں جو اب دیا نہیں فرمایا مولانا سچ سچ بتائیں کہ آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کتنی مرتبہ ہو چکی ہے۔ مولانا نے جواب دیا ایک بار بھی نہیں ہوئی۔ فرمایا آپ کے بیان کردہ اصول کے مطابق تو آپ کو زیارت سے محروم نہیں ہونا چاہئے کیونکہ آپ حقہ نہیں پیتے مولانا اس سے پتہ چلتا ہے کہ حقہ مانع زیارت نہیں بلکہ کئی دیگر وجوہات ہیں جن کی وجہ سے انسان زیارت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محروم رہتا ہے پھر ارشاد فرمایا کہ مولانا اگر حقہ پینے والے پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر روز کرم فرماتے ہوں تو پھر آپ کا بتایا ہوا اصول کہاں جائے گا۔ یہ سن کر مولانا آپ کے جذبہٴ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضوری کے سامنے خاموش ہو گئے۔

نہ عشق ہے نہ محبت نہ آرزوے وصال  
 زہے نصیب کہ ہر دم رہے تیرا ہی خیال  
 اٹھے جو دیدہ دل سے حجاب کے پردے  
 تو ہر طرف نظر آیا اسی کا حسن و جمال  
 پہنچ گیا ہوں جو مشتاق ان کے کوچے میں  
 یہ محض ان کا کرم ہے ترا نہیں ہے کمال

حضرت صاحب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاص نظر عنایت تھی اسی لئے آپ ارشاد فرماتے کہ میری استاد نبوت ہے میں نے جو کچھ سیکھا ہے انبیاء علیہم السلام سے سیکھا ہے۔ آپ کو نسبت اویسی حاصل تھی جس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بظاہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ثابت نہیں مگر آپ پر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاص کرم تھا کہ آپ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو آپ کی زیارت و ملاقات کے لئے بھیجا۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فنا فی الرسول کے مقام پر فائز تھے۔ باطنی طور پر بارہا مرتبہ زیارت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے چونکہ حضرت صاحب کا سلسلہ بھی اویسی ہے اسی نسبت کی بنا پر حضرت صاحب خود ارشاد

فرماتے کہ مجھے حضرت سیدنا اولیس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت عالم بیداری میں ہوئی یہ میری اوائل عمر کا واقعہ ہے کہ آپ نے سامنے آ کر مجھے نظر التفات سے کچھ دیر کے لئے دیکھا پھر آپ کی شبیہ مبارک غائب ہو گئی لیکن کوئی گفتگو نہ ہوئی۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں کئی بار دیکھا لوگوں میں کئی ایک واقعات معروف ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ شروع میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ختم شریف کا آغاز کیا گیا تو ان دنوں کی بات ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی میرے پاس آ کر کہتا ہے کہ مدینہ شریف سے دو سوار تشریف لائے ہیں۔ گھر سے فوراً نکل کر گلی میں دوڑتا ہوا گیا تو سامنے دیکھا کہ ایک گھوڑے پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں جبکہ دوسرے گھوڑے پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سوار ہیں میں انہیں اپنے گھر لے آتا ہوں۔

ایک عربی جینڈر شریف آیا وہ یہاں پر شادی کرنے کا خواہشمند تھا لیکن کسی نے اس کو رشتہ نہ دیا اس نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ انور پر جا کر آپ لوگوں کی شکایت کروں گا۔ آپ نے اسے اپنا قیمتی جبہ دیا اور خدمت بھی کی اس سے گزارش کی کہ یہاں کے لوگوں کی شکایت نہ کرنا (یہ واقعہ روایات صادقہ میں گذر چکا ہے) خواب میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے وہ عربی بھی موجود تھا جو نبیل بن گیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ تو نبیل ہے تم اس سے کیوں ڈرتے رہے ہو۔ عرض کی آپ کے وطن سے آیا تھا اس لئے احترام ضروری تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شاباش عقیدہ ایسا ہونا چاہئے۔ (یہ بات احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ لوگوں کی باطنی شکل اعمال کے مطابق ہوگی)۔

جب کوئی شخص آپ سے عرض کرتا کہ دعا کریں زیارتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصیب ہو فرماتے کہ پہلے اس کے لئے تیاری کرو۔ شریعت پر مکمل عمل کرو اپنے دل کو پاک کرو اطاعت میں کسی قسم کی کمی نہ ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دل نش ہو جائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے قابل ہو

جائے تو خود ہی لطف و کرم کے دروازے کھل جائیں گے۔  
 صد ہزاراں جبریل اندر بشر  
 بہر حق سوئے غریباں یک نظر

### (3) سخاوت و ایثار

#### قرآن مجید:

الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ ثم لا یتبعون  
 ما انفقوا منا ولا اذی لہم اجرہم عند ربہم ولا خوف  
 علیہم ولا ہم یحزنون (القرآن الکریم: ۲-۲۶۲)  
 اور وہ جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں پھر اس خرچ  
 کے پیچھے نہ احسان رکھیں نہ تکلیف دیں اس کا اجر (نیکی) ان کے  
 رب کے پاس ہے اور انہیں نہ اندیشہ ہے نہ کچھ غم۔

#### حدیث نبوی:

السخی قریب من اللہ قریب من الناس قریب من الجنۃ  
 بعید من النار. (سنن ترمذی)  
 سخی اللہ تعالیٰ لوگوں اور جنت کے قریب ہوتا ہے جب کہ آگ  
 سے دور ہوتا ہے۔

#### کشف المحجوب:

بعض نے جواد اور سخی کا یہ فرق بیان کیا ہے کہ سخی وہ ہے جو بخشش کرتے وقت  
 خویش و بیگانہ میں تمیز کرے دوست و دشمن میں امتیاز رکھے اور اس میں کوئی سبب یا غرض  
 ملحوظ ہو اور یہ جود کا ابتدائی مقام ہے اور جود وہ ہے کہ دیتے وقت اپنے بیگانے میں فرق

نہ کرے اور اس کا دینا بے غرض اور بے سبب ہو اور یہ شان دو پیغمبروں میں خاص تھی ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سخاوت کے دریا تھے۔ آپ کا دست مبارک رحمت اور ابر کرم تھا جو زندگی بھر اپنوں بیگانوں مفلوک الحال لوگوں مسافروں بیماروں اور یتیموں کو سیراب کرتا رہتا تھا۔

کشادہ دست کرم جب وہ بے نیاز کرے

نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

آپ غربا و مساکین کی مالی مدد کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے تھے کئی غریب خاندانوں کو لنگر خانہ سے مفت ماہانہ اخراجات ملتے تھے ایک عام آدمی سے لے کر بڑے بڑے فاضل لوگ آپ کی اس سخاوت اور دریادلی کے معترف تھے۔ مسافروں اور غریب علماء کرام کی تمام ضروریات کا خیال کرتے۔ آپ کا طریقہ کار بالکل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق تھا کہ مالی مدد اس طرح کرو کہ دینے والے ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ قیام پاکستان پر مہاجرین کی خوب مالی مدد کی۔ اس علاقہ میں آنے والے کئی ایک مہاجر حضرات کو باقاعدہ ماہانہ وظیفہ دیتے رہے۔ کشمیر میں جنگ شروع ہو جانے پر ارشاد فرمایا کہ اگر میری صحت اجازت دیتی تو میں خود جہاد کشمیر میں شامل ہوتا۔ مجاہدین کی نہ صرف خود خدمت کرتے رہے بلکہ اپنے احباب کو بھی تلقین کرتے کہ ان کی مالی مدد کی جائے۔

آپ کی دریادلی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اکثر آپ مقروض ہو جاتے مگر سخاوت جاری رہتی تھی۔ اپنی آبائی زمین کو کئی بار گروی رکھ کر بھی لنگر اور درس کے سلسلہ کو جاری رکھا۔ کئی بار ایسا ہوا کہ کوئی مخیر آدمی آیا اس نے آپ کی گروی زمین کو واگذار کر لیا۔ آپ کی زندگی اخفائے حال اور مقروض رہ کر خرچ کرنے میں گزری۔

مسافروں کو خالی ہاتھ نہ جانے دیتے کئی کئی روز تک وہ یہاں مقیم رہتے اگر وہ رخصت مانگتے تو آپ کے پاس جو ممکن حد تک ہو سکتا اس کی مالی مدد کر دیتے۔ اگر پاس رقم نہ ہوتی تو فرماتے ایک رات اور ٹھہر جاؤ کل تک کچھ بندوبست ہو جائے گا۔ پھر چلے



جانا چنانچہ کچھ نہ کچھ دے کر رخصت کیا کرتے۔

ایک روز گجرات کی طرف جانے والی سڑک پر اپنے خیال میں اکیلے جا رہے تھے کہ سامنے سے ایک سید صاحب گجرات سے آتے ہوئے ملے وہ آپ کو جانتے نہیں تھے انہوں نے کہا کہ میاں گوہر الدین صاحب کا گھر کہاں ہے۔ آپ نے پوچھا کوئی کام ہے کہنے لگے میں اپنی اراضی میں آب پاشی کے لئے ایک کنواں تعمیر کر رہا ہوں اس کی تکمیل کے لئے کچھ رقم کی ضرورت ہے سنا ہے میاں گوہر الدین سخی آدمی ہیں سب کی مدد کرتے ہیں میں نے قرض لینے کی بہت کوشش کی کہیں سے نہیں ملا اس لئے یہاں آیا ہوں آپ نے فرمایا اگر تمہاری ضرورت یہاں پوری کر دی جائے تو پھر آپ کو ان کے گھر جانے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ انہوں نے کہا یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے آپ نے کھیتوں میں کام کرتے ہوئے ایک شخص کو آواز دی کہ ان کو گاؤں لے جاؤ فلاں آدمی سے اتنی رقم میرے حساب میں لکھوا کر انہیں دے دو۔ سید صاحب نے راستہ میں اس آدمی سے پوچھا یہ کون صاحب ہیں۔ تعجب ہے کہ میرا نام سکونت پوچھے بغیر رقم دے رہے ہیں اس شخص نے کہا یہ میاں گوہر الدین صاحب ہیں۔ آپ کے اس رویہ کا سید صاحب کے دل پر بڑا اثر ہوا کچھ عرصہ بعد سید صاحب رقم واپس کرنے کے لئے جینڈر شریف حاضر ہوئے اور اپنا تعارف کروا کر واقعہ سنایا اور پیسے واپس کئے تو آپ نے فرمایا شاہ صاحب کنواں صدقہ جاریہ ہے آپ کی ضرورت پوری ہوگئی ہے یہ رقم آپ ہی رکھ لیں تاکہ مجھے بھی اس صدقہ جاریہ میں ثواب مل جائے چنانچہ وہ رقم واپس کر دی۔

مسجد کی تعمیر کے لئے اینٹیں منگوائی گئیں ایک سوالی آ گیا کہ مجھے اینٹوں کی ضرورت ہے میں یہ لے جاؤں فرمایا لے جاؤ ہم اور منگوا لیں گے کسی نے عرض کی حضرت یہ اینٹیں تو مسجد کے لئے آئی تھیں فرمایا ابھی یہ مسجد میں لگی تو نہ تھیں میں نے ہی منگوائیں تھیں اگر مسجد کے لئے وقف ہو جائیں یا مسجد میں لگ جائیں تو اور بات تھی مجھے سائل کو انکار کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔

آپ نہ صرف خود سخاوت کا دروازہ کھلا رکھتے بلکہ دوسروں کو بھی اس کی ترغیب دیتے رہتے تھے فرمایا اگر کسی کے پاس دس روپے ہوں تو ایک روپیہ فی سبیل اللہ

خرچ کر دے تو کہتا ہے کہ میرے پاس نو روپے رہ گئے ہیں حالانکہ اس کے ساتھ جانے والا وہی ایک روپیہ ہے جو اللہ کے راستے میں خرچ کر دیا گیا ہے۔ باقی خدا جانے کہاں خرچ ہو کر ضائع ہو جائیں۔ ایک سوالی حاضر ہوا اور تین روپے کا سوال کیا حضرت صاحب کے پاس ایک روپیہ تھا آپ نے سوالی کو ایک روپے دے کر سید علی اکبر شاہ صاحب سے کہا آپ بھی ایک روپیہ سوالی کو دیں اور پاس بیٹھے ایک شاہ صاحب سے کہا آپ بھی ایک روپیہ سوالی کو دیں انہوں نے کہا میرے پاس اس وقت کچھ نہیں آپ نے سید علی اکبر شاہ صاحب سے کہا آپ ایک روپیہ بطور قرض شاہ صاحب کو دیں تاکہ ان کو بھی ثواب مل جائے سید علی اکبر شاہ صاحب نے ایک روپیہ دوسرے شاہ صاحب کو دیتے ہوئے کہا میں یہ روپیہ شاہ صاحب کو نذرانہ کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ دوسرے شاہ صاحب بھی خوش ہو گئے انہوں نے وہ روپیہ سوالی کو دے دیا۔ آپ کا خادم بابا حسین اکثر مقروض رہتا تھا آپ نے بابو محمد حسین لاہور والے سے فرمایا کہ آپ بابا سلطان کا قرضہ ادا کر دیں بے چارہ بڑے مشکل حالات سے گزر رہا ہے۔ یہ نوافل پڑھ کر آپ کی ملک کرتا رہے گا چنانچہ بابو محمد حسین صاحب نے بابا حسین کا سارا قرضہ ادا کر دیا۔

ختم شریف کے موقع پر کئی عربی مسافر حاضر ہوتے ان کی خدمت کی جاتی تھی۔ حضرت صاحب نے ایک عربی کی خوب خدمت کی تو حضرت شیخ القرآن نے عرض کی حضرت صاحب یہ مصنوعی عربی تھا دراصل میراثی ہے عربی کا لباس پہن کر آ گیا ہے یہ اس کا پیشہ ہے۔ فرمایا میں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس کی خدمت کی ہے میرا دیا ضائع نہ جائے گا خواہ وہ عربی ہو یا میراثی میری خیرات ایسی ہی سمجھی جائے گی کہ میں نے ایک عربی کی خدمت کی ہے مجھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت ہے کوئی بھی شخص کسی بھی قسم کا لباس پہن کر آئے اور کہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر سے آیا ہوں میں اس کی خدمت کروں گا۔ حضرت صاحب کا ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد مبارک کی زندہ مثال ہے کہ فرمایا اہل عرب کو تین وجہ سے دوست رکھو اس لئے کہ میں اہل عرب سے ہوں قرآن عربی میں ہے اور اہل جنت کی زبان عربی ہے۔

## (4) اشاعت دین:

## قرآن مجید:

کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف  
وتنہون عن المنکر وتؤمنون باللہ (القرآن الکریم: ۱۱۰: ۳)  
تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا  
حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔

## حدیث نبوی:

بلغوا عنی ولو کان اية (بخاری)  
مجھ سے پیغام سن کر آگے پہنچاؤ خواہ ایک آیت ہی ہو۔

## کشف المحجوب:

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابو صالح حمدون رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ کا ایک قول نقل کر کے اس پر بحث کی ہے کہ پہلے لوگ تبلیغ اسلام کے لئے جو  
کاوشیں کرتے تھے وعظ و نصیحت کا دل پر اثر ہوتا تھا آج کل ایسا نہیں اس کی وجہ کیا ہے؟  
چنانچہ لکھا ہے ”آپ سے پوچھا گیا کہ سخن سلف صالحین کس لئے دلوں کے واسطے بہت  
مفید ہیں۔ آج کل باتیں کرنے سے آپ نے فرمایا اس لئے کہ وہ کلام فرماتے تھے  
اعزاز اسلام کے لئے اور نفسوں سے نجات کے لئے اور رضا الہی حاصل کرنے کو اور ہم  
بولتے ہیں نفس کے اعزاز کی خاطر اور طالب دنیا کے لئے اور لوگوں میں مقبولیت پیدا  
ہونے کی غرض سے“ تو جو کلام موافقت حق کے لئے وہ حق کی مدد کے ساتھ ہوتا ہے اس  
میں رعب و داب ہوتا ہے اور اشرار پر اثر کرتا ہے اور جو کلام اپنی موافقت کے لئے ہو  
اس میں ذلت و خواری ہے اور اس کا فائدہ کچھ نہیں۔ ایسے بولنے سے نہ بولنا بہتر ہے

اس لئے کہ ایسا بولنے والا اپنے لفظوں سے بے گانہ ہوتا ہے۔  
حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ساری زندگی دین اسلام کی اشاعت اور تبلیغ میں گذری فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا لوگوں تک پہنچانا انبیاء کرام کا فرض رہا ہے جس کو انبیاء کرام شدید مشکل حالات میں سرانجام دیتے رہے اپنی تبلیغی سرگرمیوں اور اخلاقی کردار سے لوگوں کو نور ایمان سے منور کرتے رہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس فریضہ کو سرانجام دیا۔ آپ کی خوش خلقی بردباری اور تبلیغی مساعی کے سلسلہ میں مخلوق خدا کو راہ ہدایت نصیب ہوئی آپ کے بعد اولیاء کرام علماء اور مومنین کا یہ کام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے اپنے فرائض منصبی کو پورا کریں تاکہ اشاعت دین اور تبلیغ اسلام کا سلسلہ جاری رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کرام کی مثل ہیں یعنی جو کام انبیاء بنی اسرائیل نے کیا اب علماء ربانی کریں گے۔

انبیاء کرام اپنے کردار سے لوگوں کے اخلاق پر اثر انداز ہوتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے معجزات کا ملکہ ان کی فطرت میں رکھا ہوا تھا مگر وہ بجز ایما ربانی کے اسے بروئے کار نہ لاتے تھے یہی طریقہ علماء ربانی کا ہے کہ اظہار کرامت خاص صورتوں میں تابع منشا الہی رہے۔

آپ کا طریقہ کار یہ تھا کہ شب روز تبلیغ میں مصروف رہتے تھے یوں لگتا تھا کہ آپ اپنے آپ کو اس اہم دینی فریضہ کے لئے وقف کر چکے تھے ہر کس و ناکس تک اللہ تعالیٰ کے پیغام کو پہنچاتے ایک ساعت بھی ذکر الہی اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو لوگوں تک پہنچانے میں غافل نہ رہتے جو بھی آپ کی محفل میں آتا آپ ہمدردی کے ساتھ دلچسپ انداز میں اس کی اصلاح کی کوشش شروع کر دیتے۔ شب و روز لوگ آتے جاتے رہتے آپ تبلیغی کام جاری رکھتے تبلیغی سلسلہ کو موثر بنانے کے لئے آپ نے جینڈر شریف میں عالی شان مسجد تعمیر کروائی وہاں جمعۃ المبارک کا آغاز کیا مدرسہ قائم کیا لاجپوری کا قیام عمل میں آیا اس کی تفصیلات گذر چکی ہیں۔

آپ کا انداز تبلیغ بڑا موثر ہوتا تھا لوگ آپ کی بات سن کر فوراً قائل ہو جاتے

تھے۔ اس کی چند ایک مثالیں ”اصلاح عقائد و اعمال“ کے عنوان سے گذر چکی ہیں۔ آپ کے پاس دیگر مسلک کے علماء اور غیر مسلم لوگ بھی آتے تھے۔ آپ برابر سب کو تبلیغ کرتے رہتے تھے۔ بیماری کے ایام میں بھی آپ نے تبلیغی معمولات میں فرق نہ آنے دیا باوجود اس کے کہ ڈاکٹرز نے آپ کو زیادہ گفتگو اور شب بیداری سے منع کر رکھا تھا مگر آپ نے اپنے معمولات جاری رکھے فرماتے میں کیسے خاموش رہوں میرے پاس غم زدہ لوگ آتے ہیں اپنی داستانیں سناتے ہیں اگر میں ان کو تسلی نہ دوں ان کے حق میں دعا نہ کروں ان کی تسلی و تشفی کرنے کی بجائے خاموش بیٹھا رہوں ان کے سوالات کے جوابات نہ دوں مسائل سے آگاہ نہ کروں تو کل اللہ تعالیٰ کے حضور کیا جواب دوں گا۔ جب وہ کہے کہ صحت تو میرے ہاتھ میں تھی۔

آپ نہ صرف خود تبلیغ کرتے دینی اشاعت کے لئے سرگرم عمل رہتے بلکہ آنے والے علماء کرام کو بھی اس بات کی نصیحت کرتے کہ تبلیغ کے کام کو کبھی بھی نظر انداز نہ کیا جائے۔ اس میں ذاتی طور پر بھی اور مخلوق خدا کی بھلائی پوشیدہ ہے ایک بار حضرت شیخ القرآن ”کو فرمایا مولانا تبلیغ گوشہ نشینی سے بہتر ہے۔

مولانا سید عبدالشکور صاحب نے ایک روز عرض کیا حضرت صاحب آج مجھے کوئی ایسا وظیفہ بتائیں جس کو ہمیشہ پڑھتا رہوں آپ نے فرمایا شاہ صاحب آپ کے لئے وظیفہ یہی ہے کہ آپ فی سبیل اللہ وعظ کیا کریں چنانچہ شاہ صاحب نے اس بات کو عمر بھر نبھایا۔

آپ فرماتے کہ یہاں کا ماحول دیہاتی ہے اور یہ لوگ حقہ کے شوقین ہوتے ہیں میری مجلس میں حقہ اس لئے موجود رہتا ہے کہ اس بہانے سے کچھ لوگ آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور میں اپنا کام کرتا رہتا ہوں ان کو دین کی باتیں بتاتا رہتا ہوں تاکہ ان کی اصلاح ہو جائے۔ تبلیغ دین کے کاموں میں اس قدر منہمک رہتے کہ ہر بات میں سے دین کی بات نکال لیتے ایک بوڑھے شخص نے عرض کیا کہ میں بیساکھی کے میلہ میں چلا گیا۔ وہاں میرا واسطہ چند اوباش قسم کے نوجوانوں سے پڑا جو اچھل کود رہے تھے اور مجھے دیکھ کر کہنے لگے ”اوگنی بابا اوگنی“ مجھے اس پر بڑی شرم آئی چنانچہ میں میلہ میں سے نکل آیا۔

اس پر فرمایا کہ میاں وہ نوجوان تو تمہیں وعظ کر رہے تھے اور تم ان کو سمجھ نہ سکے کیوں تم نے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی وہ تو تم کو سمجھا رہے تھے کہ بابا زیادہ عمر گزر گئی ہے اب تیری زندگی کے ایام تھوڑے رہ گئے ہیں لہذا جلدی جلدی نیکی کے کام کر لو اس تھوڑے وقت کو غنیمت سمجھو اور اس کو گذشتہ عمر کی طرح ضائع نہ کرو۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ وعظ روحانی بیماریوں کا حال اور اس کے علاج کے طریقوں پر مشتمل ہونا چاہئے۔ آج کل لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ قرآن و حدیث کو سننے کی بجائے لوگ اس وعظ کو پسند کرتے ہیں جس میں شعر و شاعری ہو مولانا کی آواز میں ترنم ہو فرمایا یہ لوگوں کی دماغی عیاشی ہے وعظ تو ایسا ہونا چاہئے کہ جس سے لوگ کچھ سیکھ سکیں انہیں ان کی غلطیوں سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اپنی اصلاح کر لیں۔

## (5) عاجزی و انکساری

### قرآن مجید:

و عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ہونا و اذا  
خاطبہم الجہلوز قالوا سلما (القرآن الکریم: ۲۵: ۶۳)  
اور رحمن کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل  
ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔

### حدیث نبوی:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن ہینون  
لینون کالجمل الانف ان قیدہ انقاد وان انیخ علی  
صخرہ استناح (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو لوگ ایمان والے ہیں  
وہ بہت کہنا ماننے والے اور نہایت نرم خو ہوتے ہیں جیسے نکیل پڑا

اونٹ جدھر اس کو گھیٹا جائے چلا جائے اور اگر اس کو کسی پتھر پر  
بٹھا دیا جائے تو وہیں بیٹھ جائے۔

### کشف المحجوب:

حضرت ابو الفارس شاہ شجاع الکرمانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ”اہل  
فضیلت کو اس وقت تک فضیلت حاصل ہے جب تک وہ اپنی فضیلت کو خود نہ دیکھیں اور  
جب خود بنی آگنی فضیلت جاتی رہتی ہے اور اہل ولایت اس وقت تک ولی ہوتے ہیں  
جب تک ان میں اپنی ولایت کا احساس نہ ہو جب وہ اپنے آپ کو ولی سمجھنے لگے تو سمجھ لو  
کہ ان کی ولایت گئی۔“ اس سے مراد یہ ہے کہ جب تک فضل ولایت رہتا ہے تو خود بنی  
ساقط ہو جاتی ہے اور جب خود بنی آجاتی ہے معنی حقیقی ولایت کے ساقط ہو جاتے ہیں  
اس لئے کہ فضل ایسی صنعت ہے کہ جسے حاصل ہو جائے اسے معلوم نہیں ہوتا اسی طرح  
ولایت بھی ایسی صفت ہے کہ ولی کو ولایت کی رویت نہیں ہوتی جب کوئی کہنے لگے میں  
فاضل ہوں یا ولی ہوں تو نہ وہ فاضل ہے اور نہ ولی۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں نمود و نمائش اور جاہ و مرتبہ کا نام و  
نشان نہ تھا۔ آپ خود بھی عاجزی و انکساری کو پسند کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی تلقین  
کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے آخر ما ینخرج من رؤس  
الصدیقین حب الجاہ (سب سے آخری چیز جو صدیقوں کے سروں سے نکلتی ہے وہ  
حب جاہ ہے)۔ حضرت صاحب کی ذات اقدس تعالیٰ و انکساری کا حسین مرقع تھی  
آپ کی زندگی کے ایک ایک پہلو سے عاجزی و انکساری کی جھلک نظر آتی ہے اٹھنے  
بیٹھنے چلنے پھرنے گفتگو کرنے کا انداز عین نواضع اور سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
کے مطابق تھا۔

نواضع کند ہوشمند گزین

نہد شاخ ہر میوہ سر بر زمین

حضرت صاحب کی عاجزی و انکساری کا نمایاں پہلو یہ ہے کہ کبھی بھی آپ

نے کسی روحانی مرتبے کا دعویٰ نہ کیا۔ ولایت کے عظیم مرتبہ پر فائز ہونے کے باوجود ہمیشہ اپنے عقیدتمندوں کے ہمراہ گھل مل کر رہتے تھے کبھی کسی سے آپ کے سامنے کوئی غلط لفظ نکل جاتا آپ ہنس کر ٹال دیتے۔ سخت باتوں کا نرمی سے جواب دیتے تھے۔ نہایت شگفتہ انداز میں اپنے مخاطب سے گفتگو کرتے اگر کوئی جاہل آدمی ناجائز بات کہہ دیتا تو بڑی فراخ دلی سے اس کو برداشت کرتے۔ کبھی کسی نے آپ سے کوئی ایسا جملہ نہیں سنا جس سے تکبر یا خودنمائی مترشح ہوتی۔

ایک بار سائیں فتح علی جو خود تو نماز روزہ کا پابند نہ تھا مگر فقیری کا دعویٰ کیا کرتا تھا ایک روز حضرت صاحب کی مسجد میں داخل ہو کر بلند آواز سے کہنے لگا میں نے سنا ہے کہ اس مسجد کے حجرے میں ایک شیطان رہتا ہے پھر حجرہ کے اندر آ گیا اور حضرت صاحب کو دیکھ کر کہنے لگا کیا تم ہی شیطان ہو۔ آپ نے فرمایا ذرا سوچ کر بات کرو شیطان تو اس قدر متکبر تھا کہ اپنی ہستی کو اتنا ارفع و اعلیٰ جانتا تھا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو سن کر بھی سجدہ نہ کیا اور کہا کہ میں آدم علیہ السلام سے اعلیٰ ہوں۔ جبکہ میرا یہ حال ہے کہ میں اپنے تئیں ہیچ انسان ہوں اور میری حیثیت ایک لاشہ سی ہے ڈر ڈر کر اللہ رب العزت کے سامنے اظہارِ عجز کی خاطر سجدے کرتا رہتا ہوں مجھے شیطان جیسے دلیر سے نسبت دینا تو ہین ہے اور یہ بات معقولیت کے بھی خلاف ہے۔ حضرت صاحب کی گفتگو سن کر سائیں فتح علی نے کہا میں نے یہ الفاظ آپ کو پرکھنے کے لئے کہے تھے۔ آپ نے فرمایا جو اپنی ہستی سے ہی نیست ہو اس کو پرکھنے کی کیا ضرورت ہے۔

آپ کی عاجزی و انکساری کا یہ عالم ایک روز برسائی نالے کے پاس دو عورتیں اپنا سامان لئے کھڑی ہیں اور نالہ کو عبور کرنا چاہتی ہیں۔ آپ سے کہا ہمارا سامان نالے کی دوسری جانب پہنچا دیں باوجود بڑھاپے اور ضعف کے کئی من وزن اٹھا کر برسائی نالے میں سے گزرے ہر قدم پر پھسل رہے تھے اور پسینہ سے شرابور ہو گئے مگر سامان کو دوسری جانب پہنچا دیا۔

بابا حسین جو انتہائی غریب اور مسکین آدمی تھا اس کے گاؤں کے پاس سے گزرے اس نے عرض کیا میرے گھر چلیں میں غریب آدمی ہوں میرا دل تو چاہتا ہے کہ



آپ کی شایان شان دعوت کروں مگر مفلسی آڑے آتی ہے آپ نے فرمایا بابا تمہارے گھر ضرور چلیں گے بابا نے چار پائی پر ایک پرانی سی چادر ڈالی ہوئی تھی حضرت صاحب اس چار پائی پر بیٹھ گئے بابا حسین ایک پیالہ میں دودھ لایا۔ آپ نے بڑی شفقت فرمائی ایک گھونٹ دودھ پی کر پیالہ بابا حسین کو واپس کر دیا اور فرمایا بابا یہ دودھ تم پی لو مجھے تمہارے دلی اشتیاق کا علم ہے میں غریب اور وفادار سمجھ کر ہی تمہارے گھر آیا ہوں کیونکہ شکستہ دلوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوتا ہے اور تمہارا دل شکستہ ہے میں اس رحمت سے فائدہ اٹھانے آیا ہوں جو تم پر نازل ہو رہی ہے۔ تمہاری غریبانہ دعوت امیروں کی پر تکلف دعوت سے ہزار درجے بہتر ہے۔ جتنی دیر آپ بابا حسین کے گھر بیٹھے رہے لوگ آپ کو جو نذرانے دیتے رہے جاتی دفعہ وہ ساری رقم اور تحفے بابا حسین کو دے گئے۔ یہ حقیقت کہ تجلیات ربانی کا بندہ مومن کے شکستہ دل پر نزول ہوتا ہے ”انا عند منكسرة القلوب۔“

در دل مومن بگنجم اے عجب

گرہمی خواہی ازیں دلہا طلب

آپ مزارات مقدسہ کی حاضری کے لئے تشریف لے جاتے تو آپ کے لئے اگرچہ ایک گھوڑی کا انتظام ہوتا تھا مگر آپ کے ساتھ لوگ ہوتے تو عاجزی کا یہ عام تھا کہ کبھی بھی سوار نہ ہوتے اکثر سارا سفر پیدل ہی طے کرتے اگر احباب میں سے کوئی ضعیف یا بیمار ساتھ ہوتا تو اسے سوار کروا دیتے خود لوگوں کے ہمراہ پیدل ہی جاتے تھے۔ آپ نمود و نمائش کو پسند نہ کرتے تھے کہ لوگوں کو علم ہو کہ میں اس طرح مزارات پر روزانہ حاضری دیتا ہوں لہذا اس سے بچنے کے لئے راتوں رات سفر کرتے صبح ہونے سے قبل واپس چلے آتے تھے۔

## (6) احترامِ سادات

قرآن مجید:

قل لا اسئلكم عليه اجرا الا المودة فى القربىٰ

(القرآن الکریم: ۲۲-۲۳)

تم فرماؤ کہ میں اس پر تم سے کچھ اجرت نہیں مانگتا مگر قرابت کی  
محبت۔

حدیث نبوی:

احبوا الله لما يعذوكم من نعمته واحبوني لحب الله  
واحبوا اهل بيتي لحبي (ترمذی)  
اللہ تعالیٰ سے محبت کرو اس لئے اس نے تمہیں بے شمار نعمتیں عطا  
کیں اور خدا کی محبت کی وجہ سے مجھ سے محبت کرو اور میری محبت  
کی وجہ سے میرے اہل بیت سے محبت کرو۔

کشف المحجوب:

حضرت داتا گنج بخشؒ نے کشف المحجوب میں حضرت حسن بصریؒ کا  
ایک مکتوب نقل کیا ہے جو آپ نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لکھا اس میں  
قدریوں یعنی معتزلہ کے بارے میں ان کی رائے معلوم کرنا مقصود تھا اس مکتوب کی  
عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت حسن بصریؒ کے دل میں آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم کی کس قدر محبت و احترام ہے۔ ”سلام ہو آپ پر اے فرزند سرور عالم اور نور  
چشم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں آپ پر ہمیشہ رہیں  
آپ لوگ بنی ہاشم ہمارے لئے مثل ایسی کشتی کے ہیں جو موجزن دریا متلاطم چل رہی  
ہو اور آپ وہ ستارے ہیں کہ جو ان کی پیروی اور رہنمائی کے مطابق چلا۔ اس کو اس میں  
ان مل گیا اور جو آپ لوگوں کی پیروی کرے گا نجات پائے گا جس طرح کشتی نوح علیہ  
السلام کے پیرو نجات پا گئے اور مومن ہو گئے فرمائیے آپ کا کیا ارشاد ہے۔ اے ابن  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس تحیر میں جو قدریوں کی وجہ سے پیدا ہوا اور وہ  
اختلاف جو اپنی اپنی معلومات کے ماتحت پیدا ہو گیا تا کہ ہم سمجھ سکیں کہ اس وقت آپ کا

کیا مسلک ہے اس لئے کہ آپ اہل بیت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں اور ہمارا عقیدہ ہے کہ آپ کا علم تعلیم الہی سے منقطع نہیں ہو سکتا بلکہ وہ ذات پاک آپ کی نگہداشت و محافظ ہے اور آپ مخلوقات کے محافظ ہیں اور ان کے گواہ والسلام۔

حضرت صاحب سادات کرام کا بے حد احترام کرتے جبکہ سادات علماء کرام کو زیادہ فوقیت دیتے تھے۔ آپ کے ایک عقیدت مند سائیں حسن محمد جن کا ذکر پہلے گذر چکا ہے کہ ابتدائی عمر میں ڈاکو تھا حضرت صاحب کی نظر کرم اور صحبت و مجلس کی وجہ سے دل کی دنیا بدل گئی نیکی کے راستہ پر گامزن ہو گیا اکثر محفل سماع منعقد کرواتا اپنے مریدوں کے ہمراہ جینڈر شریف حاضری دیتا ایک روز ختم شریف کے موقع پر دوران قوالی سائیں حسن محمد نے حضرت صاحب کے خلفاء میں سے سید حاجی شاہ صاحب کو برا بھلا کہا کہ تم ہمارے مقابلے میں قوالوں کو نذرانے کیوں دیتے ہو۔ سائیں حسن محمد کے متکبرانہ رویہ کو ساری محفل نے محسوس کیا۔ حضرت صاحب سائیں حسن محمد کی اس بدتمیزی پر غصہ میں آگئے اور فرمایا اے حسن محمد تم نے آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں سے ایک مسکین سید کی بھری مجلس میں بے عزتی کی ہے اگر تم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ناراض ہو گئے تو یاد رکھنا تمہارا کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ آج تم کو اپنے جس عروج پر ناز ہے یہ سب کچھ تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت ہی ملا ہے اور تم نے انہی کی آل کو بے عزت کیا ہے یہاں کی محفل کی رونق تمہاری بدولت نہیں ہے۔ یہ سب کچھ تمہارے بغیر بھی چلتا رہے گا حضرت صاحب کا سائیں حسن محمد سے ناراض ہونا تھا کہ اس کا عروج زوال میں تبدیل ہو گیا آل رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی اس ناراضگی کا سبب بنی۔

ایک سید آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ سے عرض کی میں غریب آدمی ہوں میری مدد کیجئے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ امامت کے فرائض سرانجام دے سکتے ہیں۔ عرض کی نماز کے مسائل سے آگاہ ہوں امامت کروا سکتا ہوں آپ نے موضع کا سب کے لوگوں کو بلایا اور فرمایا کہ انہیں اپنی مسجد میں امام رکھ لیں یہ آپ لوگوں کے بچوں کو قرآن پاک پڑھائیں اور مسجد کو آباد کریں گے۔ آپ لوگ ان کی

مالی خدمت کر دیا کریں چنانچہ اس سید کو وہاں کا امام مسجد مقرر کر دیا جس سے وہ فکر معاش سے آزاد ہو گئے حضرت صاحب خود بھی ان کی امداد کرتے رہتے تھے۔ مولانا دوسرے مذاہب کی کتابیں بھی پڑھتے رہتے تھے۔ ایک بار بابا قدر داد جو حضرت صاحب کا عقیدت مند تھا اس نے مولانا کے ہاتھ میں دوسرے مذاہب کی کتاب دیکھ کر ناراضگی کا اظہار کیا اور نوبت یہاں تک جا پہنچی کہ عید کے روز لوگوں نے قدر داد کے کہنے پر ان کے پیچھے نماز بھی ادا نہ کی لوگ موضع کا سب سے جینڈر شریف چلے آئے مولانا بھی ساتھ آئے معاملہ حضرت صاحب کے سامنے رکھا گیا آپ نے لوگوں کو سمجھایا کہ دیگر مذاہب کی کتب پڑھنے کی کوئی ممانعت نہیں ان مذاہب سے اگر واقفیت ہوگی تو اسلام کی فوقیت نمایاں طور پر نظر آئے گی بابا قدر داد نہ مانا حضرت صاحب کو اس بات کا بڑا دکھ ہوا ایک تو سب لوگ نماز عید پڑھنے سے محروم رہ گئے اور دوسرا ایک سید عالم دین کو عید کے روز پریشان و مغموم کیا گیا۔ حضرت صاحب نے فیصلہ دیا کہ امام مسجد یہی سید عالم دین رہیں گے اور آج کے بعد ان کی تنخواہ اور دیگر ضروریات سب کچھ جینڈر شریف کے لنگر خانہ سے پوری کی جائیں گی۔ آپ نے اسی وقت ایک شخص کی ڈیوٹی لگائی کہ اتنی گندم اور رقم شاہ صاحب کے گھر دے کر آؤ تاکہ شاہ صاحب عید کے روز کی خوشیوں سے محروم نہ رہیں فرمایا میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ لوگ تو عید کی خوشیاں منائیں اور ایک سید ان سے محروم رہے فرمایا یہی امام مسجد بھی رہیں گے میں دیکھوں گا کون ان کو فرائض امامت سے روکتا ہے چنانچہ سب لوگ رضامند ہو گئے مگر بابا قدر داد راضی نہ ہوا چند روز بعد ایک حادثہ میں اس کی ٹانگ ٹوٹ گئی اور چھ ماہ بیمار رہنے کے بعد فوت ہو گیا دوران بیماری آپ اکثر اس کی طرف پیغام بھیجتے تھے کہ اس حال میں توبہ استغفار کیا کرو تا کہ اللہ تعالیٰ معاف فرمادے۔

حضرت صاحب کی محفل کی زینت کئی ایک سادات علماء کرام بنتے تھے جن میں قابل ذکر سید حاجی شاہ صاحب، سید عبدالشکور شاہ صاحب، سید چن پیر شاہ صاحب، سید علی اکبر شاہ صاحب، سید حسین شاہ صاحب وغیرہم۔ آپ ان کے ساتھ خصوصی سلوک اور بے حد احترام کرتے۔ مختلف مواقع پر ان کی مالی خدمت کرتے رہتے تھے ختم

شریف کے موقع پر سادات علماء کرام کے منصب اور عزت و اکرام کا پورا پورا خیال رکھا جاتا تھا انہیں محفل میں صف اول میں نمایاں جگہ دی جاتی تھی۔

## (7) علماء کرام سے محبت

### قرآن مجید:

انما ینحشی اللہ من عبادہ العلمؤا (القرآن الکریم: - ۳۵: ۲۸)  
بے شک اللہ سے اس کے بندوں میں سے وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں۔

### حدیث نبوی:

قال ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجلا  
احدهما عابد و اخرهما عالم فقال رسول اللہ صلی  
اللہ علیہ وسلم فضل العالم علی العابد کفضل علی  
ادناکم (مشکوٰۃ شریف)  
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک عابد اور ایک عالم کا  
ذکر کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا عالم کو عابد  
پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے تم میں سے کسی  
ادنیٰ پر فضیلت حاصل ہے۔

### کشف المحجوب:

ایک حکایت ہے کہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت محمد بن حسن  
کے ساتھ ربط و ضبط رکھتے اور حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قاضی اسلام سے  
ملنا جلنا نہ فرماتے عرض کیا گیا یہ دونوں مبلغ علم مانے ہوئے ہیں پھر ان میں سے ایک کو  
آپ محبوب رکھتے ہیں اور ایک سے تعلقات ربط نہیں رکھتے۔ آپ نے فرمایا اس کی وجہ

یہ ہے کہ محمد بن حسن نے نعمت ہائے دنیاوی ترک کر دیں اور منصب علم کو پسند فرمایا ہے تو اس کی عزت کا دینی سبب علم ہے اور ذلت دنیاوی اس کی نظر میں ہے اور قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اول سے ایک تارک الدنیا تھے اور ان کی تنگدستی حصول علم کی وجہ سے رہی اب ان کی عزت کا سبب اور وجاہت و ثروت کا باعث ان کا علم بنا ہے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علمائے اہل سنت کے لئے شفیق اور رحمدل تھے جب علمائے کرام آپ کے پاس حاضر ہوتے تو ان کی آمد پر خوشی کا اظہار کرتے۔ ان کی آؤ بھگت کرتے کہ دیکھنے والے حیران ہو جاتے کہ کس قدر علماء کرام کی عزت افزائی فرما رہے ہیں۔ آپ کی عادت مبارک تھی کہ آنے والے علماء کرام کی مالی مدد ضرور کرتے تھے۔ صرف خود ہی علماء کی خدمت نہ کرتے بلکہ اپنے متعلقین کو بھی ارشاد فرماتے کہ علماء کرام کے وقار اور سرفرازی کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔

فرماتے ان علماء کرام کی مدد اور عزت افزائی اس لئے ضروری ہے کہ یہ لوگ دین اسلام کی اشاعت کے لئے دن رات سرگرم عمل رہتے ہیں اور ان کی کاوشوں اور محنت سے لوگ دین اسلام سیکھ رہے ہیں۔ علماء کرام کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آنے کی وجہ سے جید علمائے کرام آپ کے پاس حاضر ہوتے رہتے تھے۔ حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق محمد عبدالغفور ہزاروی سے محبت کا یہ عالم کہ ایک ہی مثال کافی ہے حج پر روانگی کے لئے جمعۃ المبارک کے روز جامع مسجد وزیر آباد میں تشریف لائے لوگوں کا اصرار تھا کہ حضرت صاحب وعظ فرمائیں تاکہ ان کی زیارت اور ارشادات سے مستفیض ہو سکیں ارشاد فرمایا جس نے میرا وعظ سنا ہے وہ مولوی محمد عبدالغفور ہزاروی صاحب کا وعظ سنے اور جس نے میری زیارت کرنی ہے وہ ان کی زیارت کرے۔ حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد شفقت فرماتے عرصہ دراز تک وہ دارالعلوم اویسہ جینڈر شریف قیام پذیر رہے ان کی تمام ضروریات کا خیال رکھتے۔ حضرت صاحب کو اللہ تعالیٰ نے باوجود اس کے کہ کسی دارالعلوم سے باقاعدہ تعلیم حاصل نہ کی علم لدنی سے نوازا۔ آپ کے علمی کمال کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ شیخ الجامعہ فرماتے کہ حضرت صاحب قرآنی آیات و احادیث کے کئی ایسے مشکل مقامات حل کرتے

تھے کہ جس کو کوئی بڑا فاضل عالم دین دقیق مطالعہ کے بعد سمجھ سکتا تھا۔ علم کی ان بلندیوں پر سرفراز ہونے کے باوجود حضرت شیخ الجامعہ کی عزت افزائی کے لئے انہیں اپنے پاس بلائے اور وہ کئی کئی گھنٹے تفسیر احادیث اور تصوف کی کتابیں پڑھ کر آپ کو سنا رہے۔

حضرت استاذ العلماء مولانا پیر غلام قادر اشرفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جو ان اکلوتا بیٹا فوت ہو گیا کچھ روز بعد جینڈر شریف آئے تو جو نبی آپ حضرت صاحب کے سامنے ہوئے تو حضرت صاحب کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے جب رخصت ہونے لگے تو فرمایا مولانا اللہ تعالیٰ آپ کے غم کی تلافی کر سکتا ہے میں آپ کی کچھ مدد نہیں کر سکتا۔ یہ حقیر رقم بطور نذرانہ رکھ لیں مولانا نے عرض کی حضرت صاحب اس کی قطعاً ضرورت نہیں۔ آپ میرے لئے دعا کریں جو خالق آج تک دیتا رہا ہے آئندہ بھی دیتا رہے گا حضرت صاحب نے فرمایا مولانا اگر آپ یہ رقم قبول کر لیں گے تو مجھے بھی ثواب مل جائے گا چنانچہ مولانا نے آپ کے خلوص کو دیکھتے ہوئے وہ رقم لے لی۔

مولانا سید عبدالشکور صاحب پر حضرت صاحب کی خاص نظر عنایت تھی آپ ان کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے جب کبھی بھی تکلیف کا اظہار کرتے آپ ان کی مالی مدد فرماتے ان کے بیٹے کی شادی کے موقع پر آپ نے کثیر رقم دے کر منشی احمد خان کو بھیجا کہ جہاں کہیں ضرورت پیش آئے وہاں خرچہ کرنا مزید ضرورت پڑے تو اور رقم منگوا لینا۔ کئی علماء کرام کو آپ نے لنگر کے خرچ پر جینڈر شریف ٹھہرایا ہوا تھا ان کی تمام دینی و دنیاوی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے علماء کرام کے لئے الگ کمرے مخصوص کئے ہوئے تھے جہاں خدمت کے لئے خدام کا تقرر خود فرماتے اور انہیں نصیحت کرتے کہ انہیں کسی قسم کی پریشانی لاحق نہ ہو۔ ہمہ وقت ان کی خدمت میں مستعد رہنا۔ مختلف دیہات کی مساجد کے ائمہ کرام آپ کے پاس آتے اور شکایت کڑتے کہ گاؤں کے لوگ ان کی خدمت نہیں کرتے لہذا ہم یہ ڈیوٹی چھوڑ کر جا رہے ہیں آپ فرماتے کہ اپنی ذمہ داری پوری کرتے رہو اور خرچہ لنگر سے لے لیا کرو۔ چنانچہ کئی ایک مساجد کے ائمہ کرام کو ماہانہ تنخواہ آپ دیا کرتے تھے۔ جب کبھی آپ کے پاس مالی لحاظ سے مستحکم عالم دین بھی آتے تو ان کی بھی خوب خدمت کرتے۔ ختم شریف کے موقع پر علماء کرام کا ہجوم ہوتا

تھا۔ آپ ان کی تربیت بھی فرماتے کہ اس طرح کا وعظ کرو جس میں لوگ عمل کی طرف راغب ہوں لوگوں کو دین اسلام کی تعلیمات سے آگاہ کرو کیونکہ عوام الناس بنیادی ضروری مسائل سے نا آشنا ہیں۔

حضرت صاحب کا دارالعلوم اویسیہ کے طلباء سے جو دین کی تعلیم کی غرض سے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے تھے کے ساتھ بھی بڑا عمدہ برتاؤ تھا طلبہ آپ کی شفقت و محبت سے بے حد متاثر تھے۔ حضرت علامہ مولانا سید غلام محی الدین شاہ سلطانپوری بانی جامعہ رضویہ راولپنڈی نے بھی جینڈر شریف سے تعلیم حاصل کی تھی اپنے تعلیمی دور کو اکثر یاد کرتے اور حضرت صاحب سے بے حد عقیدت و محبت کا اظہار کرتے۔ اپنے وصال سے ایک روز قبل شدید بیماری کے دوران بھی اس خواہش کا اظہار کیا کہ میں جینڈر شریف جانا چاہتا ہوں مگر شدید علالت کی وجہ سے یہ سفر نہ کر سکے۔

## (8) رفق و لطف:

### قرآن مجید:

فبما رحمة من الله لنت لهم ولو كنت فظا غليظ  
القلب لانفضوا من حولك (القرآن الكريم: - ۱۵۹:۳)  
تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل  
ہوئے اور اگر تند مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد  
سے پریشان ہو جاتے۔

### حدیث نبوی:

الاخبر کم بمن يحرم على النار وتحرم عليه النار على  
كل قريب هين سهل (مسلم)  
کیا میں تم لوگوں کو بتا دوں کہ کون شخص آگ پر حرام ہے اور کس پر



آگ حرام ہے ہر اس شخص پر جو لوگوں کے قریب ہو نرم ہو اور  
آسان ہو۔

### کشف المحجوب:

صحبت مشائخ میں یہ شرط ہے کہ جن کے پاس بیٹھے انہیں ان کے درجے کے مطابق پہچانے۔ بوڑھوں سے باادب رہے اور ہم جنسوں میں عشرت میں زندگی بسر کرے۔ بچوں سے شفقت کے ساتھ پیش آئے بلکہ معمر لوگوں کے ساتھ باپ کی جگہ اور ہم عمروں کو بھائی کے برابر بچوں کو اولاد کی جگہ جانے۔ ہر گناہ سے اجتناب کرے۔ حسد سے بچتا رہے عداوت سے روگردانی کرے اور نصیحت کرنے میں دریغ نہ کرے۔

کفر کافر را و دین دیندار را

ذره درد دل عطار را

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخلوق خدا سے رفق و لطف کے ساتھ پیش آنے کی تاکید فرمائی۔ (الخلق عیال اللہ فاحب الخلق الی اللہ من احسن عیالہ۔ تمام مخلوق خدا کا کنبہ ہے بس اللہ کے نزدیک سب سے پیارا وہ ہے جو اس کی مخلوق سے اچھا سلوک کرے) ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا ان اللہ یحب الرفق فی الامر کله بے شک اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں نرمی کو پسند فرماتا ہے۔ ایک صحابی نے عرض کی میرا دل بہت سخت ہے۔ اس کا کیا علاج ہے؟ فرمایا تیمیوں کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انتہائی درجہ کے حلیم طبع اور نرم دل تھے اپنی مشکلات و تکالیف پر ہمیشہ صبر کیا اور زبان سے شکوہ تک نہ کرتے لیکن دوسرے کی تکالیف اور مصائب آپ سے دیکھے نہ جاتے تھے۔ ہر ممکن کوشش کرتے کہ آنے والے لوگوں کے دکھ درد کو دور کیا جائے۔

ایک بار آپ کے لئے کھانا لایا گیا مگر کھانا بنانے والے سے غلطی یہ ہوئی کہ نمک کو چینی سمجھ کر چاولوں پر ڈال دیا جب چاول تناول فرمانے لگے تو صرف اتنا ارشاد فرمایا بھائی کام دھیان سے کیا کرو۔

ایک شاہ صاحب کو حضرت صاحب نے لنگر کا انچارج بنایا انہوں نے لنگر کے اخراجات میں کمی بیشی کر کے سولہ سو روپے بچائے لوگوں کو اس بات کا علم ہوا تو حضرت صاحب سے عرض کیا گیا۔ شاہ صاحب کو فارغ کر دیا جائے شاہ صاحب بھی سمجھ گئے تو خود ہی حضرت صاحب کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا میری ماں بیمار ہے اور میں شادی بھی کرنا چاہتا ہوں لہذا آپ سے رخصت چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں کی باتوں پر دھیان نہ دو اگر لنگر کا سولہ صد روپے تمہارے پاس ہیں تو اس میں کیا حرج ہے یہ لنگر میرا تو ہے نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا ہے جس طرح دوسرے لوگ اس لنگر پر حق رکھتے ہیں یا دیگر مہمان لنگر سے کھاتے ہیں تمہارا بھی اتنا ہی حق ہے اگر کفایت شعاری سے تم نے کچھ رقم بچالی ہے شادی کرنے کے لئے تو کوئی حرج نہیں اگر شادی کے لئے زائد خرچہ کی ضرورت ہو تو وہ مجھ سے لے لینا بلکہ تم اپنی والدہ کو بھی یہاں لے آؤ اور لنگر سے ان کی خدمت کیا کرو۔ مزید فرمایا آج سے بڑی جامع مسجد کا امام مقرر کیا جاتا ہے اور تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ حضرت صاحب کی اس دلجوئی پر شاہ صاحب راضی ہو گئے۔ آپ نے ان سے رقم کی واپسی کا مطالبہ بھی نہ کیا حضرت صاحب نے ان کے حق میں دعائے خیر کی اور ایسی نظر کرم کی کہ دوسرے روز شاہ صاحب نے خود ہی عرض کیا اب مجھے شادی کی ضرورت نہیں اور رقم بھی واپس کر دی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ اب میں محنت و مشقت سے کمائی کر کے کھاؤں گا چنانچہ ایسا ہی کرتے رہے۔

ایک غیر مقلد مولانا آپ کے پاس حاضر ہوئے دورانِ بحث انہوں نے آپ کی بے ادبی کی۔ اہل مجلس سمجھے اب حضرت صاحب ان سے ناراض ہو جائیں گے مگر دیکھ کر حیران ہوئے کہ جب وہ رخصت ہونے لگے تو حضرت صاحب نے انہیں کچھ رقم بھی دی۔ لوگوں نے عرض کیا ہم تو سمجھے تھے کہ آپ ناراض ہوں گے۔ فرمایا میں خود تو ایسا نہیں ہوں لیکن سن رکھا ہے کہ اللہ کے ولی لوگوں کی برائی کا بدلہ بھلائی سے دیتے ہیں برائی سے نہیں حتیٰ کہ قاتل کو بھی معاف کر دیتے ہیں۔

ایک شخص رات جینڈر شریف میں قیام پذیر رہا۔ مہمان خانہ سے قیمتی سامان لے کر رات کو بھاگ نکلا صبح کے وقت وہ سامان اور مسافر دونوں غائب تھے اس وقت

لوگ پیدل سفر کرتے تھے دو گھڑ سواروں نے تعاقب کر کے اُسے پکڑ کے حضرت صاحب کے پاس لے آئے۔ آپ نے فرمایا تم لوگوں نے اسے پکڑ کر شرمسار کر دیا ہے اگر یہ شخص ہم سے یہی چیزیں طلب کرتا تو ہم خود اس کو دے دیتے چنانچہ آپ نے اس کی مالی مدد فرما کر چھوڑ دیا۔

ایک شخص سے آپ نے لنگر کے لئے کچھ رقم بطور قرض لی کچھ عرصہ بعد آپ نے قرض واپس کر دیا چند روز بعد وہ شخص حاضر ہو کر پھر رقم مانگنے لگا آپ نے اسے مزید رقم دے دی اور ایک بار بھی نہ کہا کہ تم اپنی رقم لے چکے ہو۔ تیسرے روز وہ شخص خود ہی حاضر ہوا اور رقم واپس کر دی اور معافی کا طلب گار ہوا کہ میں نے یہ سب کچھ آپ کے اخلاق کو پرکھنے کے لئے کیا تھا آپ کو بڑا بااخلاق پایا۔

بابا سلطان سے ایک دفعہ لنگر کا کافی نقصان ہو گیا۔ خوف کے مارے حضرت صاحب کے سامنے نہ آیا کہ حضرت صاحب باز پرس فرمائیں گے کہ تقریباً چار صد روپے کا نقصان کر دیا ہے جب بابا سلطان حاضر خدمت ہوا تو فرمایا تم تھکے ہوئے ہو آرام کرو تمہارے بغیر تو ہمارا توشہ خانہ کا نظام نہیں چلتا چوہدری اللہ داد نے عرض کیا دیکھیں حضرت صاحب کس قدر ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں اس پر سب حاضرین محفل ہنس پڑے۔

حضرت سیدنا نعماطوس علیہ السلام کے مزار پر قیام کے دوران ایک بار آپ بیمار ہو گئے تمام بدن میں شدید تکلیف تھی کہ نہ بیٹھ سکتے تھے نہ لیٹ سکتے تھے شدت بیماری کی وجہ سے قضائے حاجت کے لئے جانا بھی دشوار تھا اس حالت میں زبان سے یہ عرض کیا اے میرے رب میں تجھ پر قربان جاؤں میں کیا جانوں کہ یہ میری راتیں تیری ذات پاک کو کس قدر پیاری لگ رہی ہیں۔ وصال سے قبل بیمار ہوئے تو کوئی لفظ شکوہ کا زبان پر نہ لائے حسب معمول نماز کی پابندی کرتے رہے وعظ و تبلیغ کا سلسلہ بھی جاری رکھا بلکہ اس تبلیغ کی وجہ سے شدت درد کو بھول جاتے جب خاموشی ہوتی درد کی شدت کی وجہ سے پھر وعظ شروع کر دیتے اور اکثر فرماتے رہتے میں قربان جاؤں حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کہ اللہ کے حکم پر اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی

گردن پر چھری رکھ دی۔ شکوہ نہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود میں آپ کے پیارے بیٹے نے وصال فرمایا آپ نے تکلیف کا اظہار نہ کیا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا سارا کنبہ اور ساتھی شہید کروا دیئے اپنی گردن بھی حالت سجدہ میں کٹوا دی مگر تکلیف کا اظہار نہ کیا۔ میں گرم بستر میں چارپائی پر بیٹھ کر کس طرح شکوہ کروں کہ مجھے تکلیف ہے۔ جب کوئی آپ کا حال دریافت کرتا تو اکثر فرماتے یہاں خیر ہے اور تکلیف بھی خیر ہی ہے۔

مریض عشق تڑپتا رہے دوا نہ کرے  
قفس میں رہ کے وہ زندہ رہے صدا نہ کرے

## (9) خدمتِ خلق

### قرآن مجید:

و افعلوا الخیر لعلکم تفلحون (القرآن الکریم: ۲۲: ۷۷)  
اور بھلائی کے کام کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

### حدیث نبوی:

سید القوم خادمہم (بخاری)  
قوم کا سردار قوم کا خادم ہوتا ہے۔

### کشف المحجوب:

حضرت داتا گنج بخشؒ نے خدمتِ خلق کو آدابِ معاشرت، اصولِ صحبت قرار دے کر خدمتِ خلق کے دائرہ کو وسیع قرار دیا ہے اس کے تحت انسان کا واقعی انسان ہونا بڑی خدمتِ خلق ہے کسی اچھے انسان کو دیکھ کر دوسرے اچھے انسان بنیں اس سے بڑی خدمتِ خلق اور کیا ہو سکتی ہے کشف المحجوب کا حجاب نہم صحبت و معاشرت کے آداب و احکام پر مبنی ہے۔ آدابِ زندگی کو ملحوظ خاطر رکھنا اور اصول و ضوابط کی پابندی کرنا

در اصل مروت سنت اور حرمت و احترام کی ضمانت ہے۔ سنت نبوی اور احترام کے آداب سے بے بہرہ ہونا مرتبہ انسانیت سے گرنے کے مترادف اور خلق خدا کی حق تلفی ہے چنانچہ لکھا ہے کہ ”جن لوگوں میں آداب کی پابندی و تحفظ کا جذبہ ہوتا ہے وہ اصول مروت کو بھی تحفظ دیتے ہیں دین کے باب کے اصول و آداب پر کار بند ہونا سنت کے تحفظ کے مترادف ہے اور آداب محبت اور حرمت یا احترام باہم پیوستہ اور یک جا ہیں اس لئے کہ جس میں مروت نہ ہو وہ سنت نبوی کی پیروی نہیں کرے گا اور جو شخص سنت نبوی کا پابند نہیں ہوگا وہ احترام کو ملحوظ نہیں رکھے گا۔

خدمت خلق کی کئی صورتیں ہیں مثلاً مالی خدمت، بدنی خدمت، روحانی خدمت وغیرہ ان تمام صورتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے حضرت صاحب کی زندگی پر نظر ڈالی جائے تو کوئی ایسی صورت نہیں ہے جس کو آپ نے تشنہ چھوڑا ہو آپ کو اللہ رب العزت اور اس کی مخلوق سے بے پناہ محبت تھی اسی جذبہ کے تحت آپ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار تھے علاقے کے غرباء مساکین یتیم لوگ آپ کے پاس حاضر ہوتے ان کی بھرپور مالی خدمت کی جاتی۔ کئی ایک خاندانوں کو ماہانہ وظائف دیئے جاتے تھے بہت سے لوگ جینڈر شریف آستانہ پر قیام پذیر تھے۔ پھر آپ ان غریب لوگوں کے روزگار کا بندوبست کر دیتے۔ مختلف مساجد اور مزارات پر ان کا تقرر کر رکھا تھا جس سے اس کی دینی و دنیاوی ضروریات پوری ہو رہی تھیں مسافروں، مہمانوں کو کچھ نہ کچھ ہدیہ دے کر روانہ کرتے۔ آپ کے اسی وصف کے پیش نظر عرب ممالک کے لوگ اس دور دراز گاؤں میں آتے ان کی بھرپور خدمت کی جاتی۔ قوالوں کی مالی مدد کی جاتی تھی۔ جس کی وجہ سے کئی ایک قوال حضرات اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اکثر یہاں ہی مقیم رہے۔ آپ بڑے حلیم الطبع اور متواضع شخصیت کے مالک تھے لوگوں کے دکھ درد کو برداشت نہ کر سکتے تھے۔ لہذا جہاں کہیں ضرورت پڑتی ان کے کام کاج بھی کرتے۔ بدنی خدمت کے علاوہ روحانی خدمت کے لئے بھی ہمہ وقت مصروف رہتے۔ گذشتہ اوراق میں ایسے درجنوں واقعات گذر چکے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے پیش نظر ولایت اسی چیز کا نام ہے کہ مخلوق خدا سے ہمدردی اور ان کی خدمت کی جائے۔ وصال تک اسی بات پر زور

دیتے رہے اور اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ یہی وصیت کی کہ ان نادار اور غریب لوگوں کی مدد جاری رکھنا۔ اسی میں فلاح ہے۔

سفر حج میں ایک تلخ مزاج کا آدمی بھی آپ کے ہمراہ تھا جو ہمیشہ دوسروں سے بات بات پر الجھتا تھا کبھی بھی کام کے سلسلے میں کسی کی مدد نہ کرتا ایک روز آپ نے اسے بلایا اور پوچھا کہ بھائی آج تک کتنے طواف کر چکے ہو اس نے جواب دیا کہ اندازاً سو طواف کر چکا ہوں۔ اس کو فرمایا ایک دو طواف کم کر لیتے ان بیچارے ضعیف لوگوں کے ساتھ تو نرمی سے پیش آتے کبھی کسی کو پانی پلا دیا کرتے کسی کو وضو میں مدد کر دیتے کسی کو بازار سے ضرورت کی چیز لادیتے یہ بھی بڑا ہی کارِ ثواب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ایک عابد و زاہد دن کو روزہ رکھتا رات کو قیام میں گزار دیتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا تمہارا کفیل کون ہے اس نے عرض کی میرا بھائی فرمایا وہ تم سے زیادہ عبادت گزار ہے جو تمہارے لئے اور اپنے بچوں کے لئے روزی کماتا ہے اور فرائض بھی انجام دیتا ہے۔ یہ بات سن کر وہ شخص شرمندہ ہو گیا اور وعدہ کیا کہ آئندہ دوسروں کی خدمت کروں گا۔

جینڈر شریف کے قریبی گاؤں میں ایک شخص مسجد میں لوگوں کو وضو کے لئے پانی مہیا کرتا تھا کچھ عرصہ سے بیمار ہو گیا لوگ اس کی بیماری سے عاجز آ کر ایک رات اسے سردیوں کے موسم میں حضرت صاحب کے مکان کے دروازے کے باہر چھوڑ گئے رات کے وقت باہر سے کراہنے کی آواز پر مکان سے باہر نکل کر دیکھا تو مضطرب ہو گئے اسے اٹھا کر گھر میں لائے گرم بستر دیا چائے پلائی اور ایک آدمی کی ڈیوٹی لگائی کہ اس کے جسم کو دبایا جائے۔ سردی سے بچنے کے لئے آگ روشن کی گئی۔ صبح ایک ڈاکٹر سے اس کا علاج شروع کرایا ڈاکٹر نے کہا اس کے علاج پر کافی رقم خرچ ہوگی فرمایا جتنا مہنگا علاج ہو کیا جائے سب خرچ میں ادا کروں گا۔ علاج کئی ماہ تک چلتا رہا ہر روز دوائی اور خوراک پر رقم خرچ کی جاتی رہی۔ کئی درویشوں کی ڈیوٹی لگائی جو روزانہ اس کے جسم کی مالش کرتے کپڑے تبدیل کراتے مسلسل علاج سے اس کی صحت ٹھیک ہو گئی اس کے لئے ہر روز مرغ کی تین تیار کی جاتی تھی کئی ماہ کے بعد ایک روز آپ شیخ چوگانی شریف

کے مہمان خانے میں ٹھہرے تھے اس بیمار کا حال دریافت کیا تو عرض کیا گیا کہ اب وہ تندرست ہو گیا ہے اور صاحبزادہ صاحب نے کہا ہے کہ اس کی خوراک کے لئے ہر روز مرغ کی یخنی تیار کی جاتی تھی اب بند کر دیا جائے آپ نے اسی وقت احمد دین کو فرمایا کہ جو گوشت میرے لئے تیار کیا ہے وہ لے جاؤ کیونکہ میں تو تندرست ہوں یہ کھانا جینڈر شریف جا کر اس آدمی کو کھلا کر آؤ اور میاں محمد رمضان کو تاکید کرو کہ ہر روز پہلے کی طرح اس کو خوراک دی جائے سردیوں کے موسم میں احمد دین کم و بیش آٹھ نومیل کا سفر جنگل میں طے کر کے گیا اور پھر اسے کھانا کھلا کر واپس آ کر اطلاع دی۔ تب آپ نے اطمینان کا سانس لیا اور اللہ کا شکر ادا کیا تقریباً تین سے چار ماہ تک وہ شخص جینڈر شریف رہا مکمل صحت یابی کے بعد جب جانے لگا تو آپ نے فرمایا چند دن اور ٹھہر جاتے چنانچہ کچھ دن اور ٹھہرنے کے بعد رخصت کیا کبھی اس سے اس کا ایڈریس تک نہ پوچھا۔

انما نطعمکم لوجه اللہ لا نرید منکم جزاءً ولا شکوراً

(القرآن الکریم: ۷۶-۹)

(بے شک ان سے کہتے ہیں کہ ہم تمہیں خالص اللہ کے لئے کھانا دیتے ہیں تم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے) ایک اور شخص جو غالباً گلگت کے علاقہ کارہنے والا تھا آپ کے پاس حاضر ہوا اس کی خوب تواضع کرتے رہتے تھے اس نے چاول کھانے کی فرمائش کی تو آپ نے صرف اس کے لئے چاول کی دو بوریاں منگوائیں ایک روز اس نے عرض کیا آج چائے نہیں ملی لانگری کو بلا کر تاکید کی جتنی دفعہ چائے مانگے دو فرمایا میں ان لوگوں کی خدمت اس لئے کرتا ہوں کہ اللہ رب العزت کی رضا اسی میں ہے۔ اس شخص کی تواضع عرصہ دراز تک کرتے رہے وہ یہیں پر فوت ہوا تو اس کے کفن دفن کا یہاں ہی انتظام کیا گیا۔

ہر کہ خدمت کردا و مخدوم شد (مولانا روم)

## (10) مہمان نوازی:

## قرآن مجید:

قال ان هولاء ضیفی فلا تفضحون

(القرآن الکریم: -۱۵:۶۸)

لوط علیہ السلام) نے کہا یہ میرے مہمان ہیں مجھے فضیحت (مہمان کی رسوائی پر شرمندگی) نہ کرو۔

## حدیث نبوی:

ومن کان یومن باللہ والیوم الآخر فلیکرم ضیفه (بخاری و مسلم)  
اور جو کوئی ایمان رکھتا ہے اللہ پر اور یوم آخرت پر پس چاہے کہ  
خاطر تواضع کرے اپنے مہمان کی۔

## کشف المحجوب:

تو کھانے کے آداب میں یہ بھی ہے کہ جب کھائے تنہا نہ کھائے بلکہ اپنے  
کھانے میں سے ایثار کرے جیسا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”شَرَّ  
الناس من اکل وحده وضرب عبده ومنع رنده“ ”شریر ترین انسان وہ ہے جو تنہا  
کھائے اور غلام کو مارے اور بخشش وجود سے روکے۔ اور جب دسترخوان پر بیٹھیں تو  
خاموش نہ بیٹھیں کھانا شروع کریں تو بسم اللہ سے اور دسترخوان پر کوئی ایسی چیز نہ رکھیں  
جس سے ساتھی کراہت کریں اور شروع لقمہ نمکین سے ہونا چاہئے اور اپنے ساتھی کے  
ساتھ انصاف ملحوظ رکھیں حضرت سہل بن عبد اللہ سے لوگوں نے پوچھا ان اللہ یا امر  
بالعدل والاحسان کے معنی کیا ہیں فرمایا کہ عدل یہ ہے کہ اپنے رفیق کے لقمہ میں  
رفیق سے انصاف کر اور احسان یہ ہے کہ رفیق کو لقمہ میں زیادہ حق دار سمجھے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مہمان نواز تھے فرماتے کہ مہمان کو اللہ



تعالیٰ بھیجتا ہے اس کے ساتھ بدسلوکی درحقیقت اللہ کے ساتھ بدسلوکی ہے۔ اللہ رب العزت کی رضا کی خاطر ہر آنے والے مہمان سے عمدہ سلوک کیا جائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی میں ان کی خاطر و مدارت بہترین انداز سے کرنی چاہئے مہمان کی عزت افزائی سے اللہ اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا حاصل ہوتی ہے۔ مہمان کوئی بھی ہوتا آپ اس سے حسن سلوک سے پیش آتے اس کے کھانے پینے اور رہائش کا اہتمام کیا جاتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کے ہاں مہمانوں کی کثرت نظر آتی تھی اور ان کے یہاں قیام پر کوئی پابندی نہ تھی اپنی مرضی سے آتے اور اپنی مرضی سے رخصت ہوتے تھے۔

ختم شریف کے موقع پر مہمانوں کی آمد کئی روز پہلے شروع ہو جاتی تھی لہذا آپ بہت پہلے سے ہی کمروں کی صفائی کا انتظام کرواتے تمام معاملات کی خود نگرانی کرتے جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے کہ جینڈر شریف کے لوگوں کی تربیت اس انداز سے کر دی تھی کہ ہر گھر مہمان خانہ بن جاتا تھا یہاں کے رہائشی اپنے طور پر دیگر دیہاتوں سے جا کر بستر اور چار پائیاں لے کر آتے تاکہ مہمانوں کو کسی قسم کی کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ ہر گھر والوں کی خواہش ہوتی کہ میرے گھر میں زیادہ مہمان ٹھہریں۔ صاحبزادہ میاں محمد رمضان صاحب کے ذمہ یہ ڈیوٹی ہوتی تھی کہ وہ ہر گھر میں خود جا کر انتظامات کا جائزہ لیتے تھے۔ کھانے کے اوقات میں تمام گھروں میں مہمانوں کے حساب سے لنگر بھیجا جاتا تھا۔ آستانہ عالیہ جینڈر شریف کا یہ دستور ہے کہ صاحبزادگان خود اپنے ہاتھوں سے لنگر تقسیم کرتے ہیں۔ مہمانوں کو کھانا کھلانے میں برتن وغیرہ اپنے ہاتھوں سے ان کے آگے رکھتے اور تمام معاملات کی نگرانی اس طرح کرتے کہ کسی قسم کی کوئی کمی باقی نہ رہ جائے۔ اگر مہمان علماء کرام آجائیں تو ان کے لئے خصوصی اہتمام کیا جاتا عمدہ عمدہ کھانے تیار کروائے جاتے ہیں عرس مبارک کے موقع پر بھی علماء کرام کے لئے خصوصی انتظامات کئے جاتے ہیں۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نہ صرف جینڈر شریف بلکہ انبیاء کرام کے مزارات پر بھی تعمیرات کے سلسلہ میں خصوصی دلچسپی لی۔ وہاں مزارات پر مسجد کے

علاوہ مہمان خانے بھی تعمیر کروائے تاکہ یہاں پر آنے والے زائرین کو کسی قسم کی دشواری نہ ہو ان مہمان خانوں میں ٹھہرنے والوں کے لئے بھی لنگر کا اہتمام جینڈر شریف سے ہی کیا جاتا تھا اور یہ دستور آج تک جاری ہے۔ آپ کے پاس ملک عرب سے لوگ بھی بطور مہمان آتے تھے ان کی خدمت کر کے آپ بہت خوشی محسوس کیا کرتے تھے۔ ختم شریف کے موقع پر بعض اوقات بیس سے تیس تک عربی موجود ہوتے ان کے خورد و نوش کا انتظام ان کی خواہش کے مطابق ہوتا تھا۔ پھر ان کی مالی مدد بھی کی جاتی تھی اعلان کیا جاتا تھا کہ یہ لوگ عرب کے دیس سے ہمارے پاس بطور مہمان آئے ہیں ان کی مدد کی جائے تو جتنی رقم جمع ہوتی حضرت صاحب اتنی رقم اپنے پاس سے شامل کر کے ان کے درمیان تقسیم کر دیتے تھے۔ اسی طرح بعض اوقات غیر مسلم لوگ بھی آپ کے پاس آتے اور یہاں قیام کرتے۔ ان کی خوراک و رہائش کے علاوہ مالی مدد کی جاتی۔

## (11) ظرافت و خوش طبعی

### قرآن مجید:

فقو لا له قولا لینا لعلہ یتذکر اوینحشی

(القرآن الکریم: - ۲۰: ۴۴)

تو اس سے نرم بات کہنا اور اس امید پر کہ وہ دھیان کرے یا کچھ ڈرے۔

### حدیث نبوی:

یا ایہا الناس انی اوحی الی ان تواضعوا الا فتواضعوا حتی لا یبغی احد علی احد ولا یفخر احد علی احد (ابن ماجہ)  
اے لوگو! میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو سنو پس تم تواضع اختیار کرو حتیٰ کہ تم میں سے کوئی ایک دوسرے کے

ساتھ زیادتی نہ کرے اور نہ کوئی دوسرے پر فخر کرے۔

### کشف المحجوب:

مشائخ میں کسی سے لوگوں نے شرط ادب کے بارے میں پوچھا انہوں نے فرمایا ایک جملہ میں تیرا جواب دیتا ہوں میں نے سنا ہے کہ ادب وہ ہے جب تو بات کرے تو تیرا کلام صادق ہو اگر معاملہ کرے تو معاملہ حق ہو اور کلام صادق اگرچہ سخت و تمکین ہوتا ہے اور معاملہ نیک اگرچہ مشکل ہو خوب ہوتا ہے تو جب بات کرے تو اپنا کلام سچ ہو اور جب خاموش رہے تو خاموشی حق پر ہو۔

مزاح اور خوش طبعی جس میں بات سچ اور درست ہو اور مقصد کسی کی تذلیل نہ ہو۔ اسلام نے اس کی ممانعت نہیں فرمائی ایسا مذاق جس میں کسی کو حقیر جانا جائے یا اس کے عیبوں کی تشبیر ہو اس سے منع کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے خوش طبعی فرماتے ان میں گھل مل کر رہتے۔ صحابہ کے بچوں سے خوش طبعی فرماتے مقصد مخاطب کے دل کو خوش کرنا ہوتا مثلاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت جامع ترمذی اور ابوداؤد میں منقول ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی مجھے سواری دیجئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھے اونٹنی کے بچے پر سوار کراؤں گا تو اس شخص نے بچے کا لفظ اونٹنی کا چھوٹا ہونا سمجھا۔ عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اونٹنی کا بچہ میرے کس کام آئے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تجھ پر افسوس اونٹ کو اونٹنی ہی جنتی ہے۔ ایک روز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے خوش طبعی فرمائی۔ وہ بوڑھی خاتون تھیں فرمایا کوئی بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی۔ جب وہ پریشان ہوئیں تو آپ نے فرمایا تم عورتیں جنت میں جوان ہو کر جاؤ گی۔ ایک مرتبہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ ہم سے خوش طبعی فرماتے ہیں۔ فرمایا ہاں میں سچ بات ہی کہتا ہوں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت محمود بن ربیع کی عمر پانچ سال تھی کہ نبی اکرم

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزاج کے طور پر ان کے چہرہ پر منہ کے ذریعہ پانی ڈالا تو اس سے یہ برکت پیدا ہوئی کہ بڑے ہونے کے بعد ان کے ذہن میں صرف پانی کی اس کلی کا خیال باقی رہا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھنا یاد نہ رہا اسی بنا پر ان کا شمار صحابہ میں کیا گیا۔ بخاری میں ہی ہے کہ حضرت زینب بنت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما حاضر ہوئیں آپ غسل خانہ میں تھے تو آپ نے ان کے چہرے پر پانی ڈالا اس کی یہ برکت ہوئی کہ بڑھاپے کے باوجود ان کے چہرہ میں تبدیلی نہ آئی۔ چہرہ پر رونق رہا۔

حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین جینڈڑوی کی لطیف ظرافت اور علمی مزاج سے محفل کشت زعفران بن جاتی تھی اچھے اور عمدہ مزاج کو آپ شان درویشی کے خلاف نہ سمجھتے تھے۔ تصوف اور دیگر مسائل پر گفتگو کے دوران آپ نے عام مثالوں کے ساتھ ساتھ خوش طبعی کے ذریعہ محفل کو ہمیشہ نشاط آور اور پر کیف رکھا۔ گفتگو نہایت شگفتہ ہوتی۔ باتیں کرتے ہوئے مسکراتے رہتے اور شائستہ لطیفوں سے پھول برساتے۔ کوئی ایسا لفظ نہ بولتے جس سے کسی کی دل آزاری یا توہین ہو۔ خوش طبعی میں بھی کسی کو مخصوص طور پر نشانہ نہ بناتے۔

ایک روز ارشاد فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سالانہ ختم پاک کا اہتمام کرتا ہوں اور اس پر بہت سا خرچہ ہوتا ہے۔ میں اس قابل تو نہیں ہوں مگر اللہ تعالیٰ پاک ہستیوں کے صدقہ میں تمام اخراجات کا انتظام فرمادیتا ہے۔ مولانا سید عبدالشکور شاہ صاحب نے عرض کی آپ ختم شریف کا اہتمام کرتے ہیں تو خرچے کا انتظام ہو جاتا ہے مجھے ختم شریف کے لئے در بدر پھرنا پڑتا ہے۔ قرضہ اٹھانا پڑتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا شاہ صاحب! آپ کو تو ان کی اولاد ہونے کا فخر ہے اس لئے وہ کہتے ہوں گے کہ نہ بھی امداد کی تو خیر ہے مجھے بے کس سمجھ کر امداد کر دیتے ہیں۔

سائیں فضل دین موضع ڈھینڈہ حضرت قاضی سلطان محمود قادری کے مرید تھے۔ ایام جوانی میں ناکام مجازی عشق کر بیٹھے زندگی یونہی گذر گئی ہجر و فراق کے اشعار پڑھتے رہتے تھے۔ زندگی کے آخری سالوں میں حضرت صاحب کے پاس چلے آئے آپ کی صحبت کی وجہ سے نماز روزہ کے پابند ہو گئے تھے۔ بقایا عمر جینڈڑ شریف میں

گزری یہیں وصال ہوا۔ حضرت صاحب نے کفن دفن اور ختم شریف کا انتظام کیا۔ حضرت صاحب آپ سے خوش طبعی فرمایا کرتے تھے اور کہتے فضل دین آپ فقیر ہیں تو وہ جواب دیتے ہاں میں اوائل عمر سے ہی فقیر ہوں۔ آپ فرماتے اللہ تعالیٰ کا کچھ پتہ ہے تو جواب دیتے نہیں۔ حضرت صاحب ہنس کر فرماتے دیکھو سائیں فضل دین اللہ تعالیٰ کے فقیر بھی ہیں اور ان کو اللہ تعالیٰ کا پتہ بھی نہیں۔

بابا حسین موضع کاسب انتہائی مفلس آدمی تھا اکثر جینڈڑ شریف میں حضرت صاحب کے پاس ہی رہتا تھا۔ مصائب و مشکلات کو برداشت کرتا۔ زبان پر شکوہ نہ لاتا کئی کئی روز فاقوں میں گذر جاتے لیکن اکثر ساری رات نوافل میں گذر جاتی ایک موقعہ پر حضرت صاحب کے ہمراہ لاہور حضرت داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مزار مقدس پر حاضری دی۔ بابا حسین سے کسی نے کہا اگر رات کے وقت کسی کامل ولی کی قبر پر سوار ہو جاؤ تو وہ دربار رسالت میں پہنچا دیتے ہیں۔ رات کو جب زائرین کا ہجوم کم ہو گیا تنہائی کے عالم میں بابا حسین اٹھا اور قبر مبارک پر سوار ہو گیا۔ اس پر مجاوروں نے دیکھ لیا اور خوب زد و کوب کیا۔ بابا نے یہ واقعہ حضرت صاحب کو سنایا آپ اس کی سادگی پر مسکراتے رہے اور فرمایا مجھے تعجب نہیں اس لئے کہ اس میں تعجب والی بات نہیں اکثر مویشی چرتے چرتے قبروں پر چڑھ جاتے ہیں۔ حضرت صاحب اکثر محفل میں بابا محمد حسین سے فرماتے واقعہ سناؤ جب وہ یہ واقعہ سناتا تو محفل میں موجود لوگ مسکراتے رہتے۔ بابا کھانا خوب کھایا کرتا تھا۔ حضرت صاحب بھی اس کے کھانے کا خیال رکھتے۔ لانگری اگر بات کرتے تو آپ ہنس کر فرماتے آپ لوگ بھی تو بیلوں کے چارہ کا خیال رکھتے ہو اگر میں بابا کے کھانے کا خیال رکھوں تو اس میں تعجب والی کونسی بات ہے؟

چوہدری قدر داد موضع کاسب نے حضرت صاحب کی دعوت کی۔ موضع کریم داد کے ایک شاہ صاحب بھی حضرت صاحب کے ہمراہ دعوت میں شامل ہوئے جب کھانا کھانے لگے تو شاہ صاحب سے کہنے لگے کہ سالن میں مرچیں زیادہ ہیں مجھ سے نہ کھایا جائے گا مجھ کو دودھ لا دیں میں اس سے کھانا کھا لیتا ہوں۔ دودھ دیا گیا تو کہنے لگے اس میں چینی نہیں، چینی بھی فراہم کر دی گئی۔ میزبان ان کے سامنے سے

سالن اٹھانے لگا تو حضرت صاحب نے مسکرا کر فرمایا۔ گوشت کا پیالہ نہ اٹھایا جائے پڑا رہنے دیں۔ مرچوں کا تو محض یہاں دودھ کی خاطر کیا گیا ہے۔ اس پر شاہ صاحب بولے ہاں منہ کا مزا نمکین کرنے کے لئے اس کی بھی ضرورت پڑے گی۔ چنانچہ دودھ بھی پی لیا اور سالن روٹی بھی کھا گئے۔ جب سالن کھا رہے تھے تو حضرت صاحب فرماتے دیکھو دیکھو! اب تو اس میں مرچیں نہیں ہیں جس پر حاضرین ہنس پڑے۔

چوہدری اللہ داد موضع حاجیوالا بڑی ظریفانہ اور چست طبیعت کے مالک تھے۔ ہمیشہ مذاہبہ انداز میں بات کرتے۔ حضرت صاحب ان کی مزاحیہ باتوں کو پسند فرماتے۔ اگر کسی روز محفل میں نہ ہوتے تو آپ ان کی کمی کو محسوس کرتے۔ چوہدری اللہ داد اکثر حضرت صاحب کی باتوں پر جرح کرتے تھے۔ باتوں کو مزاح میں نظر انداز کر دیتے۔ حضرت صاحب بھی ان کی باتوں کا جواب خوش طبعی میں دیتے۔ ایک روز عرض کرنے لگے آپ نے دوسروں کو خلافت دی، وظائف بتائے مجھے کچھ نہیں عطا کیا صرف باتیں سنا کر مال دیتے ہیں۔ ایسا وظیفہ بتائیں کہ ظاہری و باطنی فائدہ ہو۔ آپ نے فرمایا یہ وظیفہ یاد کرو "سواء علیہم انذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون" اسے ہر روز پڑھتے رہا کرو۔ چونکہ چوہدری صاحب عربی زبان سے ناواقف تھے اس آیت کو پڑھتے رہے۔ ایک روز امام مسجد کے پاس گئے کہ مجھے اس وظیفہ کے معنی تو معلوم ہونے چاہئے مولانا نے بتایا کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا ہے جو لوگ کافر ہیں ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں دونوں باتیں ان کے لئے یکساں ہیں۔ یہ ایمان نہیں لائیں گے۔

چوہدری صاحب آیت کریمہ کے معنی سن کر متعجب ہوئے اور حضرت صاحب کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا مجھے یہ کیا وظیفہ بتا دیا ہے۔ حضرت صاحب نے ہنس کر فرمایا اللہ داد! تم ہر بات پر جرح کرتے ہو کبھی کسی بات پر تمہاری تسلی نہیں ہوئی اس لئے جو آیت تمہارے حال کے مطابق تھی وہی تم کو بتائی ہے اس پر تمام حاضرین ہنس پڑے۔



فصل اوّل

اولادِ امجادِ گوہر

فصل دوم

خلفاءِ گوہر

فصل سوم

باسعادت و باصفا مریدانِ گوہر

فصل چہارم

مکتوبات بر مشتمل تعلیماتِ گوہر



## فصل اوّل

## اولادِ امجادِ گوہر

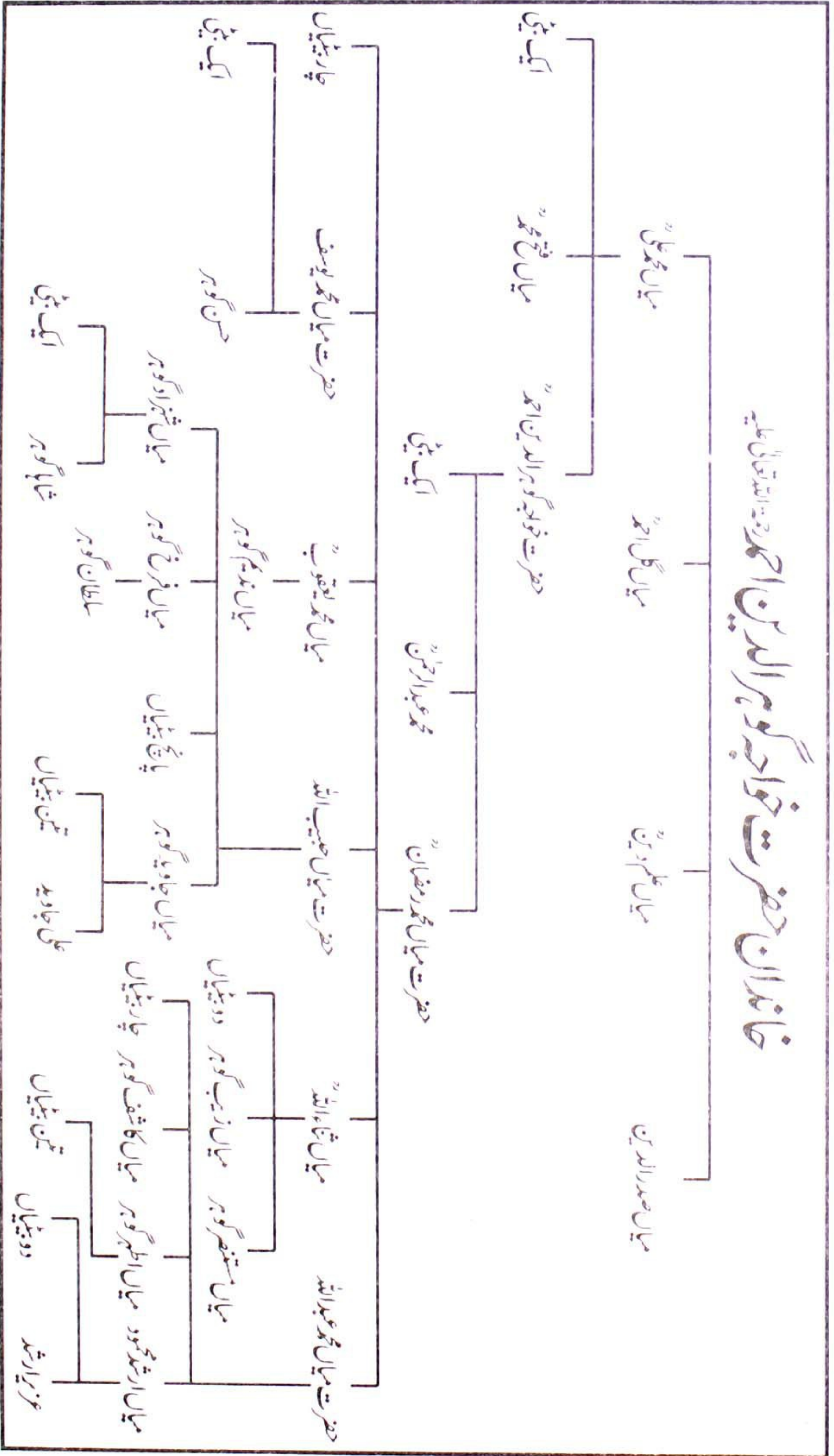
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید المرسلین نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

اذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلثة الا من صدقة  
جارية او علم ينفع به او ولد صالح يدعو له ○ (مسلم شریف)  
”جب آدمی مر جاتا ہے تو اُس کے عمل بھی ختم ہو جاتے ہیں  
سوائے تین اعمال کے صدقہ جاریہ (دائمی خیرات) یا وہ علم جس  
سے نفع پہنچا ہو یا وہ نیک بیٹا جو اس کے لئے دُعا مانگتا رہے۔“

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ باقیات الصالحات تین ہیں۔

(۱) صدقہ جاریہ (۲) علم نافع (۳) ولد صالح۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ کی سیرت پر نظر ڈالیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ کی باقیات تینوں قسم کی ہیں صدقہ  
جاریہ اور علم نافع کے لئے کتاب ہذا کا باب اوّل اور سوم دیکھو یہاں تیسری قسم اولاد  
صالح کا تذکرہ کیا جاتا ہے یہاں یہ ذکر بھی ضروری ہے کہ اولاد صالح میں حقیقی اولاد  
کے علاوہ شاگردِ خلفاء، مریدِ خدام سبھی شامل ہوتے ہیں۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے تین شادیاں کیں آپ کی پہلی  
شادی موضع چھن دیونہ منڈی گجرات میں ہوئی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹا میاں محمد  
رمضان اور ایک بیٹی جنت بی بی عطا فرمائے آپ کی دوسری اور تیسری شادی موضع  
گجگراں میں ہوئی اور ایک بیٹا محمد عبدالرحمن عطا فرمایا جو کم سنی (ایک سال کی عمر) میں  
وصال پا گیا آپ کی تینوں ازواج جیندڑ شریف کے قبرستان میں محو استراحت ہیں۔  
حضرت صاحب نے اپنی صاحبزادی کی شادی موضع مالووال میں جناب فضل احمد  
صاحب سے کی۔



## حضرت صاحبزادہ میاں محمد رمضانؒ

آپ کی ولادت کا سال غالباً ۱۹۰۸ء ہے آپ کی ابتدائی تعلیم کی طرف حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خصوصی توجہ دی منشی احمد بخش قوال جن کا تعلق جالندھر سے تھا فارسی اور اردو زبان پر خاصی دسترس رکھتے تھے جینڈرٹ شریف میں مستقل طور پر قیام پذیر ہونے کی وجہ سے حضرت صاحب کے حکم پر آپ صاحبزادہ صاحب کو تعلیم دیا کرتے تھے ناظرہ قرآن پاک پڑھنے کے بعد آپ مولانا فضل احمد موضع حاجیوالا کے پاس روزانہ جایا کرتے اور ان سے صرف و نحو کی ابتدائی درسی کتب پڑھیں والد ماجد کی نظر کرم اساتذہ کی تربیت اور ذاتی محنت کی بدولت جلد ہی آپ نے ضروری علوم شریعت و طریقت میں مہارت تامہ پیدا کر لی چونکہ گھر تصوف و طریقت کا گہوارہ تھا لہذا ابتدائی عمر میں ہی تصوف کے رنگ میں رنگے گئے آپ کا جوانی کا دور مکمل پارسائی زہد و ریاضت اور خدمت خلق سے بھرپور نظر آتا ہے۔

حضرت صاحبزادہ میاں محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے کہ جب ان کا چھوٹا بھائی محمد عبدالرحمن فوت ہوا تو لوگ اور عزیز اقارب حضرت صاحب کے پاس تعزیت و فاتحہ خوانی کے لئے آئے اگر ان میں سے کوئی یہ لفظ کہہ دیتا کہ بڑا افسوس ہوا ہے تو حضرت صاحب سخت ناراض ہوتے اور فرماتے توبہ توبہ ایسا لفظ نہیں کہنا چاہئے یہ بندے پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے اس کی منشا و مرضی ہے وہ جسے چاہے اولاد عطا کرے اور جس سے چاہے واپس لے لے لفظ افسوس تو بڑا گناہ ہے اس سے اجتناب کرنا چاہیے صاحبزادہ صاحب نے ایک روز فرمایا کہ بڑے سے بڑے نقصان پر بھی دیکھا کہ حضرت صاحب کو مطلق کوئی رنج نہ ہوتا۔ مسکراتے ہوئے مزید کہا کہ کسی ولی کا فرزند ہونا بھی کوئی خوشی کی بات نہیں کیونکہ ولی اللہ کے دل پر محبت الہی کا غلبہ اس قدر ہوتا ہے کہ اس میں ماسوا اللہ کی طرف رجوع ہونے کی گنجائش ہی نہیں رہتی اس لئے اگر کسی ولی

اللہ کے ہاں فرزند پیدا ہو تو اسے کوئی خوشی نہیں ہوتی اور اگر مر جائے تو اسے کوئی رنج نہیں ہوتا جب کسی ولی اللہ کے دل کی یہ حالت ہوتی ہے کہ دنیاوی خوشی و غمی کا اس پر کوئی اثر نہ ہو تو وہ شکر کرتا ہے دل سے ماسوا اللہ کی نفی کر کے وہ اپنے گوہر مقصود کو حاصل کر لیتا ہے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے صاحبزادہ صاحب کی شادی اپنی ہمشیرہ کے گھر مالو وال میں زینب بی بی سے کی جن سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹیاں فاطمہ بی بی، عنایت بی بی کے علاوہ دو بیٹے صاحبزادہ میاں محمد عبداللہ اور صاحبزادہ میاں ثناء اللہ عطا فرمائے۔ آپ کی دوسری شادی موضع جینڈڑ شریف میں ہوئی آپ کے ہاں تین بیٹے صاحبزادہ میاں حبیب اللہ، صاحبزادہ محمد یعقوب اور صاحبزادہ میاں محمد یوسف اور دو بیٹیاں پیدا ہوئیں۔

آپ نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی مبارک میں ہی آستانہ عالیہ جینڈڑ شریف کے جملہ امور کے معاملات سنبھال لئے تھے لنگر شریف کی مکمل نگرانی کرتے مہمانوں کی آمد پر ان کے آرام و سکون اور خوراک کی دیکھ بھال کرنا علماء کرام کا خصوصی خیال رکھتے دارالعلوم میں مقیم طلبہ کی تمام ضروریات کو پورا کرتے علاوہ ازیں آبائی پیشہ کاشتکاری اور زمین کے جملہ معاملات کو بخوبی احسن انداز سے سرانجام دینے لگے حضرت صاحب نے اپنے صاحبزادہ صاحب کی تربیت اس انداز سے کی کہ

طریقت بجز خدمت خلق نیست

تسبیح و سجادہ و دلق نیست

خدمت خلق آپ کے اولین فرائض میں شامل تھی عرس مبارک کے موقع پر ہزاروں کی تعداد میں ملک کے طول و عرض سے مہمان شریک ہوتے صاحبزادہ صاحب ان مہمانوں کی خوب خدمت کرتے۔ حضرت صاحب آنے والوں کے لئے روحانی غذا کا اہتمام فرماتے صاحبزادہ صاحب جسمانی رہائش و خوراک کے منتظم تھے۔ جینڈڑ شریف اور قرب و جوار میں موجود دیہات میں جا کر مہمانوں کے رہائش کا انتظام

کرتے ہر گھر میں خود تشریف لے جاتے تاکہ وہاں مہمانوں کی رہائش کے لئے کیے گئے انتظامات کو ملاحظہ کر سکیں۔ مخلوق خدا کی خدمت کے جذبہ سے سرشار تھے اور اہل علاقہ آپ کی اس خدمت پر بے حد خوش و خرم تھے۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وصال سے کچھ دیر پہلے جب صاحبزادہ صاحب آپ کے کمرے میں حاضر ہوئے تو ارشاد فرمایا فقیری، اخلاق حسنہ اور خدمت خلق کا نام ہے جو محتاج لنگر پر گزارہ کر رہے ہیں ان کی بدستور امداد کرتے رہنا تاکہ وہ اپنی زندگی کے باقی ایام یہاں ہی گزار دیں ختم شریف کا اہتمام اپنی توفیق کے مطابق کرتے رہنا اللہ تعالیٰ امداد کرے گا۔

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال فرمانے کے بعد لوگوں کے ایک جم غفیر میں حضرت صاحبزادہ میاں محمد رمضان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دستار بندی ہوئی یوں آپ دربار عالیہ جینڈر شریف کے سجادہ نشین بنے اس طرح دربار عالیہ جینڈر شریف کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا آپ کی زیر نگرانی حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا عالیشان مزار اقدس تعمیر ہوا۔ جو لوگ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیات طیبہ میں لنگر شریف سے وظیفہ حاصل کرتے تھے اُس کو اسی انداز سے جاری رکھا جس طرح حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی زندگی میں مزارات مقدسہ پر اکثر حاضری دیتے اور وہاں شب بیداری فرماتے اب یہ صاحبزادہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی کا معمول بن گیا وہ تمام سالانہ پروگرام جو پہلے سے دربار شریف میں ہوتے یہ اور ان کے علاوہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سالانہ عرس بڑی دھوم دھام اور تزک و احتشام کے ساتھ آپ کی زیر سرپرستی ہونے لگے۔

آپ کی زندگی میں ایک انقلاب رونما ہوا پہلے صرف فرض نمازیں ادا کرتے تھے اب ساری ساری رات نوافل کے اندر گزرنے لگی شب بیداری معمول بن گئی عاجزی انکساری، خشیت الہی، اخلاص، زہد و تقویٰ اور اخلاق کریمانہ کی عملی تفسیر بن گئے آنے والا ہر شخص آپ کی زبان پر درود پاک کے ذکر کو پاتا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ

والہ وسلم کے ذکر پر آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے کسی کو رسمی طور پر بیعت نہ کیا عقیدت مندوں اور ارادت مندوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا انبیائے کرام علیہم السلام کے مزارات اقدس پر بھی اسی انداز سے ختم شریف کی محافل، تعمیرات کا سلسلہ اور لنگر جاری رکھا جیسا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زمانے میں ہوتا تھا۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ آپ کو خصوصی عقیدت و محبت تھی۔ حضرت میاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے راقم الحروف کو بتایا کہ دو مرتبہ ایسا ہوا کہ آپ نے مجھے حکم دیا کہ لاہور جا کر حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر حاضری دو۔ میں لاہور دربار عالیہ پر حاضر ہوا مجھے وہاں پر سکون قلب نہ ملا میں نے واپس آ کر عرض کی مزار اقدس پر تو حاضری دے آیا ہوں مجھے فرمایا تم جس وقت یہاں سے گئے تھے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس ناچیز پر ایسا کرم فرمایا کہ میں اسے زندگی بھر نہیں بھول سکتا آپ یہاں تشریف لائے اور اپنی زیارت سے مجھے مشرف فرما گئے۔ صاحبزادہ میاں حبیب اللہ صاحب مدظلہ العالی نے یہ بھی بتایا کہ ایک روز میں حضرت میاں محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک مجھے فرمایا کھڑے ہو جاؤ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے ہیں۔ حضرت میاں محمد رمضان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے مجھے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جنت کا مشاہدہ کروایا میں نے وہاں پر حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دیکھا اور ان سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا ہے تو مجھے انہوں نے بتایا کہ اللہ رب العزت نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مریدوں کو چشتیوں بزرگوں اور صوفیاء کرام کی غلامی میں بلند شان اور مقام عطا فرمایا ہے۔

حضرت میاں محمد رمضان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۹۶۹ء میں حج بیت اللہ شریف

کے مریدوں کے ہمراہ حرمین شریفین تشریف لے گئے حضرت میاں حبیب اللہ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے راقم الحروف کو بتایا کہ رخصت کے وقت میں نے عرض کیا وہاں جا کر کیا دُعا مانگیں گے تو فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ سے دین بے مثل اور دنیا بے مثال مانگوں گا حضرت میاں حبیب اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ چند روز گزرے کہ میری ظاہری آنکھ بند ہوئی باطنی آنکھ کھلی میں دیکھتا ہوں کہ حرم کعبہ شریف میں لوگ طواف کر رہے ہیں اور میاں محمد رمضان صاحب مسجد حرم کے فرش پر لیٹے ہوئے ہیں لوگ اردگرد جمع ہیں ایک نوجوان آپ کے لئے ہاتھ والا پکھلا ہلا رہا ہے۔ جب میاں محمد رمضان صاحب واپس تشریف لائے میں نے یہ واقعہ عرض کیا تو فرمایا ہاں میرے ساتھ ایسا ہی ہوا جو نبی حرم میں داخل ہوا تو بے ہوش ہو گیا تھا اور سارا سفر عالم بے ہوشی میں ہی گذر گیا پاکستان واپس پہنچا ہوں تو ہوش میں آیا ہوں اللہ رب العزت نے اس سفر میں مجھے کن کن انعامات سے نوازا ہے بیان سے باہر ہے مجھے وہاں دُعا مانگنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔

آخری ایام میں آپ کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے تھے وصال سے چند روز قبل آپ کو لاہور میو ہسپتال میں داخل کرایا گیا انہی ایام میں سابق صدر پاکستان میاں فضل الہی بھی میو ہسپتال میں داخل تھے ضلع گجرات کے سینکڑوں لوگ تیمارداری کے لئے آتے رہے اکثر آپ کی زبان پر یہی دُعا تھی یا اللہ میرے گناہ معاف کر دے کبھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلہ سے دُعا مانگتے اور کبھی حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر خیر کرتے بالآخر اکتوبر ۱۹۸۱ء کو رات اڑھائی بجے آپ کی روح پرواز کر گئی۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

الموت جسر یوصل الحبيب الی الحبيب

”موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے جا ملاتا ہے۔“

خوب تر اندر جہان زین چہ بود کار

دوست بر دوست رفت یار بر یار

آں ہمہ اندوہ بوڈ این ہمہ شادی  
 آں ہمہ گفتار بوڈ این ہمہ کردار  
 ”اس جہان میں اس سے بہتر اور کیا ہوگا کہ دوست دوست کے  
 پاس گیا اور یار یار سے جا ملا وہ سب اندوہ تھا اور یہ سرتاپا سر  
 راحت ہے وہ سب باتیں تھیں اور یہ میرا عمل ہے۔“

جانشین شیخ القرآن حضرت مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی مدظلہ العالی نے آپ کی  
 نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کے جسد اطہر کو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار  
 مبارک کے مشرقی برآمدے میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

## اولاد

جیسا کہ گذر چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں عطا کیں  
 آپ کے صاحبزادگان کے مختصر حالات زندگی حسب ذیل ہیں۔

### ۱۔ حضرت میاں محمد عبداللہ صاحب مدظلہ العالی

آپ کا سال ولادت غالباً ۱۹۲۷ء ہے کیونکہ آپ نے راقم الحروف کے سوال  
 پر ارشاد فرمایا کہ جب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا اُس وقت میری عمر  
 پچیس (۲۵) سال تھی آپ نے دینی تعلیم دربار عالیہ جینڈر شریف سے ہی حاصل کی عالم  
 شباب کے آغاز پر آپ نے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیات طیبہ کا  
 زمانہ عروج دیکھا ہر وقت آستانہ عالیہ پر خدام مریدوں اور علماء کرام کا ہجوم ہوتا تھا اکثر  
 محافل سماع منعقد ہوتی تھیں لہذا شروع سے ہی سماع سے شغف پیدا ہو گیا ذریعہ معاش  
 کے طور پر آپ نے فوج کی ملازمت اختیار کر لی اور زندگی کے سترہ سال تک اس مقدس  
 پیشہ کے ساتھ منسلک رہے۔

آپ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ایام علالت کے دوران خدمت  
 اقدس میں حاضر رہے میرے ایک سوال پر کہ حضرت صاحب نے اُن دنوں میں کیا



ارشاد فرمایا کرتے تھے آپ نے بتایا کہ کئی بار ارشاد فرمایا: ”شکر الحمد للہ قاضی صاحب (حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ والی راتیں آگئی ہیں۔“

آپ کے بارے میں سید علی اکبر شاہ صاحب گوہر منیر میں رقم طراز ہیں کہ ”صاحبزادہ صاحب (میاں محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے پانچ فرزند ہیں سب کے سب نیک پارسا، مہمان نواز اور خوش خلق ہیں سب سے بڑے میاں محمد عبداللہ ہیں جن کو صاحبزادہ صاحب نے الگ مکان اور اراضی دے رکھی ہے وہ اپنے دیوان خانہ میں مہمانوں کی آسائش و رہائش کا انتظام کرتے ہیں ان کے متعلق حضرت صاحب نے فرمایا تھا کہ بیٹا تم فقیر ہی بنو گے۔“

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی حرف بہ حرف درست نکلا آپ اپنے آباؤ اجداد کے فقر کی صحیح زندہ مثال ہیں، انتہائی سادہ طبیعت ہر آنے والے مہمان کا استقبال بڑی خندہ پیشانی سے کرتے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ یہ میری خوش قسمتی ہے کہ میں اُس مکان میں زندگی بسر کر رہا ہوں جہاں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شب روز گزرے ہیں صرف حضرت صاحب کے مکان میں زندگی بسر نہیں ہو رہی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اُن کی تعلیمات کا عملی نمونہ بھی ہیں نمود و نمائش تکبر و غرور کا دور دور تک نام نشان نظر نہیں آتا۔ راقم الحروف نے کئی سوال کئے کہ گذری ہوئی زندگی کی یادیں اور واقعات بیان فرمائیں ہر سوال پر یہی جواب میرے ذکر کا کیا فائدہ حضرت صاحب کا ہی تذکرہ کیا جائے آپ کے دیوان خانہ میں کوئی بھی مہمان آجائے بھر پور انداز سے مہمان نوازی کے تمام طور طریقے پورے کیے جاتے ہیں ۲۰۰۵ء میں امریکہ سے واپسی پر میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اُن دنوں آپ عمرہ کے لئے تشریف لے جانے والے تھے انتہائی خوش نظر آ رہے تھے آپ نے ملاقات پر مجھ سے پہلا سوال یہ کیا کہ مجھے بتاؤ امریکہ میں میاں ارشد (آپ کے بڑے صاحبزادے) آنے والے مہمانوں کے ساتھ کیسا سلوک کرتا ہے کیا اُس نے وہاں پر بھی لنگر کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے میرے عرض کرنے پر کہ میاں ارشد صاحب ہر آنے والے کی خوب خدمت کرتے ہیں اور اس خدمت پر خوش بھی ہوتے ہیں آپ نے دونوں ہاتھ جوڑ

آسمان کی طرف دیکھا اور فرمایا الحمد للہ۔

حضرت میاں عبداللہ صاحب عاجزی و انکساری کا منبع پیکر صدق و اخلاص اور اعلیٰ روایات کے حامل مہمان نواز ہیں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان میں یوں کہا جا سکتا ہے۔

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں

فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہے مرد خلیق

صوفی چراغ دین گجرات جو حضرت صاحب کے وصال کے وقت آپ کے کمرے میں موجود تھے اُن کے پوتے ملک حبیب الرحمن نے کیمرون ساؤتھ افریقہ سے مجھے فون پر بتایا کہ یہ سن کر خوشی ہوئی کہ آپ کتاب تحریر کر رہے ہیں مزید کہا کہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چند بار حاضری نصیب ہوئی۔ ۲۰۰۴ء میں حاضری کے وقت مسجد نبوی کے اُس برآمدے میں بیٹھا درود شریف پڑھا رہا تھا جہاں سے گنبد خضر نظر آتا ہے مجھے اچھی طرح سے یاد ہے کہ سویا نہیں بلکہ درود شریف پڑھتے پڑھتے آنکھیں بند ہوئیں تو دیکھا کہ میرے سامنے ایک تھیلی سفید رنگ کی ہے اُسے کوئی گرہ لگا رہا ہے اور میرے کانوں میں یہ آواز آتی ہے کہ کچھ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کی حفاظت بچپن سے کی جاتی ہے اور کچھ وہ جن کی حفاظت انسان کامل کرتے ہیں ساتھ مجھے میاں محمد عبداللہ صاحب کی تصویر دکھائی جاتی ہے واپسی پر جینڈر شریف حاضر ہوا اور یہ واقعہ میاں صاحب سے عرض کیا آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دو پھر دوبارہ حاضر ہو کر عرض کیا تو فرمایا ہاں تصدیق کرتا ہوں ایسا ہی ہے تمہاری ذمہ داری سوچی گئی ہے۔

آپ کے صاحبزادہ میاں ارشد محمود صاحب نے بتایا کہ امریکہ قیام کے دوران اکثر فون پر گھر والوں سے بات ہوتی رہتی لیکن والد صاحب سے بات نہ ہوتی ایک رات سونے سے قبل میرے دل میں خیال آیا کہ مجھے میرے والد صاحب نے بھلا دیا ہے دنیا میں میرا تو ایک ہی رشتہ ہے صبح جب آنکھ کھلی تو پاکستان سے فون آ گیا ہمیشہ نے کہا والد صاحب نے حکم دیا ہے کہ میاں ارشد سے میری بات کراؤ والد صاحب سے فون پر بات ہوئی تو فرمایا بیٹا میں نے تم سے ایک بات کرنی تھی کہ ہم نے

تمہیں بھلایا نہیں ہے۔ صرف یہی بات کرنے کے لئے تمہیں فون کیا ہے۔

صاحبزادہ کاشف صاحب نے بتایا کہ سید نذیر حسین شاہ صاحب موضع دلاور پور نے بتایا کہ میں میاں محمد عبداللہ صاحب کی حویلی میں حاضر ہوتا تھا ایک موقع پر وہاں بیٹھے ایک شخص نے اس طرح طنز و مزاح کیا کہ مجھے غصہ آیا اور وہاں سے اٹھ کر چلا آیا اور نیت کی کہ آئندہ یہاں نہیں آؤں گا صرف مزارات مقدسہ پر حاضری دیا کروں گا۔ چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد حضرت سیدنا طانوح علیہ السلام کے مزار مبارک پر حاضری کے لیے گیا تو مزار شریف کی پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو مجھے مزار شریف سے آواز آئی میاں محمد عبداللہ صاحب کے لئے دعا کرو پھر ہر سیڑھی پر قدم رکھتے بار بار یہی آواز آتی رہی جب مزار شریف کے اندر گیا تو قبر انور سے آواز آئی میاں محمد عبداللہ صاحب کے لئے دعا کیا کرو چنانچہ شاہ صاحب میاں محمد عبداللہ صاحب کے دیوان خانہ حاضر ہو کر معذرت خواہ ہوئے پھر زندگی بھر یہاں حاضر ہوتے رہے۔ گوہر نایاب میں لکھا ہے کہ ”صاحبزادہ میاں عبداللہ صاحب کا ارشاد ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قریب سے گذرا میں نے قیمتی لباس پہن رکھا تھا آپ نے مجھے بلایا اظہار ناراضگی فرمایا اور نصیحت کی کہ جتنی قیمت کا تم اکیلے نے لباس پہن رکھا ہے اتنی رقم کا تین آدمیوں کا لباس بن سکتا ہے چنانچہ میں اسی وقت واپس ہوا اور لباس فروخت کر دیا اس کے بدلے میں تین جوڑے خریدے اور درویشوں میں تقسیم کر دیئے۔“

آپ نے دو شادیاں کیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے صاحبزادہ میاں ارشد محمود (امریکہ) صاحبزادہ میاں اطہر (آسٹریلیا) اور صاحبزادہ میاں کاشف گوہر (امریکہ) کے علاوہ چار بیٹیاں عطا کیں اللہ تعالیٰ بطفیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دین و دنیا کی سعادتیں نصیب کرے (آمین)۔

## ۲۔ جناب صاحبزادہ میاں ثناء اللہ مرحوم

صاحبزادہ میاں ثناء اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غالباً ۱۹۳۱ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم جلال پور جٹاں سے حاصل کی پھر بہاولپور چوہدری عبدالہادی صاحب کے پاس

چلے گئے وہاں تعلیم کے ساتھ ساتھ سکول کی ملازمت اختیار کر لی پھر جامعہ کراچی سے ایل ایل بی کا امتحان پاس کیا اور گجرات ڈسٹرکٹ بار میں وکالت کے پیشہ سے منسلک رہے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو صاحبزادے میاں مستنصر گوہر اور میاں زیب گوہر کے علاوہ دو بیٹیاں عطا کیں۔ ۱۵ جنوری ۱۹۹۵ء کو کھاریاں کینٹ سی ایم ایچ ہسپتال میں وصال پا گئے اور حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس سے ملحقہ مسجد کی جنوبی طرف محو استراحت ہیں۔

نشان مرد مومن باتو گویم  
چوں مرگ آید تبسم بر لب اوست

### ۳۔ حضرت پیر میاں حبیب اللہ صاحبؒ

آپ کے تیسرے صاحبزادے حضرت میاں حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۹۳۲ء میں پیدا ہوئے میٹرک تک جلال پور جٹاں زیر تعلیم رہے پھر گورنمنٹ زمیندار کالج بھمبر روڈ گجرات سے ایف اے اور بی اے کا امتحان پاس کیا تعلیم سے فراغت پر محکمہ نوڈ میں اعلیٰ عہدے پر فائز رہے اور عرصہ دس سال تک خدمات سرانجام دیتے رہے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے وقت آپ کی عمر بیس سال تھی میرے سوال پر آپ نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیات طیبہ میں پیش آنے والے چند واقعات بیان فرمائے ایک روز میں حضرت صاحب کے پاس حاضر ہوا آپ چارپائی پر تشریف فرماتھے میں زمین پر بیٹھنے لگا تو مجھے فرمایا چارپائی پر بیٹھ جاؤ میں پھر زمین پر بیٹھنے لگا تو فرمایا زمین پر بیٹھنے کا نام ادب نہیں بلکہ حکم کی تعمیل کرنا ادب میں شامل ہے۔

ایک روز بھائیوں کے ہمراہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے سے گذرے تو آپ نے فرمایا کبھی مویشیوں کی دیکھ بھال بھی کیا کرو زمین کی نگہداشت کو بھی پیش نظر رکھا کرو یونہی وقت گزار دیتے ہو باقی سب بھائی حضرت

صاحبِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بات سن کر چلے گئے میاں حبیب اللہ صاحب وہیں ٹھہرے رہے پاس مائیِ صلاحہ تشریف فرما تھیں انہوں نے عرض کی آپ کی باتوں کا دوسروں کو غصہ لگا ہے اس لئے چلے گئے ہیں حبیب اللہ نے غصہ نہیں کیا اس لئے رُک گیا ہے۔ یہ نا سمجھ ہے آپ نے فرمایا سمجھتا ہے اسی لئے رُک گیا ہے اس پر میاں حبیب اللہ صاحب نے عرض کی آپ کی زندگی میں ہم اپنے آپ کو فارغ سمجھتے ہیں کہ کام چل رہا ہے آپ کے بعد جب ضرورت پڑے گی تو یہ کام بھی کر لیا کریں گے اس پر حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا جب میں نہ ہوں گا تو میرا خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔

گر میوں کا موسم تھا حضرت صاحب حالتِ وجد میں دوپہر کے وقت حویلی کے سامنے بوہڑ کے درخت کے نیچے چار پائی پر لیٹے ہوئے تھے باقی احباب کچھ فاصلہ پر کھڑے تھے میاں حبیب اللہ صاحب پاس جانے لگے تو احباب نے منع کیا نہ جائیں کہ آپ اس وقت وجد اور استغراق کے عالم میں ہیں پیر میاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت صاحب کے پاس گئے اور چار پائی پر بیٹھ کر حضرت صاحب کو دبانے لگے اس دوران آپ کی آنکھیں بندھی رہیں کچھ دیر بعد میاں حبیب اللہ چلے گئے جب حالتِ وجد سے باہر آئے تو فرمانے لگے میرا پاس حبیب اللہ آیا تھا میں جس حال میں بھی ہوں اس کے ہاتھوں کو پہچانتا ہوں۔

حضرت صاحب کے وصال سے ایک یا دو رات قبل کی بات ہے کہ میاں پیر حبیب اللہ صاحب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چار پائی پر بیٹھے وہیں سو گئے حضرت صاحب نے جو کہ آپ سے بے حد شفقت فرماتے آپ کو جگایا نہیں کچھ دیر بعد میاں حبیب اللہ صاحب اُٹھ بیٹھے اور حضرت صاحب سے دورانِ گفتگو عرض کیا مجھے بھی پیر بنا دیں حضرت قبلہ عالمِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چار پائی پر لیٹے تھے کہ اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا حبیب تم نے مجھ سے کیا مانگا ہے میں نے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی ہے کہ اپنے انبیاء کرام میں سے کسی نبی کا حال تمہیں عطا کر دے۔

حضرت پیر میاں حبیب اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا ایک روز مجھے حضرت صاحب نے فرمایا حبیب جا کر احمد بخش قوال کو دباؤ کیونکہ وہ بیمار ہے میاں

صاحب! کہتے میرے دل میں خیال آیا کہ میں اور قوال کو دباؤں میری مرضی نہیں تھی مگر حضرت صاحب نے جب دو تین بار فرمایا تو مجھے جانا پڑا۔ احمد بخش قوال کو کچھ دیر تک دبایا جب واپس حضرت صاحب کے پاس آیا تو احمد بخش بھی آ گیا حضرت صاحب کے پوچھنے پر عرض کی بخار اتر گیا ہے فرمایا میں نے بھی حبیب کو اسی لئے بھیجا تھا کہ یہ دبائے گا اور تمہارا بخار اتر جائے گا۔ میاں صاحب کہتے ہیں کہ اس میں میرے لئے حضرت صاحب کی نصیحت و تربیت تھی کہ بڑوں کا ادب کرو خواہ کوئی بھی ہو اور ہر ایک کی خدمت کرو یہ نہ دیکھو کہ یہ کون ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو حج بیت اللہ شریف کی سعادت سے بھی مشرف فرمایا حج کے لئے روانگی سے قبل حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو خواب میں ملے اور فرمایا ”حبیب اللہ وہاں سے میرا پوچھنا“ میاں صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ حضرت صاحب کی نظر عنایت تھی کہ مکہ المکرمہ کی ہر جگہ اور مقام سے مجھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشبو آئی اس میں میرا کوئی کمال نہیں تھا یہ حضرت صاحب سے نسبت کی بات تھی۔

آئی نسیم کوئے محمد ﷺ  
کھننے لگا دل سوئے محمد ﷺ  
کعبہ ہمارا کوئے محمد ﷺ  
مصحف ایماں روئے محمد ﷺ

مدینہ طیبہ حاضری پر پہلی رات سویا تو نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرم فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا مجھے بازو سے پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا حبیب اللہ یہاں آ کر سونا نہیں ہے میری آنکھ کھل گئی پھر جتنے دن مدینہ طیبہ میں گذرے آنکھوں میں نیند نہ آئی عبادت اور درود و سلام میں ہی وقت گذر گیا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹے صاحبزادہ میاں جاوید صاحبزادہ میاں شہزاد صاحبزادہ میاں فرخ اور پانچ بیٹیاں عطا کیں اللہ تعالیٰ سب کو دین و دنیا کی بھلائی عطا فرما (آمین)۔

حضرت پیر میاں حبیب اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس راقم الحروف کتاب

کی تکمیل کے لئے حاضر ہوتا رہا۔ آپ کے وصال سے چند روز قبل بھی میں حاضر ہوا تو آپ دیر تک گفتگو فرماتے رہے۔ آپ ۱۷ جون ۲۰۰۷ء بروز اتوار بعد دوپہر حرکت قلب بند ہو جانے پر وصال فرما گئے۔ وصال کی خبر پر ہزاروں لوگ جینڈر شریف حاضر ہونے لگے۔ ۱۸ جون سوموار صبح گیارہ بجے نماز جنازہ ادا کی گئی اور مزار مبارک حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر والد ماجد کے پہلو میں سپرد خاک کر دیے گئے۔

## جناب صاحبزادہ میاں محمد یعقوب مرحوم

صاحبزادہ میاں محمد یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً ۱۹۳۵ء میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم اپنے علاقہ سے حاصل کی اپنے والد ماجد حضرت پیر میاں محمد رمضان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عہد میں چونکہ میاں محمد عبد اللہ صاحب فوج میں میاں ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بہاولپور اور میاں حبیب اللہ صاحب محکمہ فوڈ میں ملازمت کر رہے تھے لہذا دربار عالیہ جینڈر شریف کے انتظامی معاملات حضرت میاں محمد یعقوب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت میاں محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی سرانجام دیتے رہے اور اس ڈیوٹی کو آپ نے خوب احسن انداز سے نبھایا۔ اللہ رب العزت نے آپ کو ایک صاحبزادہ میاں ندیم گوہر عطا کیا۔ میاں محمد یعقوب صاحب اگست ۱۹۸۱ء میں ملتان شریف لے گئے وہاں ایک حادثہ میں زخمی ہو کر نشتر ہسپتال میں وصال فرما گئے۔

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیگے اس بزم سے جن کو  
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

## حضرت صاحبزادہ پیر میاں محمد یوسف صاحب مدظلہ العالی

حضرت صاحبزادہ میاں محمد یوسف صاحب غالباً ۱۹۳۷ء میں جینڈر شریف میں پیدا ہوئے ابتدائی دینی تعلیم آستانہ عالیہ جینڈر شریف سے حاصل کی آپ ابتداء سے لے کر آج تک آستانہ عالیہ جینڈر شریف میں مقیم ہو کر آنے والی مخلوق کی خدمت کر رہے ہیں وہ تمام جملہ امور جنہیں حضرت میاں محمد رمضان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیات طیبہ میں سرانجام دیا کرتے تھے یہی امور آپ حضرت میاں محمد رمضان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی حیات سے لے کر آج تک سرانجام دے رہے ہیں جس طرح قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے صاحبزادہ میاں محمد رمضان صاحب کو وصیت فرمائی کہ دربار عالیہ پر آنے والے ہر مہمان کی عزت اور خدمت کرنا اسی طرح حضرت میاں محمد رمضان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جملہ امور کی وصیت حضرت میاں محمد یوسف صاحب کو کی آج ان تمام معاملات کو پیر میاں محمد یوسف صاحب فرائض منصبی سمجھتے ہوئے ادا کر رہے ہیں۔

لجپال پریت نون توڑ دے نہیں

جدھی بانہہ پھڑ دے پھر چھوڑ دے نہیں

حسن خلق ایک ایسا عمل ہے جس سے آپس کی نفرتوں کو نہ صرف محبتوں میں بدلا جا سکتا ہے بلکہ دشمنوں کے دل میں گھر کیا جا سکتا ہے حسن خلق دراصل روزمرہ زندگی میں اللہ اور اس کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے آپ اور مخلوق خدا کے ساتھ ایک مسلمان کے طرز عمل اور رویہ کا نام ہے اور یہی حسن خلق حضرت میاں محمد یوسف صاحب کا وطیرہ ہے۔

آستانہ عالیہ شریف پر آنے والے مہمانوں کی خوب خدمت کرتے ہیں ابھی مہمان آکر بیٹھتا ہی ہے کہ آپ اس کے لئے چائے پانی، روٹی وغیرہ کا حکم دے دیتے ہیں مہمانوں سے پوچھتے ہیں کہ باقی باتیں بعد میں ہوں گی پہلے یہ بتائیں کہ خدمت کیا کی جائے۔ عرس مبارک کے موقع پر لنگر کے انتظام کا ہر وقت جائزہ لیتے رہتے ہیں مہمانوں کے آرام و رہائش کے تمام تر معاملات کی نگرانی کرتے ہیں۔ عقید مندوں کے دکھ درد میں شامل ہونے کے لئے ان کے گھروں میں تشریف لے جاتے ہیں۔

عشق الہی اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جذبہ سے سرشار ہیں حریم شریف کی زیارت سے مشرف ہو چکے ہیں دو بار ۱۹۷۶ء اور ۱۹۸۹ء میں حج بیت اللہ کی سعادت ملی۔ اکثر انبیاء کرام کے مزارات پر حاضری دیتے رہتے ہیں اور وہاں پر ختم شریف و محافل سماع کا اہتمام کرتے ہیں آپ نے ذاتی طور پر دلچسپی لے کر ان تمام



مزارات کی تعمیر و توسیع اور تزئین آرائش کا خصوصی اہتمام کیا ہے جہاں جہاں حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لے جاتے رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک بیٹی اور ایک بیٹے صاحبزادہ حسن گوہر سے نوازا جو سیالکوٹ میں زیر تعلیم ہے۔

خاندانی اثرات و تربیت اور مجاہدات و ریاضات کے باعث 'محبت و شفقت قناعت و عجز و انکساری اور تواضع جیسے اوصاف حمیدہ سے سرشار ہیں۔ ضیافت مہمان نوازی اور غریب پروری آپ کی طبیعت ثانیہ ہے بنی نوع انسان کو عیال اللہ سمجھ کر ان کی شکم سیری کا اہتمام کرتے رہتے ہیں۔



## خلفاءِ گوہر

۱۔ حضرت شیخ القرآن ابو الحقائق محمد عبد الغفور ہزارویؒ

۹ ذی الحجہ ۱۳۲۹ھ یکم دسمبر ۱۹۱۱ء ۱۶ ماگھ ۱۹۶۸ بکرم بروز جمعۃ المبارک حج اکبر کے روز حضرت مولانا عبد الحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہاں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی والد ماجد نے اپنے والد حضرت مولانا محمد عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ کامل کے نام پر ”محمد عبد الغفور“ (بحساب ابجد عدد ۱۴۸۵) نام تجویز کیا جس کے عدد قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے نکلتے ہیں ”و ادخلنہ فی رحمتنا“ اور ہم نے اُسے اپنی رحمت میں داخل کر لیا“ والد ماجد کی طرف سے سلسلہ نسب حضرت محمد بن حنفیہ سے حضرت علی حیدر کرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور والدہ ماجدہ کی جانب سے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔

آغاز طفولیت سے ہی اعلیٰ صلاحیتوں کا اظہار ہونے لگا ہوش کی آنکھیں کھلیں تو کھیل کود سے دور لغو اور فضول باتوں کی طرف توجہ نہ دی یہ فطری امر ہے عظیم لوگوں کا بچہ بھی عظیم ہوتا ہے آپ کے والد ماجد استاذ العلماء اور والدہ ماجدہ تہجد گزار ان کی اعلیٰ تربیت کا نتیجہ کہ آپ گلی میں نکلتے تو ہر ادنیٰ و اعلیٰ کو سلام کرنے میں پہل بات چیت میں منہ سے پھول جھڑتے کم آمیزی کم خوری کی ابتداء بچپن سے ہو چکی اپنے والد ماجد کے ہمراہ کئی بار شیخ کامل کے آستانہ پر بچپن میں حاضری دی اپنے بچپن کے اس واقعہ کو کئی بار بیان فرمایا کہ ایک بار بچپن میں حضرت قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکان کے باہر کھڑے تھے کہ قبلہ عالم نے ایک شخص کو فرمایا باہر ایک مولوی صاحب آئے ہیں انہیں اندر لے آؤ خادم نے باہر نکل کر دیکھا مگر کسی مولانا کو نہ پایا۔ دوبارہ حضرت نے حکم دیا خادم نے دوبارہ چکر لگایا تیسری بار خادم نے عرض کیا باہر

تو ایک بچہ کھڑا ہے آپ نے فرمایا وہی مولوی صاحب ہیں انہیں اندر لے آؤ چنانچہ آپ حاضر خدمت ہوئے شیخ کامل نے شفقت فرمائی۔ حضرت شیخ القرآن بچپن میں اگر تنہیال جاتے تو وہاں پر خانقاہ کا ماحول میسر تھا آپ کے ماموں حضرت استاذ العلماء حافظ حمید الدین صدیقی صاحب کشف و کرامت بزرگ اور نانا حضرت علامہ مولانا عبد الرحمن صدیقی تقویٰ و طہارت کے پیکر تھے۔

مختصر مدت میں اپنے والد ماجد سے قرآن کریم ناظرہ کے علاوہ ابتدائی درسی کتب کا درس لیا اور علم الصرف و علم النحو کی کتب ازبر ہو گئیں کافیہ تک کی کتب والد ماجد سے پڑھنے کے بعد ”بھوئی گاڑ“ تشریف لائے اور حضرت مولانا احمد دین ہاشمی اور شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے دو سال تک درس نظامی کی کتب پڑھتے رہے اسی عرصہ کے دوران گولڑہ شریف حاضر ہو کر حضرت قبلہ عالم گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حمد اللہ اور ملاحسن کے چند اسباق خیر و برکت کی خاطر پڑھے اور ایک روز عرض کیا حضرت میرے لیے دعا کریں آپ نے فرمایا محنت کرو عرض کی آپ کے ارشاد گرامی کی پوری تعمیل کروں گا میرے لیے آپ دعا کریں تو شیخ کامل نے فرمایا ”جاؤ میاں اللہ تعالیٰ تمہیں بڑا مولوی بنائے گا“ حضرت شیخ القرآن بھوئی سے بندیال چلے آئے اور سات ماہ تک حضرت استاذ العلماء مولانا یار محمد بندیالوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علم حاصل کرتے رہے۔ پھر غور غشت ضلع اٹک جا کر حضرت مولانا قطب الدین غور غشتوی جو آپ کے جدا مجد کے نامور شاگردوں میں سے تھے زانوائے تلمذ تہہ کیے یہاں پر دیگر علوم کے علاوہ فن مناظرہ میں مہارت تامہ حاصل کی چند ماہ یہاں علم حاصل کرنے کے بعد جب رخصت ہوئے تو استاد گرامی نے فرمایا ”آج میں نے اپنے استاد کا کچھ حق ادا کر دیا ہے کہ میرا استاد زادہ میرے پاس زیر تعلیم رہا ہے۔“

بارہ سال کی عمر میں آپ نے ہندوستان کے علمی مراکز کا رخ کیا پہلے لاہور آئے یہاں سے دیوبند پہنچے امتحانات شروع ہونے کی وجہ سے انتظار نہ کیا تو دہلی سے ہوتے ہوئے کانپور حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری کے پاس حاضر ہوئے جو عظیم

محدث مولانا احمد حسن کانپوری کے خلف الرشید تھے مولانا مشتاق احمد کانپوری جلد ہی کانپور سے مراد آباد پھر میرٹھ چلے گئے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کے ہمراہ رہے اور مختلف مراکز میں رہ کر حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری سے دینی تعلیم مکمل کر لی۔ آپ نے انتہائی کم عمری میں دینی تعلیم مکمل کی اور بے شمار مشکلات و مصائب کو برداشت کیا کئی کئی روز تک کچھ نہ کھایا پیامالی مجبور یوں اور عسرت کی عارضی رکاوٹوں کی پرواہ کیے بغیر حصول علم کے لیے بے سروسامانی کے عالم میں مختلف شہروں کے سفر اختیار کیے دورہ حدیث کے لیے آپ دارالعلوم فتح پوری دہلی تشریف لے گئے مگر دل مطمئن نہ ہوا تو وہاں تدریس کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ ایک روز حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملاقات ہوئی ان کے مشورہ پر بریلی حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا بریلوی کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیے۔ وہاں خوب علمی پیاس بجھائی اور فراغت پر استاد مکرم نے خلافت اجازت بیعت اور ابو الحقائق کا لقب عطا کیا۔ ۱۵ برس کی عمر میں دورہ حدیث سے ۱۳۳۲ھ کو فارغ ہوئے ستمسی سال فراغت و دستار بندی کا سال قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے نکلتا ہے۔ ”ذک الفوز العظیم / ۱۹۲۶۔“

حضرت حجتہ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو اجازت و خلافت کے ساتھ ساتھ اجازت کتب صحاح ستہ حدیث مصنفہ اور ضیافت کی اجازت دی جیسے کہ انہیں حضرت امام اہل سنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عطا کی۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ سند چار واسطوں سے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی تک پہنچتا ہے آپ کے سلاسل علوم دہلوی، بریلوی اور خیر آبادی ہیں۔

فراغت تعلیم و دستار بندی کے بعد آپ واپس چمبہ پنڈ تشریف لائے یہاں علاقائی رسم کے مطابق حضرت مولانا قطب الدین غور غشتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک جلسہ عام میں کئی علماء کرام کی موجودگی میں آپ کی دستار بندی فرمائی اسی سال جب کہ آپ کی عمر مبارک سولہ برس تھی حضرت مولانا احمد دین ہاشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ گولڑہ شریف حاضر ہوئے اور قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گولڑہ دی کے دست اقدس پر

بیعت ہوئے۔

۲۸-۱۹۲۷ء میں آپ واپس منظر الاسلام بریلی شریف چلے گئے آپ کے استاد مکرم نے آپ کی تعیناتی بطور مدرس جامعہ منظر الاسلام بریلی کر دی۔ ۱۹۳۰ء تک وہاں درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا پھر واپس چلے آئے اور چند ماہ بجا رہا والا تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد میں بطور مدرس فرائض سرانجام دیئے۔ ۱۹۳۱ء میں آپ کی شادی آپ کے چچا حضرت مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صاحبزادی سے ہوئی جو ۱۹ مارچ ۱۹۲۵ء میں وصال فرما گئیں دوسری شادی وزیر آباد میں ملک محمد حسین مرحوم کی صاحبزادی سے اگست ۱۹۲۶ء میں ہوئی۔

۱۹۳۱ء میں آپ گجرات تشریف لے آئے اور مدرسہ خدام الصوفیہ میں بطور مدرس درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا ساتھ جامع مسجد شیشیانوالہ گیٹ میں خطابت کرنے لگے اسی دوران آپ کی تصنیف مناقب جلیلہ شائع ہوئی یہاں دیگر نامور علماء کے علاوہ حضرت پیر طریقت مولانا حافظ محمد فاضل نقشبندی ڈھانگری میرپور اور مجاہد ملت مولانا محمود شاہ گجراتی آپ سے تعلیم حاصل کرتے رہے۔ ۱۹۳۵ء میں آپ وزیر آباد تشریف لے آئے اور شہر کی سب سے بڑی جامع مسجد غوثیہ میں خطابت فرمانے لگے شروع میں مسجد کا انتظام ایک تنظیم چلاتی تھی بعد میں تنظیم توڑ دی گئی اور آپ تازیت فی سبیل اللہ خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اسی مسجد کے ساتھ آپ نے جامعہ نظامیہ غوثیہ کی بنیاد رکھی اس دارالعلوم کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ یہاں سب سے پہلے دورہ تفسیر قرآن مجید کا آغاز آپ نے فرمایا اس دارالعلوم میں تقریباً دس ہزار کے قریب طلبہ و علماء نے آپ سے تعلیم حاصل کی جبکہ دیگر مدارس میں آپ سے تعلیم حاصل کرنے والوں کی تعداد اس کے علاوہ ہے۔ اس دارالعلوم میں آپ کے ہمراہ جید اساتذہ کرام نے تدریس کے فرائض سرانجام دیئے جن میں خصوصی طور پر قابل ذکر حضرت شیخ الجامعہ محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت مولانا عبدالرازق گوہر، حضرت مولانا غلام جیلانی مانسہرہ، حضرت پیر سید محمد زبیر شاہ چکوال اور حضرت مولانا مفتی اعجاز ولی لاہور وغیرہم۔

آپ نے اس مسجد میں ۱۹۳۸ء سے عرس پاک کا آغاز کیا جو ایک صدی تک

چمبہ پنڈ میں منعقد ہوتا رہا حج کے موقع پر علماء کرام کے باہمی مشورہ سے اس عرس پاک کا نام عرس پاک صاحب لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رکھا گیا اس عرس مبارک کی ختم کی محفل بڑی بارونق اور روحانی ہوتی تھی عرس کے موقع پر ہزاروں لوگ حاضری دیتے جید علماء کرام اپنے مواعظِ حسنہ سے مستفیض فرماتے آپ جب دعا کے لیے کھڑے ہوتے تو رقت انگیز مناظر دیکھنے میں آتے۔

آپ پہلے سفرِ حجاز کے لیے دسمبر ۱۹۳۸ء میں وزیر آباد سے روانہ ہوئے اور ۱۹۳۹ء میں فریضہ حج اور زیارتِ روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشرف ہوئے جبکہ دوسرا حج اویس وقت حضرت خواجہ گوہر الدین جیندڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی معیت میں کیا کئی علماء کرام اور مرید اس سفر میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ تھے۔ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۱ء کو یہ قافلہ بحری جہاز کے ذریعہ کراچی سے روانہ ہوا حج بیت اللہ کے بعد روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے مدینہ طیبہ گئے اس موقع پر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت حالت بیداری میں ہوئی اور حضرت خواجہ گوہر الدین جیندڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے خلافت و اجازت بیعت عطا فرمائی۔ مدینہ طیبہ میں ۱۴ روز قیام کے بعد قافلہ جدہ کی طرف روانہ ہوا۔ (تفصیل باب اول میں گزر چکی ہے)۔

آپ نے تیسرا سفر حجاز اپنی اہلیہ اور کئی علماء و مریدوں کے ہمراہ کیا جن میں قابل ذکر حضرت صاحبزادہ محمد رمضان اویسی جیندڑ شریف حضرت مولانا غلام قادر اشرفی لالہ موسیٰ شامل تھے۔ ۲۹ جنوری ۱۹۶۹ء کو وزیر آباد سے روانہ ہوئے۔ ۵ فروری کو روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری نصیب ہوئی۔ ۲۲ فروری تک مدینہ طیبہ میں قیام رہا پھر مکہ المکرمہ تشریف لائے اور حج بیت اللہ ادا کیا اور ۱۲ مارچ کو جدہ سے روانہ ہو کر ۱۳ مارچ کو وزیر آباد پہنچے۔

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے شیخ کامل اعلیٰ حضرت گوڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ شیخ سے محبت آپ کو ورثہ میں ملی تھی آپ کے والد گرامی قدر حضرت مولانا عبد الحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بھی شیخ کامل اعلیٰ

حضرت گولڑوی سے خصوصی لگاؤ تھا۔ آپ اکثر اپنی تقاریر میں ارشاد فرماتے ہیں حضور قبلہ عالم کی دعاؤں اور ان کے کرم کا زندہ ثبوت ہوں۔ ۱۹۳۵ء میں گولڑہ شریف میں بڑے عرس مبارک کی آخری مجلس میں قبلہ عالم اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی موجودگی میں تقریر کرنے کا شرف حاصل ہوا تو آپ کے لیے اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے توصیفی کلمات ادا فرمائے پھر آپ کو ہر عرس کی تمام محافل میں تقاریر کرنے کے لیے مقرر کر دیا گیا چنانچہ تین سال شیخ کامل کی موجودگی اور پھر ۱۹۷۰ء تک تمام محافل اعراس مبارکہ پر آپ مجلس میں تنہا تقریر ارشاد فرماتے رہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اتنے بڑے آستانہ عالیہ پر ہزاروں علماء کرام اور لاکھوں لوگوں کے سامنے خطاب کرنے کے مستحق بھی آپ ہی تھے آپ کی عارفانہ اور عشق و مستی میں ڈوبی ہوئی تقاریر سن کر لوگ عیش عیش کر اٹھتے اس لیے آپ کے وصال پر حضرت قبلہ بابو جی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا تھا کہ ”سوز و کیف اور مستی والی تقریریں ختم ہو گئی ہیں۔“

حضرت حجتہ الاسلام مولانا حامد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ حضرت خواجہ گوہر الدین جیندڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت خواجہ محمد معصوم بادشاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چورہ شریف، حضرت خواجہ احمد نور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چکوال، حضرت خواجہ علاؤ الدین قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف سے آپ کو خلافت و اجازت بیعت ملی۔ علماء حق کا یہ شیوہ رہا ہے کہ ہر مشکل موڑ پر انہوں نے قوم کی رہنمائی فرمائی ایک طرف انہوں نے لوگوں کے اندر جذبہ آزادی ابھارا تو دوسری طرف علماء سو کے حربوں کو ناکام بنایا انہی علماء حق کی کوششوں سے قائد اعظم محمد علی جناح ملک پاکستان حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس ”مقام آزادی“ کو خوب اچھی طرح سمجھتے تھے۔

دنیا میں ٹھکانے دو ہی تو ہیں آزاد منش انسانوں کے  
یا تختہ جگہ آزادی کی یا تخت مقام آزادی کا  
تحریک نیلی پوش جو مسجد شہید گنج لنڈا باڈار لاہور کی بازیابی کے لیے مولانا ظفر  
علی خان نے چلائی۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس تحریک میں بھرپور

کردار ادا کیا اور لاہور میں ہونے والی کانفرنسز میں شریک ہوتے رہے۔ مسجد کی بازیابی کے لیے پہلے ”انجمن تحفظ شہید گنج“ پھر اس کا نام بدل کر ”مجلس مرکزیہ عالیہ تحفظ اوقاف“ اور بعد میں مجلس اتحاد ملت رکھا گیا۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تنظیموں میں سرگرمی سے حصہ لیا اسی بناء پر آپ کو مجلس اتحاد ملت کا نائب صدر منتخب کیا گیا۔ ۱۹ اپریل ۱۹۳۸ء کو کلکتہ میں ایک جلسہ عام زیر صدارت مولانا شوکت علی منعقد ہوا اور مسلم لیگ کونسل کا اجلاس قائد اعظم کی صدارت میں ہوا۔ ہر دو اجلاس سے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خطاب کیا اور قائد اعظم کی صدارت میں ہونے والے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے مجلس اتحاد ملت کو توڑ کر مسلم لیگ میں شمولیت کا اعلان کیا۔ قائد اعظم آپ کی تقریر سن کر بے حد خوش ہوئے۔ ۲۱ اپریل کو علامہ اقبال کے وصال کی خبر سن کر آپ کلکتہ سے مولانا ظفر علی خان کے ہمراہ لاہور چلے آئے۔ مولانا ظفر علی خان نے حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنی دو مختلف نظموں میں خراج عقیدت پیش کیا ہے ایک نظم ۱۹۳۸ء میں حج کے موقع پر کہی جس کے چند شعر یہ ہیں:

حج کو جانے والے ہیں عبدالغفور  
آسماں برسا رہا ہے ان پہ نور  
کس زباں سے ہو بیاں وصف آپ کا  
آپ موسیٰ ہیں وزیر آباد طور  
جب موابہ کی سعادت ہو نصیب  
یاد رکھیں ہم غریبوں کو ضرور

۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کو لاہور میں قرارداد پاکستان کے موقع پر آپ اسٹیج پر جلوہ افروز ہوئے اور اہل سنت کی نمائندگی فرمائی۔ اس موقع پر پاکستان کا لفظ استعمال نہ ہوا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں پاکستان کا لفظ کئی مرتبہ دہلی میں ۱۹۴۶ء میں لیا گیا تھا۔ لیکن ہندوؤں نے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی قرارداد سے بوکھلا کر اسے قرارداد پاکستان کہنے لگے۔ حضرت مولانا شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ۱۹۴۱ء میں حج بیت اللہ کی سعادت کے بعد وزیر آباد میں ”پاکستان کانفرنس“ کا اہتمام غلہ منڈی میں کیا یہ پنجاب کے اندر



پہلی کانفرنس تھی جس میں نظریہ پاکستان کی خوب وضاحت کی گئی اور پاکستان کا ذکر نام لے کر کیا گیا جس سے مولانا عبدالحامد بدایونی، مولانا ظفر علی خان، سید غلام مصطفیٰ خالد گیلانی، انور غازی آبادی کے علاوہ آپ نے خطاب فرمایا اس کانفرنس کا ماحول پر بڑا گہرا اثر ہوا اُس وقت کے مستند اخبار ”سول اینڈ ملٹی گزٹ“ نے اس پر اداریہ تحریر کیا۔

ضلع سیالکوٹ کے ایک گاؤں میں ایک ہی پنڈال میں ایک جلسہ احراریوں کا اور دوسرا مسلم لیگ کا منعقد ہوا۔ احراریوں کے جلسہ سے سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے خطاب کیا اس جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے اُن کے مقررین نے کچھ اس انداز سے تقاریر کیں کہ لوگوں کا کچھ زیادہ ہی رش وہاں دیکھنے میں آیا۔ تاریخ سیالکوٹ بھی گواہ ہے کہ پنڈال احرار کا گڑھ سمجھا جاتا تھا مسلم لیگ کے جلسہ میں حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو دعوت خطاب دی گئی جو نہی آپ نے خطاب شروع کیا تو مخالفین کے جلسہ سے لوگ اُٹھ کر مسلم لیگ کے پنڈال میں آنے لگے دیکھتے ہی دیکھتے مخالفوں کے پنڈال میں ”اَلُو“ بولنے لگے اس منظر کو دیکھتے ہوئے بابا صحافت نے ایک فی البدیہہ نظم کہی جس میں حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔

میں آج سے مرید ہوں عبد الغفور کا

چشمہ اہل رہا ہے محمد ﷺ کے نور کا

بند اسکے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ

کیا ان سے ہو مقابلہ اُس بے شعور کا

اپریل ۱۹۴۴ء میں مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس سیالکوٹ میں منعقد

ہوا۔ صدارت سردار عبد الرب نشتر نے کی۔ حضرت قائد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی

تشریف لائے اس موقع پر تمام قومی رہنما حاضر ہوئے۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ مسلم لیگیوں اور نیشنل گارڈ کے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے جلسہ گاہ میں پہنچے

تھے۔ ۲۶-۱۹۴۵ء کے عام انتخابات میں آپ نے بھرپور کردار ادا کیا اور مسلم لیگی رہنما

کی حمایت کی۔ چنانچہ وزیر آباد سے مسلم لیگی امیدوار کو فتح حاصل ہوئی۔ انہی انتخابات

کے سلسلہ میں ۹ تا ۱۱ جنوری کو اسلامیہ کالج ریلوے روڈ کی گراؤنڈ میں امیر ملت پیرسید

جماعت علی شاہ محدث علی پوری کی صدارت میں کانفرنس ہوئی۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کانفرنس میں شرکت فرما کر ولولہ خیز و فکر انگیز خطاب فرمایا۔

۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۶ء تک برصغیر کے مختلف مقامات پر آل انڈیا سنی کانفرنس منعقد ہوئی سب سے بڑا اجتماع ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء کو فاطماں باغ بنارس میں ہوا۔ جس میں بھرپور طریقہ سے نظریہ پاکستان اور مطالبہ پاکستان کی تشہیر کی گئی اس کانفرنس میں پانچ سو مشائخ اور سات ہزار علماء کرام کے علاوہ ایک کروڑ سنی عوام نے شرکت کی۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بھی اس تاریخی اجتماع سے خطاب فرمایا۔

کیبنٹ مشن کی آمد (مارچ اپریل ۱۹۴۶ء) قائد اعظم کے نقطہ نظر کی وضاحت و اشاعت کے لیے آپ کے حکم پر ملک کے طول و عرض میں جلسے ہوئے چنانچہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس موقع پر وزیر آباد میں جلسہ کا اہتمام کیا جس کی صدارت نوابزادہ رشید علی خاں صدر سٹی مسلم لیگ لاہور نے کی کئی علماء نے اس جلسہ سے خطاب کیا۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعوت پر ۱۱ جولائی ۱۹۴۶ء کو قائد اعظم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وزیر آباد تشریف لائے اور آپ کی جامع مسجد غوثیہ کے ملحقہ میدان میں لوگوں سے خطاب کیا۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا اس موقع پر محترمہ فاطمہ جناح نے ثمن برج میں عورتوں کے ایک اجتماع سے خطاب کیا۔ تحریک پاکستان کے دوران آپ پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر آپ بفضل خدا بال بال بچ گئے۔ تحریک سول نافرمانی کے دوران پنجاب کے گورنر ڈگلس نے آپ کو باغی قرار دیا اور ضلع گوجرانوالہ میں سب سے پہلے آپ کو گرفتار کر لیا گیا پھر گرفتاریوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ آپ نے ایک ماہ ڈسٹرکٹ جیل گوجرانوالہ میں جیل کی صعوبتیں برداشت کیں۔ اعلان قیام پاکستان کے ساتھ ہی مہاجرین کی آمد اور قتل و غارت کا سلسلہ چل پڑا۔ ہندو اور سکھ آئے دن وزیر آباد میں فتنہ انگیزی کرتے تھے اور ایک مسلم عورت کو گولی مار کر شہید کر دیا جس سے شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں کی قیادت کرتے ہوئے گوردوارہ جہاں سکھ اور

ہندو جمع ہوتے تھے پر حملہ کر دیا اور خود پہلا فائر کھولا اور لوگوں نے آگ لگا دی جس سے عمارت مکمل طور پر جل گئی اس سے ہندو اور سکھ وزیر آباد سے فرار ہو گئے۔ مہاجرین کی آمد پر ان کی ہر ممکن مدد کی خالی مکان تحصیلدار کے ساتھ مل کر آنے والے مہاجرین کو دیئے کشمیر میں جنگ چھڑنے پر بھرپور طور پر کشمیری بھائیوں کی مالی مدد فرمائی۔

قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۸ء میں کراچی جا کر قائد اعظم سے ملاقات کی اور ملک میں فقہ حنفی کو عملی طور پر نافذ کرنے کی درخواست کی تاکہ ملک میں بننے والا دستور قرآن و سنت کے مطابق ہو۔ مارچ ۱۹۴۸ء کو ملتان میں ہونے والے جمعیت علمائے پاکستان کے تاسیسی اجلاس میں شرکت فرمائی آپ کو مرکزی نائب صدر منتخب کیا گیا جس پر ۱۹۶۱ء تک کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۳ء میں قادیانیوں کے خلاف تحریک ختم نبوت چلی اس وقت کے وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خان جو قادیانیوں کا سرخیل تھا کہ بیانات پر ملک بھر میں احتجاج ہونے لگا۔ ۱۳ جولائی ۱۹۵۲ء کو لاہور میں آل مسلم پارٹیز کا اجلاس ہوا۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس اجلاس سے خطاب فرمایا جس کا ذکر حکومت پنجاب کی تحقیقاتی رپورٹ میں ہے پھر ایک ”مجلس عمل“ کا قیام ظہور میں آیا جس نے تحریک کا آغاز کیا۔ فروری ۱۹۵۳ء کے آغاز میں تمام مکاتب فکر کے علماء و عوام کا اجتماع آپ کی صدارت میں لاہور میں ہوا۔ چند روز بعد بیرون باغ دہلی دروازہ عظیم الشان جلسہ ہوا اس میں مرکزی خطاب حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تھا جس میں آپ نے مناظرانہ انداز میں تقریر کی اور مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب سے حوالے بیان کر کے اُس کی اس خوبصورت انداز میں مذمت کی کہ مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کو یہ کہنا پڑا ”آج میرے دل کی حسرت پوری ہو گئی ہے میں نے اپنے کانوں سے اور آنکھوں سے علامہ ہزاروی صاحب کا خطاب سنا اور انہیں دیکھا ہے ایسا مدلل و عظیم کرنا آپ کا ہی حق ہے آپ کی علمیت اور جادو بیانی سے مرزائیت کا ناطقہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو جائے گا۔“ وزیر آباد سمیت مختلف شہروں میں کئی اہم جلسوں سے آپ خطاب فرماتے پولیس گرفتار کرنا چاہتی تھی مگر ناکام رہی تحریک ختم نبوت کا سب سے بڑا جلسہ راولپنڈی لیاقت باغ میں مارچ کے آغاز میں ہوا جس کی

صدارت حضور قبلہ بابو جی گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمائی آپ نے لاثانی اور تاریخی تقریر کی کہ دیگر علماء کرام نے آپ کے خطاب کے بعد یہ کہہ کر جلسہ ختم کر دیا کہ علامہ ہزاروی کے بعد کون سی میخ رہ گئی ہے۔ جو متنبی قادیان کے تابوت میں پیوست کی جائے۔“ جلسہ کے اختتام پر راولپنڈی میں ہنگامے شروع ہو گئے۔ راولپنڈی کے ڈپٹی کمشنر نے گولڑہ شریف حاضری دی کہ علامہ ہزاروی کو پیش کر دیا جائے ورنہ ان کے اہل خانہ کو گرفتار کر لیا جائے گا چنانچہ حضور قبلہ بابو جی گولڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ آپ نے ڈپٹی کمشنر کی رہائش گاہ پر جا کے گرفتاری پیش کی اور سات ماہ تک راولپنڈی جیل میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔

ستمبر ۱۹۶۸ء کو جامعہ نعیمیہ لاہور میں ہزاروں علماء کے اجتماع میں آپ کو جمعیت علماء پاکستان (مغربی) کا بلا مقابلہ صدر منتخب کیا گیا انجمن شہریاں لاہور، انجمن شہریاں وزیر آباد اور لالہ موسیٰ نے آپ کو عصرانہ استقبالیے پیش کیے۔ ۴ جنوری ۱۹۶۹ء کو جمعیت کی مجلس عاملہ کے اجلاس میں بعض پالیسیوں میں اختلاف کی وجہ سے مولانا عبد الحماد بدایونی کو ہٹا کر آپ کو مرکزی صدر جمعیت علمائے پاکستان بنا دیا گیا آپ کی قیادت میں علماء کرام نے تحریک بحالی جمہوریت، محکمہ اوقاف کی نا انصافیوں اور غیر اسلامی عائلی قوانین، خاندانی منصوبہ بندی اور سوشلزم کے خلاف تحریک چلائی آپ کا شمار ان ۱۱۳ علماء کرام میں ہے جنہوں نے سوشلزم کفر ہے کہ فتویٰ پر دستخط کیے۔ ۴ اپریل ۱۹۷۰ء کو اہل سنت میں اتحاد کی خاطر سب سے پہلے آپ نے جمعیت کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا۔ صدر ایوب کی غلط پالیسیوں پر آپ خوب تنقید کرتے تھے حکومت کی حمایت کے لیے آپ کو کئی ایک پیشکشیں کی گئیں مگر آپ نے سب کو ٹھکرا دیا۔

آپ امام المناظرین بھی تھے کئی بار میدان مناظرہ میں مولانا غلام اللہ خان، مولانا عنایت اللہ گجراتی، مولوی احمد دین گلکھڑوی، مولوی عبد اللہ لالہ موسیٰ اور مولوی عبدالحی کوشکست دی علاوہ ازیں حضرت مولانا محمد عمر اچھروی، حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی، حضرت محدث اعظم مولانا سردار احمد رضوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اپنے مد مقابل سے ہونے والے اکثر مناظروں میں آپ کو صدارت کی کرسی پر بٹھایا گیا۔

آپ کی عادت مبارک تھی کہ ہر روز صبح کو سیر کے لیے شہر سے شمال کی جانب تشریف لے جاتے تھے۔ ۷ شعبان ۱۳۹۰ھ ۱۹ اکتوبر ۱۹۷۰ء جمعۃ المبارک کی صبح سیر کے لیے جی ٹی روڈ پر پہنچے کہ ایک ٹرک آپ سے آنکرایا لوگوں نے ٹرک ڈرائیور کو مارنا شروع کر دیا آپ نے فرمایا اسے چھوڑ دیں میں نے اسے معاف کر دیا ہے اور سینکڑوں لوگوں کی موجودگی میں سول ہسپتال وزیر آباد میں کئی بار بلند آواز سے کلمہ طیبہ اور درود پاک خود پڑھا اور بار بار لوگوں کو پڑھنے کی تلقین کرتے ہوئے خالق حقیقی سے جا ملے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ شہر اور مضافات میں دو روز تک مکمل ہڑتال رہی کاروباری، تعلیمی ادارے اور بینک بند رہے ملک کی تمام اخبارات نے صفحہ اول پر بڑی بڑی تصاویر کے ساتھ آپ کے وصال کی خبر شائع کی ہزاروں علماء و مشائخ کے قافلے وزیر آباد پہنچے پچاس ہزار سے زائد علماء و مشائخ نے آپ کے جنازہ کو کندھا دیا اور ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے آپ کے استاد مکرم حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اقتداء میں نماز جنازہ پڑھی اور آپ کو موضع بھٹی کے میں آپ کی زر خرید جگہ میں دفن کیا گیا جہاں آج عظیم الشان روضہ انور مسجد اور مدرسہ تعمیر ہو چکا ہے۔

نماز جنازہ سے قبل حضرت قبلہ بابو جی گوڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کے بڑے صاحبزادے مفتی محمد عبدالشکور ہزاروی کی دستار بندی فرمائی جن کی زیر سرپرستی آپ کا سالانہ عرس مبارک مہر آباد وزیر آباد میں منعقد ہوتا ہے۔

حکمت و عرفاں کا سورج وہ دور افق پر ڈوب گیا

کتنی صدیوں تک اب لوگ سحر کو ترسیں گے

آپ خطابت اور علم و حکمت میں بے مثال مقام رکھتے تھے ایسے مقرر فصیح السان

تھے کہ الفاظ آپ کی غلامی میں ہاتھ باندھے موجود رہتے آپ کا فرمایا ہوا مستند مانا جاتا تھا

ایسے عالم باکمال کہ جب علم کے جواہر رولتے تو دانائی آپ پر فخر کرتی، تصوف آشنا صوفی

تھے کہ آپ کی باتیں دلوں پر اثر انداز ہوتیں لوگ آپ کی خطابت کے سامنے ایک خاموش

سمندر نظر آتے۔ آپ کو تصرف علی القلوب کا مقام حاصل تھا اور کشف القلوب ایسا کہ

معتزمین کے اندرونی اعتراضات پر مطلع ہو کر کشف شبہ فرماتے تھے۔ جب عقائد و اخلاق

پر اظہار خیال فرماتے تو یوں محسوس ہوتا کہ دلائل و براہین کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ حب الہی، عشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شجاعت، ہیبت جلال الہی، تواضع و انکساری، مہمان نوازی، جو دو سخا، و غربا پروری، حاضر جوابی متعلقین سے وفاداری، ظرافت و خوش طبع غرضیکہ درجنوں اوصاف حمیدہ کے مالک تھے ایک بہترین مدرس شاعر، سیاستدان، منطقی، مناظر، مفسر، محدث مقرر ذیشان، صوفی اور سب سے بڑھ کر ایسے عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ایسا عشق و مستی کا درس دینے والا اب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتا۔

عشق نبی کے باب کا عنوان ہزاروی  
ناموس مصطفیٰ کا نگہباں ہزاروی  
غواص بحر عظمت قرآن ہزاروی  
شیخ زماں ورازی دوارں ہزاروی

## حضرت شیخ القرآنؒ کی جینڈر شریف حاضری

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پہلی دفعہ جب آستانہ عالیہ جینڈر شریف حاضر ہوئے اس سے متعلق کتاب ”اسرار گوہر“ کے مصنف مولوی محمد شاہد جمیل نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۶ تا ۱۳۹ پر خلاف عقل اور جھوٹ پر مبنی باتیں لکھیں ہیں دور حاضر میں ہر شخص مفسر، محدث اور ولی کامل بننے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مصنف مذکور کا اخلاقی اور تحقیقی لحاظ سے فرض بنتا تھا کہ ایسے بے سرو پا واقعات لکھنے سے قبل تھوڑی سی زحمت کرتے ہوئے اس کی تحقیق کر لیتا چونکہ بات خلاف عقل بھی ہے اور صریحاً جھوٹ ہے لہذا اصل واقعہ لکھنے سے قبل مصنف ”اسرار گوہر“ کی تحریر کو درج کر کے اس کا جائزہ لیا جاتا ہے۔

”حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک دن دہلی میں درس حدیث

شریف دے رہے تھے تو مدینہ منورہ کا تذکرہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ منبر کے پاس ایک شخصیت ظاہر ہوئی اور فرمایا اے ہزاروی کیا تو نے مدینہ دیکھا بھی ہے عرض کی حضرت نہیں فرمایا دیکھو علامہ فرماتے ہیں جب میں نے دیکھا تو روضہ رسول میرے سامنے تھا اور وہ شخصیت غیب ہو گئی پھر میں نے انہیں بڑے بڑے مقامات پر تلاش کرتا رہا کہ کوئی

ایسا مل جائے آخر میں گجرات ایک مدرس کی حیثیت سے آیا جب خطبہ جمعۃ المبارک وزیر آباد میں شروع کیا تو ایک جمعہ کے موقعہ پر میں نے ایک شخص کو دیکھا جو مشابہت کے اعتبار سے ویسا ہی تھا میں نے اس کے پاس حاضر ہو کر پوچھا آپ کون ہیں۔ اُس نے مجھے کچھ نہ بتایا لیکن بارہ سال تک اس کے پاس حاضر ہوتا رہا اس کے کپڑے دھوتا رہا۔ ایک دن میں نے چھری لے کر اُس سے کہا بتاؤ تم کون ہو یا آج میں تمہیں مار ڈالوں گا اس شخص نے پھر وہی کہا کہ میں کچھ بھی نہیں بس یہ میرے شیخ کامل کا کرم ہے میں نے اس سے کہا چلو اپنے شیخ کے پاس۔ لے چلو جب ہم وہاں سے چلے تو میں نے پوچھا تیرا پیر کس مدرسے کا فارغ ہے اس نے کہا وہ کسی بھی مدرسے سے نہیں پڑھے میں نے کہا آج اس کی پیری ختم کر کے آؤں گا یہ کہنا تھا کہ میرا علم ختم ہو گیا۔ بسم اللہ بھی میری زبان سے نہیں نکلتی تھی۔ جب جینڈر شریف حاضر ہوئے تو قبلہ عالم نے دیکھا تو آپ نے فرمایا آگئے ہو اس شخص نے یعنی فضل دین نے میرا تعارف کروایا کہ یہ بہت بڑے عالم دین ہیں۔ آپ نے فرمایا اچھا میں ایک مسئلہ میں الجھا ہوا ہوں اچھا ہوا کہ آپ آگئے میں نے عرض کیا حضور کیا ہے آپ نے فرمایا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر فرماتے ہیں میرے گناہ عرب کی ریت کے ذروں سے زیادہ ہیں۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعی اس طرح تھے مولانا نے کہا حضرت نہیں تو حضرت قبلہ عالم نے فرمایا آپ نے غلط کہا عرض کی نہیں حضرت قبلہ عالم نے فرمایا مولانا گناہ بھی اتنے نہیں اور غلط بھی نہیں کہا تو پھر مسئلہ کیا ہے مولانا خاموش ہو گئے پھر آپ نے فرمایا مولانا وہ دوسرا سوال جو آپ دواڑہ کر اس کرتے ہوئے سوچا تھا وہ آپ بتائیں گے یا میں بتا دوں مولانا کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور عرض کی حضرت اس تناقض کو آپ ہی بیان فرمادیں آپ نے فرمایا مولانا مشاہدہ ذات میں جا کر ہر انسان کو اپنی عبادات ناقص نظر آتی ہے کیونکہ اللہ سب سے بڑا ہے تو اس کے مشاہدہ میں جا کر جب انسان دیکھتا ہے تو اس کی عبادت اس ذات پاک کے سامنے ناقص دکھائی دیتی ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے گناہ زیادہ ہیں اور نیکیاں کم۔ مولانا صاحب فرماتے ہیں وہ صورت جو دھلی کی مسجد میں درس حدیث دیتے ہوئے نظر

آئی وہ حضرت قبلہ عالم کی ذات تھی میں اس صورت کے ظاہری حسن کو دیکھ کر سائیں فضل دین پر بھول گیا لیکن کیونکہ اس کی دستار اور لباس قبلہ عالم کی طرح تھا اور آپ نے توجہ اتحادی فرما کر کسی موقعہ پر اس کو یہ بھی فرمایا ہوا تھا کہ تو میری طرح تو نہیں ہو سکتا بہر حال لوگ ایسا ہی کہیں گے۔“ (بحوالہ اسرارِ گوہر صفحہ نمبر ۱۳۶ تا ۱۳۹)

مصنف نے جو واقعہ بیان کیا ہے اب اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ کس کس جگہ پر اس میں غلط بیانی سے کام لیا گیا ہے۔

(۱) ”حضرت شیخ القرآن ایک دن دہلی میں درس حدیث شریف دے رہے تھے اور منبر کے پاس شخصیت کا ظاہر ہونا اور وہاں سے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت۔“ یہ واقعہ ہمارے خاندان کے کسی فرد نے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی نہیں سنا اور نہ ہی ایسا کوئی واقعہ عزیز واقاب اور قریبی عقیدت مندوں نے سن رکھا ہے۔ اس تحریر میں ایک فقرہ ”دہلی میں درس حدیث دے رہے تھے“ بھی قابل غور ہے کہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ درس نظامی سے فراغت پر تقریباً بارہ تیرہ برس کی عمر میں ۱۹۲۵ء میں دورہ حدیث پڑھنے کے لئے دارالعلوم مسجد فتح پوری دہلی تشریف لے گئے تھے مگر وہاں کے مدرس مولانا سلطان محمود دیوبندی تھے اس لئے وہاں دورہ حدیث نہ پڑھا وہاں مولانا کی خواہش پر تقریباً حضرت شیخ القرآن ایک سال تک درس نظامی کی کتب پڑھاتے رہے پھر ۱۹۲۵ء کے آخر میں دورہ حدیث پڑھنے کے لئے بریلی شریف چلے گئے تھے۔ لہذا مصنف نے جس انداز سے لکھا ہے یہ بات کچھ احسن سی نہیں لگتی حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وہاں درس حدیث نہیں دیا کرتے تھے بلکہ درس نظامی کی کتب پڑھایا کرتے تھے۔ دورہ حدیث ابھی پڑھنا تھا۔

(۲) ”آخر میں گجرات ایک مدرس کی حیثیت سے آئے اور جب خطبہ جمعۃ المبارک وزیر آباد میں شروع کیا وہاں ایک شخص مشابہت کے اعتبار سے ویسا تھا۔ بارہ سال تک اُس کے پاس حاضر ہوتے رہے اور اس کے کپڑے دھوتے رہے۔“

یہ بات صریحاً غلط اور خلاف عقل ہے آپ ۱۹۳۱ء میں گجرات اور پھر ۱۹۳۵ء میں وزیر آباد تشریف لائے اور یہاں خطبہ جمعۃ المبارک شروع کیا جس کی طرف



مصنف نے اشارہ کیا ہے پھر لکھا کہ ”بارہ سال تک اُس شخص کے پاس حاضر ہوتے رہے“ یہ بات خلاف عقل ہے کیونکہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جنوری ۱۹۳۶ء میں جینڈر شریف پہلی بار حاضر ہوئے اور حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ حج کے لئے کراچی سے ۱۴ دسمبر ۱۹۴۱ء کو بحری جہاز پر سوار ہوئے (بحوالہ گوہر منیر مصنف سید علی اکبر شاہ ص ۳۰۰ علاوہ ازیں حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قلمی دستاویز بھی راقم الحروف کے پاس محفوظ ہے)۔ اب حساب لگایا جائے کہ ۱۹۳۵ء میں وزیر آباد تشریف لانا ۱۹۳۶ء میں جینڈر شریف حاضر ہونا پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ ۱۹۴۱ء میں حج پر بھی چلے جانا کیا یہ بارہ سال مدت بنتی ہے۔ ایسی باتیں عقل و فکر رکھنے والا تحریر نہیں کر سکتا۔

(۳) ”۱۲ سال تک اس کے پاس حاضر ہوتا رہا اُس کے کپڑے دھوتا رہا۔“ اس بات کو کوئی بھی ذی شعور شخص جو حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محفل میں چند لمحے کے لئے آ کر بیٹھا ہو۔ ہرگز ہرگز تسلیم نہیں کرے گا۔ ”سائیں فضل دین صاحب کے بارہ سال تک کپڑے دھونے“ یہ بات بھی جھوٹ پر مبنی ہے کیونکہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وزیر آباد قیام کے اگلے سال ہی دارالعلوم جامعہ نظامیہ غوثیہ کی بنیاد رکھی۔ سینکڑوں شاگرد دارالعلوم میں موجود ہوتے تھے کئی مدرس تعینات تھے عقیدت مندوں کی خاصی بڑی تعداد تھی پھر پاک و ہند کے طول و عرض میں مختلف مدارس اور آستانوں پر خطاب کے لئے تشریف لے جاتے تھے۔ سیاسی طور پر انہی سالوں میں تحریک نیلی پوش، انجمن تحفظ شہید گنج مجلس اتحاد ملت کے لئے سرگرم عمل رہے۔ ۱۹۳۸ء میں پہلی بار حج بیت اللہ شریف کے لئے حجاز تشریف لے گئے مارچ ۱۹۴۰ء کو قرارداد لاہور کے موقع پر اسٹیج پر جلوہ افروز ہو رہے ہیں ایسی سرگرم زندگی کے ایام میں آپ کے اپنے کپڑے خدام اور شاگرد دھوتے تھے اور پھر اس سے بڑھ کر آپ کا علمی وقار جس سے پاکستان و بیرون ملک کے علماء و مشائخ بخوبی آگاہ ہیں اور اس بات کی گواہی بھی دیتے ہیں کہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے بڑے بڑے علماء کرام گفتگو بھی نہیں کر سکتے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ انہی ایام میں کئی ایک مناظروں میں مدقابل کو شکست دے چکے تھے۔ ۱۹۳۵ء سے ہی عظیم علمی و روحانی درگاہ آستانہ عالیہ گوڑہ شریف میں قبلہ عالم اعلیٰ حضرت حضور سیدنا پیر مہر علی شاہ گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طاہری حیات طیبہ میں ہی عرس مبارک کی تقاریب میں اکیلے وعظ کرنے کا شرف جو آپ کو حاصل ہوا۔ اُس کا بھی آغاز ہو چکا تھا اس مختصر سی تحریر کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ عظیم شخصیت جس کے بارے میں اُن کے بچپن میں شیخ کامل فرمائیں کہ ”بہت بڑا مولوی بنے گا“ استاد محترم حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ”ابوالحقائق“ کے لقب سے نوازیں اور اُن کی درخواست پر تین سال تک دارالعلوم بریلی شریف جو اُس زمانے میں اہل سنت کا سب سے بڑا عظیم علمی مرکز تھا، میں تدریس کے فرائض سرانجام دے چکے ہیں ”ایک سائیں کے کپڑے دھوتے رہے“ اس بات کو تھوڑا سا شعور رکھنے والا شخص ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا۔

(۴) ”ایک دن میں نے چھری لے کر اُس سے کہا بتاؤ تم کون ہو یا آج میں تمہیں مار ڈالوں گا اس شخص نے پھر وہی کہا کہ میں کچھ بھی نہیں بس یہ میرے شیخ کامل کا کرم ہے۔“ ایک ایسی شخصیت جس کو حجۃ الاسلام ”ابوالحقائق“ سے پکاریں۔ قرآن حدیث فقہ کے شیوخ زمانے کے بڑے بڑے صوفی پیر اور سیاسی رہنما شیخ القرآن کے لقب سے یاد کریں۔ اُن کے بارے میں ایسے کلمات لکھنا کہ ایک سائیں کو شناخت نہ کر سکے۔ ایک سائیں کے طاہری لباس پر دھوکا کھا گئے! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا پھر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ارشادات میں سے ایک ارشاد جو ساری دنیا جانتی ہے آپ فرمایا کرتے تھے ”جاہل ولی نہیں ہو سکتا اور اگر ولی ہے تو جاہل نہیں ہو سکتا۔“ یہ کیسے تسلیم کر لیا جائے کہ آپ ایک سائیں جو علم شریعت بھی نہیں پڑھا ہوا اور بظاہر بھی وہ علم طریقت کے علوم سے ناواقف ہے۔ آپ بارہ سال تک اس کے پیچھے لگے رہے۔ فہم و ادراک رکھنے والا ایسی باتوں کو ہرگز تسلیم نہیں کر سکتا۔

(۵) ”تیرا پیر کس مدرسے کا فارغ ہے اُس نے کہا وہ کسی بھی مدرسے سے نہیں پڑھے میں نے کہا آج اس کی پیری ختم کر کے آؤں گا یہ کہنا تھا کہ میرا علم ختم ہو گیا۔ بسم اللہ بھی میری زبان سے نہیں نکلتی تھی۔“ مصنف کتاب ”اسرارِ گوہر“ نے یہ تو لکھ دیا کہ

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علم ختم ہو گیا حتیٰ کہ بسم اللہ تک نہیں بول سکتے تھے لیکن کہیں بھی یہ نہ لکھا کہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا علم پھر کب واپس آیا ان کی تحریر سے تو معلوم ہوتا ہے وہ پھر ایسے ہی رہے حالانکہ یہ سورج نظر آ رہا ہو پھر اُس کا انکار کر دیا جائے کے مترادف ہے۔ مصنف کی اس بات میں ویسے بھی تضاد ہے ایک طرف کچھ حاصل کرنے کے لئے سائیں کے بارہ سال تک کپڑے دھوتے رہے ہیں دوسری طرف اُس کے پیر کی پیری ختم کرنے کا دعویٰ کیا جا رہا ہے۔

(۶) آخر میں مصنف اسرار گوہر نے جو سوال و جواب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حوالے سے تحریر کیے ہیں اور اس میں لکھا کہ حضرت شیخ القرآن جب پہلی بار جینڈر شریف پہنچے تو حضرت خواجہ گوہر الدین نے سوال کر دیا میں مسئلہ میں الجھا ہوا ہوں اسے حل کر لیا اور پھر دوسرا سوال جو دو واڑہ پار کرتے ہوئے آپ سوچ رہے تھے۔ مصنف کی اس ساری تحریر پر نظر ڈالیں اس میں تضاد بھی موجود ہے یہ دراصل دو سوال نہیں ایک ہی سوال تھا اور یہ پہلی ملاقات کے وقت نہیں ہوا بلکہ بعد میں ایک موقع پر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود حضرت صاحب پر سوال کیا تھا اس کی گواہی سید علی اکبر شاہ صاحب کی کتاب ”گوہر منیر“ کا صفحہ نمبر ۲۲۹، ۲۳۰ دے رہا ہے جہاں پر سید علی اکبر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک عنوان کے تحت ایک سوال و جواب کو لکھا ہے۔ کتاب گوہر منیر جب تحریر کی گئی تو حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس مسودے کو دیکھا اور درجنوں مقامات پر اس کی تصحیح بھی اپنے قلم سے کی اور ساتھ دستخط بھی کرتے رہے لہذا یقینی طور پر یہ تحریر بھی حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظر سے گذری۔ اگر یہ سوال و جواب پہلی ملاقات کے موقع پر ہوا ہوتا تو آپ اس کی ضرور درستگی فرما دیتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ سید علی اکبر شاہ مصنف کتاب ”گوہر منیر“ کی تحریر اس لحاظ سے بھی مستند ہے کہ انہوں نے اپنی زندگی حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ پر گزار دی اور ان کا شمار حضرت صاحب کے خاص الخاص اصحاب میں ہوتا ہے پھر سفر حج پر بھی حضرت صاحب انہیں اپنے ہمراہ لے کر گئے تھے۔ سید علی اکبر

شاہ اس سوال و جواب کے متعلق لکھتے ہیں۔

عنوان: ”مولوی محمد عبدالغفور صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس سوال کا جواب کہ ولی اپنی ولایت کا اعتراف کیوں نہیں کرتے۔“

”ایک دفعہ مولوی محمد عبدالغفور صاحب نے حضرت صاحب سے کہا کہ ولی لوگ جو ولی ہونے کے باوجود اپنی ولایت کا اعتراف نہیں کرتے کیا یہ جھوٹ نہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ مناجات یاد ہی ہے جس کا مطلع یہ ہے۔“

خذ بلطفك يا الهى من له زاد قليل  
مفلسا بالصدق ياتي عند جابك يا جليل  
ذنبه ذنب عظيم فاغفر الذنب عظيم  
انه شخص فريب مذنب عند ذليل

اور پھر فرماتے ہیں کہ اس کے گناہ ریت کے زروں کی طرح بے شمار ہیں اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ واقعی ہی اس طرح کے تھے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ نہیں تو حضرت صاحب نے کہا تو پھر کیا آپ نے نعوذ باللہ غلط کہا۔ مولوی صاحب نے کہا آپ ہی اس تناقض کو رفع فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا بات دراصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اس قدر عظیم الشان ہے کہ اس کے حضور پہنچ کر ہر شخص کو اپنی عبادت بھی ناقص نظر آتی ہے اور واقعی ان کی تعداد ریت کے ذروں کی طرح ہوتی ہے اس لئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مندرجہ بالا قول اس اعتبار کے لحاظ سے صحیح ہے اور وہ اپنے آپ کو اس ذات ذوالجلال کے حضور میں قصور وار ہی دیکھتے ہیں اس طرح ہر وہ شخص جس کو لوگ ولی سمجھتے ہیں جب اپنے اعمال پر نظر دوڑاتا ہے اس ذات ذوالجلال کے سامنے اس کو اپنے اعمال ناقص نظر آتے ہیں اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ ناقص اعمال شخص ولی نہیں ہو سکتا اس لئے صحیح کہا ہے کہ میں ولی نہیں ہوں نیز یہ بھی ضروری نہیں کہ ولی کو اپنی ولایت کے متعلق علم ہو یہ علم حق

تعالیٰ ہی کو ہوتا ہے جو اپنی مصلحت کے مطابق ان کو نوازتا رہتا ہے۔“  
(بحوالہ گوہر منیر۔ سید علی اکبر شاہ ص ۲۲۹، ۲۳۰)

گوہر منیر کی اس عبارت کے بعد مصنف اسرارِ گوہر کی ساری عبارت بے سرو پا معلوم ہوتی ہے کہ یہ دو سوال نہیں کہ ایک حضرت صاحب نے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ملاقات پر کیا اور دوسرا سوال حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا کہ آپ دوڑا کر اس کرتے ہوئے سوچ رہے تھے۔ دراصل ایک ہی سوال کا جواب ہے اور یہ پہلی ملاقات پر نہیں بعد میں ہوا۔ مصنف ”اسرارِ گوہر“ اگر تھوڑی سی زحمت کر کے کتابِ گوہر منیر کا مطالعہ کر لیتے تو ایسی باتیں ہرگز نہ تحریر کرتے۔

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی جینڈر شریف آمد کا واقعہ اس طرح سے ہے آپ ۱۹۳۵ء میں گجرات سے وزیر آباد تشریف لائے آپ ملک کے طول و عرض میں مختلف آستانوں اور مدارس کے پروگراموں میں خطاب کے لئے تشریف لے جاتے آپ کی علمی خطابت کے پیش نظر مرکزی جامع مسجد غوثیہ وزیر آباد میں جمعہ کے روز وزیر آباد کے مضافات میں واقع دیہاتوں سے سینکڑوں لوگ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے آتے تھے اسی طرح سائیں فضل دین صاحب بھی جمعہ کی نماز اسی مسجد میں ادا کرتے اور رفتہ رفتہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت میں بیٹھنے لگے اور اکثر اپنی گفتگو میں حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ذکر کرتے ان سے متعلق واقعات ملفوظات بیان کرتے اور کئی بار آپ سے درخواست کی کہ میرے ساتھ جینڈر شریف چلیں۔ ایک روز فرمایا چلو چل کر دیکھتے ہیں کہ سائیں فضل دین اپنے دعویٰ میں کتنا سچا ہے چنانچہ پروگرام کے مطابق جمعرات کے روز جنوری ۱۹۳۶ء میں حضرت شیخ القرآن سائیں فضل دین اور ملک عبدالرشید محلہ شیرو وزیر آباد کے ہمراہ جینڈر شریف تشریف لے گئے۔ عصر کی نماز کا وقت تھا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مسجد میں چلے گئے۔ سائیں فضل دین نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے جا کر عرض کیا کہ میرے ساتھ وزیر آباد سے مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی آئے ہیں۔ حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کیا کرتے تھے کہ میں نے کئی بار حضرت داتا گنج

بخشِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ جو لوگ میرے پاس آتے ہیں ان میں سے کوئی میرے راز کو سمجھنے والا نہیں ہے جو کچھ میں بیان کرتا ہوں یہ لوگ اس کی حقیقت تک نہیں پہنچ سکتے تو مجھے یہاں سے ارشاد ہوا تھا کہ تیرے پاس علماء آئیں گے جو تیری بات کو خوب سمجھیں گے۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ میں وضو کر کے مسجد میں نماز عصر ادا کرنے لگا جب سلام پھیرا تو سائیں فضل دین میرے پاس کھڑا تھا اور عرض کی کہ حضرت صاحب آپ کو بلا رہے ہیں چنانچہ میں مسجد سے باہر نکلا تو دیکھا کہ حضرت صاحب حویلی کی طرف سے مسجد سے متصل بوہڑ کے درخت کی طرف آ رہے ہیں وہیں پر آپ تشریف فرما ہوئے اور گفتگو کا سلسلہ شروع ہوا۔ آپ فرماتے کہ اس پہلی مجلس سے ہی میں سمجھ گیا کہ حضرت صاحب میدانِ طریقت میں بلند پرواز کے حامل ہیں کچھ دیر کے بعد آپ اٹھے اور (جینڈ ٹشریف کے شمال میں واقع قبرستان جہاں آج کل آپ کا روضہ اقدس بھی ہے) قبرستان کی طرف چل پڑے میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ قبرستان کے پاس پہنچ کر حضرت صاحب کھڑے ہو گئے اور مجھے فرمایا کہ ”آدھا فیض آج ملے گا آدھا بعد میں۔“ پھر دورانِ گفتگو فرمایا اس بوڑھے نے (اپنی جانب اشارہ کرتے ہوئے) جو نظر کی ہے اس کا فائدہ آپ کو دنیا میں ہوگا، برنہخ میں ہوگا اور آخرت میں بھی ہوگا۔“

خداے جہاں را ہزاراں سپاس

کہ گوہر سپردہ بہ گوہر شناس

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا کہ آج رات یہاں پر قیام کریں۔ صبح میں آپ کو شیخ چوگانی شریف حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار اقدس پر لے کر جاؤں گا۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی میں یہاں رات نہیں ٹھہر سکتا کیونکہ کل وزیر آباد میں جمعۃ المبارک پڑھانا ہے اس پر حضرت صاحب نے سائیں حسین علی کلا سکے والے جو ایک صاحب کشف آدمی تھے کو فرمایا مولانا کو ابھی شیخ چوگانی شریف لے جائیں اور رات

وہاں گذاریں چنانچہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے رات شیخ چوگانی شریف قیام کیا اور علی الصبح وہاں سے وزیر آباد کے لئے روانہ ہو گئے۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شیخ چوگانی شریف سے چلے جانے کے کچھ دیر بعد حضرت صاحب وہاں پہنچ گئے اور پوچھا کہ مولانا کہاں ہیں سائیں محمد حسین نے جواب دیا وہ تو تھوڑی دیر قبل چلے گئے ہیں پھر پوچھا کہ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کیا کہتے ہیں تو جواب دیا کہ حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام نے مولانا محمد عبدالغفور صاحب کو اپنی بارگاہ میں قبول کر لیا ہے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس پہلی ملاقات کے بعد حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا جینڈر شریف آمدورفت کا سلسلہ شروع ہو گیا جو حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال تک جاری رہا۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرت بابا عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بات کو اکثر بیان کیا کرتے تھے۔ کہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب حضرت صاحب کے ہمراہ حج ادا کیا اس کے بعد میں نے حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بیعت کی تھی یہ وہ دور تھا کہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وزیر آباد صرف جمعہ پڑھاتے باقی پورا ہفتہ جینڈر شریف میں گذر جاتا تھا اور اکثر میں آپ کے ساتھ ہوتا تھا۔

حضرت صاحب جینڈر وی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے آستانہ عالیہ اور مزارات مقدسہ پر اکثر محافل سماع اور دیگر پروگراموں کا اہتمام کیا کرتے تھے۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۷۰ء تک شاید ہی کوئی ایسا پروگرام ہو جس میں حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شریک نہ ہوئے ہوں اور خطاب نہ فرمایا ہو۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صرف خود شریک ہوتے بلکہ وزیر آباد سے اکثر احباب کو ساتھ لے کر جاتے۔ ابتدائی مہینوں میں ایک موقع پر حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد محترم شیخ الجامعہ حضرت مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ان ایام میں مولانا میاں احمد دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے زیر اہتمام چلنے والے مدرسہ مکھڈ شریف ضلع اٹک میں صدر مدرس تھے۔ وزیر آباد تشریف لائے تو حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ انہیں بھی اپنے

ہمراہ جینڈر شریف لے کر گئے تھے۔

”حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس بات کا شکوہ اکثر کرتے کہ لوگ میرے پاس آتے ہیں وہ کوئی اور ہی خیال لے کر آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا طالب بہت ہی کم نظر آیا ہے آپ کے اراء تمندوں کو شکوہ تھا کہ آپ کسی کو فیض سے مستفیض نہیں کرتے۔ چنانچہ چند بے تکلف مصاحبوں نے یہ بات حضرت صاحب کے سامنے کہہ دی۔ حضرت صاحب نے فرمایا کہ حقیقی طالب فیض بہت ہی کم نظر آیا ورنہ میں تو چاہتا ہوں کہ ہر شخص اس سے بہرور ہو۔“ مصنف گوہر منیر نے مزید لکھا ہے کہ ”یوں تو حضرت جینڈر وی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے رتبہ کا کوئی آدمی میرے خیال میں نہیں البتہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی صاحب عالم اجل ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ تصوف کے رنگ میں رنگے جائیں تو ان کی ذات سے خلق خدا کو آخرت کا بڑا فائدہ ہوگا چنانچہ حضرت صاحب مولانا صاحب کو خاص طور پر تصوف کے رموز سے آگاہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے تھے اور اکثر دیر تک علیحدگی میں ان سے اس پر برابر گفتگو کرتے رہتے تھے۔“

## سفرِ کلیر شریف

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے قلب کو مجاہدات شاقہ اور ریاضت سے خوب چمکایا اور معارف لدنیہ، انوار و علوم باطنیہ سے منور کیا۔ آپ فرماتے ”مجھے یہاں سے وہ دولت ملی ہے جو بادشاہوں کے خزانوں سے نہیں مل سکتی۔ اس دولت کے حصول کے لئے میں عمر بھر سرگرداں رہا تھا۔“ چونکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عادت مبارکہ تھی کہ اکثر رات کسی مزار پر گزارتے تھے تو حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی آپ کے ہمراہ ان مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے پھر ساری ساری رات تنہائی میں آپ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خصوصی فیوض و برکات سے مستفید فرمایا کرتے تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت پیر علاؤ الدین احمد صابر کلیر شریف



رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بھی خصوصی لگاؤ تھا اور آپ کے مزار پر حاضری بھی دی لہذا حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۹۴۰ء میں حضرت کے حکم پر کلیر شریف گئے۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے وہاں کئی روز تک قیام کیا اور فرماتے ہیں کہ مجھے وہاں ایک بزرگ جن کا اسم گرامی حضرت پتے شاہ تھا سے ملاقات ہوئی وہ ایک روز مجھے ساتھ لے کر حضرت علاؤ الدین صابر کلیر شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر انور پر لے گئے اور پھر مجھ سے میرا مدعا معلوم کیا میں نے عرض کیا کہ کشف قبور کا خواہش مند ہوں انہوں نے مجھے وہاں مراقبہ کرنے کا فرمایا۔ میں کچھ دیر وہاں حالت مراقبہ میں رہا کہ کشف قبور کی دولت سے مالا مال ہو گیا جب حضرت صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر کو بوسہ دینے لگا تو میں نے آپ کے قدموں کو دیکھا اور ان کے قدموں کا بوسہ لیا میں نے یہ صورت حال حضرت پتے شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی تو فرمایا ”جس نے حضرت علاؤ الدین صابر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدم دیکھے ہیں وہ بڑے بڑے لوگوں کے سر دیکھے گا۔“

مختلف مزارات پر حاضری کے بعد آپ دہلی میں حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر حاضر ہوئے اور حالت مراقبہ میں آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے وہاں سے واپسی پر آپ جینڈر شریف حاضر ہوئے تو آپ کو دیکھ کر حضرت خواجہ گوہر الدین جینڈر وی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ضعف و بڑھاپے کے باوجود کھڑے ہو گئے۔ آپ نے عرض کی حضرت تشریف رکھیں کیوں تکلیف فرماتے ہیں آپ نے فرمایا میں اس لئے کھڑا ہوا ہوں کہ جب میں کلیر شریف سے حاضری دے کر واپس حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوا تھا (جس کا ذکر باب اول میں گذر چکا ہے) تو آپ مجھے دیکھ کر کھڑے ہو گئے تھے۔ لہذا میں ان کے احترام میں آپ کی تعظیم ضروری سمجھتا ہوں کیونکہ آپ حضرت علاؤ الدین صابر کلیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار شریف سے ہو کر آئے ہیں۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے مجھے جن اولیاء عظام کی کشف قبور کے ذریعہ زیارت ہوئی تھی ان سب کے حلیے تک یاد تھے۔ حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ

سے پوچھا کہ کلیر شریف کی کوئی خاص بات بیان کریں آپ فرماتے ہیں میں نے وہاں پیش آنے والی دیگر تمام باتوں کا ذکر کیا مگر کشف قبور والی بات نہ بیان کی۔ آپ بار بار اصرار کرتے کہ وہاں کی کوئی خاص بات بیان کریں بالآخر مجھے بتانا پڑا کہ مجھے وہاں سے کشف قبور کی دولت ملی ہے۔ حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا یہ کچھ نہیں ہے آپ کا دل ہی ایسا ہو جائے گا کہ بغیر کشف کے معظمتا امور اور ضروری حوادث آپ کو معلوم ہو جایا کریں گے یہ کشف کی اعلیٰ قسم ہے اور یہ زائل نہیں ہوگی جب کہ کشف عیانی زائل ہو جاتا ہے اور اکابر اولیاء کرام کشف کی اس قسم کو اچھا سمجھتے ہیں۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے سفر کلیر شریف سے قبل جب میں حضرت صاحب سے کشف قبور کے بارے میں گفتگو کرتا تو ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا ”مولانا کسی کے دل کا حال جاننے سے اپنے دل کی خرابیوں کو جاننا زیادہ بہتر ہے اور دوسروں کی قبروں کا حال دیکھنے سے بہتر ہے کہ اپنی قبر کی نسبت فکر کریں کہ میرا قبر میں کیسا حال ہوگا؟“

ایک اور موقع پر ارشاد فرمایا مولانا اس کی طلب نہیں کرنی چاہیے مرد حق سے جب بھی مانگو تو خدا اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانگو مولانا کشف قبور کیا ہے یہ تو مرنے کے بعد سب کو مل جاتا ہے۔ وہ چیز حاصل کریں جو ہر کسی کے مقدر میں نہ ہو۔ کچھ لوگوں کے مجاہدات شاقہ کی وجہ سے روح میں ذرا سی لطافت آ جاتی ہے جس سے وہ نہایت معمولی قسم کی کرامات دکھا سکتے ہیں۔ اس کو لوگ بہت بڑی چیز سمجھتے ہیں جب کہ بقایا گہری منزلوں میں کرامت ایک بہت بڑا حجاب ہے۔ کرامات کو چھوڑو اور فنا فی الرسول ہو کر تعلیمات کی دنیا آباد کرو جس سے مخلوق کو اور خود کو بھی فائدہ ہوگا۔“

اک روز حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کیا کشف قبور اس لیے ضروری ہے تاکہ بندہ قبر کے حال کو دیکھ کر ان گناہوں سے بچے اس کے جواب میں حضرت صاحب نے فرمایا۔ مولوی صاحب ہر روز لوگوں کو پھانسی دی جاتی ہے کیا قتل ہونے بند ہو گئے ہیں؟ عرض کی کشف قبور سے بندہ مردوں سے باتیں کرتا ہے فرمایا اس سے بہتر

یہ ہے کہ اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کی جائیں جب اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنی ہوں تو قرآن کریم کا مطالعہ کیا جائے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرنا مقصود ہو تو احادیث مبارکہ پڑھی جائیں اور جب اکابرین اولیاء سے گفتگو کرنی ہو تو اُن کی کتب کا مطالعہ کیا جائے یہ چیز تمام قسموں کے کشف سے بہتر ہے۔

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے زندگی میں کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھ پر کسی نے سوال کیا ہو اور میں اُس کا جواب نہ دے سکا ہوں مجھے حسرت ہی رہی کہ کوئی تو ایسا سوال کرتا لیکن میں نے حضرت خواجہ گوہر الدین جینڈڑوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر جب بھی سوال کیا ہمیشہ مجھے مطمئن کیا کئی بار میں سوال پر سوال کرتا تھا مگر مجھے ہر سوال کا جواب مل جاتا۔ جس روز میں نے ارادہ کیا کہ آج کے بعد کوئی سوال نہیں کرنا تو حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا مولانا علم حجاب اکبر ہے یہ بندے کو کسی طرف نہیں لگنے دیتا۔

حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روز حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اس سوال کہ ”بندے کو کیسے پتہ چلتا ہے کہ وہ کس مقام پر ہے۔“ جواب میں ارشاد فرمایا مولانا یہ بات کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں کہ میں کیسا ہوں بلکہ خود ہی سوچ لینا چاہیے کہ میرا خدا کے ساتھ کیسا معاملہ ہے جب تو اُس سے راضی ہے تو وہ تجھ سے راضی ہے۔ عقل سلیم رکھنے والا شخص ہرگز پسند نہیں کرتا کہ دنیا کی عارضی لذت کے لئے اپنے رب کی ناراضگی اور ہمیشہ کی زندگی کے لئے عذاب قبول کر لے اور ہمیشہ کی راحت اور رب العزت کی خوشنودی ترک کر دے گویا سونے کا برتن جو پائیدار ہے اسے چھوڑ کر مٹی کا برتن جو ٹوٹ جانے والا ہے اسے اپنالے۔

## خلافت و اجازت بیعت

حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دیگر خلفاء میں سے صرف حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ کو حضرت صاحب نے مدینہ شریف حاضری کے موقع پر خلافت و اجازت بیعت عطا فرمائی۔ حضرت شیخ

القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے کہ ایک روز حضرت صاحب نے مجھے دیگر احباب کے ہمراہ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لے گئے اور مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہو کر میرے ہاتھ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا مولوی صاحب میں نے آپ کی سفارش سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کر دی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذمہ داری اٹھالی ہے آپ بے دھڑک ہو کر لوگوں کو بیعت کریں۔

## حضرت مائی صاحبہ کا اظہار عقیدت

حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اہلیہ محترمہ نے بیان کیا کہ ایک روز میں نے خواب دیکھی کہ جینڈر شریف میں جس جگہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار مبارک ہے وہاں لوگوں کا بڑا ہجوم ہے۔ میں نے ایک شخص سے پوچھا آج یہاں ہجوم کیوں ہے تو مجھے بتایا کہ آج یہاں پر وقت کے قطب ارشاد تشریف فرما ہیں۔ لوگ ان کی زیارت کے لئے جمع ہیں مائی صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں بھی جا کر قطب ارشاد کی زیارت کرتی ہوں میں مزار کی جانب چلی گئی اور لوگوں کے درمیان سے گذرتی ہوئی جب آگے بڑھی تو کیا دیکھتی ہوں کہ حضرت شیخ القرآن خواجہ محمد عبدالغفور ہزاروی صاحب تشریف فرما ہیں۔ لوگ ارد گرد جمع ہیں میں لوگوں سے کہتی ہوں کہ یہ تو ہمارے اپنے مولانا ہیں۔

حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اہلیہ محترمہ انتہائی عبادت گزار اور شب بیدار تھیں۔ راقم الحروف نے بچپن میں آپ کی زیارت کی آپ اپنی زندگی کے آخری سالوں میں اکثر وزیر آباد تشریف لایا کرتی تھیں۔ صوفی بابا عنایت اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے راقم کو بتایا تھا کہ ایک موقع پر میں حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ جینڈر شریف حاضر ہوا تو مائی صاحبہ نے یہ خواب حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو سنائی اور اختتام پر ہاتھ جوڑ کر کہا ہمارا بھی خیال رکھنا۔

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ایک خط جو آپ نے حضرت صاحب

کو لکھا درج ذیل ہے۔

بعونہ تعالیٰ  
بخدمت اقدس حضرت قطب العارفین سداً محققین قدوة الواصلین  
قبلہ عالم مدظلہ العالی۔

السلام علیکم

حضور سے رخصت ہوا تا حال طبیعت سخت بے چین ہے کیا عرض کروں  
..... میری مدد فرمائیے دلائل تو آپ کے سامنے ہیج ہیں مجھے عطا چاہیے اور عطا کے  
لئے کوئی شرط نہیں۔ داد حق را قابلیت شرط نیست بلکہ شرط قابلیت داداوست میں جب  
غور کرتا ہوں تو اپنے آپ کو منافقوں سے زیادہ بدتر پاتا ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس میں  
تصنع نہیں ادھر کچھ لوگ مجھے نیک سمجھتے ہیں یہ الگ نفاق ہے کہ لوگوں کی نظروں میں  
نیک اور باطن میں پلید۔ اب منتظر ہوں کہ حضور کی طرف سے کیا عنایت ہوتا ہے۔ دیدہ  
بریزم سراپا انتظار کیستم۔ کاش میں نہ ہوتا پیر کامل دستگیری فرمایا کرتے ہیں اگر میری  
دستگیری نہ کی گئی تو میں خسر الدنیاء والآخرہ کا مصداق بننے والا ہوں بلکہ قریب قریب بن  
چکا ہوں کاش میرا ظہور نہ ہوتا۔

بحق گنج بخش فیض عالم  
نگاہ برمن خستہ جگر کن  
بحق آل علاؤ الدین صابر  
عطا در دوروں آہے سحر کن  
بحق قطب عالم شیخ طانوخ  
براجوال خراب ما نظر کن

محمد رضا غفرلہ الدین چوہدری اللہ داد صاحب کو بہت سلام مسنون احمد بخش  
صاحب قوال کو سلام مسنون۔

آپ کا ایک گم کردہ راہ غلام تا غلام

محمد عبدالغفور ہزاروی عفی عنہ

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں جینڈر شریف حاضر

ہوتا تو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کبھی پوچھتے کہ خیال کا کیا حال ہے کبھی پوچھتے کہ دل کا کیا حال ہے۔ ایک روز سوال کیا حضرت ارشاد فرمائیے لوگ تو بیوی بچوں گھر والوں کا حال پوچھتے ہیں آپ خیال کا حال پوچھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ خیال ہی ہے کہ خیال آتا ہے تو بندہ وضو کرتا ہے۔ خیال آتا ہے تو نماز پڑھتا ہے خیال آنے پر بندہ سفر کرتا ہے۔ خیال آتا ہے تو روزہ رکھتا ہے خیال آنے پر کتابیں پڑھتا ہے یہ سارا کھیل خیال ہی کا ہے۔

### شجرہ چشتیہ جنید یہ

اے خداوند تو ذات کبریا کے واسطے  
بخش دے مجھ کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے  
معرفت کے نور سے قلب و نظر پر نور کر  
بو الحسن خیر شکن شیر خدا کے واسطے  
چشمہ عین الیقین سے مجھ کو بھی سیراب کر  
حضرت خواجہ حسن کان ہدا کے واسطے  
شربت کوثر پلانا مصطفیٰ ﷺ کے ہاتھ سے  
قبلہ عالم حبیب رہنما کے واسطے  
رات دن توحید کے نغمے بلند ہوتے رہیں  
حضرت داؤد قطب اولیاء کے واسطے  
احتیاج غیر سے مجھ کو بچانا یا خدا  
حضرت معروف تاج اصفیاء کے واسطے  
سر زمین طیبہ میں یارب مری تربت بنے  
سری سقطی چشمہ فیض خدا کے واسطے  
بدر تابان طریقت صاحب عین الیقین  
شہ جنید کعبہ اہل صفاء کے واسطے

خواب میں دیدار احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے دلشاد کر  
 فخر عالم تبتلی شمس ہدی کے واسطے  
 آخری دم تک شریعت پر رہوں ثابت قدم  
 شیخ علی حصری جنیدی پیشوا کے واسطے  
 سوز و ساز جذبہ توحید سے سرشار کر  
 خواجہ بوالفضل شمس چشتیا کے واسطے  
 کرم کر مجھ پر طفیل خواجہ مخدوم علی  
 گنج بخش مظہر نور خدا کے واسطے  
 خاتم ملک ولایت قاسم فیضان حق  
 قبلہ حاجات گوہر بے بہا کے واسطے  
 دین و دنیا کا وسیلہ خواجہ عبدالغفور  
 گوہر یکتا فدائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے  
 واقف راہ طریقت مفتی عبدالشکور  
 یادگار شیخ قرآن باوفا کے واسطے  
 مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق سے سرشار ہو عبد الصبور  
 حضرت شبیر جان اولیاء کے واسطے

## ۲۔ حضرت شیخ الجامعہ مولانا محبت النبی ہاشمیؒ

استاذ الاساتذہ شیخ الجامعہ حضرت مولانا محبت النبی ہاشمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
 معقول و منقول کے امام اور کشور علوم و فنون کے سلطان تھے مگر مزاج کے لحاظ سے زمین  
 کی عاجزی تھی۔ تقویٰ و طہارت، خلوص و للہیت اور استقامت فی الدین میں سلف  
 صالحین کا سچا اور عمدہ نمونہ تھے آپ کے فیوض و برکات قیامت تک جاری رہیں گے  
 کیونکہ دوران تدریس آپ نے وہ باکمال و باکردار علماء کرام تیار کیے جو آپ کے نام کو  
 روشن کرنے کے لیے کافی اور مستقل صدقہ جاریہ ہیں اگر انہیں شہنشاہ کشور علم اور مسند

تدریس کا تاجدار کہا جائے تو یہ خطاب آپ کے شایان شان معلوم ہوتے ہیں۔  
 حضرت مولانا محبت النبیؒ ۱۸۹۷ء میں موضع بھوئی (حسن ابدال) میں پیدا ہوئے آپ کے والد گرامی قدر بذات خود استاذ العلماء تھے جن سے بڑے بڑے علماء کرام نے استفادہ کیا آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے ہی والد گرامی حضرت مولانا احمد دین سے حاصل کی۔ ابتدائی تمام فارسی کتب کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کی غرض سے حضرت مولانا نواب علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پانوں ڈھیری (ہزارہ) کے پاس پہنچے اور وہاں صرف و نحو کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد واپس گاؤں چلے آئے اور مزید کتب اپنے والد ماجد سے پڑھیں۔ بعد ازاں آپ مدرسہ معینیہ اجمیر شریف چلے گئے وہاں جامع معقول و منقول حضرت مولانا مشتاق احمد کانپوری کے سامنے زانوئے تلمذتہ کیے۔ پھر کچھ عرصہ حضرت مشتاق احمد کانپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت علامہ احمد حسن کانپوری سے بھی تعلیم حاصل کی۔ دورہ حدیث دارالعلوم مسجد فتح پوری دہلی میں حضرت مولانا عبداللطیف محدث سے پڑھا۔ تحصیل علم کے بعد وصال تک ساری زندگی مختلف مدارس میں پڑھاتے رہے۔ آپ کے اور حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاندان کے پرانے مراسم چلے آ رہے تھے۔ حضرت مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے والد ماجد حضرت مولانا عبدالحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس چمبہ پنڈ حاضر ہوئے تو آپ کی شادی کی بات چل نکلی تو حضرت مولانا عبدالحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ پر سوال کیا کس قدر کتب پڑھیں ہیں اور ان پر کتنا عبور حاصل ہے کل صبح مدرسہ میں طلبہ کو پڑھاؤ چنانچہ چند روز تک جامعہ غوثیہ چمبہ پنڈ میں پڑھایا تو حضرت مولانا عبدالحمید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی ذہانت اور علمی بصیرت کے پیش نظر اپنی صاحبزادی کا نکاح آپ سے کر دیا یوں آپ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اور مولانا غلام ربانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد کے علاوہ بہنوئی بھی تھے۔

حضرت مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے شیخ کامل قبلہ عالم اعلیٰ حضرت سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد عقیدت تھی آپ نے حصول



برکت کی خاطر چند اسباق اپنے پیر کامل سے بھی پڑھے تھے۔

چھ سال تک آپ نے اپنے گاؤں موضع بھوئی (حسن ابدال) میں تدریس کے فرائض سرانجام دیئے پھر آپ ۱۹۳۵ء میں مکھڈ شریف ضلع اٹک چلے گئے۔ حضرت مولانا میاں احمد دین کے زیر انتظام چلنے والا یہ مدرسہ برصغیر کے معروف علمی مراکز میں شمار ہوتا تھا بڑے بڑے مدرسین یہاں پڑھانے کو اپنے لیے فخر سمجھتے تھے۔ خصوصاً اس دارالعلوم کا نادر و نایاب کتابوں کا ”کتب خانہ“ (لابریری) مدرسہ کی شہرت میں اضافہ کا باعث بن گیا تھا بعد میں آپ جامعہ نعمانیہ لاہور چلے آئے۔ قرارداد پاکستان کے موقع یعنی مارچ ۱۹۴۰ء میں آپ یہاں ہی تدریس کے فرائض ادا کر رہے تھے اس عظیم الشان جلسہ میں بھی آپ شریک ہوئے۔ ۱۹۴۳ء میں آپ یہاں سے دارالعلوم محمدیہ جھنگ تشریف لے گئے کچھ عرصہ یہاں اور پھر کچھ عرصہ دربار حضرت پیر صلاح الدین فیصل آباد کے مدرسہ میں پڑھاتے رہے۔ پھر آپ دارالعلوم اویسیہ گہرہ جینڈڑ شریف ضلع گجرات چلے آئے۔ حضرت مولانا محبت النبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے کہ ”پیر صاحب جینڈڑوی اُمی ہونے کے باوجود قرآنی آیات و احادیث مبارکہ کے کئی ایسے مشکل مقامات کا حل اس طرح بیان فرماتے تھے کہ بڑا فاعمل اور عالم بھی ان باتوں کو سمجھ سکتا تھا اور یہ سب کچھ نسبت اویسی کی وجہ سے تھا اور آپ کو علم لدنی حاصل تھا۔“ یہاں شیخ الجامعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے نو سال تک تدریس فرمائی۔ سینکڑوں طلبہ نے یہاں آپ سے دورہ حدیث پڑھا دو سال تک جامعہ نظامیہ غوثیہ وزیر آباد میں اور بارہ سال تک جامعہ غوثیہ مہریہ گولڑہ شریف میں بطور صدر مدرس خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۷۲ء میں آپ دارالعلوم غوثیہ رضویہ راولپنڈی تشریف لے گئے اور تین سال تک تدریس فرماتے رہے۔ آپ نے ہی ۳ فروری ۱۹۵۲ء اتوار کو حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ آپ کے معروف شاگردوں میں:

مولانا فرید الدین ہاشمی، مولانا غلام جیلانی، ماسٹر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، مولانا غلام اللہ خاں، مولانا غلام ربانی ہزاروی، رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، علامہ حسن الدین ہاشمی امریکہ

حافظ مولانا عبدالغفور جامعہ غوثیہ بھابڑہ بازار راولپنڈی، حضرت علامہ سید غلام محی الدین شاہ سلطان پوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، حضرت علامہ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی جامعہ نظامیہ لاہور، علامہ غلام محبوب سبحانی حسن ابدال، علامہ سید عبدالرحمن شاہ، مولانا محبوب الرحمن، مولانا داؤد ٹیکسلا، مولانا مقبول الرحمن مانسہرہ، مولانا عبدالجلیل کشمیر، مولانا عبدالکریم مانسہرہ شامل ہیں۔

آپ ۲۰ ربیع الاول ۱۳۹۶ھ ۲۲ مارچ ۱۹۷۶ء کو اپنے خالق حقیقی سے جا ملے اور اپنے گاؤں بھوئی میں سپرد خاک ہوئے جہاں آپ کا مزار مبارک مرجع خلافت ہے آپ کے صاحبزادوں میں مولانا مشتاق النبی، مولانا فدا النبی، مولانا مختار النبی اور مفتی ظہور اللہ ہاشمی اپنے اپنے مقام پر والد ماجد کے مشن کو جاری کیے ہوئے ہیں۔ حضرت مولانا ظہور اللہ ہاشمی نے نئے سرے سے دارالعلوم بھوئی کی بنیاد رکھی ہے اور متعدد بار مغربی ممالک کے دورے کر چکے ہیں۔

### ۳۔ حضرت فخر سادات پیر سید چن پیر شاہ مدظلہ العالی

آپ کے آباؤ اجداد تحصیل پھالیہ کے رہائشی تھے۔ والد ماجد انتہائی عابد زاہد اور ملنسار تھے۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی دین اسلام کی خدمت میں بسر کر دی آپ کا حلقہ ارادت خاصہ وسیع ہے۔ حضرت پیر سید چن پیر شاہ صاحب اپنے والد ماجد کے حکم پر جینڈر شریف حاضر ہوئے تاکہ بیعت کی جائے۔ آپ نے ملاقات پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنے آنے کی غرض و غایت عرض کی چونکہ حضرت صاحب مروجہ دستور کے مطابق بیعت نہیں کرتے تھے لہذا آپ نے ارشاد فرمایا۔ ”بیعت ہی بیعت ہے آپ گاہے بگاہے یہاں تشریف لے آیا کریں۔“ حضرت سید چن پیر شاہ صاحب نے واپس گھر جا کر اپنے والد ماجد سے ساری بات عرض کی تو انہوں نے جواب دیا کہ ”اگر شیخ کامل چاہے تو تھوڑے ہی عرصہ میں دربار رسالت میں پہنچا دیتا ہے اور آقائے دو جہاں فخر آدم و بنی آدم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف کرا سکتا ہے۔“ اس پر حضرت سید چن پیر صاحب فرماتے ہیں کہ دل میں کہا کہ شیخ تو

کامل ہے مگر مجھے طریقت کے قاعدہ کے مطابق بیعت نہیں کیا باقی معاملات کس طرح پورے ہوں گے۔ میں اسی غم میں اکثر پریشان رہا کرتا تھا۔ ایک رات اسی غم میں روتا روتا سو گیا تو مجھے سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو گئی۔

حضرت پیر سید چن پیر شاہ صاحب پھالیہ سے موضع وینس ضلع سیالکوٹ چلے گئے۔ جہاں آپ کا خاصہ حلقہ ارادت ہے آستانہ عالیہ پر کئی سالانہ پروگرام منعقد ہوتے ہیں جس میں دور دراز سے آپ کے عقیدت مند شریک ہوتے ہیں۔ آپ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیات طیبہ میں اکثر جینڈر شریف حاضر ہو کر حضرت صاحب سے اکتساب فیض کرتے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے۔ عرس مبارک اور دیگر مواقع پر اپنے مریدوں کے ہمراہ حاضری دیتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار اوصاف سے متصف کیا ہوا ہے انتہائی نرم دل، حلیم الطبع، مہمان نواز، پابند شریعت و طریقت ہیں لباس و خوش خلقی میں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سیرت پر عمل پیرا ہیں۔ دین متن کی خدمت میں اپنی ساری زندگی بسر کی ہے۔ کثیر تعداد میں لوگ آپ سے علمی و روحانی استفادہ کر رہے ہیں۔

## ۴۔ حضرت سید حاجی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ابتدائی عمر میں آپ کسی زمیندار کے پاس کام کرتے تھے بعد میں تصوف کی طرف رجحان آپ کو جینڈر شریف لے آیا اور یہاں کی محافل سے خوب فائدہ اٹھایا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حکم پر کہ جینڈر شریف سے اجمیر شریف تک پیدل سفر کریں آپ نے اس حکم کی تعمیل میں پیدل اجمیر شریف تشریف لے گئے۔ راستہ میں بے شمار مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ اجمیر شریف پہنچ کر چلہ کشی کی اور واپس پیدل ہی جینڈر شریف تشریف لائے اور اجمیر شریف میں پیش آنے والے واقعات اور قلبی واردات کو عرض کیا۔ حضرت صاحب آپ کے خیالات سے آگاہ ہو کر بے حد خوش ہوئے اور مزید فیوض و برکات سے مستفید کرنے کے بعد ارشاد فرمایا

کہ اب کسی مقام پر بیٹھ کر مخلوق خدا کی راہنمائی کریں۔ چنانچہ موضع پیلو شاہ پور میں مقیم ہو گئے آپ جینڈر شریف عرس کے موقع پر ایک بڑے قافلے کے ہمراہ شریک ہوتے۔ آپ عین جوانی میں حالت جذب میں چلے گئے اور ہر وقت اللہ اکبر کے نعرے لگاتے رہتے تھے پھر اسی عالم میں وصال پا کر موضع پیلو میں دفن ہوئے۔

## ۵۔ حضرت سائیں فضل دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت سائیں فضل دین صاحب حضرت سید حاجی شاہ صاحب کے ہمراہ جینڈر شریف حاضر ہوئے آپ کا ایک ہی بیٹا تھا جو عالم شباب میں فوت ہو گیا اُس کے بعد آپ کے دل کی دنیا تبدیل ہو گئی۔ اکثر اوقات جینڈر شریف حاضر رہنا مزارات مقدسہ پر جانا معمول بن گیا تھا حضرت صاحب کی بھی آپ پر بڑی نوازشات تھیں آپ ہی حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اپنے ساتھ لے کر جینڈر شریف گئے تھے۔ آپ نے نظام آباد وزیر آباد میں کچھ عرصہ زندگی بسر کی بعد میں سیالکوٹ روڈ وزیر آباد میں قیام پذیر ہو گئے اپنی رہائش گاہ پر اکثر قوالی کا اہتمام کرتے۔ حلقہ احباب خاصہ وسیع ہو گیا تھا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کی سعادت حاصل ہوئی آپ لباس کے سلسلہ میں حضرت صاحب کی بھرپور تقلید کیا کرتے تھے انتہائی نفیس اور حلیم الطبع خصوصیات کے مالک تھے۔

## ۶۔ حضرت مولانا سید عبدالشکور شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت مولانا سید عبدالشکور موضع بوکن کے رہنے والے تھے۔ آپ کے خاندان کے اکثر افراد عالم دین اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے عقیدت مند تھے آپ کے سرسید عبدالرشاد شاہ حضرت قاضی سلطان محمود اعوان شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرید اور شاگرد تھے۔ مولانا صاحب نے مڈل تک تعلیم حاصل کی پھر بطور استاد ابتدائی کورس کرنے کے بعد سکول میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا ساتھ ہی موضع کوٹلی کوہالہ کے مدرسہ میں داخل ہو کر دینی تعلیم حاصل کرنے لگے اس دوران

حضرت صاحب کے حلقہ ارادت میں شامل ہوئے حضرت صاحب کی صحبت سے شریعت اور تصوف کے مسائل میں گہری واقفیت رکھنے لگے۔ حضرت صاحب نے آپ کو واعظ کرنے کا حکم دیا اور فرمایا جب بھی کسی جلسہ پر جائیں تو کسی سے کرایہ تک نہ لیں آپ نے زندگی بھر حضرت صاحب کے حکم کی تعمیل کی میلوں پیدل چل کر آپ مختلف مقامات پر جا کر لوگوں کے اجتماع سے خطاب کرتے۔ مختلف میلوں میں جا کر بھی آپ تبلیغ شروع کر دیتے تھے۔ انتہائی سادہ زبان بولتے پنجابی زبان میں خطاب کرتے آسان الفاظ میں لوگوں تک شریعت کا پیغام پہنچاتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ظریفانہ طبیعت عطا کی جس کی وجہ سے آپ کی تقریر کے دوران لوگ اکتاہٹ محسوس نہ کرتے۔

حضرت صاحب زندگی بھر آپ پر بے حد خوش رہے اور ارشاد فرماتے کہ میں ان پر اس لئے خوش ہوں کہ یہ میری باتیں لوگوں تک پہنچاتے ہیں۔ حضرت صاحب مختلف مواقع پر آپ کی مالی مدد بھی کیا کرتے تھے۔ مصنف گوہر منیر نے کتاب کے اکثر حصوں میں مولانا سید عبدالشکور صاحب کا ذکر خیر کیا ہے آپ کئی بار وزیر آباد حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت سے فیض یاب ہونے کے لئے بھی آیا کرتے تھے اور دیر تک حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے علمی اور تصوف کے مسائل پر گفتگو ہوتی۔ آپ موضع سید اشرف تحصیل پھالیہ میں ایک پروگرام میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے اور خطاب سے تھوڑی دیر قبل احباب کو پسند و نصائح کرتے ہوئے وصال پا گئے آپ کا مزار موضع بوکن میں ہے آپ کے جانشین صاحبزادہ محمد سعید جن کے بارے میں حضرت صاحب نے فرمایا محمد سعید سعید ہی ہوگا اپنے والد ماجد کے مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں بڑی عقیدت سے اپنے والد ماجد کا سالانہ عرس منعقد کراتے ہیں۔

## آستانہ عالیہ جینڈر شریف کے چند معروف خدام

میاں دوست محمد لاہور، بابا نور دین جینڈر شریف، احمد دین لانگری لاہور، بابا ولی داد بابا سلطان، سائیں لال دین، میاں امام علی، سائیں مسو کڑیا نوالہ، حاجی پیراں دتہ

جینڈڑ شریف راجہ خان شیر محمد جموں کشمیر بابا جلال کاسب بابا جھنڈا جینڈڑ شریف بابا حسین موضع کاسب۔

## چند معروف مریدان باسعادت و باصفا

### ۱۔ جناب چوہدری عبدالہادی صاحب

آپ ضلع جالندھر میں پیدا ہوئے آپ کا تعلق ایک معزز زمیندار گھرانہ سے تھا تعلیم سے فراغت پر محکمہ نہار میں بطور اور سینر ملازمت کرتے رہے۔ پاکستان کے قیام پر جالندھر سے ہجرت کر کے ریاست بہاولپور میں سکونت اختیار کر لی۔ ملازمت سے ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زر خرید زمین کی دیکھ بھال کرنے لگے آپ کے ہاں اولاد نہیں تھی کسی سے حضرت صاحب کے متعلق سنا تو دعا کے لئے جینڈڑ شریف حاضر ہوئے اور پہلی ملاقات میں ہی حضرت صاحب کے گرویدہ ہو گئے۔ حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا: اولاد ہو تو کیا فائدہ اور اگر نہ ہو تو کیا نقصان ہے ہر شخص کا رنج و راحت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ایسے کام کریں جس سے آخرت سنور جائے۔ حضرت صاحب نے چوہدری عبدالہادی صاحب پر ایسی نظر کی کہ ان کی دل کی دنیا بدل گئی۔ چونکہ مالی لحاظ سے چوہدری صاحب خوشحال تھے حضرت صاحب نے شیخ چوگانی شریف میں حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام کے مزار اقدس کے از سر نو تعمیر اور مسجد کی تعمیر کا ارادہ ظاہر کیا تو چوہدری عبدالہادی صاحب نے زر کثیر خرچ کر کے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔

ایک موقع پر چوہدری عبدالہادی صاحب جینڈڑ شریف آئے ہوئے تھے کہ بیمار ہو گئے۔ حضرت صاحب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں ان کی عیادت کے لئے اُس مکان پر تشریف لے گئے جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے جب آپ دروازے پر پہنچے تو اندر سے چوہدری عبدالہادی صاحب کی آواز آئی۔ شدت بیماری کی وجہ سے منہ سے نکلا ہائے میری ماں آپ یہ الفاظ سن کر وہیں سے بغیر عیادت کیے واپس چلے آئے کہ اتنا عرصہ میرے پاس رہنے کے باوجود انہیں یہ بھی نہیں سمجھ آئی کہ ایسی حالت

میں کیا کہنا چاہیے شفاء تو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اسے کہنا چاہیے تھا کہ ہائے میرے اللہ۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کوشش ہوتی تھی کہ جو شخص بھی آپ کے آستانہ عالیہ پر آئے وہ صحیح معنوں میں خدا رسیدہ ہو جائے۔

چوہدری عبد الہادی نے زندگی بھر آستانہ عالیہ جینڈڑ شریف کی خدمت کی عرس کے موقع پر لنگر شریف کے لئے خاصی رقم خرچ کرتے تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد آپ نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ مبارک کے گرد برآمدہ تعمیر کرایا۔

## ۲۔ جناب راجہ عزیز اللہ صاحب

آپ راجگان کشمیر کے خاندان سے ہیں آپ کے آباؤ اجداد کشمیر سے وزیر آباد چلے آئے۔ آپ کے خاندان کے اکثر افراد سرکاری و غیر سرکاری اداروں میں اعلیٰ عہدوں پر فائز رہے ہیں۔ سائیں فضل دین صاحب کی وساطت سے دربار عالیہ جینڈڑ شریف حاضری دی نہایت منکسر مزاج اور مہمان نوازی آپ کی نمایاں نمایاں تھیں۔ آستانہ عالیہ جینڈڑ شریف اکثر حاضری دیتے تھے ایک روز حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا راجہ صاحب آپ کو پیر نہ بنا دیا جائے تو عرض کیا میں پیر ہونے سے آپ کا مرید بہتر ہوں۔ حضرت صاحب مسکرا کر فرمانے لگے راجہ صاحب انتہائی ذہین ہیں خود بوجھ اٹھانے کی بجائے اپنا بوجھ بھی مجھ پر ڈال دیا ہے۔ حضرت صاحب کی زندگی میں کئی راتیں مزارات مقدسہ پر گزارتے اور لنگر کا اہتمام بھی کرتے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال پر آپ کے مزار مبارک پر گنبد تعمیر کروایا۔

## ۳۔ جناب بابو محمد حسین صاحب

آپ کا تعلق لاہور سے ہے تعلیم سے فراغت پر ریلوے میں بطور ڈرافٹ مین ملازم ہو گئے۔ آپ اولاد نرینہ سے محروم تھے اسی سلسلہ میں جینڈڑ شریف تک رسائی ہوئی حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ پر ایسی نظر کرم کی کہ دل کی دنیا

بدل کر رکھ دی۔ آپ کی لاہور گڑھی شاہو میں کافی زمین تھی جس کی بناء پر انتہائی خوشحال تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب بھی لاہور تشریف لے جاتے تو اکثر آپ کے گھر میں ہی قیام ہوتا تھا۔ آپ نے حضرت صاحب اور مہمانوں کے لئے خصوصی طور پر الگ کمرے تیار کر رکھے تھے۔ حضرت صاحب کے حکم پر مزارات مقدسہ کی تعمیر کے لئے آپ نے خاصی رقم خرچ کی۔ مزارات مقدسہ کی تعمیر کے علاوہ ان مزارات کے ساتھ مساجد بھی تعمیر کروائیں۔ آستانہ عالیہ جینڈڑ شریف کی مرکزی جامع مسجد دارالعلوم اور مہمانوں کے کمرے تعمیر کرنے میں بھی زر کثیر خرچ کیا۔ جامع مسجد کی تعمیر آپ کے بنائے ہوئے نقشہ کے مطابق ہوئی۔ آپ نے لاہور میں اپنی رہائش گاہ پر کئی ایک پروگراموں کے علاوہ حضرت صاحب کے سالانہ ختم شریف کی محفل کا اہتمام بھی کرتے رہے۔

#### ۴۔ جناب چوہدری اللہ داد صاحب

آپ موضع حاجیوالا کے رہائشی تھے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے اولین مصاحبوں میں شمار ہوتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انتہائی ذہانت عطا فرمائی۔ آپ کی طبیعت بڑی چست اور ظریفانہ تھی جب محفل میں بیٹھے ہوتے تو آپ کی باتوں سے محفل میں رونق ہوتی تھی۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر تصوف کے حوالے سے اکثر سوالات کرتے رہتے اور حضرت صاحب انہیں حل کرتے۔ اس وجہ سے دوسروں کو بھی بڑا فائدہ ہوتا تھا۔ اگر کسی وجہ سے محفل میں موجود نہ ہوتے تو اکثر احباب آپ کی عدم موجودگی کو محسوس کرتے تھے۔ آپ کی قابلیتوں کی بناء پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ آپ کو اکثر آپ کو اپنے ہمراہ رکھتے۔ بے تکلفی سے گفتگو کرتے اور ان کی خوش طبعی کی باتیں سن کر مسکراتے رہتے تھے۔

#### ۵۔ جناب حافظ سید غلام رسول شاہ صاحب

آپ موضع رلاور پور تحصیل کھاریاں کے رہائشی تھے آپ کو حضرت صاحب



رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آستانہ عالیہ جینڈڑ شریف کی مسجد میں بطور امام رکھا۔ جینڈڑ شریف قیام کے دوران آپ کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت کا خوب موقع ملا۔ حضرت صاحب ہر روز لباس تبدیل کیا کرتے چنانچہ شاہ صاحب حضرت صاحب کے لباس اور کھانے کے معاملات کی نگرانی کرتے تھے علاوہ ازیں مسجد میں بچوں کو قرآن پاک بھی پڑھاتے تھے۔ انتہائی درجہ کے صابر و شاکر اور متوکل علی اللہ ہونے کی وجہ سے کبھی کسی سے اپنی ذات کے لئے سوال نہ کیا۔ حضرت صاحب طریقت کے مسائل سے آپ کو اکثر آگاہ کرتے رہتے پھر آپ کے حکم سے ہی حضرت شاہد اولہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (گجرات) کے مزار اقدس پر ڈیوٹی دینے لگے عمر کے آخری دور میں لاہور حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار مبارک پر چلے گئے اور بقیہ زندگی کے ایام وہیں پر گزار دیئے۔ لاہور قیام کے دوران آپ کے پاس جو رقم جمع ہوتی اُسے مزارات مقدسہ کے لنگر کے لئے جینڈڑ شریف ارسال کر دیتے تھے۔

## ۶۔ جناب حافظ محمد حسین صاحب:

حافظ محمد حسین صاحب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ابتدائی دور کے مخلص عقیدت مندوں میں سے ہیں انہوں نے زندگی کا اکثر حصہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے آستانہ عالیہ پر گزارا۔ سفر و حضر میں حضرت صاحب آپ کو اپنے ہمراہ رکھتے اور ان کی شریعت و طریقت کے مسائل میں خوب تربیت فرمائی۔ حضرت صاحب کے ہمراہ حج بیت اللہ شریف کے لئے تشریف لے گئے۔ دوران سفر بحری جہاز میں سخت علیل ہو گئے۔ حافظ صاحب اپنے گھر والوں سے رخصت ہو کر آئے تھے کہ باقی زندگی حرم شریف میں گزار دوں گا۔ جہاز میں بیماری کی وجہ سے سخت پریشان تھے کہ شاید حرمین شریفین کی زیارت بھی نہ کر سکوں اس پر حضرت صاحب فرماتے تسلی رکھیں آپ حج ضرور ادا کریں گے۔ حج کی ادائیگی سے فراغت کے اگلے روز آپ دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد آرام کے لئے چارپائی پر لیٹے کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حافظ صاحب کے وصال کی خبر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ

علیہ کو دی تو فرمایا ”حافظ صاحب کی زندگی کامیاب ہوگئی۔“ آپ کو مکہ المکہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔

۷۔ حضرت مولانا سید علی اکبر شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

مولانا سید علی اکبر شاہ موضع جماپور سیداں گجرات کے رہنے والے آپ کے دادا سید شیر شاہ علاقے کے نمبردار تھے آپ کی دادی سے اہل علاقہ دینی تعلیم حاصل کرتے تھے آپ کی عمر تقریباً ایک سال کی ہوئی تو والد ماجد وصال پا گئے جدا مجد نے تربیت کی چند ساواں کے بعد جدا مجد کے وصال پر آپ کے تایا سید محمود شاہ صاحب نے آپ کی تعلیم و تربیت کا سلسلہ شروع کیا اور آپ نے گجرات سے انٹر تک تعلیم حاصل کی۔ جدا مجد کے وصال کے بعد تایا نمبردار بن گئے۔ سید محمود شاہ حضرت سائیں کرم الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بے حد عقیدت رکھتے تھے۔ آپ نے ہی سائیں کرم الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اور مسجد کی تعمیر کروائی۔ آپ چک کراڑیوالہ تحصیل پھالیہ چلے گئے وہیں وصال ہوا اور وہاں ہی آپ کا مزار مبارک ہے۔

سید علی اکبر شاہ صاحب تعلیم سے فراغت پر ڈپٹی کمشنر گجرات کے دفتر میں ملازم ہو گئے۔ تایا کی صحبت کی بناء پر آپ کا رجحان دین کی طرف تھا چنانچہ آپ جینڈر شریف حاضر ہوئے اور حضرت صاحب کے حلقہ ارادت میں داخل ہو گئے۔ حضرت صاحب کے حکم پر آپ نے نمبرداری کے لیے کاغذات جمع کروائے۔ مد مقابل بڑے چالاگ و ہوشیار تھے مگر حضرت صاحب نے کئی بار فرمایا کہ آپ جیسا آدمی نمبردار بنا تو لوگوں کو فائدہ ہوگا کسی جابر ظالم کے تقرر سے لوگ تنگ ہوں گے۔ حضرت صاحب نے یہ بھی ارشاد فرمایا اگر ووٹوں پر فیصلہ ہو تو آپ ہی نمبردار بنیں گے بالآخر فیصلہ آپ کے حق میں ہوا۔ حضرت صاحب کی تربیت کی وجہ سے آپ نے اس معاملے کو بڑے احسن انداز سے نبھایا۔ زندگی بھر غرباء و مساکین کی مدد کرتے رہے۔ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر لوگوں کے کام کیے اور ساتھ ساتھ حضرت صاحب کی صحبت کا اثر یہ ہوا کہ ان کے حکم پر تبلیغ و عظ کا سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ آپ نے چونکہ زندگی کا ایک طویل

حصہ حضرت صاحب کے ساتھ گزارا۔ لہذا حضرت صاحب سے متعلق ایک کتاب بھی لکھی جو حضرت صاحب کے متعلق معلومات کا بنیادی ماخذ ہے۔ حضرت صاحب کے ساتھ حج بیت اللہ کرنے کا بھی موقع ملا آپ نے اپنی زندگی میں پیش آنے والے متعدد واقعات کتاب گوہر منیر میں مختلف مقامات پر تحریر کیے ہیں۔ یہ کتاب آپ کی زندگی میں تو شائع نہ ہو سکی البتہ بعد میں ۲۰۰۱ء میں اسے حاجی سید منظور حسین شاہ صاحب نے شائع کروایا۔

### ۸۔ مولانا محمد دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

آپ موضع چکروہی ضلع سیالکوٹ کے رہنے والے تھے کئی کئی ماہ حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں حاضر رہتے اور شریعت و طریقت کے رموز سے آگاہی حاصل کرتے رہتے۔ آپ کے فیوض و برکات سے کثیر تعداد میں لوگوں نے فائدہ اٹھایا آپ کی محنت شاقہ سے کئی لوگ اپنا مسلک چھوڑ کر راہ راست پر آگئے تھے۔ اس سلسلہ میں حضرت صاحب آپ کو طریقت کے مسائل لکھوایا کرتے تھے۔ آپ کے وصال تک آپ کا حلقہ ارادت وسیع ہو گیا تھا۔ وصال کے وقت آپ نے حاضرین کو فرمایا آپ لوگ بھی خدا کے سپرد اور میں بھی خدا کے سپرد۔ آپ کے بڑے بیٹے مولانا محمد رشید نے اپنے والد ماجد کے مشن کو جاری و ساری رکھا۔

### ۹۔ جناب سید حسین شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ چک کالر کے رہائشی تھے ابتداء میں کاشت کاری کرتے تھے پھر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت اقدس میں زندگی بھر حاضری دیتے رہے۔ حضرت صاحب کی صحبت سے خوب مستفید ہوئے سماع کے موقع پر آپ کی کیفیت دیدنی ہوتی تھی اکثر ساری ساری رات حالت وجد میں گذر جایا کرتی تھی۔ مزارات مقدسہ پر پوری رات جاگ کر بسر کر دیا کرتے تھے پھر حضرت صاحب نے آپ کو موضع چاگل تحصیل کھاریاں جا کر مخلوق خدا کی خدمت کرنے کا حکم دیا۔ وہاں آپ نے زندگی کے بقیہ ایام

گزارے اردگرد کے دیہات کے لوگ آپ کے معتقد ہو گئے۔ اکثر محافل کا اہتمام کرتے اور شب و روز محفل سماع ہوتی رہتی تھی۔ شب بیداری کی وجہ سے نظر خراب ہو کر کمزور ہوگی حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے کچھ ہی عرصہ بعد ماہ رمضان میں وصال پا گئے اور وہیں دفن ہوئے۔ آپ کے عقیدت مندوں نے وہاں روضہ تعمیر کر دیا ہے۔

### ۱۰۔ جناب سائیں حسین علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

آپ موضع کلا سکے ضلع گوجرانوالہ کے رہائشی تھے ابتدائی زندگی میں جینڈر شریف حاضر ہو کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ میں شامل ہو گئے۔ انتہائی متقی پرہیزگار تھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی طرف خصوصی توجہ فرمائی۔ اکثر مزارات مقدسہ پر حاضر رہتے تھے حضرت صاحب آپ کی اس خوبی کی وجہ سے آپ پر بڑے مہربان تھے کہ بہت سے لوگوں کو آپ کی وجہ سے ہدایت نصیب ہوئی۔ حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ساتھ بھی خاصہ گہرا تعلق تھا۔ وزیر آباد اکثر تشریف لاتے رہتے اور باہم گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا۔ اپنے گاؤں میں نبی علیہ السلام کے سالانہ ختم شریف کا اہتمام بھی بڑی عقیدت و محبت سے کرتے تھے۔

### ۱۱۔ جناب میاں مرزا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہاڈکہ:

حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص خدام و مریدین میں میاں مرزا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ایک معروف شخصیت تھے انہیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے انتہائی قلبی تعلق تھا۔ وہ آپ کی مجلس بابرکت میں بلا ناغہ حاضر ہو کر اکتساب فیض کرتے تھے اگرچہ موضع ہاڈکہ آستانہ عالیہ سے کافی دور واقع ہے لیکن میاں مرزا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ہمیشہ یہ معمول رہا کہ کھیتی باڑی سے فارغ ہو کر سیدھے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے یہیں رات بسر کرتے۔ وہ لنگر شریف کے تو گویا خادم خاص تھے ایک مرتبہ لنگر شریف کی ضرورت کو پیش نظر

رکھتے ہوئے انہوں نے کمال ایثار کا مظاہرہ کیا اپنے گھر کا سارا غلہ و اناج اٹھا کر لنگر خانے کی نذر کر دیا۔ دوسری طرف حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو آپ کی شخصیت پر اس قدر اعتماد تھا کہ بوقت ضرورت انہیں اپنی نیابت کا فریضہ سونپ دیتے اور مختلف ارادت مندوں کے ہاں خوشی و غمی کے موقع پر انہیں اپنا نمائندہ بنا کر بھیجتے تھے۔ آپ ہی نے مولانا احمد خاں بتول گنج والے کو حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں لا کر پیش کیا، متعارف کروایا اور ان کی کوئی دنیاوی غرض پیش کرنا چاہی تو اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے مولانا احمد خاں کے دل کی دنیا بدل دی اور وہ پکار اٹھے کہ میں یہاں کسی دنیاوی غرض و غایت کے لیے آیا تھا مگر اس پر نور چہرہ کی زیارت کے بعد مجھے فکرِ آخرت لاحق ہو گئی ہے اور اب میں یہاں سے دنیا کے بجائے دین کے حصول کو ترجیح دوں گا۔ آپ کا انتقال ۱۹۳۹ء میں ہوا۔ آپ کے خاندان کے متعدد افراد آج بھی آستانہ عالیہ سے وابستہ ہیں اور وفاداری کے تقاضے پورے کر رہے ہیں ان میں خصوصی طور پر الحاج ظفر اقبال کشمیر بیکری سمن آباد لاہور قابل ذکر ہے۔

## ۱۲۔ مولانا قاضی احمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھاگووال:

مولانا قاضی احمد خاں موضع بھاگووال کلاں جلال پور جٹاں گجرات ۱۹۰۹ء میں نبی بخش کے ہاں پیدا ہوئے۔ سکول کی تعلیم سے فراغت پر حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس حاضر ہوئے تو پھر یہیں کے ہو کر رہ گئے۔ زندگی کا اکثر حصہ حضرت صاحب کی صحبت میں گزارا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ظاہری حیات طیبہ کے دوران دربار عالیہ جینڈڑ شریف کے لنگر کا انتظام آپ کے سپرد تھا۔ مہمانوں کی دیکھ بھال کرنا عرس مبارک کے موقع پر ہزاروں مہمانوں کا کھانا تیار کروانا آپ کی ذمہ داری میں شامل تھا۔ حضرت صاحب آپ کے اس حسن انتظام پر بے حد خوش تھے۔ فارغ اوقات میں آپ حضرت صاحب کے پاس بیٹھے رہتے اور غور و خوض سے حضرت صاحب کی گفتگو کو سماعت کرتے اور انہیں تحریر بھی کرتے

تھے۔ آپ کے ہاتھ سے لکھے ہوئے حضرت صاحب کے ملفوظات محترم میاں ارشد محمود صاحب نے راقم الحروف کو عطا کئے جنہیں اس کتاب کے تیسرے باب میں شامل کیا گیا ہے۔

قاضی احمد خاں صاحب انتہائی متقی و پرہیزگار اور حضرت صاحب کے صحیح عاشق صادق تھے۔ حضرت صاحب کی تربیت نے آپ کی خوبی و محاسن کے اندر نکھار پیدا کر دیا آپ کو بھی حضرت صاحب سے بے حد عقیدت و محبت تھی اس کی ایک مثال یہ ہے کہ ابتدائی سالوں میں آپ روزانہ صبح بھاگو وال سے جینڈر شریف تک پیدل چل کر جایا کرتے تھے اور شام کو پیدل ہی واپس بھاگو وال چلے جاتے تھے۔ دوسری مثال وہ مکتوبات ہیں جو کتاب ہذا میں شامل ہیں جس کے ایک ایک لفظ سے آپ کی عقیدت ظاہر ہوتی ہے۔ آخری ایام زندگی میں حضرت صاحب پر بیماری کا شدید حملہ ہوا۔ ان ایام میں آپ کو حضرت صاحب کی خوب خدمت کرنے کا موقع ملا۔ ہر وقت حضرت صاحب کی زبان پر آپ کے لئے دعائیں جاری رہتی تھیں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد بھی آپ آستانہ عالیہ جینڈر شریف کے ساتھ وابستہ رہے اور خدمت کا سلسلہ جاری رہا۔ ساتھ ساتھ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ملفوظات کو دیگر عقیدت مندوں اور لوگوں تک پہنچاتے رہے۔

آپ نے سکول میں بطور ٹیچر ملازمت اختیار کر لی۔ اس ملازمت کے سلسلہ میں آپ بھاگو وال مڈل سکول۔ چک میراں۔ ناگریا نوالہ میں تدریس کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ آپ کو مزارات مقدسہ کے ساتھ بے پناہ عقیدت تھی۔ مزارات مقدسہ کی تعمیر کے سلسلہ میں بھی نمایاں خدمات سر انجام دیں۔ ۱۵ مئی ۱۹۸۰ء کو آپ وصال پا گئے تو وصیت کے مطابق آپ کو شب جمعۃ المبارک یکم رجب ۱۴۰۰ ہجری کو موضع گجگر اں مزار مقدس حضرت سیدنا موسیٰ حجازی علیہ السلام پر حضرت صاحب کی تعمیر کردہ مسجد کے محراب کے ساتھ مغربی جانب سپرد خاک کر دیا گیا۔ آپ کے بیٹے قاضی محمد افضل صاحب اپنے والد ماجد کے مشن کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔

### ۱۳۔ مولانا محمد احمد خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بتول گنج والے:

مولوی احمد خاں صاحب موضع پُسنے آزاد کشمیر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی و ثانوی تعلیم اپنے علاقہ سے حاصل کی بعد میں محکمہ مال میں بطور پنواری بھرتی ہو گئے۔ اسی دوران آستانہ عالیہ جینڈڑ شریف حاضر ہوئے اور حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حلقہ ارادت میں شامل ہو گئے۔ حضرت صاحب نے آپ کو یہ ملازمت چھوڑنے کا حکم ارشاد فرمایا آپ نے شیخ کامل کے ارشاد پر عمل کیا اور انہی کے حکم پر شہر بتول گنج ریاست مدیہ پردیش چلے گئے وہاں پر ساگوان لکڑی کا کاروبار شروع کر دیا اس کاروبار میں خاصی شہرت حاصل کی پاکستان کے قیام سے قبل متعدد بار جینڈڑ شریف حاضری کا موقع ملتا رہا۔ قیام پاکستان پر حضرت صاحب سے اجازت طلب کی کہ ہندوستان چھوڑ کر پاکستان چلا آؤں مگر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اجازت نہ دی اور فرمایا میں تمہیں خداوند تعالیٰ کے سپرد کر رہا ہوں میری تعلیمات تم تک پہنچتی رہیں گی۔ چنانچہ آپ حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں خط لکھ کر مسائل دریافت کرتے تھے۔ مولانا قاضی احمد خاں حضرت صاحب کی خدمت میں خطوط پیش کرتے۔ حضرت صاحب ان کا جواب ارشاد فرمادیتے۔ قاضی احمد خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اسے تحریر کر کے ارسال کر دیتے یوں یہ سلسلہ حضرت صاحب کی ظاہری حیات طیبہ میں جاری رہا۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے وصال کے بعد قاضی احمد خاں صاحب نے مولوی محمد احمد خان سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھا۔

قیام پاکستان کے بعد مولوی احمد خاں صاحب کو دوبار پاکستان آنے کا موقع ملا پھر واپس چلے گئے اور وہاں ہی کاروبار کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کو اللہ رب العزت نے دو بیٹیاں اور ایک بیٹا محمد عبدالرحمن عطا کیا جو آج کل بتول گنج میں ہی لکڑی کے کاروبار سے منسلک ہے۔ مولوی احمد خاں ۱۹۹۴ء میں پاکستان تشریف لائے ہوئے تھے کہ دوران فجر کی نماز حالت سجدہ میں اللہ رب العزت کو پیارے ہو کر موضع ہانڈہ شریف ضلع گجرات میں سپرد خاک ہوئے۔

## فصل چہارم

## مکتوبات بر مشتمل تعلیمات گوہر

مولانا قاضی احمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھاگووال گجرات بنام مولانا  
محمد احمد خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بتول گنج ریاست مدیہہ پردیش بھارت

حضرت قبلہ عالم خواجہ گوہر الدین اویسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو مخلص مرید و  
عقیدت مند جن کا زندگی بھر ایک دوسرے کے ساتھ بہ ذریعہ خط و کتابت رابطہ  
رہا۔ مولانا قاضی احمد خاں بھاگووال کے لکھے ہوئے کچھ مکتوب جو ان کے بیٹے قاضی محمد  
افضل صاحب کے پاس محفوظ ہیں انہیں کتاب میں شامل کیا جا رہا ہے اس کی چند  
وجوہات ہیں سب سے پہلی بات تو یہ کہ ان مکتوبات کے اندر حضرت صاحب رحمۃ اللہ  
تعالیٰ علیہ کی تعلیمات موجود ہیں۔ دوسرا یہ کہ حضرت میاں محمد عبد اللہ صاحب مدظلہ العالی  
کی شدید خواہش ہے کہ ان مکتوبات کو ضرور شامل کتاب کیا جائے تیسرا یہ کہ ان مکتوبات  
سے عقیدت مند حضرات فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔ انہیں اس بات کا بخوبی اندازہ ہو  
جائے گا کہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کس انداز سے اپنے عقیدت مندوں  
کی تربیت کی کہ ان کے خطوط کے اندر بھی صرف اور صرف دینی تعلیمات شامل ہیں  
منشا و مرضی یہ ہے کہ لوگ اللہ رب العزت کی رضا حاصل کریں۔ یہاں اس بات کا  
تذکرہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ یہ خطوط صرف قاضی احمد خاں صاحب بھاگووال  
کے ہیں لیکن مولوی احمد خاں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بتول گنج کے خطوط نہ مل سکے اگر وہ خطوط  
مل جاتے تو قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مزید تعلیمات سے آگاہی ہو  
سکتی تھی یہ خطوط فراہم کرنے پر محترم میاں ارشد محمود صاحب اور محترم جناب قاضی افضل  
صاحب کا مشکور و ممنون ہوں۔



(۱)۔ از جینڈ شریف گجرات

۱۹۵۱-۵-۵

برادر م مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

جناب حضرت قبلہ عالم جینڈ شریف نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نے جہاں تک سوچا ہے صحیح یہی ہے کہ بندہ کی جو بھی حالت ہو ہر حال میں خداوند تعالیٰ کی طرف جھکے کیونکہ بندہ جو کچھ چاہتا ہے وہ سب کچھ اُس ذات پاک کے پاس موجود ہے اور جو کچھ وہ ذات پاک جانتی ہے یا کرتی ہے وہی بہتر اور صحیح ہے۔ دنیا کے بندوں سے نہ محبت کی جائے اور نہ ہی عداوت رکھی جائے اس سے انسان کے دل کی مصروفیت کم ہوتی ہے اور دل فارغ رہتا ہے طبیعت پر بوجھ نہیں رہتا اور کسی مصیبت میں پھنسنے کا امکان بھی نہیں ہوتا جس وقت آپ کی طبیعت پر وسواس کا حملہ کم ہو یعنی بے قراری کم ہو اور ہوش و حواس صحیح ہوں تو خداوند تعالیٰ کی طرف رجوع کیا کرو۔ اپنا سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دو اسی سے دعا مانگا کرو وہی ذات پاک تمہارے لیے کافی ہے جس وقت بندے کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف راغب نہیں ہوتا اُس وقت خناس کا حملہ ہوتا ہے جو بندے کے دل میں طرح طرح کے شبہات پیدا کرتا ہے جس سے بندے کا یقین کمزور ہو جاتا ہے اس حالت میں شرفس، شر شیطان اور شر انسانی سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنی چاہیے جب بندے کا دل اور خیال ذات پاک کی طرف رجوع کر گیا تو تکالیف دور ہو جاتی ہیں۔ ذات پاک کی طرف رجوع کیا کرو اور جو خیال دل میں پیدا ہو اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سمجھا کرو۔

حضور قبلہ عالم خیریت سے ہیں سارے ڈیرے میں خیریت ہے سب کی طرف سے سلام عرض ہے۔

والسلام علیکم

دعا گو قاضی احمد خان

(۲)۔ از بھاگووال گجرات

۱۱-۷-۱۹۵۱

برادر ممولوی احمد خاں مدظلہ العالی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ نوازش نامہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں عرض کیا گیا۔ آپ نے فرمایا ہے میں پہلے بھی دعا خیر احمد خاں کے لئے خاص طور پر کرتا ہوں اور اب بھی ہوگی نیز حضرت صاحب نے آپ کے نئے کام شروع کرنے کے متعلق فرمایا ہے کہ جب کبھی ایسا معاملہ ہو تو با وضو دو رکعت نماز نفل پڑھ لیا کرو اور پھر دعا مانگا کرو جو خیال دل میں بار بار آئے اور رفع کرنے سے بھی رفع نہ ہو سکے اُس پر عمل کیا جائے اگر ایک دفعہ عمل کرنے سے سمجھ نہ آئے تو یہی عمل دوبارہ کر لیا جائے۔ اللہ رب العزت کے حضور دعا کی جائے اے اللہ تیرے علم میں میرے لئے جو بہتر ہے اُس کی بابت میرے دل میں خیال پیدا فرما دے اور مجھے وہ کام کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اس کے علاوہ آپ وہاں کے حالات بہتر جانتے ہیں اپنے حالات پر اور اردگرد کے حالات پر خوب غور کر کے عمل کریں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا۔ (آمین)۔

والسلام

دعا گو قاضی احمد خاں

(۳)۔ از بھاگووال

۱۱-۸-۱۹۵۱

برادر ممولوی احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کا تحریر کردہ لفافہ ملا قبلہ عالم حضرت صاحب کی خدمت اقدس میں پیش کیا گیا۔ حضور نے اسلام علیکم ارشاد فرمایا ہے۔ آج سے پندرہ بیس روز قبل جب میں آپ کے پاس بیٹھا ہوا تھا آپ کو تیرا خیال آیا تو حضور نے تیرے لئے خاص طور پر دعا

کی اور تمہیں اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا۔ اب بھی حضور آپ کے لئے دعا کریں گے خداوند تعالیٰ جو بہتر ہوگا وہی کرے گا آپ نے جو اپنے خیالات کے بارے میں تحریر کیا ہے اس کے متعلق حضرت صاحب نے ارشاد فرمایا ہے۔

کبھی کبھی شیطان کی طرف سے ایسے خیالات آتے ہیں تاکہ مومن کا دل پریشان ہو اس سے شیطان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بندہ اپنے عیب کو دیکھ کر خداوند کے راستہ پر جانے سے بددل ہو کر پچھل جائے جب بندہ کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ میں اب تک بُرے کا بُرا ہی ہوں میرے خیالات اور اعمال میں اب تک کوئی تغیر نہیں ہوا تو بندے کا دل خداوند کے راستے سے بددل ہو کر رہ جاتا ہے اس سے شیطان خوش ہوتا ہے کہ میں نے بندے کو مغلوب کر لیا۔ ایسی حالت میں اپنے آپ کو خداوند کے سپرد کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہر حال میں مجھے اپنی حفاظت میں رکھے اور شر شیطان شرفس اور شر مخلوق سے بچائے اگر دُعا مانگنے اور بُرے خیالات سے نفرت کرنے پر بھی ایسے خیالات دل پر آتے رہیں۔ رفع نہ ہوں تو گھبرانا نہیں چاہیے۔ خداوند تعالیٰ سے مسلسل دعا مانگتے رہنا چاہیے اگر دل دعا نہ کرنے کو چاہے تب بھی دعا کرنی چاہیے ایسا کرنے سے مخالف خیالات آئیں گے اگر آئیں گے تو نقصان نہیں ہوگا ویسے حضرت صاحب آپ کے لئے ہر طرح کی دعائے خیر کرتے ہیں تاکہ ایسے خیالات دل سے اُٹھ جائیں اور آپ کو دوسرے کام میں برکت و فائدہ ہو جس مقصد کے تحت یہ کام شروع کیا ہے اُسے پورا کرنے کی توفیق ملے۔

والسلام  
دعا گو قاضی احمد خان

(۴)۔ از بھاگو وال گجرات

۸-۲-۱۹۵۲

برادر م مولوی احمد خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

بھائی صاحب میں آپ کو ایسی خبر جانکاہ تحریر کرنے لگا ہوں میرا دل نہیں چاہتا

کہ تحریر کروں لیکن چار پانچ روز کے سوچ و بچار کے بعد تحریر کرنے لگا ہوں تم نے اس چیز کو پڑھ کر صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑنا کیونکہ ہم لوگ جو خداوند تعالیٰ کے راستے پر سچے جھوٹے انداز سے چل رہے ہیں ہمارا صبر و شکر کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے۔

وہ بے کسوں کا کس بے سہاروں کا سہارا۔ ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنے والے۔ شکستہ اور زخمی دلوں کی مرہم، خداوند تعالیٰ سے دور اور بہکے ہوئے لوگوں کو خداوند تعالیٰ کے حضور لے جانے والے مرد کامل جو سراسر مخزن اسرار جن کا جسم اور جان پاک دونوں ایک جیسی طہارت رکھتی۔ وہ دو فروری بروز ہفتہ بوقت نماز مغرب واصل بحق ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون۔ آپ کی ذات اقدس کا نماز جنازہ دوسرے دن اتوار تین بجے دوپہر پڑھایا گیا نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں مخلوق انسانی تھی اور ملکوتی مخلوق کا شمار ہی نہیں کیا جاسکتا تھا۔

والسلام

دعا گو قاضی احمد خان

(۵)۔ از ناگریا نوالہ

۱۵-۴-۱۹۵۲

برادر م مولوی احمد خاں صاحب زاد لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

جیسا کہ میں نے پہلے خط میں تحریر کیا تھا کہ یکم مارچ ۱۹۵۲ء سے محکمہ تعلیم میں ملازم ہو گیا ہوں اور میں ۱۳ مارچ ۱۹۵۲ء کو جب قبلہ عالم جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا چالیسواں کا ختم شریف تھا۔ ختم شریف کے تیسرے روز میں ناگریا نوالہ میں چلا آیا ہوں اس کے بعد ایک دو بار دربار عالیہ جینڈر شریف میں گیا لیکن بھاگو وال نہ جاسکا یہی وجہ ہوئی کہ آپ کے ارسال کردہ خطوط نہ مل سکے۔ ۱۳۔ اپریل کو جینڈر شریف سے ہوتا ہوا بھاگو وال گیا تو آپ کے تین عدد لفافے ۱۳، ۱۷ اور ۲۱ مارچ کے ملے چونکہ ان لفافوں کو آئے ہوئے کافی دن گذر چکے تھے میں جواب نہ دے سکا۔ دل میں تشویش پیدا ہوئی کہ جواب میں تاخیر کی وجہ سے آپ کو انتظار سے تکلیف ہوئی ہوگی

امید ہے کہ اس دیری کو معاف کر دیں گے آئندہ خط کا جواب جلدی دوں گا یہ میرا فرض ہے بلکہ عبادت ہے کہ میں آپ جیسے مخلص اور سچے بندے کی کچھ خدمت کر سکوں اور میرے لئے یہ بات باعث فخر ہے حضرت قبلہ عالم قدس سرہ العزیز کے اور تیرے درمیان میں ایک خاص تعلق تھا اور میں کوشش کروں گا کہ میں تادم زیست تیری خدمت کرتا رہوں مجھے تجھ سے ایک گو نہ محبت اور عقیدت بھی ہے کیونکہ مجھے آپ کے ایمان اور اخلاص کو جو آپ کا اور حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے خدا کے ساتھ ہے رشک آتا ہے کاش کہ میرا ایمان اخلاص اعتقاد بھی آپ جیسا ہو جائے۔

یہ جو آپ نے تحریر کیا ہے کہ آپ کے خطوط میرے لئے سر درد ہیں ایسا ہرگز نہیں ہے بلکہ میں تو آپ کے خطوط کا منتظر رہتا ہوں اگر دیر ہو جائے تو طبیعت متفکر ہو جاتی ہے آپ کے تینوں خطوط کو ۱۴- اپریل کو دربار عالیہ جینڈر شریف ساتھ لے گیا تھا۔ تاکہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور صاحبزادہ صاحب کے حضور پیش کروں اور جواب لکھوں نیز آپ کے لئے دعا بھی کراؤں۔ دربار عالیہ جینڈر شریف حضور عالی جناب کے مزار اقدس پر حاضر ہو کر اسی طرح خطوط پڑھ کر جیسا کہ زندگی شریف میں عرض کرتا تھا ویسا ہی کیا، عرض پیش کرنے کے بعد دعا کے لئے بھی عرض کیا اور خود بھی حضور کے مزار اقدس و اطہر کا وسیلہ لے کر بارگاہ اقدس رب العزت میں عرض کیا۔ خداوند تعالیٰ آپ کے دل کو تقویت عطا فرمائے اُس وقت جناب مائی صاحبہ بھی دربار اقدس میں تشریف رکھتی تھیں۔ مائی صاحبہ سے بھی آپ کے لئے دعا کی بابت عرض کیا گیا لیکن صاحبزادہ صاحب سے ملاقات نہ ہو سکی۔ وہ ایک بارات کے ساتھ گئے ہوئے تھے تینوں خطوط چھوڑ آیا ہوں جو اب صاحب ارشاد فرمائیں گے اور جو مناسب خیال کریں گے جواباً ارسال کر دوں گا میں تین چار یوم تک خود جانے ہو کر جواب دریافت کر کے تحریر عرض کر دوں گا۔

مجھے حضور قبلہ عالم ارشاد فرماتے تھے کہ جب خط لکھنے لگو تو اپنے خیال کو خدا کی طرف لگایا کرو اور جو کچھ دل میں آئے اُسے تحریر کر دیا کرو۔ جناب حضور قبلہ عالم حضرت صاحب کی ظاہری حیات طیبہ میں بھی زیادہ خطوط کا حصہ میں خود ہی تحریر کیا کرتا

تھا۔ حضرت صاحب صرف اشارہ فرما دیا کرتے تھے۔

والسلام

دعا گو قاضی احمد خان

(۶)۔ از بھاگو وال

۵-۵-۱۹۵۲

برادر م مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

ایک لفافہ میں نے اگلے روز گجرات سے جناب کے نام ارسال کیا تھا امید ہے کہ آپ کو مل گیا ہوگا۔ تفکر کے بارے میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار تفکر کرنے کا حکم دیا ہے فکر کے معنی غور و فکر اور سوچنے کے ہیں۔ انسان اپنے بننے اور ہونے کے بارے میں تفکر کرے کہ میں کس طرح بنایا گیا ہوں اور کس طرح میں معرض وجود میں آیا ہوں۔ انسان اپنی مشینری پر غور کرے کہ اُس کے رگ و ریشے کیسے تیار کئے گئے ہیں۔ ہزاروں سالوں سے انسانی دماغ اس انسانی مشینری پر غور کر رہا ہے۔ لیکن ابھی تک اس کو سمجھ نہیں سکا ایک دماغ کو لیجئے کہ وہ کیسی انمول چیز ہے ہزار ہا شکلیں دماغ دیکھ کر اپنے اندر نقش کر لیتا ہے اور اسے محفوظ بھی رکھتا ہے۔ جب کسی شکل کو دیکھتا ہے تاوقتیکہ دماغ کی شکل جو اُس نے اپنے اندر محفوظ کر رکھی ہے جب تک وہ سامنے نہ آئے اصل شکل کو پہچان نہیں سکتی اسی طرح ہزار ہا لکھو کھا الفاظ سنتا ہے دماغ ان الفاظ کو سمجھتا ہے اور اپنے اندر محفوظ رکھتا ہے اسی طرح انسانی ڈھانچہ ایسی حکمت عالیہ سے پیدا کیا گیا ہے کہ اب تک انسانی عقل اُسے محیط کرنے سے عاجز ہے۔ روح کی کیفیت اس سے بھی عجیب تر ہے جس کو ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک جتنے دماغ ہوئے ہیں سب اُس کی اصل حقیقت کو سمجھنے سے قاصر ہیں بڑے بڑے فلسفی ارسطو، افلاطون، بقراط جالینوس اور بوعلی سینا جیسے عالی دماغ محو حیرت ہیں اگر کچھ جانا تو ان رازوں کو انبیاء کرام نے جانا اور اولیاء عظام نے جانا ہے وہ بھی تعلیم الہی سے خواہ بذریعہ وحی یا کشف کے۔ قرآن مجید نے تو روح کو امر ربی سے خطاب فرمایا ہے۔ یہ دو

تین مثالیں بطور نمونہ ہیں آپ کو ان کا علم ہوگا بہر صورت آپ ارض و سما میں فکر کریں اپنے خیالات کو یکسو کر کے تفکر کیا کرو۔

مراقبہ میں خشوع و خضوع سے بیٹھ کر حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تصور کر لیا کرو اور خوب غور و فکر کرو۔ اسی طرح دل اور زبان سے ذکر کیا کرو اگر دونوں موافق ہوں تو درست نہیں تو صرف زبان یا صرف دل سے تسبیحات، نفی اثبات، اسم ذات، استغفار وغیرہ کا ذکر خوب کرو جتنا وقت طبیعت مشغول ہو ذکر کر لیا کرو اُس کے بعد اللہ رب العزت کے حضور خوب دعائیں مانگا کرو۔ اُس وقت مجھے بھی یاد کر لیا کرو مجھے آپ کی دعاؤں کی اشد ضرورت ہے۔ خداوند تعالیٰ اپنے حصول کی استقامت عطا فرمائے اور اپنے آپ سے نظر گزر جائے یعنی اپنی ہستی سے گذر جاؤ۔

والسلام

دعا گو قاضی احمد خان

(۷)۔ از ناگریا نوالہ

۲۳-۷-۱۹۵۲

محترم برادر مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔ رات کے وقت جو گھڑی فرصت کی ہو دل کو تمام خیالات سے پاک کر کے اللہ تعالیٰ سے امداد خاص طلب کیا کرو ایسی امداد تو آپ کے خیال، دل اور دنیاوی مجبوریوں میں تسلی کا باعث ہو۔

جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ذات گرامی نے آپ کو خداوند تعالیٰ کے سپرد فرمایا ہوا ہے اس لحاظ سے بندہ کے دل میں آپ کی طرف سے قرار رہتا ہے کہ خداوند تعالیٰ ہر حال میں آپ کی امداد اور حفاظت فرماویں گے جو کہ ہمہ وقت ساری کائنات کے لئے جاری و ساری ہے اور نیک لوگوں کے لئے خاص طور پر۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زندگی میں جیسا کہ ضروری تھا ہم صحیح طور

پر استفادہ نہ کر سکے ہم اُس نعمتِ عظمیٰ کی صحیح انداز سے قدر نہ کر سکے۔ خادمان اور حضرت صاحبِ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے درمیان ایک خلیج سی حائل تھی۔ حضرت صاحب کا سب کے اوپر لطف و کرم تھا لیکن ہم لوگ علمِ حقیقت کو آپ سے حاصل نہ کر سکے جس کا اب سب کو افسوس ہے۔ خداوند تعالیٰ آپ کی ہر طرح امداد فرمائے یہی دُعا ہے۔

والسلام

دعا گو احمد خان

(۸)۔ از بھاگووال

۱۰-۱۰-۱۹۵۲

برادرِ محترم چوہدری احمد خاں صاحب زاد لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

میں نے آگے بھی آپ کی خدمت میں غالباً ۱۹۵۲-۹-۲۸ کو عریضہ تحریر کیا مورخہ ۱۹۵۲-۹-۲۹ کو آپ کا دوسرا ارشاد نامہ بھی تشریف لایا۔ خط کا جواب لکھنے میں یونہی کوتاہی ہوئی ابھی تک میرا تبادلہ نہیں ہوا اور نہ ہی ہونے کی امید ہے۔ چوہدری خان ملک صاحب چھ سات ماہ کے عرصے میں کئی دفعہ فرما چکے ہیں کہ اب تبادلہ ہو جائے گا لیکن یہ نہ ہونا تھا اس لئے نہ ہوا۔ آپ ذرا غور فرمائیں کہ جناب نوابزادہ چوہدری اصغر علی صاحب ڈسٹرکٹ بورڈ کے چیئرمین ہوں جن کے ماتحت بورڈ کے سب محکمے ہوں اور بورڈ کے جملہ امور ان کے ایک ادنیٰ اشارے کے محتاج ہوں وہ بورڈ میں بڑے سے بڑے کام فی الفور سرانجام دے سکتے ہیں ایک مدرس کا تبادلہ ایک حقیر ترین کام ہے جس کا نہ ہونا ایک راز ہے جس کی طرف اشارہ میں اگلے خط میں عرض کر چکا ہوں۔ میں اگلے دن جینڈر شریف قبلہ عالم حضرت صاحبِ قدس سرہ العزیز کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر آپ کا سلام عرض کیا اور حضور سے دعا کے لئے عرض کیا اور خود بھی دعا کی اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے مقصد میں کامیاب فرمائے (آمین ثم آمین)۔

اس وقت لنکر کے ذمہ آٹھ سو روپے ہیں اور ختم شریف بھی قریب آ رہا ہے اشیائے خوردنی کی مہنگائی ہے اب مورخہ ۱۹۵۲ اکتوبر تک تعطیلات ہیں ان کی وجہ سے



زیادہ وقت بمقام جینڈر شریف میں ہی گزاروں گا۔ میرے قرضے کی کچھ نہ پوچھئے وہ اس وقت کم وبیش پندرہ ہزار کے قریب ہے۔ جس میں اپنی تنخواہ میں سے چالیس روپے ادا کرتا ہوں شاید ساری عمر میں بھی قرضہ کی ادائیگی مشکل ہے۔

میرا آپ کے ساتھ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے طفیل ایک گہرا رشتہ ہے اس میں اس کے سوائے میں اور کچھ خدمت نہیں کر سکتا۔ اپنی مصروفیات اور قلبی دعاؤں کے جو میرے دل میں آپ کے لئے جذبات عقیدت ہیں ان کو احاطہ تحریر میں نہیں لاسکتا آپ میرے لئے دعا کریں کیونکہ میں طرح طرح کی پریشانیوں میں گھرا ہوا ہوں۔

والسلام

دعا گو احمد خان

(۹)۔ از دربار عالیہ جینڈر شریف

۱۹۵۳-۱-۷

برادر محترم مولوی احمد خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ

آپ کا ارسال کردہ نوازش نامہ ملا میں نے آپ کو ماہ دسمبر ۱۹۵۲ء میں دو عدد لفافے ایک ۱۹۵۲-۱۲-۱۵ اور دوسرا ۱۹۵۲-۱۲-۲۶ تحریر کیا وجہ نہ معلوم آپ کو کیوں نہیں ملے آپ کا موجودہ عریضہ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے روضہ اقدس پر بھی پیش کیا گیا آپ کے لئے ہر طرح کی دعا کی گئی۔ مورخہ ۵ جمادی الاول بوقت شام ۱۹۵۳-۱-۲۲ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ختم شریف ہے آپ کی یہاں بھی شمولیت کی جائے گی لیکن اگر ہو سکے اسی تاریخ کو آپ بھی ختم شریف کرا دیں کیونکہ ختم شریف بھی ان حضرات کے قرب اور معرفت کا ایک اچھا ذریعہ ہے۔ میں درباروں شریفوں پر حاضر ہوا۔ وہاں بھی آپ کے لئے دعا کی گئی۔ محترم قبلہ صاحبزادہ صاحب اور دیگر دوست حضرات کی خدمت اقدس میں آپ کا سلام عرض کیا گیا۔

آپ نے جو تحریر کیا ہے کہ چار پانچ روز سے میرے دل پر ”واذکر اسم ربك و تبتل اليه تبتيلاً“ (القرآن الکریم: -۷۳: ۸) والی آیت شریف کا اثر ہے۔ اس آیت کریمہ کا اثر بہت ہی مبارک حال ہے یہ حضور قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نگاہ پاک کا فیض ہے یہ اسی ذات پاک کا صدقہ ہے میں اس آیت کریمہ کی تفسیر جو بزرگان دین اور قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنی تحریر کر رہا ہوں تاکہ جناب کو اس سے متعلق آگاہی ہو جائے۔

اس آیت کریمہ کا ترجمہ یہ ہے کہ ”اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر (منقطع) اسی کے ہو رہو۔“ حضرت سیدہ مریم کو بتول اسی لیے کہا گیا ہے کہ وہ سب لوگوں سے منقطع ہو کر صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو گئی تھیں۔ تمام مفسرین نے تبتل کی تفسیر اخلاص کے ساتھ کی ہے اور تبتل کے معنی منقطع ہونا بھی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ ”خالص کر تو واسطے اُس کے اپنے اخلاص کو یعنی مخلص ہو جا تو طرف اُس کی اخلاص میں۔“ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔ ”خالص کر طرف اُس کے سوال اور دعا کر۔“ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ”منقطع کر اپنے نفس کو کوشش کر طرف اُس کی۔“ اور حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے ”خالص کر تو واسطے اُس کے عبادت کو اور دعا کو۔“ ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ”فارغ ہو جا تو واسطے اُس کی عبادت کے۔“ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا ہے۔

”فاذا فرغت فانصب والی ربك فارغب“

(القرآن الکریم: -۹۴: ۸۷)

ترجمہ: ”جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو اور اپنے رب ہی کی طرف رغبت کرو۔“

مزید صوفیاء کرام کا فرمانا ہے کہ منقطع ہونا یا رغبت کرنا طرف اللہ کے کلی طور پر دو لفظ تبتل کے آئے ہیں قطع اول سے مراد مقام سالک ہے اور دوم سے مراد مشاہدہ پس اول مثل آثار کے اور دوم مثل عین کے۔ پس پہلے اللہ تعالیٰ نے مقصود کو بیان فرمایا

پھر اشارہ کیا طرف باعث ان تبتل کے۔ بندہ جب سب سے منقطع ہو کر عبادت میں میں مستغرق ہو اوہ اللہ کی طرف منقطع و مستغرق نہیں ہوا بلکہ عبادت میں مستغرق ہوا ہے جو منقطع ہو کر آخرت کی طرف متوجہ ہوا۔ وہ بھی اللہ کی طرف متوجہ نہ ہوا آخرت کی طرف متوجہ ہوا۔ جو اللہ کی معرفت میں مشغول ہو گیا وہ بھی اللہ کی طرف متوجہ نہ ہو معرفت میں مشغول ہو گیا۔ جس نے ثواب کے لئے عبادت کو ترجیح دی وہ بھی ثواب کی طرف متوجہ ہوا۔ اللہ کی طرف متوجہ نہ ہوا ثواب آخرت معرفت وغیرہ سب غیر ہیں ان کی طرف متبتل اللہ کی طرف تبتل نہیں دو دفعہ تبتل کا آنا مقصود یہ ہے کہ ان سب سے منقطع ہو کر اللہ کی طرف اُس کی ذات کی طرف مشغول ہو جائے یعنی تو اسی کا ہو جائے۔

انقطاع اسباب میں اگر ذات حق تعالیٰ کی منشاء ہو تو سالک کو اسباب ترک کرنے پڑتے ہیں اگر ذات حق تعالیٰ کی رضا اسباب و بواعت کے ترک کرنے میں نہ ہو تو سالک اسباب کو قطع نہیں کرتا کیونکہ سالک کی مراد تو رضا الہی ہے ترک اسباب مقصود نہیں لیکن عین ذات حق کی رضا مندی اور خوشنودی مقصود ہے پس دل سے ہر وہ چیز جو ذات کا غیر ہے اُس کا اٹھ جانا انقطاع الی اللہ ہے۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس طرح ارشاد فرمایا کرتے تھے وہ شے جو کہ طالب کو ذات پاک سے روکے خواہ وہ ترک اسباب ہوں خواہ نہ ترک کرنا اسبابوں کا جو رکاوٹ اور حجاب ہے اُس کا اٹھ جانا مقصود ہے جب طالب باری تعالیٰ کی عبادت کے لئے اپنے آپ کو خالص کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو کر اس کے دل سے اُس کا ارادہ اور اختیار اٹھا دیتے ہیں اور ذات باری تعالیٰ کا ارادہ اور اختیار جاری ہو جاتا ہے تو ترک اور عدم ترک اُس کی مرضی پر منحصر ہے سالک کو جس حال میں رکھے وہ اُس کے لئے بہتر ہوگا کیونکہ بہتر وہ ہوتا ہے جو سالک کیلئے ذات حق کرے نہ کہ وہ خود کرے۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرمایا کرتے تھے ”ماسوا اللہ کے غیرتوں کا دل سے اٹھ جانا اور غیریت سے مراد ہر وہ شے جو کہ سالک کو خداوند کریم کی طرف جانے سے روکے وہ غیر اللہ ہے۔“ صوفیاء کرام خصوصاً قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دربار عالیہ جینڈ شریف کا مسلک یہی ہے کہ دل میں غیر نہ رہے

کیونکہ حقیقت میں ذات کا غیر ہے ہی کوئی نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات اس پر خوش ہوتی ہے کہ سالک نے حق بات کو پہچان لیا ہے۔ آپ ذات باری تعالیٰ کی بارگاہ میں التجا کیا کریں۔ فراغت کے وقت تصور باندھ کر دعا کیا کریں اپنے لئے بھی اور مجھ ناقص کے لئے بھی میں آپ کی خدمت میں صرف بزرگان دین کے اقوال ہی پیش کر سکتا ہوں باقی سب چیزوں سے قاصر ہوں۔

والسلام

دعا گو محمد احمد خان

(۱۰)۔ از بھاگووال

۱۹۵۳-۱-۱۹

برادر محمد احمد خان صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

میں نے مورخہ ۹ جنوری کو آپ کی خدمت اقدس میں عریضہ تحریر کیا تھا آپ کے دل پر حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی پاک توجہ سے جو ورود ہوئے تھے ان کا جواب کم و بیش عرض کر دیا گیا تھا امید ہے کہ وہ آپ کو مل گیا ہوگا۔ کل مورخہ ۱۸ جنوری کو آپ کا ارسال کردہ نوازش نامہ ملا آپ نے مجھے تو یہ تحریر کیا ہے کہ میں آپ کو آپ کے لفظ سے مخاطب نہ کیا کروں بلکہ تم اور تو کے لفظ سے مخاطب کروں۔ لیکن برادر یہ آپ سے مجھ کو والہانہ محبت ہے اور آپ کے ساتھ ایک گونہ عقیدت ہے جو اپنے درمیان میں کوئی غرض نہیں رکھتی کیونکہ آپ قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خاص خادم ہیں اور حضور آپ پر بہت خوش تھے اور حضور آپ کو بہت ہی مخلص اور صادق انسان خیال کرتے تھے آپ سے متعلق حضور رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ میرے ساتھ تخیلہ میں گفتگو فرمایا کرتے تھے وہ الفاظ مجھے آج بھی یاد ہیں۔

حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی منشاء مبارک کو پورا کرنا اور آپ کے ہر قدم پر چلنا ہماری طاقت اور ہمت سے بالاتر ہے کیونکہ آپ کے بعض کام ایسے تھے جن پر چلنا صاحب مجاہدہ لوگوں کا کام ہے جہاں ولایت کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے آپ کی

ابتداء تھی۔ قبلہ عالم فرمایا کرتے تھے کہ میں خداوند کی طرف سے اولیاء کرام کی طرف آیا ہوں دوسرے حضرات اولیائے کرام کے تو سل سے خدا رسیدہ ہوئے آپ ارشاد فرماتے تھے میں کسی مزار پر حاضر نہیں ہوا۔ تا وقتیکہ صاحب مزار نے خود طلب نہ فرمایا ہو وہ لوگ جو خود جائیں اور وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ خود لے جائے اُن میں بڑا فرق ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہیں۔ حضرت قبلہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو عارفوں کے سر تاج ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صاحب مشاہدہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صاحب مجاہدہ لکھا ہے۔

حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خیال کی اتنی بلندی اور پاکیزگی تھی کہ دوسرے لوگوں کا وہاں پہنچنا تو درکنار اُس کا ادراک ہی مشکل ہے آپ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ حضور قبلہ عالم حضرت سیدنا طانوخ علیہ السلام نے مجھے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارا سنگی کوئی نہیں ہوگا اس کا مطلب حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ فرماتے تھے کہ میرے خیالوں کو کما حقہ کوئی آدمی سمجھ نہیں سکے گا اور نہ ہم خیال ہوگا اس لئے آپ کا اور میرا حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے قدموں پر چلنا مشکل ہے لیکن دوسرے لوگوں کی بہ نسبت آپ کو پسند فرماتے تھے۔ خداوند آپ کو قبول فرمائے اور آپ کے طفیل بندہ کا دل بھی خالی ہو جائے کیونکہ آپ کا دل جن چیزوں سے خالی ہے میرا بھرا ہوا ہے میں حضور قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر آپ کے لئے دعا کروں گا۔

والسلام

دعا گو احمد خان

(۱۱)۔ از بھاگووال

۱۷-۳-۱۹۵۳

برادر محترم احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ ایک لفافہ یکم مارچ کو ملا تھا اس سے ایک دو دن بیشتر میں آپ

کو خط لکھ چکا تھا لیکن پنجاب کے اندر مرزائیوں کے خلاف تحریک چل رہی ہے۔ مرزائیوں کے خلاف تمام فرقے متحد ہو گئے ہیں اور حکومت سے مطالبہ کر رہے ہیں کہ انہیں کافر قرار دیا جائے کیونکہ یہ مرزائی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخری نبی تسلیم نہیں کرتے اس مطالبے کو منوانے کے لئے حکومت کے سامنے زبردست مظاہرے جلسے جلوس ہوئے جس سے کچھ شہروں میں گڑ بڑ پیدا ہو گئی ہے حکومت کو کئی شہروں میں کر فیو نافرڈ کرنا پڑا۔

آج تو آپ کا ایک اور لفافہ ملا۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دل پر راحت اور تسلی نازل فرمائے آپ کے دل پر جو اثرات پڑے ہیں شاید یہاں پر جو ناخوشگوار حادثات تحریک کی وجہ سے پیدا ہوئے ہیں ان کا اثر پڑا ہو۔ ان سے بالاتر ہو کر کبھی کبھی بلا وجہ غم کے اثرات پیدا ہو جاتے ہیں جس سے مقصود ذات کا بندے کے دل کو غیریتوں سے نکال کر ذات کی طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے جب انسان کے دل پر کمزوری پیدا ہوتی ہے تو اُس کے سب قوائے اور خواہشات کمزور ہو جاتیں ہیں اور ایک شکستگی پیدا ہوتی ہے اس سے سالک کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حضرت صاحب ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ جب بلا وجہ و اسباب دل پر غم یا پریشانی پیدا ہو تو یہ اللہ تعالیٰ کی نظر یا پیر کامل کی نظر ہوتی ہے۔ مقصد یہ ہوتا ہے کہ بندے کے دل کو بہر حال میں ذات باری کی طرف متوجہ کیا جائے وہ چیز جس سے بندے کا دل ذات کی طرف رجوع کرے وہ رحمت الہی اور جس چیز سے بندہ کا دل ماسوا اللہ تعالیٰ سے خالی ہو اور ذات سے محو ہو وہی عبادت ہے۔ سوائے فریضہ عبادتوں کے کہ فریضہ عبادتوں سے خواہ یہ مقصد پورا ہو یا نہ ہو تب بھی امر الہی جان کر اُس کی اطاعت اور بجا آوری کرنی پڑتی ہے بہر حال یہ دل کی کمزوری تمہارے لیے فائدہ مند ثابت ہوگی کیونکہ بارہا دفعہ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ بے قراری کچھ دے جاتی ہے اور قرار لے جاتا ہے۔ مزار مبارک پر جو رونا آتا ہے یہ صاحب مزار کی توجہ کا اثر ہوتا ہے۔ وہ مزار مبارک بابرکت اور پرتا شیر نظر آتا ہے۔ گاہے گاہے جب کبھی فرصت ہو اور خیال بھی ہو حاضری ضرور دیا کریں یہ چیز آپ کے خیال کی تقویت کا باعث ہوگی۔

والسلام

دعا گو احمد خان

(۱۲)۔ از بھاگووال

۱۶-۶-۱۹۵۳

برادر محترم مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

مورخہ ۵۳-۶-۱۵ کو آپ کا تحریر کردہ لفافہ ملا۔ ۱۲ جون ۱۹۵۳ء اتوار کو عید  
القدر ہوئی معلوم نہیں تمہارے ہاں کب عید ہوئی میں تم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ  
خداوند کریم نے اپنے خاص فضل و کرم سے رمضان المبارک کی تکمیل کرا دی ہے۔ اپنے  
ہم صحبت حضرات کو بھی میری طرف سے مبارک باد پیش کر دیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے  
فرائض میں سے روزہ رمضان المبارک کا اعلیٰ ترین فریضہ ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہر عمل کی جزاء اللہ تعالیٰ خود عطا  
فرماتا ہے لیکن روزہ کی جزاء خود اللہ تعالیٰ ہیں جس عمل کی جزاء اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس  
ہو اس کا مقابلہ دوسرے اعمال کیسے کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید کے اندر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے خواہش کو چھوڑا  
اُس کا ٹھکانہ جنت الماویٰ ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا  
خواہش کا ترک کرنا بھی خواہش ہے۔ مجاہد نے تو یہ کہا کہ کوشش محنت ریاضت اور انتہائی  
نفس کشی سے خواہشات کو روکا لیکن بمطابق ارشاد گرامی سیدنا حضرت داتا گنج بخش رحمۃ  
اللہ تعالیٰ علیہ کہ خواہش کا ترک کرنا بھی خواہش ہے تا آنکہ خواہش اُس کو ترک کر دے  
کیونکہ جب سالک نے اپنا ارادہ و اختیار اور کوشش کو ترک کیا تو وہ بھی اُس کی اپنی ترک  
ہے اپنی ہستی کی دلیل ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ کامل ترک ہوا بغیر فنا کے راست نہیں  
آتی۔ فنا کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے تجلے و جلال سے سالک کو مقہور قلوب کر دیتا  
ہے جس سے اُس کی ہستی اور موجودات عدم محض نظر آتی ہے جب اُس کی ذات عدم  
محض ہو گئی تو اس حالت میں خواہشات بٹ گئیں اور ترک ہوا ہو گئی عاصی مومن ان  
نکات اور حقائق کو نہیں جان سکتا وہ صرف موٹی باتوں کو ہی جان سکتا ہے تاہم خواہشات  
کو روکا اور کنٹرول کیا جاسکتا ہے۔

رمضان المبارک مومن کے لئے سالانہ ریفریشن کورس ہے جس میں سال بھر کی ٹرینگ دی جاتی ہے تاکہ آئندہ سال تک مومن میں اتنی طاقت پیدا ہو جائے کہ تمام سال اپنی خواہشات مرحومہ کو ضبط میں رکھ سکے اسی لئے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”رمضان سے دوسرے رمضان تک کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔“ یعنی مومن کے اندر جو طاقت پیدا ہوئی ہے ایک سال تک خواہشات کو رد کرنے کی کوشش کرے۔ صوفیائے کرام کے مذہب میں فقیری ترک ہوا کا نام ہے اپنے قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے جو چیز ذات کی طرف جانے سے روکے وہ ذات کا غیر ہے جب تک سالک غیر میں الجھا رہا وہ ذات تک نہیں پہنچا کیونکہ اُس کی ہمت غیر میں ہے اور تصوف غیر کی نفی ہے۔ قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے۔ جب ہم روضہ اطہر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے تو وہاں سے بھی ارشاد ہوا کہ فقیری نفی ماسوا اللہ ہے حضور قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مولانا محمد عبد الغفور ہزاروی صاحب وزیر آبادی کو روضہ اطہر کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا مولوی صاحب فقیری وہی نکلی جو میں جنگلوں میں بیان کیا کرتا تھا۔

والسلام

دعا گو محمد احمد خان

(۱۳)۔ از بھاگووال

۲۸-۱۹۵۳

برادر محترم مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کے تحریر کردہ دو لفظانے موصول ہوئے اُن کا جواب دینے میں یونہی کوتاہی ہوگئی۔ اُمید ہے کہ آپ اس بات کو اہمیت نہیں دیں گے۔ آپ نے جو تحریر کیا کہ ”زمانہ ابتداء میں جب میں حضور قبلہ عالم کے دربار عالیہ جینڈر شریف میں حاضر ہوتا تھا تو دل پر بہت شوق، محبت اور اچھے خیالات آتے تھے اور دل پر جو کچھ آتا تھا حضرت



صاحب کی طرف سے ہی آتا تھا۔“

یہ بات درست ہے اُس وقت چونکہ ابتدائی زمانہ تھا اور پیر کامل کی منشاء بھی یہ ہوتی ہے کہ سالک کے دل پر ذوق و شوق اور محبت پیدا کی جائے کیونکہ انسان کے چلنے کے دو ہی ذریعے ہوتے ہیں۔ ایک ذوق و شوق اور دوسرا خوف۔ پیر کامل بھی یہی پیدا کرتا ہے تاکہ سالک ایسے راستے پر چل کر اپنی منزل مقصود کی طرف گامزن ہو۔ ذوق و شوق ایسی وجدانی کیفیت پیدا کرتا ہے کہ انسان نفع و نقصان دونوں سے بے نیاز ہو کر منزل مقصود کی طرف تیز روی سے چلتا ہے بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ پیر کامل کی نظر عنایت سے سالک دنیا و مافیہا کو بھول جاتا ہے۔ خداوند تعالیٰ کی طرف سے خیالات مقدم ہو جاتے ہیں جس سے سالک خود بھی گمان کرتا ہے کہ مجھ سے خواہشات مذمومہ نکل گئی ہیں اور اُن کی جگہ خواہشات محمودہ آگئی ہیں۔ سالک یہ گمان کرتا ہے کہ یہ اُس کے اپنے خیالات ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہوتا یہ پیر کامل کی نظر کرم ہوتی ہے زیادہ عرصہ گزرنے کے بعد پیر کامل کی نظر کرم عنایت اور شفقت تو بدستور سابق رہتی ہے لیکن سالک کو اُس کی اصلی حالت پر چھوڑا جاتا ہے جس کی وجہ سے سالک کے دل پر وہی خواہشات مذمومہ جو موخر ہو گئی تھیں واپس آ جاتی ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جو محض معدوم و نابود ہو گئیں تھیں اُنہیں پھر وجود مل گیا ایسی صورت میں سالک گھبرا جاتا ہے کہ اب نئے سرے سے خراب خواہشات پیدا ہو گئی ہیں حالانکہ یہ ایسا نہیں ہوتا وہ تو پیر کامل کی نظر عنایت نے اُنہیں پیچھے دھکیل دیا ہوتا ہے نیز سالک کی آزمائش مقصود ہوتی ہے کہ وہ ان خواہشات کے ہوتے ہوئے بھی ان کو نیچے دباتا ہے یا خود دب جاتا ہے۔

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سامنے کئی بار ایسی معروضات پیش کی جاتیں۔ بحث و تکرار ہوتی خادمان بہت کچھ سیکھتے تھے ہائے افسوس وہ مبارک وقت کہاں گیا جب ایسا شیریں سخن جس کا جواب ہی نہ تھا جو دل کی گہرائیوں میں اتر جاتا تھا وہ محفلیں اب سونی ہو گئیں۔ وہ مبارک کلام جو زخمی دلوں پر مرہم رکھتا تھا اور بندے کو اس جسم خاکی کے ساتھ اُس عالم بالا میں لے جاتا۔ بندے کی خیال پرواز

اتنی بلند ہو جاتی تھی کہ وہ اپنے آپ کو رب العزت کے حضور حاضر جانتا۔ خداوند تعالیٰ اُس مقبول شیخ کے طفیل ہم پر رحمت اور بخشش فرمائے۔

مورخہ ۱۹۵۳-۷-۶ والے واقعہ کی بدولت عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اس اُمنگ کے پورا نہ ہونے کی صورت میں جذبات کو ٹھیس لگنی لازمی تھی کبھی اللہ تعالیٰ مومن کی آرزو پوری کر کے اُس کے تقویت ایمان کا باعث بنتے ہیں اور کبھی آرزو کے خلاف کر کے اُس کی تردید ارادہ کرتے ہیں۔ مومن کو ہر صورت میں خداوند تعالیٰ کی طرف ہی جانا ہے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنی چاہیے ہمیں اُس کے حضور حاضر ہونا ہے بہ جبر جانے سے بہتر ہے کہ رضا سے جائے پھر انعام اور خلعت کا مستحق بھی ہے اللہ تعالیٰ اس آرزو کو بھی پورا فرمائے گا۔ دربار عالیہ حضرت صاحب جینڈ شریف کے حضور حاضر ہو کر اللہ سے دُعا کروں گا۔

والسلام

دعا گو احمد خان

(۱۴)۔ از بھاگووال

۴-۱۱-۱۹۵۳

برادر احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ

آپ نے جو تحریر کیا ہے کہ طبیعت پر نفسانی اور شیطانی غلبہ رہا ہے۔ خداوند کریم تیرے خیالات پاک لوگوں کی طفیل ایسے خیالات سے آزاد کرے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دربار عالیہ میں بھی عرض کیا ہے۔ حضرت صاحب ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ میں نے احمد خاں کو خداوند کے سپرد کیا ہوا ہے۔ خداوند اُس کو ہر شر نفسانی اور شر شیطانی سے محفوظ رکھے گا یہ کلمات آپ نے میرے سامنے کئی بار ارشاد فرمائے اور میرا یقین ہے کہ حضرت صاحب کا ارشاد خالی نہیں جاسکتا اور نہ ہی خداوند کے حضور سپرد کرنا خالی جاسکتا ہے۔ خیالات کا آتے جاتے رہنا ایک فطری عمل ہے۔ خیالات کا دل پر جاگزیں ہونا اور ان خیالات کی پیروی کرنا نقص ہے۔ آپ خواہ مخواہ اس خیال میں نہ

پھنسا رہا کریں کہ نفسانی اور شیطانی خیالات بہت تنگ کرتے ہیں ایسے خیالات کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ صوفیائے کرام نے اسے قبض اور بسط سے تعبیر فرمایا ہے۔ سالک کے دل پر جو کچھ آتا ہے وہ خداوند کی حکمت سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کہ سالک کے دل پر قرار اور سکون آئے تو اللہ تعالیٰ نیک خیالات پیدا کر کے سکون فرمادیتے ہیں جن سے سالک خوش ہو جاتا ہے اور اس حال میں رہنے اور ترقی کرنے کی دعا کرتا ہے۔ کبھی سالک کے دل پر قبض یعنی تاریکی پیدا کر کے بے قراری اور بے چینی فرماتے ہیں جب سالک بے قرار ہوتا ہے تو اس کے دل میں جو طلب پیدا ہوتی ہے وہی اللہ تعالیٰ کو پسند ہے وہ ایک نئی روشنی ہے۔ نئی روشنی جب آتی ہے ایک نیا لطف اور نیا مزا لے کر آتی ہے سالک کو ساری عمر اس کی طلب رہتی ہے اور یہ طلب خداوند کو پسند ہے۔ یہ طلب بے قراری پیدا کرتی ہے سالک گھبراتا ہے اس کا نفسانی خیالات میں بھنسنے کے لیے چاہک ہے جو کہ رفتار کو تیز کرتا ہے اور سالک کے دل میں ایک نئی اُمنگ اور ولولہ پیدا ہوتا ہے اور وہی چیز جو نفسانی خیالات کے غلبہ سے پہلے تھی اور نفسانی خیال آنے سے گرد آلود ہو گیا تھا وہ مصفیٰ ہو کر اور نیا لباس پہن کر آتا ہے جو کہ بہت دلکش ہوتا ہے۔ ہمارے قبلہ عالم جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن میں نے جناب قبلہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعوان شریف والوں سے دریافت فرمایا کہ قرار اچھا ہے یا بے قراری تو جناب قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا قرار سے بے قراری بہتر ہے قرار کچھ لے جاتا ہے اور بے قراری کچھ دے جاتی ہے۔ قرار سے انسان سکون میں آ کر ٹھہر جاتا ہے اور بے قراری میں آگے جانے کی کوشش کرتا ہے لہذا آپ کو چاہیے جو غفلت اور تاریکی آئی ہے اس کی بناء پر اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار بکثرت پڑھا کریں۔ استغفار بکثرت پڑھنے سے غفلت جاتی رہے گی آپ گھبرائیں نہیں بس استغفار کی کثرت کریں۔

والسلام

دعا گو احمد خان

(۱۵)۔ از بھاگووال

۴-۶-۱۹۵۴

برادرِ مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ

کل بروز عید مبارک آپ کا تحریر کردہ لفافہ ملا دل کو از حد انتظار تھا کیونکہ آپ کا خیریت نامہ آئے کافی عرصہ گزر گیا تھا۔ ماموں فضل حسین صاحب فوت ہو چکے ہیں میں ابھی تک ہاڈ کہ نہیں جاسکا آج کل جانے کا پروگرام ہے میں روزانہ آپ کے خط کا انتظار کرتا رہا۔ جب گھر میں باہر سے آتا ہوں تو لڑکیوں سے دریافت کرتا کیونکہ وہ بھی آپ کے لفافے کی شناخت رکھتی ہیں اور ہمارے عزیزوں کو بھی آپ سے ایک غائبانہ محبت ہے اگر خط کو دیر ہو جائے تو وہ بھی کہتے ہیں کہ چاچا احمد خاں صاحب کا خط کیوں نہیں آیا۔ رمضان المبارک میں آپ کی جو قلبی کیفیات تھیں وہ لکھیں اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی برکات اور رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور جتنا نفس عاجز اور کمزور حالت صوم میں ہوتا ہے اور کسی عمل سے نہیں اسی وجہ سے اس کی جزاء بھی بے انتہاء طوز پر ہے۔

والسلام

دعا گو احمد خان

(۱۶)۔ از بھاگووال

۹-۶-۱۹۵۴

برادرِ مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ

آپ کے تحریر کردہ دو عدد لفافے موصول ہوئے۔ شکر ہے ذات اقدس کا کہ اُس ذات اقدس نے آپ کو بخیریت رکھا ہوا ہے قبلہ عالم جناب حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے کہ ذات اقدس نے اپنے خاص فضل و کرم سے انسان کو عدم سے موجود کیا اور موجود کر کے اس کو اپنی خاص حفاظت میں رکھا اس سارے جہاں کی بقاء اور سلامتی اُس ذات کبریٰ کی نگاہ پاک میں ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ارشاد فرماتے کہ ہم نے احمد خان کو خداوند تعالیٰ کے سپرد کیا ہوا ہے اس حفاظت کا بین ثبوت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہاری اس ملک میں جہاں سب غیر ہی غیر ہیں حفاظت فرما رہا ہے اور لوگوں کے دلوں میں تمہاری عزت اور وقعت پیدا کر رکھی ہے۔ لوگ تمہاری عزت و تکریم کرتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ ظاہر میں تمہاری حفاظت فرما رہا ہے اسی طرح باطن میں بھی حفاظت فرما رہا ہے یہ جو آپ نے تحریر کیا کہ نفس پر شیطان کا غلبہ رہتا ہے آپ خود تو یہ گمان کریں لیکن مجھے خداوند تعالیٰ کے اُس مقبول بندے کے ارشاد کے بموجب تسلی ہے کہ خداوند تمہاری ہر آفت اور ہر بلا سے حفاظت فرمائے گا اور شر مخلوق، شر نفس اور شر شیطان سے بچائے گا کیونکہ اُس مقبول رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبان سے ارشاد شدہ ارشادات پر قوی یقین ہے میں روضہ اطہر پر حاضر ہو کر تمہارے لئے دعا کروں گا۔ آپ کا خط روضہ مبارک پر جا کر عرض کیا جو اشعار خط میں رقم کئے تھے اُن کے باعث میرے بے اختیار آنسو آگئے اور آہ و گریہ زاری کو زبردستی روکا۔ اُمید ہے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی برکات تمہارے تک پہنچی ہوں گی حضرت صاحب ارشاد فرماتے تھے کہ خطوط میں تحریر کرنے کے بغیر بھی سائل کو اُس کے سوال کا جواب مل جاتا ہے۔ آپ یہ وظیفہ کریں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور دل کو خالی ہونے کی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے دل کو خالی فرمادے ایسا خالی فرمادے کہ دل میں ذات ہی ذات رہ جاوے۔ پس تمہارا شب و روز کا وظیفہ یہی ہونا چاہیے اگر دل ہمنوائی نہیں کرتا تو زبان سے اور اگر دل اور زبان متفق ہوں تو بہت ہی بہتر کسی وقت دل اور زبان دونوں خاموش ہوں گے اس وقت خیال سے ہی۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے تھے کہ مقصود دل کا خالی ہونا ہے ہر وقت جس چیز سے دل غیر اور غیریت سے خالی ہو وہ عبادت زیادہ کرنی چاہیے اگر دل میں اپنی غفلت یا ذات پاک کی حکمت کے تحت اس خیال کی طرف رجوع نہ کرے تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم کا وظیفہ کریں اور ذات پاک سے توفیق طلب کریں۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے کہ اطاعت سے توفیق ملتی ہے اور توفیق سے اطاعت ہوتی ہے۔ اس لئے اطاعت اور توفیق دونوں کو خداوند تعالیٰ سے مانگو اور جس عمل سے دل خالی ہو وہ عمل زیادہ کرو میں تمہارے

لئے دعا کروں گا یہ احسان نہیں حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی صحبت کا اثر اور فیض ہے اور دل سے بے اختیار ہوتی ہے کیونکہ میں تمہارے اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعلقات سے آگاہ ہوں اور مجھے تمہارے خیالات سے جس قدر آگاہی ہے کسی اور کو نہیں اس لئے خاص اُنس بھی ہے یہ اس ہی بے اختیاری دُعا کا باعث ہوتا ہے اور میں آپ کے خیالات کی بلندی کو پوری طرح سے نہیں پہنچ سکتا۔

چوہدری خان ملک صاحب عرصہ چھ ماہ سے دماغی و اعصابی تکلیف میں مبتلا ہیں۔ چوہدری عبدالہادی صاحب بہاولنگر اور چوہدری محمد خان صاحب چک کمالہ والے وہاڑی میں تشریف فرما ہیں۔ دربار عالیہ پر سب خیریت سے ہیں۔

والسلام

دعا گو محمد احمد خان

(۱۷)۔ از بھاگووال

۸-۷-۱۹۵۴

برادر م مولوی احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۹۵۴-۶-۲۶ کا تحریر کردہ لفافہ ملا۔ حالات سے آگاہی ہوئی آپ کا مودبانہ سلام درگاہ عالیہ جینڈر شریف کے حضور عرض کیا گیا اور دُعا بھی کی گئی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دلوں کو ظاہری اور باطنی نجاستوں سے پاک کرے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کو وہمات، شبہات اور وسوسا سے نجات دے۔ ان آلاشوں سے پاک فرمادے کیونکہ جب تک دل سے غیریت نہ نکلے اُس وقت تک صحیح معنوں میں خدا پرست اور موحد نہیں ہو سکتا اور چیزیں بھی غیر ہیں لیکن انسان کا اپنا آپ سب سے زیادہ غیر ہے۔ صوفیائے کرام کے مذہب میں تو غیر کا دل سے نکالنا اور مٹانا مقصود ہے کیونکہ اسی کو فقیری اور درویشی کہتے ہیں جب تک غیر نہ مٹے اُس وقت تک انسان خدا کا نہیں ہو سکتا اور کلمہ طیبہ پر پورا پورا ایمان نہیں ہو سکتا کلمہ توحید میں تو صرف دو باتیں ہیں پہلے حصے میں تو ہر چیز کی نفی ہے اور اثبات صرف ذات باری تعالیٰ کا ہی ہے کیونکہ ذات باری

تعالیٰ ہی قدیم ہے۔ ازل اور ابد اسی ذات پاک کو ہے باقی ہر چیز مخلوق ہے کلمہ طیبہ پر ایمان لانے کا نام ہی ایمان اور اس یقین کو بدرجہ کمال کرنے کا نام ولایت ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ بلا ریب ایمان لانے کی تلقین فرماتے ہیں۔ اس لئے آپ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں یا اللہ تیری ذات مقدس پر جیسے ایمان چاہے ویسا ایمان عطا فرما جو کہ تیری پسند کا ہے اور دل سے غیر جاتا رہے۔

والسلام  
دعا گو احمد خان

(۱۸)۔ از بھاگووال

۱۹۵۵-۷-۲۹

برادر م مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ

چھ سات دن کے وقفہ سے آپ کے ارسال کردہ دو لفافے ملے۔ مفصل حالات سے آگاہی ہوئی آپ کے خطوط کو دربار عالیہ جینڈر شریف اور دیگر مزارات پر پڑھ کر بڑے خلوص اور محبت سے آپ کے لئے دعا کی۔ میرے دل پر رقت طاری ہو گئی تھی آپ کے دل میں جو خیال آتا ہے کہ میں بڑا گنہگار ہوں اس خیال کا دل پر رہنا اچھا ہے ایسے حالات رہنے سے بندہ اپنے آپ کو ناقص خیال کرتا ہے۔ جب اپنے آپ کو ناقص خیال کرتا ہے تو اس سے دل میں خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے اور دل اللہ رب العزت کے حضور دعا مغفرت مانگتا رہتا ہے اور حاضری میں رہتا ہے اور حاضری میں رہنے کی وجہ سے دل گناہ کی طرف کم جاتا ہے اور دوسرا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جو آدمی اپنے آپ کو ناقص اور گنہگار گردانتا ہے وہ دوسروں کے عیوب اور نقائص کو نہیں دیکھتا قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے تھے جو خود عیب میں ہوتا ہے وہ دوسروں کی عیب جوئی اور نکتہ چینی نہیں کرتا اور دوسروں کے عیب دیکھنے کی عادت انسان کے دل میں سو برائیوں کا دروازہ کھول دیتی ہے۔ مخلوق خدا کی خدمت کا جذبہ اس شکل میں پیدا ہوتا ہے اور پرورش پاتا ہے کہ دوسروں کے عیوب اور نقائص کو نگاہ میں نہ رکھے جب کسی

عیوب اور نقائص کو نگاہ میں رکھا جائے تو اس سے بھلائی مشکل ہو جاتی ہے جو ان مرد اس راستے کے شیر ہوتے ہیں یا جن پر انسانیت کا لیبل چسپاں ہو سکتا ہے اُن کا یہی شیوہ اور آئین رہا ہے وہ کسی کی برائی کو دیکھ کر اس سے بھلائی کرتے ہیں کیونکہ ان جو ان مرد اور بلند ہمت مردان خدا نے محض اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات کی خوشنودی اور رضا مندی کے لئے عمل کرتے ہیں کیونکہ اُن کی جزاء اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتی ہے اور وہی بہتر جزاء دینے والا ہے جن لوگوں نے عمل کی جزاء لوگوں سے لینی ہوتی ہے وہ کسی کی برائی کو دیکھ کر اُس سے بھلائی نہیں کرتے بلکہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے کر لیتے ہیں اگر کسی نے ہمت کی کہ بُرائی کا بدلہ بُرائی سے نہ دیا، اس خیال اور ہمت کے انسان خال خال اور گنتی کے ہوتے ہیں جن کے سینہ میں اس حدیث پاک کا علم پختہ ہوتا ہے الحب لله و البغض لله ”دوسروں سے محبت اللہ کیلئے اور بعض بھی اللہ کے لئے۔“ لکھنے میں تو چار لفظ ہیں لیکن معنی اور حقیقت کا متحمل ہونا خاص الخاص بندگان خدا کا کام ہے۔ پست اور کمزور دل کا مالک انسان اس راستے پر گامزن نہیں ہو سکتا آپ حتی الامکان کسی کی بُرائی کا بدلہ نیکی سے کرنے کی کوشش کریں۔ اس خیال کی ہمت اللہ تعالیٰ سے <sup>بطفیل</sup> حضرات اولیاء کرام طلب کیا کریں۔ ہاں مخلوق کے شرفتنہ اور مکر سے بچنے کے لئے کوشش ہونی چاہیے اس کا نام انتقام نہیں تدبیر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ان حالات میں بچا کر صراطِ مستقیم پر لے جائے اُس ذات بابرکت کا فضل و کرم ہی کافی ہے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو خداوند کریم کے سپرد کیا ہوا ہے ایک دفعہ نہیں کئی بار۔ ذات مقدس آپ کے لئے کافی ہے اور کافی جاننا چاہیے ہاں جن امور میں سوچنے اور تدابیر سے کام لینے کا حکم دیا ہوا ہے اُن سے کام لیا جائے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی حفاظت کی اجازت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس نے کوئی جارحانہ قدم نہیں اٹھایا بلکہ دفاعی جنگیں لڑیں جب خداوند کریم کا حکم آیا تو حکم کو پورا کرنے کے لئے اور کلمۃ اللہ کے حامل لوگوں کی جان کی حفاظت فرمانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تلوار لے کر میدانِ عمل میں اتر پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی ہستی خداوند کریم پر یقین رکھنے والی



نہیں ہو سکتی بلکہ ساری دنیا کا ایمان ایک پلڑے میں ہو تب بھی حضور ﷺ کا ایمان زیادہ وزنی ہوگا۔ ان سب باتوں کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفاعی تدابیر اختیار کیں۔ میدان بدر میں جو کچھ سامان مہیا ہو سکتا تھا اُس کو لے کر کفر اور ظلم سے حق اور اسلام کو بچانے کے لئے سینہ سپر ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کے حضور نہایت خشوع و خضوع سے دعا کی۔ یا الہی یہ مٹھی بھر بندے جو ظاہری سامان جنگ سے خالی ہیں مگر تیرا نام لینے والے ہیں اگر مٹ گئے تو تیرا نام لینے والا کوئی نہ ہوگا اس عالم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر مبارک شانوں سے گر گئی۔

میری اس ساری تحریر کا مقصد یہ ہے کہ وہ ذات مقدس جو ازل اور ابد کی شان رکھتی ہے جس کے چاہنے سے یہ ارض و سماء موجود اور قائم ہیں ورنہ کوئی چیز ایک سکینڈ بھی قائم نہیں رہ سکتی اُس ذات اقدس کو کافی اور شافی سمجھا جائے اور اُس کے حکم کے مطابق اسباب و تدابیر سے کام لے کر انسانوں کے شر سے بچنے کی کوشش کی جائے میرے دماغ میں اس وقت خیالات کا ایک سیلاب اُٹ آیا ہے لیکن اس مسئلہ کو سمجھانے کے لئے ملاقات کا ہونا ضروری ہے میرا دل بھی کرتا ہے کہ آپ سے ملاقات ہو اور بیٹھ کر باتیں کریں لیکن خداوند کریم کی مرضی کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔ جب خدا کی مرضی ہوگی۔

والسلام  
دعا گو احمد خان

(۱۹)۔ از بھاگووال

۱۹۵۵-۱۱-۷

برادر ام احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ

کل مورخہ ۱۹۵۵-۱۱-۶ کو آپ کا تحریر کردہ لفافہ ۱۹۵۵-۱۰-۱۰ والا ملا بڑی دیر اور انتظار کے بعد خط موصول ہوا یہ خط تو ویسے ہی دیر سے موصول ہوا ویسے بھی آپ خط دیر سے لکھتے ہیں آپ کا خط آنے پر دل کو فرحت اور خوشی ہوئی میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بمعہ عزیزوں کے خیریت سے ہوں میرے اہل و عیال کو آپ کے خط کا

انتظار رہتا ہے جب خط آتا ہے تو میرے گھر والے بڑی خوشی سے خط کے بارے میں مجھے بتاتے ہیں۔

عزیزہ کی تولد کی خبر پڑھ کر بڑی خوشی ہوئی خدا عزیزہ کو نیک کرے اور آپ کے لئے سرمایہ عاقبت کرے انسان کو بشری تقاضے کے لحاظ سے فرزند کی خوشی زیادہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اولاد نرینہ انسان کی بقاء کی باعث ہوتی ہے یہ انسان کا اپنا خیال ہے ورنہ اللہ کی منشاء ہی بہتر ہوتی ہے۔ جو ذات پاک کی طرف سے ظہور میں آئے یہ اُس ذات مقدس کا علم ہوتا ہے کہ انسان کے لئے کون سی چیز بہتر اور مفید ہے بندہ اپنا بڑا خیر خواہ ہونے کے اپنے نقصان و نفع کو نہیں جانتا اگر بالفرض جان بھی لے تب بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی نقصان اور ضرر سے بچا سکتی ہے۔ مجھے اس بات کا تو شبہ بھی نہیں کہ عزیزہ کا متولد ہونا تیرے لئے ملول خاطر ہوگا لیکن یہ بشریت کا تقاضا ہے انسان اپنی بقاء چاہتا ہے اور بقاء اولاد نرینہ سے ہوتی ہے اس لئے ذات اقدس سے التجا ہے کہ وہ آپ کو اس نعمت سے سرفراز فرمائے کیونکہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو انبیاء کرام اور اولیائے عظام نے بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے پاکیزہ بندوں کو فرزند ہونے کی بشارت بھی دی ہے اللہ تعالیٰ عزیزہ کو نیک کرے اور اُس کی والدہ کو میری طرف سے سلام مسنون عرض کرنا ان کی صحت بدنی و روحانی سے مطلع کرنا خداوند تعالیٰ اُن کو اور نیک کرے۔

میاں عبد اللہ صاحب کے ہاں جب میاں ارشد محمود کی ولادت ہوئی اُس وقت جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر بیماری کا سخت حملہ تھا۔ اس تکلیف کے عالم میں بھی آپ نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ رات کو میں حاضر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میاں عبد اللہ صاحب کے ہاں لڑکا تولد فرمایا ہے کیا تو نے بھی دیکھا ہے میں نے نفی میں عرض کی تو مجھے اُسی وقت گھر جانے کا حکم دیا جب میں واپس آیا تو بڑی خوشی سے دریافت فرمایا اور نومولد کے لئے دعا خیر کی اور دوسری دینی و دنیاوی رسومات جو کہ ولادت کے موقع پر ہوتی ہیں تاکیداً ادا کرنے کا حکم دیا۔ حالانکہ اُس وقت آپ کی طبیعت اقدس پر بیماری کا پریشان کن حملہ تھا نیز اصولی طور پر کل کو اپنی جز سے بڑی محبت ہوتی ہے انسان کل ہے اور اولاد اُس کی جز ہے اس لئے والدین کو اپنی اولاد

عزیز ہوتی ہے اور عزیز ہونے کا منشاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے۔

والسلام  
دعا گو احمد خان

(۲۰)۔ از میراں چک

۱۰-۲-۱۹۵۶

برادر محترم چوہدری احمد خاں صاحب زاد لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ

کل مورخہ ۱۹۵۶-۲-۹ کو آپ کا تحریر کردہ خط ملا خدا کا شکر ہے کہ آپ معہ عزیزان اور اُن کی والدہ محترمہ بخیریت سے ہیں آج جمعۃ المبارک ہے ابھی دو گھنٹے تک دربار عالیہ جینڈر شریف نماز جمعہ کے لئے جاؤں گا تو تمہارا سلام بھی عرض کروں گا اور یہ بھی عرض کروں گا کہ آپ کا ایک نام لیوا ادنیٰ ترین خادم حضور کے در اقدس سے ایک ہزار میل کے فاصلہ پر بیٹھ کر آپ کی لطف و عافیت کی ایک نگاہ پاک کا منتظر اور طالب ہے یہ خط میں نے دربار عالیہ سے متصل مدرسہ میراں چک میں بیٹھ کر لکھنا شروع کیا ہے انسان کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں جتنا اغیار کی قید و بند میں ہوتا ہے کیونکہ انسان کی تخلیق کا باعث معرفت باری تعالیٰ ہے جب تک غیریت کا ایک بال برابر بھی موجود ہے معرفت سے نا آشنا ہوتا ہے۔ میں خط کا یہ حصہ لکھنے کے بعد دربار عالیہ چلا گیا نماز جمعہ ادا کی اور آپ کی طرف سے دربار شریف پر معروضات عرض کیں سب کو سلام عرض کیا رات وہاں ہی قیام کیا بندہ آپ جیسے راست باز انسان کی دعاؤں کا محتاج ہے آپ میرے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کریں اور میں آپ کیلئے دعا گو ہوں۔ حضرت قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشادات کے عملی نمونہ تھے اُن کے مشن اور صراط مستقیم پر کار بند رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس حالت میں موت واقع ہو میرا کام آپ کے ساتھ دینی تعاون ہے بزرگوں کی شفقت شامل حال رہی تو میں آپ کی خدمت بجالاتا رہوں گا۔

والسلام  
دعا گو احمد خان

برادر محترم مولوی احمد خاں زاد لطفہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کا خیریت نامہ تشریف لائے تقریباً ایک ماہ سے زائد ہو چکا میں اس سے قبل کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ آپ خط کا جواب جلدی جلدی تحریر کیا کریں کیونکہ مجھے انتظار رہتا ہے آج کل بارشیں شروع ہو چکی ہیں پندرہ بیس روز قبل اپنی فصل کو دیکھنے گیا ایک کیکر کے درخت کے سائے میں لیٹ گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں جناب صاحبزادہ میاں محمد عبداللہ صاحب کی حویلی میں ہوں وہاں قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف لائے آپ نے کمال شفقت فرمائی مجھے اور کچھ یاد نہیں اتنا یاد ہے کہ آپ کی نگاہ کرم پڑھتے ہی میں نے رونا شروع کر دیا اور روتے روتے ہچکی بندھ گئی ایک بات یاد ہے کہ میں نے عرض کیا آج سے دو ماہ قبل مجھے ایک چیز ملی تھی جو کہ میں نے میاں محمد عبداللہ صاحب کو دے دی تھی ارشاد فرمایا بالکل ٹھیک کیا اور خوشی کا اظہار اور شفقت فرمائی اور میں روتا ہی جاتا تھا کہ اسی عالم میں بیدار ہو گیا۔ نماز ظہر کا وقت ہو چکا تھا طبیعت میں کچھ وقت تک لذت ہی رہی۔

آپ کی یاد اکثر آتی رہتی ہے آپ مجھے دعائے خیر میں یاد رکھا کریں میرا جس وقت دعا مانگنے تو دل چاہتا ہے آپ کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں میری طبیعت عموماً بے قرار رہتی ہے میرے گرد و پیش کے حالات کچھ ایسے ہیں جو بے قرار کرتے رہتے ہیں اپنی خیریت سے مطلع کرتے رہا کریں دونوں عزیزان اور ہمیشہ صاحب کو سلام مسنون۔

والسلام

دعا گو احمد خاں

(۲۲)۔ از بھاگووال

۴-۱۱-۱۹۵۶

برادر محترم مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و برکاتہ

چھ سات دن ہوئے آپ کا تحریر کردہ خط ملا اس کے دوسرے روز دوسرا خط ملا۔ جمعۃ المبارک کی شام کو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا تھا اور دعا کی۔ میاں محمد قاسم صاحب کے لئے وظیفہ کی بابت عرض ہے اُن کو امر و نہی کی پابندی کی تلقین فرمائی۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس چیز کو زیادہ پسند کرتے تھے کیونکہ اس سے انسان کی عملی زندگی بنتی ہے اور کردار بلند ہوتا ہے جس سے دنیا میں احسن طریقہ سے زندگی گذاری جاسکتی ہے۔ وہ لوگ جو مقررہ اوقات میں مقررہ وظیفہ ورد پڑھتے ہیں باقی اوقات میں امر و نہی کی قید میں گزارنے کی کوشش نہیں کرتے اُن کی عملی زندگی ناقص ہوتی ہے اس لئے پہلے انہیں عقائد کی بابت جو کہ دین کی بنیاد ہیں اُس پر پختہ ہونے اور بعد میں امر و نہی کی اطاعت میں زندگی گزارنے کی تلقین فرمائیں۔ بعد ازاں اُن کو صبح و شام استغفار بکثرت پڑھنے کی تعلیم دیں کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے صبح و شام بکثرت استغفار پڑھا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے اعتراف گناہ اور گناہ کی معافی کی دعا کو بہت پسند فرماتے ہیں صبح و شام کی نماز کے بعد سو سو مرتبہ استغفار پڑھنے کی ہدایت کریں ہر نماز کے بعد سبحان اللہ الحمد للہ تینتیس تینتیس بار اور اللہ اکبر چونتیس بار پڑھا کریں۔ حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو آدمی ان تسبیحات کو پڑھتا ہے اگر اُس کے گناہ ریت کے ذروں کے برابر یا بارش کے قطروں کے برابر ہوں اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کاملہ سے معاف فرماتے ہیں۔ ایک موقع پر حضور اقدس رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقہ کرنے والوں کی بہت تعریف فرمائی جو غریب و مفلس اصحاب تھے وہ غمگین ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ہم مالدار لوگوں کے مراتب کیسے حاصل کر سکیں گے فرمایا تم لوگ ان تسبیحات کو پڑھ کر اُن سے سبقت لے جاؤ گے۔

بزرگان دین کا مذہب ہے کہ گناہ کے سرزد ہونے سے پہلے ڈرنا اور اُس کے بعد پشیمان ہونا گناہ کو کم کر دیتا ہے۔ ہمہ وقت اللہ تعالیٰ سے بزرگان دین کا وسیلہ دے کر دعا عرض کیا کریں۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی حفاظت رکھنے والا ہے۔ جو لغزش سرزد ہو جائے اُس کی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کی جائے آپ میرے لئے دعا کریں میں آپ کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔

والسلام

دعا گو احمد خان

(۲۳)۔ از بھاگووال

۹-۱-۱۹۵۷

برادر محترم مولوی احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ نے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے ختم شریف کے بارے میں تحریر کیا ہے۔ جیسا آپ ختم شریف کا طریقہ کرتے ہیں ٹھیک ہے کھانے میں اکثر غیر مستحق افراد شریک ہو جاتے ہیں اگر کوئی پرہیزگار آدمی ہے اور مالی لحاظ سے استحقاق رکھتا ہو تو اس کو کھانا کھلانا مہمان نوازی کے مترادف ہوگا۔ غریب عیالدار کنبہ کو کھانا کھلانا بہتر ہے۔ ۲ فروری ۱۹۵۲ء کو جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کا یوم وصال ہے اسی روز آپ بھی ختم شریف کرا دیں ان لوگوں کی یاد تعلق کو ترقی دینے کا بہترین ذریعہ ہے حضرت صاحب اکثر حضرات اولیاء کرام کا ختم شریف کرایا کرتے تھے دربار شریفوں والے حضرات کو بھی ختم شریف میں شامل کیا کریں میں جب کبھی ان مقدس مزارات پر حاضری دیتا ہوں تو آپ کے لئے بھی دعائے خیر کرتا ہوں خداوند کریم آپ پر اپنی رحمتوں کی بارش کرے (آمین ثم آمین)۔

والسلام

دعا گو محمد احمد خان

(۲۴)۔ از بھاگووال

۱۳-۳-۱۹۵۷

برادر محترم مولوی احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

۱۹۵۷-۳-۹ کو آپ کا ارسال کردہ خط کافی عرصہ بعد ملا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ آپ بخیریت ہیں خیریت نامہ کے ساتھ خوشی بھی آنے کی صورت میں دل خوش ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹا عطا فرمایا ہے۔ خداوند اس نومولود کو اپنا فرمانبردار بنائے۔ الباقیات الصالحات میں سے بنائے خدا دوست اور مقبولان خدا نے بھی جو کہ اس جہاں میں ہوئے انہوں نے بھی اولاد کی خواہش کی ان حضرات اولیاء کرام نے بیٹے کی ولادت کو ان اعمال میں سمجھا تھا جو کہ موت کے بعد باقی رہنے والے ہوتے ہیں۔ جیسا کہ اولاد والدین کی بقاء کا سبب ہوتی ہے اس طرح اولاد کے نیک اعمال والدین کے لئے بعد از مرگ بھی باقی ہوتے ہیں ان کے اعمال میں والدین بھی شریک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ولادت کی خوشخبری سنائی۔ اس لئے یہ خوشخبری بھی اللہ تعالیٰ کے انعاموں میں بڑا انعام ہے جس روز آپ کا خط آیا میں اسی روز دربار عالیہ پر حاضر ہو کر حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر نومولود کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنے مقبولان کے طفیل بزرگان دین کا خادم بنائے اور آپ کے لئے بہترین زادراہ ہو۔ دربار عالیہ جینڈر شریف میں سب لوگوں کو یہ خوشخبری سنائی سارے صاحبان اس خبر سے خوش ہوئے سب نے عزیز کے لئے دعا دی ہے اور مبارک باد عرض کی ہے۔ عزیز کا پیارا نام جو کہ آپ کو خواب میں بتایا گیا ہے عبدالرحمن یہ نام بہت مہوزوں ہے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب اس نام کو پسند فرماتے تھے انہوں نے بھی اپنے صاحبزادے کا نام یہی رکھا تھا۔

ابو محمد حسین صاحب لاہور والے تشریف لائے ہوئے ہیں وہ دربار عالیہ شیخ

چنگانی شریف میں دربار شریف پر بستر اور سنگ مرمر کا کام کروا رہے ہیں اور جیناروں کو

از سرنو بہترین رنگوں سے مزین کیا جا رہا ہے جس کی تکمیل سے دربار شریف میں زائرین کے لئے سہولت اور ظاہری حسن میں نکھار آ جائے گا میں دوسرے تیسرے روز حاضری دے کر کام کا جائزہ لیتا رہتا ہوں اور ضروریات کی چیزیں وہاں فراہم کرتا ہوں۔

والسلام

دعا گو احمد خان

(۲۵)۔ از بھاگووال

۱۹۵۷-۲-۱۹

برادر محترم مولوی احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

طویل عرصہ کے بعد خط ملا عزیزہ غلام فاطمہ کی بیماری صحت کی خرابی سے دل میں تشویش پیدا ہوئی۔ چچک کی بیماری بڑی خطرناک ہوتی ہے۔ خداوند کریم عزیزہ کو صحت کاملہ عطا فرمائے۔

جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کو خداوند کریم کے سپرد کیا ہوا ہے جس دن حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا وصال ہوا اسی روز صبح کے وقت میں آپ سے اجازت لے کر لنگر کے لئے ضروری کام کے سلسلہ میں عازم گجرات ہوتے وقت آپ کے لئے اور اپنے لئے دعا کے لئے عرض کیا تو آپ نے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت اٹھا کر دو تین دفعہ آسمان کی طرف انگلی مبارک سے بھی اسی ذات اقدس کی طرف رجوع کرنے کا تاکید اشارہ کیا اور فرمایا تم دونوں سیدھا خدا کی طرف مستقیم ہو جاؤ۔

آج رمضان المبارک کی ساتویں تاریخ ہے۔ جمعۃ المبارک کو رمضان المبارک کی آمد ہوئی۔ مجاہدہ کی تعریف کتب اولیاء میں یہی درج ہے کہ نفس کی خواہشات کو روکنا یا اس کے خلاف کرنا مقصود صرف یہ ہے کہ نفس اپنی انانیت نہ دکھائے اس سلسلہ میں صاحب طریقت کی دورائے میں اگر ایک گروہ مجاہدہ کو مشاہدہ کا عین کہتا ہے یعنی مشاہدہ مجاہدہ کا ہی نتیجہ ہے دوسرے اس کے خلاف ہیں وہ مجاہدہ کو



مشاہدہ کا عین خیال نہیں کرتے بلکہ مشاہدہ کو اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش تصور کیا ہے۔ جناب حضرت قبلہ داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا ایک گروہ نے کہا من طلب وجد دوسرے نے من وجد طلب یعنی جس نے ڈھونڈا اُس نے پایا۔ یا جس نے پایا اُس نے ڈھونڈا۔ رمضان المبارک میں اللہ تعالیٰ سے دل کے غیر سے خالی رہنے کی دُعا کیا کرو۔

والسلام  
دعا گو احمد خان

(۲۶)۔ از بھاگووال

۲۱-۱۰-۱۹۵۹

برادر محترم مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ  
السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کا ۱۹۵۹-۹-۲۳ کا تحریر کردہ خط ملا آپ نے جو ظاہری اور باطنی سہاروں کے ٹوٹنے کا ذکر کیا ہے۔ خدا بہتر جانتا ہے۔ عالم اسباب میں سبب سے ہی کام چلتے ہیں اسباب اور وسائل کا سہارا دل سے چھوڑنا مقصود ہوتا ہے اس بارے میں بزرگان دین کا مذہب ہے کہ سبب اور مسبب کو جمع کیا جائے اس کا مطلب یہ ہے کہ کام تو اسباب سے لیا جائے اور بھروسہ اسباب پیدا کرنے والے اور مہیا کرنے والے پر کیا جائے۔ اسباب کا قطع کرنا ابتداء میں جائز نہیں ہے حضرت پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ کامل وہ ہوتا ہے جو اسباب اور سبب سے بیک وقت کام لے کیونکہ اسباب سے کام لینا ذات باری تعالیٰ کی مشیت کو پورا کرنا ہے اگر اسباب کو محض بے کار بنا دیا جائے تو یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت کے خلاف ہے۔ جناب قبلہ عالم حضرت صاحب کا ارشاد ہے کہ خالق اور خلق کو جمع کیا جائے اس سے مراد یہ ہے کہ دل کا منہ خالق کی طرف اور جسم کا منہ خلق کی طرف۔ خلق کے ساتھ تعلقات محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضامندی کے لئے ہوں۔ دل کا سیدھا لگاؤ اور یقین ذات باری تعالیٰ اور خالق حقیقی کی طرف ہو۔ جبکہ خلقت کے ساتھ لگاؤ محض اُس کے حکم کی اطاعت اور

فرمانبرداری کی بناء پر ہو۔ اس لئے برادرِ مخلوق اور اسباب کا انقطاع دل سے کیجئے۔ دل کا تعلق اللہ رب العزت کے ساتھ ہو اور مخلوق سے بطریق احسن کام لیجئے۔ اللہ رب العزت کی اطاعت اور فرمانبرداری کرتے ہوئے۔

والسلام  
دعا گو احمد خان

(۲۷)۔ از بھاگووال

۷-۳-۱۹۶۱

برادرِ محترم مولوی احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کو خط تحریر کیئے کافی عرصہ گذر چکا جواب کا انتظار کرتا رہا لیکن جواب سے محروم رہا آپ اپنی صحت اور دل کی صحت کے بارے میں تحریر فرمائیں۔ مومن کی حالت میں اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت اور مصلحت مضمحل ہوتی ہے وہ ذات مقدس مومن کی آزمائش کرتی ہے مومن کا اس حال میں یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ ذات مقدس سے صبر و استقامت طلب کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر خاص اپنی رحمت فرمائے یہ وقت بھی گذر جانے والا ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے کا گذر گیا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت اس کو گزارنے کی کوئی صورت اور سبیل پیدا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے جو کہ تاریکیوں سے روشنی اور ناامیدی سے اُمید پیدا فرما دیتی ہے۔ انسان کی فطرت سامنے کے حالات کو دیکھنے کا تقاضا کرتی ہے اور اسباب و عوامل کی قید سے نکلنا مشکل ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات وہ اسباب بھی پیدا فرما دیتی ہے اور بغیر اسباب کے بھی امر کو ظہور میں لاتی ہے۔ سو بھائی صاحب آپ گھبرائیں نہیں بلکہ ثابت قدمی سے اللہ تعالیٰ کے حضور دُعا کیا کریں میں بھی آپ کے لئے دربار شریف پر حاضری کے موقع پر اور دیگر مواقع پر بھی دعائیں عرض کرتا رہتا ہوں دیگر صاحبان بھی آپ کے لئے دعا گو ہیں۔

والسلام  
دعا گو احمد خان

برادر م مولوی احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کا مورخہ ۱۹۶۲-۹-۳ کا تحریر کردہ خط ملا جو مسئلہ آپ نے تحریر کیا مختصراً عرض ہے کہ جناب حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد مبارک ہے پس معرفت کا دعویٰ کرنے والا بدوں (بغیر عجز اور خوف) کے جاہل ہوتا ہے عارف نہیں ہوتا۔ معرفت کی نشانی سچا ارادہ ہے اسباب کا قطع کرنے والا ہے کیونکہ عارف جوں جوں معرفت میں ترقی کرتا ہے اس کو علم حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے اُسے ذات کبریا کی عظمت اور پاکیزگی نظر آتی ہے بندہ عجز اور اخلاص کے قدموں سے درگاہ رب العزت میں نزدیکی حاصل کرتا ہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد گرامی ہے کہ ذات پاک کو پانے سے عاجز ہونا ہی معرفت ہے۔ یہی مذہب بلد پایہ حضرات کا ہے پھر ان پر خوف طاری ہوتا ہے کہ معرفت کی نعمت جو درگاہ رب العزت سے بندہ کو عطا ہوئی ہے وہ کہیں زائل نہ ہو جائے۔ اس لئے معرفت کی بناء عجز اور خوف ہے۔ دوسرا ارشاد یہ ہے کہ اسباب کو دیکھنے والا رہ جاتا ہے اولیاء کرام کے ارشاد سے یہی سمجھ آئی ہے کہ دل کی آنکھوں سے اسباب کو نہ دیکھا جائے۔ حضرت پیران پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے اندھا ہو جا دل کی آنکھوں سے غیر کو دیکھنے سے نہ کہ جسم کی آنکھوں سے۔ بہرہ ہو جا گونگا ہو جا ہاتھ پاؤں سے۔ اپاہج ہو جا غیر کی طرف دیکھنے اور چلنے سے۔

سب تکالیف کا رفع فرمانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے کیونکہ جو کچھ بندے پر وارد ہوتا ہے وہ سب اسی کی طرف سے اور اسی کے حکم سے کوئی خاص مصلحت اور بہتری لے کر آتا ہے جس مصلحت کو بندہ نہیں جان سکتا۔ تکلیف اور بلا دوستان خدا کا ورثہ ہے جس بندہ پر اللہ تعالیٰ انعام فرمانا چاہتا ہے اللہ اُس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے یہ مصیبت صبر کرنے کی وجہ سے راحت میں بدل جاتی ہے۔ ارشاد گرامی ہے پیران پیر رحمۃ اللہ

تعالیٰ علیہ کا کہ رضا اور موافقت ہی ایسے دو حربے ہیں جو کہ بندے کو خداوند کریم کے قریب کرتے ہیں۔ رضا الہی صبر کرنے سے پیدا ہوتی ہے اور مدد بھی صبر کرنے والوں کو ہی ملتی ہے اکثر دعائیں مانگا کرو کہ صبر کا پہلو ہاتھ سے نہ جائے کیونکہ اللہ رب العزت کا وعدہ ہے کہ وہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔ انسان کسب کرنے کا مکلف ہے آپ اس حد تک کسب کریں اور حالات پر نظر رکھیں اللہ تعالیٰ برکت عطا فرمائے گا۔

والسلام

دعا گو محمد احمد خان

(۲۹)۔ از بھاگووال

۲۵-۱-۱۹۶۴

برادر م مولوی احمد خاں سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کا ارسال کردہ خط کافی دنوں سے آیا ہوا تھا بس جواب دینے میں تاخیر

ہو گئی۔

برادر م اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ مجھ سے مدد مانگو صبر اور نماز کے ساتھ۔ صلوة کے معنی نماز کے بھی ہیں اور دعا کے بھی ہیں۔ صبر کرنے اور مدد مانگنے سے بات بنے گی۔ جناب پیران پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ ”بے صبر کو مدد نہیں“ مدد کو ذات باری تعالیٰ نے صبر کے ساتھ لازم قرار دیا ہے کیونکہ انسان کے چاہنے سے حالات کے اندر تبدیلی نہیں ہوتی بلکہ اُس ذات پاک کے چاہنے سے سب کچھ ہوتا ہے جب انسانی اختیار سے بالاتر چیز ہے تو پھر انسان کو صبر ہی کرنا چاہیے جس کے معنی مجبوری کے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ بندے پر وارد ہوتا ہے اُس میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت ہوتی ہے بندہ اس علم و حکمت سے ناواقف ہے صبر کے معنی یہ ہوئے کہ بندہ اُس ذات پاک کی حکمت و مصلحت پر اعتماد کر کے خاموشی اختیار کرے اور بار بار اپنے دل سے کہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات تیرے لئے بہتر کرے گی اُس ذات پر بھروسہ رکھ۔ دعائیں مانگو اور مدد طلب کرو اُس کی مدد اکثر اسباب کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی

اسباب کے بغیر۔ ثابت قدمی سے حالات کا مقابلہ کرو اصل مقصد دنیا کے مال و متاع کی کشادگی نہیں اصل مقصد تو ذات الہی کی رضا و خوشنودی اور قرب ہے۔ جب تک وہ ذات پاک جس حال میں رکھے اس میں خوش رہنے کی کوشش کرو ویسے دعائیں مانگتے رہنا چاہیے جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے فرماتے کہ تقدیر پر یقین بھروسہ اور اعتماد کرنے کا نام بھی صبر ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا کہ جو کچھ ہوا وہ بہتر ہے یہی ہونا چاہیے تھا۔ اس کو موافقت کہتے ہیں تا وقتیکہ انسان موافقت نہ کرے قرب کا حصول ممکن نہیں ہے کیونکہ یہ عام مشاہدے کی بات ہے کہ آدمی جس کے قریب ہونا چاہے تو اس کے لئے موافقت ہی قرب کا سبب ہوتی ہے اسی طرح اگر ذات باری تعالیٰ کا قرب مقصود ہو تو اُس کے امر کی اطاعت اور علم پر رضا اور موافقت اولین شرط ہے۔ مالدار ہونا یا غریب ہونا بذات خود کوئی مقصد نہیں بلکہ نعمت کے زیادہ ہونے کی صورت میں شکر بھی زیادہ کرنا واجب ہے۔ کاروبار میں امکانی حد تک محنت کرو اور نتیجہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دو اور اللہ تعالیٰ سے قوی امید ہے کہ وہ ذات کوئی نہ کوئی بہتری کے اسباب فرما دے گی۔ عزیزوں کو پیار۔

والسلام

دعا گو احمد خان

(۳۰)۔ از بھاگووال

۳۰-۶-۱۹۶۳

برادر محترم مولوی احمد خاں صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وبرکاتہ

آپ کا خط آئے پندرہ سولہ دن ہو چکے جواب دینے میں دیر ہو گئی ہر روز جواب دینے کا ارادہ کرتا رہا مگر دیر ہوتی گئی۔ دربار عالیہ شیخ چوگانی شریف کے متعلق آپ نے جو واقعہ تحریر کیا وہ کوئی ایسا تعجب خیز نہیں۔ وہ ذات اقدس اُس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے جس کی رفعت اور جلوت کا اندازہ احاطہ ولایت سے بھی بالاتر ہے میں آپ کو جناب قبلہ عالم حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی زبانی دربار عالیہ کا ایک واقعہ عرض

کرتا ہوں تاکہ وہ آپ کے لئے تقویت ایمان کا باعث ہو جناب قبلہ قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اعوان شریف جب پہلی مرتبہ دربار عالیہ شیخ چوگانی شریف حاضر ہوئے تو آنجناب کے پاس ہندوستان کے چوٹی کے اولیاء کرام میں اکیس حضرات کی تصدیقی سند دربار عالیہ میں پیش کی یہ سارا واقعہ عالم متاں کا ہے اور تصدیق نامہ بھی روحانی عالم صاحب کا تھا جب قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت شیخ چوگانی علیہ صلوة و سلام میں تصدیق نامہ پیش کیا تو حضرت شیخ چوگانی شریف نے وہ سند نامہ پھاڑ دیا اور فرمایا وہ حضرات ولایت کو کیا جانیں حقیقت بھی یہی ہے نبوت کی ولایت کے مقابلے میں ولی کی ولایت کیا معنی رکھتی ہے نبوت سے ولی بھی اس طرح ناواقف ہوتے ہیں جیسے عام لوگ ولایت سے۔ یہ شرف ہمارے قبلہ کعبہ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جینڈڑ شریف کو حاصل ہوا کیونکہ آپ کی تربیت حضرات انبیائے کرام کے ذریعے ہوئی اور حضرات انبیائے کرام نے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور پیش کیا دیگر اولیاء کرام کو اولیاء کرام ہی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں پیش کرتے ہیں مگر ہمارے حضرت صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نبوت نے دربار اقدس میں پیش کیا۔

خداوند تعالیٰ کے حضور اُمید ہے کہ اسباب میں برکت ہوگی اور یاس و نا اُمیدی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے چھٹ جائیں گے اُس کے حکم سے جب حالات بدلتے ہیں تو ایسے حالات بدلیں گے کہ موجودہ حالات کا وجود معدوم ہو جائے گا اللہ تعالیٰ سے دُعا عرض کرتا رہا ہوں، کرتا رہوں گا۔

والسلام

دعا گو احمد خان





توحید اور محبت و معرفت الہی  
 سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم  
 ولایت و محبت اولیائے کرام  
 اخلاقِ کریمانہ  
 علم  
 عبادت  
 زہد و تقویٰ  
 توبہ  
 ذکر  
 حیا  
 تصوف  
 صدق اور یقینِ کامل  
 تسلیم و رضا  
 معرفتِ نفس  
 ادب  
 فناء و بقا  
 وجد و سماع  
 حکمت و بصیرت کے متفرق گوہر



## 1۔ توحید اور محبت و معرفت الہی

فرمان الہی جل جلالہ:

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ  
كُفُوًا أَحَدٌ (القرآن الکریم: -۱۱۲: ۱۳۱ تا ۱۳۲)  
تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی  
اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

وهو يقول انى اعوذ برضاك وبمعا فاتك من عقوبتك  
واعوذ بك منك لا احصى ثناء عليك كما اثنيت على  
نفسك (مسلم)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم یہ دعا فرما رہے تھے اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ لیتا ہوں  
اور تیری صفت عقوبت سے تیری صفت عفو کی پناہ لیتا ہوں اور تجھ سے تیری ہی پناہ چاہتا  
ہوں تیری پوری پوری تعریف میری قدرت سے باہر ہے بس تو ایسا ہی ہے جیسی تو نے  
خود اپنی تعریف فرمائی۔

فرمایا یا اللہ تو اپنی محبت میرے دل میری جان میری سمع میری بصر میرے اہل  
میرے مال اور سرد پانی کی محبت سے بھی زیادہ ہے مجھے عطا کر۔ (بخاری)  
فرمایا یا اللہ میرا جسم میرا خیال میرا دل اور میرا سب کچھ تیرے لیے سجدہ کرنے  
والے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی وصال کے وقت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے سر مبارک میری جھولی میں رکھے ہوئے تھے آپ کے آخری الفاظ:

اللهم الرفیق الاعلیٰ اللهم الرفیق الاعلیٰ اللهم الرفیق

الاعلیٰ (بخاری)

فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

حقیقت تو حید یہ ہے کہ کسی کے ایک ہونے پر یقین کیا جائے اور اس کے ایک ہونے پر یقین اور علم صحیح ہو اور ظاہر ہے کہ جب حق تعالیٰ شانہ اپنی ذات صفات میں ایک اور لاثانی ہے اور اپنے افعال میں بے مثل ہے تو وہی ایک ہے موحدوں نے اسے اسی صفت پر جانا ہے اور عقل نے اس کا نام تو حید رکھا ہے۔

توحید کی تین قسمیں ہیں ایک تو حید حق برائے حق اور یہ وہ توحید ہے جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے مختص ہے اس نے اپنے یگانہ ہونے کی تصدیق کی ہے اور اسے اپنی واحدیت کا علم ہے دوسری توحید خلق کے لئے اور وہ حکم باری تعالیٰ ہر بندے کے لئے تو اس پر بندے کے دل میں علم توحید اور یقین وحدانیت ہونا لازمی ہے تیسری توحید خلقت کے حق کے لئے اور اس کی وحدانیت حق تعالیٰ کو جاننا یقین کرنا۔ تو جب بندہ عارف حق ہو تو وہ اس کی وحدانیت پر حکم کر سکتا ہے۔

یہاں یہ جاننا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور ایسا ایک ہے کہ اس میں وصل و فصل کی گنجائش نہیں اس پر دوسرا جائز نہیں اس کا ایک ہونا ایسا عذر نہیں کہ جس کے ساتھ دوسرا عدد ہو سکے وہ محدود نہیں کہ اس کے لئے جہتیں ہوں اور وہ بے نہایت حدوں کا خالق ہے اس کے لئے مکان نہیں اور وہ مکان کا محتاج بھی نہیں۔

وہ عرض اور جوہر سے منزہ ہے وہ حال نہیں کہ اپنے محل میں موجود رہے جوہر اس لئے نہیں کہ اس کا مثل ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کا مثل نہیں طبعی نہیں کہ حرکت و سکون کے لئے میدان کا محتاج ہو روح نہیں کہ جسم کا محتاج ہو جسم نہیں کہ اجر سے مرکب ہو وہ کسی چیز سے مرکب نہیں جمیع نقصانات سے مبرا و منزہ ہے تمام آفات سے پاک اور تمام عیوب سے بلند۔ کوئی اس کی مثل و مانند نہیں اس کا کوئی فرزند نہیں کہ اس کی نسل

اصل کے متقاضی ہو اس کی ذات و صفات میں تغیر و تبدل نہیں ”لا ضد و لاند ولا لربی الا ان کما کان ولم یلق زوالا۔“

اس کی تمام صفات کامل ہیں حتیٰ کہ وہ صفتیں جنہیں مومن اور موحد بصارت کے حکم سے ثابت کرتے ہیں ان سے وہ متصف ہے ملحدین جو صفات اس کے سوا بیان کرتے ہیں اور اپنی ناقص رائے سے اختراع کرتے ہیں ان سے مبرا و منزہ ہے زندہ اور جاننے والا ہے مہربان رحمن و رحیم، ارادہ کرنے والا، قادر علی الاطلاق ہے سننے والا دیکھنے والا، کلام کرنے والا ہے باقی ازلی ابدی ہے عالم ہے اس کا علم اس میں حلول نہیں کرتا اس کے کلام میں جزو اور تجدید نہیں وہ اپنی صفات میں قدیم ہے۔ معلومات اس کے علم سے باہر نہیں موجودات کو اس کا ارادہ ضروری ہے وہ کرتا ہے جو اس کے ارادے میں ہے، وہی کرتا ہے جو اسے معلوم ہے اس کے دوستوں کو تسلیم کے سوا کوئی سبیل نہیں اس کا امر انجام کے سوا نہیں اس کے بندوں کو اس کا حکم بجالانے کے سوا چارہ کار نہیں، نیکی بدی کا اندازہ اس کے علم میں ہے اس کے سوا اور سے امید و خوف نہیں خالق کل ہے اسی کا حکم ہے اس کے سوا کسی کا حکم حقیقی نہیں اس کا ہر فعل اور حکم سب حکمت ہے۔

اس کی قضا حق ہے کوئی اس تک نہیں پہنچ سکتا اس کا دیدار خاص بہشتیوں کو روا ہے تشبیہ و صورت سے بالا ہے سامنے اور روبرو ہونا اس کے وجود واجب الوجود میں نہیں دنیا میں اولیاء اللہ کو اس کا جمال دیکھنا جائز ہے۔

(کشف المحجوب باب نمبر ۱۴)

فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ علیہ

☆ صحیح موحد وہ شخص ہے جس کا معبود اور مقصود خدا تعالیٰ کی ذات ہو جس کی عبادت و اطاعت بلکہ ہر عمل و حرکت صرف خداوند تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا مندی حاصل کرنے کے لیے ہو اس کے سوا دوسرا کوئی بھی مقصد نہ ہو۔ نہ دنیا کا مال و دولت نہ عزت و اقتدار نہ ہی نیک نامی کی خواہش بلکہ دوزخ کا خوف یا جنت کی نعمت کا لالچ بھی مقصود میں داخل نہ ہو۔ قرآن پاک میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول بیان کیا

گیا ہے ”بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب کچھ جہانوں کے رب کے لیے ہے۔“ نیز حدیث پاک میں حضور علیہ السلام کا بارگاہ الہی میں التجا کا ذکر اس طرح سے آیا ہے۔ ”اے الہ العالمین میرا جسم میرا دل اور میرا سب کچھ تیرے لئے ہی سجدہ کناں ہے۔“ پھر بزرگانِ دین کا مذہب بھی یہی ہے کہ خدا تعالیٰ سے سوائے خدا کے کچھ اور طلب کرنا بزرگوں کی طریقت کی خلاف ورزی ہے غرضیکہ جس طرح وہ ہر لحاظ سے تیرا خدا ہے اسی طرح تو بھی ہر لحاظ سے اس کا بندہ ہو جائے۔

☆ لا الہ الا اللہ کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کے سوا ہر شے کی محبت سے فارغ ہو جاوے حتیٰ کہ اپنی محبت سے بھی اور مقصود و معبود صرف اللہ کی ذات ہی رہ جائے۔ فقر کی حقیقت اور خالص توحید نفی ماسویٰ اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔

☆ کلمہ طیبہ لا الہ الا اللہ کے معنوں میں بہت سے درجات ہیں مثلاً پہلے درجے میں ”نہیں کوئی نفع و نقصان کا مالک سوائے خدا کے“۔ ”نہیں کوئی محبت کے لائق سوائے خدا کے“۔ ”نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے خدا کے“ گویا اس کی عبادت اس کے حکم اور اسی کی رضا و خوشنودی کے لیے ہو اور کچھ بھی مطلوب نہ ہو حتیٰ کہ جنت کی خواہش اور دوزخ سے بچنا بھی اس میں حائل نہ ہو پھر یہ کہ ”نہیں کوئی موجود یا مشہود سوائے اللہ کی ذات کے“۔

☆ جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی ذات صفات پر یقین حاصل ہو جائے وہ اس کی صفات پر تدبیر کرتا رہے اُس کے عرفان ایمان میں ترقی ہوتی رہتی ہے اس کا معبود بھی خدا ہوتا ہے۔ مقصود بھی خدا ہوتا ہے وہ اسی کی جستجو میں لگا رہتا ہے ایسا شخص اللہ کی طرف سے بھیجی ہوئی مصیبت پر صبر کرتا ہے اور اس کی عطاء پر شکر اور اپنی رضا کو اللہ کی رضا کے تابع کر دیتا ہے۔

☆ بعد نماز عشاء بیت اللہ شریف میں مراقبہ خیال سے فراغت کے بعد کعبہ شریف کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کعبہ کہہ رہا ہے کہ میری ذات کی تعریف بے حد و بے انتہا ہے اور اس کی طرف سیر نہ ختم ہونے والی ہے وہ ہر تعریف و توصیف سے وراء الوریٰ ہے جس کسی نے اس کی تعریف یا اس کی سیر کی انتہا بیان کی

اُس نے اپنی حد بیان کی ہے نہ کہ اُس کی تعریف۔

☆ معرفت الہی کا حاصل کرنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی سنت ہے پس اس سنت کی اطاعت بھی لازمی ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی سچی محبت و اطاعت اُس کی پہچان کے مطابق ہوگی۔ جس شخص نے اپنے خدا کو پہچان لیا وہ اُس کو بھی دوست رکھے گا اور جس شخص نے دنیا کو پہچان لیا وہ اس میں دل نہیں لگائے گا۔ خدا تعالیٰ کی صحیح پہچان والے نادر و نایاب ہیں۔ کشف کرامت اور برکت کے طالب بہت مل جائیں گے صحیح راہ نما وہ ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جائے اور اس کی عبادت کرائے نہ کہ اپنی پرستش کرانے لگے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ”کسی آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ سے کتاب اور حکم و پیغمبری دے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ہاں یہ کہے گا کہ اللہ والے ہو جاؤ۔“ (القرآن الکریم: ۷۹:۳)

☆ حق تعالیٰ کی محبت بھی انسان کے دل پر غالب نہیں ہو سکتی جب تک اس کی پہچان نہ ہو۔ محبت پہچان کی علامت ہے جو چیز انسان کو اپنے رب کی طرف لے جانے سے روکے اُس کا اٹھ جانا مقصود ہے وہ خواہ ترک اسباب ہو یا نہ ترک کرنا اسباب کا ہو۔

☆ جب معرفت الہی حاصل ہو جائے تب قضا و قدر کی حکمت سمجھ میں آ جاتی ہے۔

☆ میری قبر کی مٹی سے بھی لوگ توحید کا درس حاصل کریں گے۔

☆ انسان کے لیے اس سے بڑھ کر کوئی عذاب نہیں کہ وہ اغیار خدا کی قید و بند میں گرفتار ہو جب تک غیریت کا ایک بال برابر بھی موجود ہے معرفت سے نا آشنا ہے ذات کا وصل اور قرب غیریت کے مٹنے میں ہے انسان کی تخلیق کا باعث معرفت الہی ہے اس کا قرب اور وصل فنا پر منحصر ہے اور فنا سے مراد جسم کی فنا نہیں بلکہ غیریتوں کی فنا ہے حتیٰ کہ اپنے انا کی بھی فنا حاصل ہو جب اس ذات پاک کا نور قدیم جلوہ افروز ہو اور اس کا غیر جو کہ زمانہ ماضی میں عدم محض تھا زمانہ مستقبل میں بھی عدم محض ہوگا موجودہ حال میں بھی عدم محض ہو جاوے تب توحید میں قدم راسخ ہوگا۔

☆ جب تک تو مخلوق کے ساتھ ہے یا تیرے دل میں اُن کے لیے کوئی نہ کوئی

جگہ ہے تلخی اور تنگی تیرے ساتھ ہی رہے گی لیکن جب تو دل سے خالق و مالک کے ساتھ ہو جاوے گا مخلوق سے فارغ ہو جائے گا پھر سکون اور آرام تجھے حاصل ہو جائے گا۔

☆ اللہ سے سچی محبت کی علامت یہ ہے کہ جس چیز کو تو دوست رکھتا ہے اور پسند کرتا ہے اُسے خرچ کرنا اللہ کی راہ میں تیرے لئے آسان ہو جائے۔

☆ وہ شخص بڑا خوش نصیب ہے جس کے دل میں خدا کے سوا کسی غیر کی محبت نہیں نہ اُس کے سوا کسی چیز کی طلب ہے جب تک بندہ اپنی حرص و ہوا اور خواہش و مراد سے خالی نہ ہو وہ اُس کا مقصود حق صحیح نہیں ہوتا فقیری یا تصوف کی حقیقت نفی ماسویٰ اللہ ہی ہے۔

☆ وہ لوگ گمراہ اور جاہل ہیں جو کہتے ہیں کہ بندہ محبت میں اس درجے پر پہنچ جاتا ہے کہ اُس کو عبادت کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ صحیح اور حق بات یہ ہے کہ محبت کے لئے محبوب کی بندگی اور اطاعت آسان ہو جاتی ہے دوسرے کے لیے مشکل۔ سچی محبت تسلیم اور موافقت چاہتی ہے اور موافقت کا نام ہی اطاعت ہے پھر موافقت قریب لے جانے والی ہے۔

☆ قرب دل سے قریب ہونے کا نام ہے خواہ درمیان میں کتنا ہی فاصلہ ہو اور دوری دل سے دور ہونے کا نام ہے خواہ پاس بیٹھے ہوں، آنا جانا ادب میں شمار ہے۔

☆ محبت وقتی جذبے کا نام نہیں بلکہ یہ ساری عمر کے لئے مسلسل کوشش اور جہد کا نام ہے حق تعالیٰ کے ناپسندیدہ کاموں سے بچتے رہنا ضروری ہے خدا تعالیٰ سے سچی محبت مخلوقات کے اندیشوں، اُن سے نفع و نقصان اور اُن کی مدح و ذم سے بے نیاز کر دیتی ہے حق تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی صحیح علامت یہ ہے کہ جملہ موجودات و مخلوقات سے پورا اعراض حاصل ہو جاوے ساری مخلوق تمہیں اپنے لئے چاہتی ہے یعنی اپنی کسی نہ کسی غرض کی وجہ سے تمہارے ساتھ محبت کرتی ہے صرف اللہ تعالیٰ کی ذات تمہیں تمہارے لئے چاہتی ہے۔

☆ جیسے وہ ہر لحاظ سے تیرا خدا ہے اسی طرح تو بھی ہر لحاظ سے اور ہر طرح سے اُس کا بندہ ہو جاوے یہ عبودیت ہے۔

☆ مومن کا اصل مقصود ذات باری تعالیٰ کا قرب اور وصل ہے اس کی خوشنودی کا

حصول ہے دنیاوی نعمتوں کا حصول یا تکالیف و پریشانیوں سے فرار مقصود نہیں محبت سے مراد بھی اطاعت الہی میں مستغرق ہو جانا ہے۔

☆ خدا کی پہچان کے بعد اُس کی خوشنودی کے لئے اس کے حکم کے مطابق مخلوق کی خدمت اور مخلوق کی ایذا کو برداشت کرنا انسانیت کے اعلیٰ جوہر ہیں۔

☆ جو شخص عجز و انکساری سے اپنے آپ کو گنہگار اور کمزور سمجھ کر عبودیت کا سر خدا تعالیٰ کے در اقدس پر جھکا دیتا ہے اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں اُس کو سرخرو کر دیتے ہیں اور اُس کی امداد فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو صرف انسان کا عمل ہی پسند نہیں بلکہ وہ جذبہ صادق زیادہ پسند ہے جس کے تحت بندہ اپنے مالک کا حکم بجالاتا ہے۔ بندہ کا حق ہے کہ اپنے آپ پر کبھی نیک گمان نہ ہو مخلوق خدا پر بدگمانی فضول نہ کریں اور اپنے مالک و مولا پر پورا بھروسہ اور اعتماد پکڑے اور اُس کے احکام کی اطاعت خوشدلی اور محبت کے ساتھ انجام دے۔

☆ نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ بندہ اللہ کا فرمانبردار بنے اور اُس کے حکم کی اطاعت کرتا رہے اور ڈرتا رہے کہ کہیں بد بخت نہ ہو جاؤں۔

☆ خدا کے دوستوں کی نشانی یہ ہے کہ اُن کا ذکر خدا کے لئے ہو اُن کی فکر خدا میں ہو اور اُن کا چین و سکون بھی خدا کے ساتھ ہو۔

☆ کبھی کبھی بلا وجہ اور بلا سبب بھی دل پر غم پریشانی اور شکستگی پیدا ہو جاتی ہے یہ اللہ تعالیٰ کی طرف یا اُس کے دوستوں کی توجہ کی وجہ سے ہوتی ہے جس سے مقصود بندے کے دل سے غیریتوں کو نکال کر ذات کی طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے اور غفلت سے بیدار کرنا ہوتا ہے پریشانی اور شکستگی کے وقت خواہشات نفسانی کمزور بلکہ مانند ہوتی ہیں اور نفس کو جیسی صفائی اور پاکیزگی اُس وقت حاصل ہوتی ہے اور کسنی عمل سے حاصل نہیں ہوتی بقول حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بے قراری کچھ دے جاتی ہے اور قرار کچھ لے جاتا ہے ہر وہ چیز جس سے بندے کا دل غیر سے فارغ ہو کہ ذات الہی کی طرف متوجہ ہو رحمت الہی ہے اور سچی عبادت ہے سوائے فریضہ عبادت کے کیونکہ فریضہ کی ادائیگی میں خواہ یہ مقصد پورا ہو یا نہ ہو امر الہی کے تحت اُس کی اطاعت ہر حال میں

ضروری ہے۔

☆ سالک کا خوشی اور غم دونوں حالتیں اس ذات پاک کے ساتھ اور اسی کے لئے ہیں۔

☆ سارے جہان کی بقاء و سلامتی اُس ذات پاک کی نگاہ سے ہے جس سے ہر شے کو عدم سے موجود کیا اور خود اس کی حفاظت کر رہا ہے ایک لحظہ بھر بھی اس کی حفاظت کے بغیر کوئی چیز قائم نہیں رہ سکتی بادشاہ جب سوتا ہے تو اس کے محافظ بجائے حفاظت کے بادشاہ کو قتل بھی کر سکتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی ذات نے ہی اُن محافظوں کے دلوں میں بادشاہ کا رعب و دبدبہ قائم کر رکھا ہے پس درحقیقت اللہ تعالیٰ خود ہی حفاظت کرتا ہے ورنہ ساری کائنات کا نظام درہم برہم ہو جاوے۔

☆ اَلْحُبِّ لِلّٰهِ وَ الْبَغْضِ لِلّٰهِ کہنے اور لکھنے میں دو ہی لفظ ہیں لیکن ان کے معانی اور حقیقت کا حامل ہونا خاص بندگان خدا کا کام ہے پست ہمت اور کمزور ایمان شخص کا اس میدان میں قدم رکھنا ناممکن ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کے لئے جو کچھ آتا ہے وہی اُس کے لئے بہتر ہوتا ہے اس میں خیر ہے بندہ اپنے ناقص علم کی وجہ سے اُس کو شر یا تکلیف سمجھتا ہے درحقیقت اُس پر جبر اختیار کرنا اور اللہ تعالیٰ کے عالم مقدس اور فضل کو پسند کرنا اس کے قرب کا باعث ہوتا ہے ہاں اُس کے علم مقدس پر ایمان اور اُس کے فضل کو اپنے لئے بہتر سمجھنے کا یقین رکھتے ہوئے اپنے لئے دُعا ئے خیر اور فضل و کرم طلب کرنا اُس کی مدد طلب کرتے رہنا اُس کا حق ہے بندہ جس قدر اپنے آپ کو حقیر عاجز اور محتاج و ذلیل اپنے اللہ کے سامنے ہونے کا اقرار و یقین رکھتا ہے اسی قدر ہی وہ ذات اعلیٰ و مقدس کے حضور معزز و محترم ہوتا ہے چونکہ یہ خود تو اپنے آپ کو ذلیل و خوار اور عاجز ہونا پسند نہیں کرتا اس لئے اللہ تعالیٰ اس کی بہتری کے لئے اس کو مصائب و آلام میں مبتلا کرتے ہیں تاکہ میرا بندہ صبر اختیار کرے اپنے عجز و ذلت کو پہچان لے اور اللہ کی مرضی و علم مقدس کو حق سمجھے اور میرے قریب ہو جائے غیریتوں سے فارغ ہو جائے دل خالی ہو جاوے کیونکہ عبادات سے مقصود دل کا غیر و غیریت سے خالی کرنا ہی ہے۔ پس جس عمل



سے دل زیادہ خالی ہو وہی عمل و عبادت زیادہ کرنی چاہئے۔

☆ خداتعالیٰ کی طرف جانے والے سالک کے دل میں بعض اوقات مخالف خیالات وارد ہونے میں حکمت ربی ہوتی ہے کہ نیک اعمال اور نیک خیالات کی وجہ سے میرے بندے کے دل میں عجب پیدا نہ ہو جو کہ علم الہی میں بندہ کے لئے بہت نقصان رساں چیز ہے عجب سہواً گناہ ہو جانے یا گناہ کے خیالات آنے سے ہی رفع ہوتا ہے بزرگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ جس گناہ سے پہلے خوف اور بعد میں پشیمانی اور سچی توبہ پیدا ہو وہ گناہ ہلکا ہو جاتا ہے بلکہ مٹ جاتا ہے اور قریب ہے کہ نیکی بن جائے اس لئے کہ اپنے متعلق جو خوش فہمی تھی وہ رفع ہو گئی بلکہ اپنے متعلق بدگمانی پیدا ہو کہ عجز و انکساری کا باعث ہوگی البتہ بعض اوقات انسان اپنے عیوب کو دیکھ کر بددل ہوتا ہے یہ شیطان کی طرف سے گمراہی کی طرف لے جانے والی بات ہے کہ وہ مایوسی پیدا کرتا ہے ایسے حال میں اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر معافی طلب کرنی چاہئے اور اس سے ہی امداد کا خواہ ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے شر شیطان و شر نفس سے بچائے۔

☆ پیران پیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان کہ عجز اور عذر کے قدموں سے اُس کی طرف چل سے مراد یہ ہے کہ میں تیری طرف نہیں چل سکتا مگر تیری توفیق کے ساتھ۔ بغیر تیری توفیق کے ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتا لاحول و لا قوۃ الا باللہ کے معانی بھی یہی ہیں کہ بدی سے بچے اور نیکی کو حاصل کرنے کی طاقت سوائے تیرے فضل رحمت اور توفیق و امداد کے مجھ میں ہرگز نہیں ہے اور عذر سے مراد یہ ہے کہ اپنے نیک اعمال میں نقص نظر آوے اُس بارگاہ عالی میں پیش کرنے کے قابل نہ سمجھے اور اپنی کوتاہی و کمزوری کو نظر میں رکھے شرم محسوس کرے کہ یا اللہ میرے کھوٹے کو کھرا کر دنیا اور قبول فرمالینا تیرے ہی قبضہ قدرت میں ہے میں عاجز بے بس و ناکارہ ہوں۔

☆ ظاہری حالات و اسباب بذات خود متحرک نہیں بلکہ ان میں حرکت ذات باری تعالیٰ کے حکم کے تحت ہوتی ہے۔ اسباب سے کام لینا حکم الہی کے تحت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی حیثیت کے مطابق نظام الہی اسباب کے ساتھ چل رہا ہے اور اسباب اسی کے پیدا کردہ ہیں۔ اس لئے ان کو استعمال کرنا عین مرضی الہی ہے اُس ذات مقدس کے

سارے کام حکمت اور مصلحت سے خالی نہیں ہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ اسباب پر نظر اور انحصار نہ رکھا جاوے بلکہ سبب الاسباب پر نظر رکھی جاوے اصل مقصود یہی ہے کہ اسباب کے وجود سے گذر مسبب پر یقین و اعتماد کیا جاوے۔

☆ ساری عبادات سے مقصود دل کو غیریتوں سے خالی کرنا ہے جب تک دل غیر خدا سے خالی نہ ہو اطمینان حاصل نہیں ہوتا انسان کے دل اور دماغ میں جو خواہشات پوشیدہ ہیں ان کو روکنا اور مغلوب کرنا ان کی مخالفت کرنا مجاہدہ میں داخل ہے۔

☆ مومن کے لئے ہر حال میں خدا تعالیٰ کی خاص حکمت و مصلحت کا فرما ہے خدا تعالیٰ اپنے بندے پر بلا و تکالیف بھیج کر آزمائش فرماتا ہے بندے کا فرض ہے کہ اپنے اللہ سے صبر و استقامت طلب کرتا رہے صبر و شکر اختیار کرے دراصل اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے دل میں یہ صفات پیدا کرنا چاہتا ہے اور انہی صفات کی تکمیل و استقامت ایمان کو کامل کرنے والی ہے اور قرب الہی میں لے جانے والی ہے اللہ تعالیٰ کی منشاء و مرضی ہے کہ بندے کا منہ میری طرف متوجہ ہو اس کے گردا گرد تکالیف کا گھیرا پیدا کرتے ہیں تاکہ بندے کا دل ان تکالیف و پریشانیوں اور تفکرات کی وجہ سے غفلت سے ہوشیاری میں آ جاوے دنیا کی محبت و الفت سے اس کا دل اچاٹ ہو جائے تاکہ تقدیر کا لکھا پورا ہو اور اس بلا و تکالیف کو انعام میں تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

☆ انسانی زندگی کا مقصود خدا تعالیٰ سے تعلق اور تعارف پیدا کرنا ہے اگر خدا سے تعلق اور تعارف پیدا نہ ہو تو باقی سب کچھ فضول اور عبث ہے اگر خداوند تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ہو تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ نماز سے کوتاہی ہو جس وقت دل پر مایوسی کی کیفیت ہو تو یہ شیطانی وسوسہ ہے ایسی حالت میں استغفار پڑھا جائے اور خداوند سے مدد طلب کی جائے انسان جب کسی غیر کا سہارا لیتا ہے یا مدد کا طالب ہوتا ہے تو اسی سبب سے مخالفت ظہور میں آتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ اُس کا بندہ غیر کا سہارا پکڑے اللہ تعالیٰ کی منشاء و مرضی یہ ہے کہ بندہ سیدھا خداوند تعالیٰ کی طرف جاوے حضرت سیدنا یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت یوسف علیہ السلام کو دوسرے صاحبزادوں کے سپرد کیا تو اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک دونوں کو رُلا لایا۔

☆ جب تک انسان موافقت نہ کرے قرب کا حصول ممکن نہیں کیونکہ یہ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ جس آدمی کے قریب ہونا چاہو تو اُس کے لئے موافقت ہی قرب کا سبب ہوتی ہے اسی طرح ذات باری تعالیٰ کا قرب مقصود ہو تو اُس کے امر کی اطاعت اور علم پر رضا اور موافقت اولین شرط ہے۔

☆ وہ ذات پاک بندہ کے لئے بہتر کرتی ہے بندہ اپنی بہتری کے بارے میں نہیں جانتا جیسا وہ بندے کے بارے میں جانتا ہے اگر بندہ اپنی بہتری کے بارے میں جان بھی لے تو حالات کو اپنے جاننے کے مطابق تبدیل نہیں کر سکتا سو اسی ذات پاک پر بھروسہ رکھا جائے اسی سے دعائیں مانگی جائیں اور اسی سے مدد طلب کی جائے۔ اُس کی مدد اکثر تو اسباب کے ذریعے ہوتی ہے اور کبھی کبھی بغیر اسباب کے بھی۔

☆ ذات باری تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے رہنا چاہیے گھبرانا نہیں چاہیے حالات جیسے بھی ہوں ثابت قدمی کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرنا چاہیے اصل مقصد دنیا کے مال و متاع کی کشادگی اور آسودگی نہیں ہے بلکہ اصل مقصد تو ذات باری تعالیٰ کی رضا، خوشنودی اور قرب ہے وہ ذات پاک جب تک جس حال میں رکھے اُس حال میں خوش رہنے کی کوشش کی جائے جب چاہے گا اس میں سے نکال کر کامیاب کر دے گا۔

☆ خدا کی طرف جانے والے انسان کو لازم ہے کہ وہ خدائے پاک کی صفات پر کما حقہ یقین کرے جن بنیادی عقائد پر یقین کرنے کا حکم دیا گیا ہے اُن کی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے بھی اقرار کرے عقائد کا صحیح ہونا ضروری ہے نجات انسانی خدا کے فضل و کرم اور درست عقائد و اعمال صالح پر مبنی ہے اگر انسان کا عقیدہ بمطابق قرآن پاک اور سنت رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے تو اعمال کی خامیوں اور کوتاہیوں کو اللہ تعالیٰ بذریعہ استغفار معاف فرمادیں گے لیکن جس کا عقیدہ ہی غلط ہے اُس کو اعمال کما حقہ فائدہ نہ دیں گے اس لئے لازم ہے کہ پہلے عقائد کو درست کیا جاوے۔ اس وقت دنیا میں غلط عقائد کی سخت خطرناک اور تاریک آندھیاں چل رہی ہیں جس سے انسان کا دل اثر پذیر ہوئے نہیں رہ سکتا اس کے بعد امر و نہی کی قید میں آئے جن امور کا اللہ تعالیٰ نے کرنے کا حکم دیا ہے اُن کو سرانجام دے امر کی اطاعت

اور نہی سے بچنے کی توفیق اللہ تعالیٰ سے ہر دم طلب کرتا رہے۔ بعد ازاں دل پر دنیا کو موخر کرنے اور عقبیٰ کو مقدم کرے یعنی اس کے نزدیک دنیا کی ہر چیز ہیج اور ذلیل ہو جاوے عاقبت اور عاقبت کی ہر چیز اُس کے دل پر مقدم ہو جاوے جب یہ خیالات پختہ ہو جائیں تو اس سے بھی اوپر نگاہ لے جا کر اس امر کا تفکر کرے کہ بے شک عاقبت دنیا سے افضل ہے لیکن وہ ذات مقدس جو عالم دنیا عالم عقبیٰ عالم امر عالم خلق کی خالق ہے جب اُس کی پیدا کردہ اشیاء میں اتنا حسن اور لطافت ہے جس کی تعریف کرنے سے انسانی زبان عاجز ہے تو اس کی ذات مقدس جو کہ مظہر اور خالق کون و مکان ہے اُس کے قرب میں کیسی لذت اور اطمینان ہوگا تو سالک تفکر کر کے جیسا کہ اُس نے پہلے دنیا سے نظر اٹھائی تھی اور عقبیٰ کو مقصود قرار دیا تھا اب عقبیٰ سے بھی نظر اٹھائے صرف اور صرف اُس ذات مقدس کی طرف رجوع کرے۔ ہر عمل اس کے فضل و کرم سے کرے اور اُس کے ہر کام کا مقصود ذات باری تعالیٰ کی محبت، قرب، معرفت اور رضا جوئی ہو جب بندہ ان خیالات میں وقت گزارتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد ان خیالات میں پختگی پیدا ہو جاتی ہے پھر خدا کا فضل و کرم اُس کو پسند اور منظور فرماتا ہے اس کے دل سے مذمومہ صفات اور رزیلہ اخلاق اور غیریت کو دور کر دیتا ہے اور بندہ وصل الہی میں پہنچ جاتا ہے۔

☆ بعض اوقات بلا وجہ بھی غم کے آثار پیدا ہو جاتے ہیں جس سے مقصود ذات کا بندے کے دل کو دوسری غیریتوں سے نکال کر ذات کی طرف متوجہ کرنا ہوتا ہے اور غفلت سے بیدار کرنا بھی مقصود ہوتا ہے جب انسان کے دل میں کمزوری پیدا ہوتی ہے تو اس کے سب قوائے اور خواہشات کمزور ہو جاتی ہیں ایک شکستگی اور پریشانی پیدا ہوتی ہے جو سالک کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتی ہے سالک کا دل اسی ذات سے ہی خوش ہے اور اسی سے ہی غمگین ہے۔ دوسرے الفاظ میں باری تعالیٰ کی نظر سے ہی غم ہوتا ہے اور اسی نظر سے خوشی ہوتی ہے سیدنا حضرت یحییٰ علیہ السلام ساری عمر ہی روتے رہے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ساری عمر خوش رہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ذات مبارک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا وجہ ہے آپ ہمیشہ خوش رہتے ہیں اور میں

ہمیشہ روتا ہوں اس پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ نہ تم اپنے آپ روتے ہو نہ میں اپنے آپ خوش رہتا ہوں بلکہ اس ذات اقدس کی نظر ہے جو تم کو رلاتی ہے مجھ کو ہنساتی ہے۔ انسان کا دل غموں کی بارش سے جس قدر صفائی اور پاکیزگی اختیار کرتا ہے اور کسی چیز سے نہیں مقصد یہ ہے کہ ہر حال میں بندے کا دل ذات کی طرف متوجہ ہو وہی رحمت الہی ہے جس چیز سے بندے کا دل ماسوا اللہ تعالیٰ سے خالی ہو اور ذات سے محو ہو وہی عبادت الہی ہے۔

☆ وہ شے جو کہ طالب کو ذات پاک سے رو کے خواہ وہ ترک اسباب ہوں خواہ نہ ترک کرنا اسبابوں کا جو رکاوٹ اور حجاب ہے اُس کا اٹھ جانا مقصود ہے۔ جب طالب ذات باری تعالیٰ کی عبادت کے لیے اپنے آپ کو خالص کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ راضی ہو کے اُس کے دل سے اس کا ارادہ اختیار اٹھا دیتے ہیں اور ذات باری تعالیٰ کا ارادہ و اختیار آجاتا ہے جب اُس کا ارادہ و اختیار نہ رہا بلکہ ذات کا ارادہ جاری ہو تو ترک اور عدم ترک اُس کی مرضی پر منحصر ہے سالک کو جس حال میں رکھے اُس کے لئے بہتر ہوگا کیونکہ بہتر وہ ہوتا ہے جو سالک کے لئے ذات حق کرے نہ کہ وہ خود کرے۔

☆ سالک کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی جملہ موجودات کی حقیقت کو عدم جانے اور ذات باری تعالیٰ کو موجود اور حقیقت جانے یہ علم ہے جب حال بن جائے گا تو یہ سالک کا توحید میں پہلا قدم ہوگا۔

☆ بندہ جب اس بات کا یقین کر لے کہ تخلیق کون و مکان سے پیشتر کسی بھی مخلوق کو اپنے ہونے کا علم نہ تھا اور وہ ذات پاک جو اول و آخر ہر چیز پر محیط ہے جسے اپنے بندوں کی سراسر بہتری مقصود ہے اُسے ہر سائل کی حاجت کا علم ہے اس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی نہیں نہ عطاؤں میں رکاوٹ ہے اگر عطاؤں میں دیر ہے تو اس میں مانگنے والوں کی بہتری ہوتی ہے۔

☆ ہمیں اس دنیا میں کشف و کرامات اور برکت و شرف کے طالب بہت سے لوگ ملیں گے لیکن خدا کی محبت والے کم۔ غیر اللہ کو دل سے دور رکھنے والے اور اس کے دروازے کی طرف رہنمائی کرنے والے بھی بہت کم ملیں گے۔

☆ اللہ کی ذات پاک بزرگ و برتر ہے بندہ اس کی نافرمانی کرتا رہتا ہے لیکن وہ بندے کی پردہ پوشی کرتا اور معاف کرتا ہے کیونکہ وہ اپنے بندوں سے محبت کرتا ہے۔

☆ تمام دنیاوی کاموں مثلاً کشائش رزق اور مشکلات کے حل کے لئے خدا دوستوں کے پاس نہیں جانا چاہیے بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور قرب کے حصول کے لئے حاضری سود مند ہے اس سے دنیاوی کام بھی خود بخود ہوتے رہتے ہیں اور ان کے طفیل دعائیں بھی قبول ہوتی ہیں۔

☆ دل میں اللہ تعالیٰ کے لئے خلوص ہونا چاہیے دکھاوے سے کام نہیں لینا چاہئے کیونکہ دل اللہ تعالیٰ کی گذرگاہ ہے کسی غیر کی نہیں ایک شخص آپ کے پاس لنگر کے لئے کوئی معمولی چیز لے کر آیا آپ نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے لنگر میں بھیج دی فرمایا مجھے دکھانے کی ضرورت نہیں ہر کام اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کرنا چاہئے یہ لنگر میرا نہیں خدا کا ہے اور یہ سب کا مشترک کام ہے۔

☆ رضاء الہی پر قائم رہنا انبیاء کا مقام ہے اور اولیاء کا حال ہے۔

☆ گرمیوں میں جس بہت تھا فرمایا جب تک خدا کی مرضی نہ ہو اس وقت تک ہوا بھی نہیں چلتی خواہ سارے زمانے کے ولی اکٹھے ہو جائیں۔

☆ توحید یہ ہے کہ خدا کی محبت کے سوا ہر شے کی محبت سے انسان فارغ ہو جائے اس کا معبود و مقصود و مطلوب صرف اور صرف خدا کی ذات ہو اور اس کی خوشنودی کا حصول اسی کی مراد ہو یعنی نفی ماسوا اللہ کا نام توحید ہے۔ مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی طرف کھڑے ہو کر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تصدیق فرماتے ہیں کہ تصوف نفی ماسوا اللہ میں مضمحل ہے۔

☆ سچا مو احد وہ ہے جس کا معبود اور مقصود اللہ رب العزت کی ذات ہو اور جس کی عبادت و اطاعت اپنے مالک حقیقی کی خوشنودی کے لئے ہونے کی عزت و اقتدار اور خواہش جنت کے لئے۔ اے انسان جس طرح وہ ہر لحاظ سے تیرا خدا ہے تو بھی ہر لحاظ سے اُس کا بندہ ہو جا۔ مرد حق کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی جملہ موجودات کی حقیقت کو عدم جانے اور ذات حق تعالیٰ کو موجود اور حقیقت جانے اور باقی کائنات کی ہر چیز کو اپنے

رب کی طرف سے جانے۔

☆ اللہ تعالیٰ کے چار جہان حقیقت ہیں اور یہ چاروں جہان بھی مرد کامل کو عطا ہوتے ہیں عالم ناسوت اس میں زمین آسمان چاند سورج ستارے سمندر فضا خشکی جن بشر حیوان اور ساری کائنات عالم ملکوت اس میں ارواح اور ملائکہ شامل ہیں عالم جبروت اس میں تجلیات اور انوار قدرت الہیہ جبکہ عالم لاہوت جہاں خود ذات حق اپنی تمام شانوں عظمتوں رفعتوں کمالات جلالیہ اور کمالات جمالیہ اور وصف حمدیت احدیت کے ساتھ موجود ہے۔

☆ کسی شخص کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہوگا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت تامہ حاصل ہوگئی ہے اس کی مثال اس طرح ہوگی جیسے کوئی آدمی یہ کہے کہ میں نے آسمان کو دیکھ لیا ہے حالانکہ اس نے سارے آسمان کو نہیں دیکھا حالانکہ آسمان کا جو حصہ اس کے سامنے ہے اس کو بھی اس نے کما حقہ نہیں دیکھا بلکہ دھندلے سے نشان کو اس نے آسمان سمجھ رکھا ہے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور اس کی صفات لامحدود ہیں لامحدود کو محدود اپنے احاطہ عرفان میں نہیں لاسکتا اس بات کو واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لا تدركه الابصار یعنی یہ محدود نظریں اس ذات لامحدود کا ادراک نہیں کر سکتیں عقل انسانی اس ذات کے ادراک سے عاجز ہے حالانکہ اس نے یہ بھی فرمایا ہے جس طرف تم منہ کرو گے مجھے پالو گے اور یہ ارشاد بھی ہے کہ میں شہہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

## ۲۔ سرکارِ دو عالم ﷺ

فرمان الہی جل جلالہ:

يا ايها النبي انا ارسلتك شاهدا و مبشرا و نذيرا و داعيا  
الى الله باذنه و سراجا منيرا (القرآن الكريم: - ۳۳: ۲۵: ۲۶)  
اے غیب کی خبریں بتانے والے (مجتبیٰ) بے شک ہم نے تمہیں  
بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس

کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

انا اولی بکل مو من من نفسہ (ابوداؤد)

میں ہی ہر مسلمان کا اسکی جان سے زیادہ والی ہوں۔

فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

یہ صفت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھی کہ جب معراج کی شب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقام قرب میں پہنچایا تو مقام کا فاصلہ تھا مگر قرب کا فاصلہ نہ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حال عوام کے فہم سے بالا ہے اور اوہام سے جدا اس حد تک دنیا نے اسے گم کیا۔ وہ آپ سے گم ہوا اور صفت بے صفت کی فنا میں حیران طبیعت کی ترتیب اور اعتدال مزاج پریشان ہوا۔ نفس دل کے مقام پر پہنچا اور دل جان کے درجے تک اور جان سر کے مقام پر اور سر قرب کی صفت میں اور سب میں سب سے جدا ہوا چاہا کہ وجود خراب ہو جائے اور جسم کو چھوڑے اور اس سے مراد محبت قائم کرنا تھا حکم ہوا کہ بحال ہوتا کہ قوت پائے اور وہ قوت اس کی قوت ہو اور اس کی ہستی سے ہستی ذات ظاہر ہو چنانچہ فرمایا: انی لست کا حد کم انی ابیت عند ربی فیطعمنی و یسقینی یعنی میں تم جیسا نہیں میں اپنے رب کے پاس شب باش ہوتا ہوں وہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے جس سے میں زندہ و قائم ہوں اور یہ بھی فرمایا: لی مع اللہ وقت لا یسعی فیملک مقرب ولا نبی مرسل میرے لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایک وقت خاص ہے جس میں ملک مقرب اور نبی مرسل بھی نہیں وسعت پاتا۔

(کشف المحجوب باب نمبر ۱۴)

فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ علیہ

☆ پورا دین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینہ مبارک میں سمویا گیا۔ اللہ  
نشرح لك صدرك سے یہی مراد ہے کسی اور کو یہ شرف کمال حاصل نہیں البتہ حضور صلی



اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل تابعداروں کو حسب استعداد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل کم و بیش شرح صدر سے حصہ عطا کیا گیا ہے۔

☆ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت اور سعادت کی علامت ہے جیسے استاد کی حاضری شاگرد کے لئے ادب اور محبت کے ساتھ استاذِ علم حاصل کرنے کا ذریعہ ہے مگر صرف زیارت یا سرسری محبت سے استاد کا علم حاصل نہیں ہوتا بلکہ زیارت اور محبت کے علاوہ استاد سے سبق حاصل کرنا اس کو یاد کرنا ان کے حکم کی تعمیل کرنا لازمی ہے یہ بھی زیارت کا اعلیٰ درجہ اور اعلیٰ قسم ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جو علم معرفت اور ایمان و یقین حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے خدا کے ساتھ حاصل تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ توجہ و دُعا و برکت کے ساتھ اپنی اہمیت اور استعداد کے مطابق اس کو بھی حاصل کیا جائے۔ صحابہ کرام کو یہ دولت بدرجہ اتم حاصل تھی صحابہ کرام کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُمت کے کامل تابع فرمانوں کو بھی اس نعمتِ عظمیٰ سے حصہ عطا ہوتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت اور خوشنودی اسی زیارت سے حاصل ہوتی ہے اسی لیے کہ استاد کے نزدیک لائق اور قابل شاگرد وہ ہے جو استاد کی حاضری میں بھی رہے اس کا ادب و احترام بھی کرے اس سے محبت بھی کرے اس سے حاصل شدہ علم کے مطابق استاد کی اطاعت بھی کرے بلکہ موافقت کلی اختیار کرے۔

☆ اللہ رب العزت کی معرفت کامل بغیر اطاعت و عطا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ممکن نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عطا سے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کا عرفان حاصل ہوتا ہے اور سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درجوں بلند کرنے والی ذات اللہ رب العزت کی ہے نہ کہ مجاہدات اور ریاضت۔ اسی لیے سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کوئی شخص اپنے اعمال و مجاہدات کی بناء پر بخشش کا حق دار نہیں ہوگا بلکہ ہر انسان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی بخشا جائے گا پھر فرمایا اگر کوئی شخص قرب الہی کا طالب ہے تو اس کو حاصل کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ اور نظر التفات حاصل کرنی چاہیے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی کئی قسمیں ہیں ایک زیارت ظاہری ہے جو آپ کے جسم شریف کی زیارت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری میں ہر خاص و عام کو حاصل ہوئی دوسری قسم کی زیارت پہلی قسم کی زیارت سے بہتر ہے وہ حقیقت میں آپ کی شریعت کی متابعت اور امر و نواہی کی تعمیل اور اصلاح اخلاق سے حاصل ہوتی ہے جس کو شریعت محمدی کی جتنی توفیق رب العزت عطا فرمائے۔ گویا وہ شخص اتنا ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی زیارت سے مستفیض ہوتا ہے۔ تیسری قسم کی زیارت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو معرفت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل تھی۔ انسان سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ اور عنایت سے اپنی بساط کے مطابق اسے حاصل کرے۔

☆ ہر کوئی اپنی استعداد کے مطابق خدا کو پہچانتا ہے مگر ستر ہزار پردوں کو طے کر کے خدا تعالیٰ کی معرفت اور دیدار کا حاصل ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل اطاعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اور توجہ کے بغیر ناممکن ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خدا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ سے ہی دیکھا جاسکتا ہے خدا تعالیٰ کی محبت معرفت اور قرب کے حصول کے لیے اس سے بڑھ کر اور کوئی اعلیٰ ذریعہ نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا اور توجہ اور حضوری حاصل ہو جائے کوئی رتبہ اور کوئی درجہ بلند بغیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے حاصل ہونا ناممکن ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب صفات کامل درجے کی ہیں اور سب میں سے صفت تسلیم بڑھی ہوئی ہے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خدا کی مرضی و ارادے کو قبول فرماتے ہوئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا تھا ایک بال برابر بھی اپنے لئے کچھ باقی نہیں رکھا تھا اور خدا کی مرضی میں گم ہو گئے تھے۔ اپنا سب کچھ خدا کے حوالے کر دیا ہوا تھا اس کی تائید اس بات سے ہوتی ہے کہ جب معراج کے وقت اللہ تعالیٰ نے آپ کو امت کے لئے پچاس نمازیں فرض قرار دیں تو آپ نے من و عن قبول فرمایا اور تسلیم کرتے ہوئے واپس شریف لائے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بار بار تکرار کی وجہ سے کہ میں اپنی امت کو آزما چکا ہوں آپ کی امت اتنا بوجہ برداشت نہیں کر سکے گی

آپ پھر اللہ تعالیٰ سے التجا کریں کہ رعایت دی جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اللہ کی بارگاہ میں عرض گذاری کے بدولت پانچ نمازوں تک نوبت پہنچی ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر بار مان کر ہی چلے آتے رہے۔ مدینہ طیبہ میں مواجہ شریف کے سامنے کھڑے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت تسلیم، محویت استغراق اور کامل فنا کو دیکھ کر مجھے شرم محسوس ہوئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کروں یا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرض کروں لیکن ایسا یقین کامل مجھے حاصل ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کوئی چیز حتیٰ کہ ایک بال تک بھی باقی نہ رکھا سب کچھ خدائے پاک کے حوالے کر دیا ہوا ہے لہذا بے اختیار یہ کلمات مبارکہ میری زبان سے نکلے سبحان اللہ و بجمہ اور بار بار یہی کلمات ادا ہوتے رہے کسی کے سوال کرنے پر کہ پھر مخلوق کی پکار کا جواب کون دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ خود آپ کی طرف سے پکار سنتا اور جواب دیتا ہے۔

☆ انبیاء علیہم السلام کا علم حقیقی اور شک و شبہ سے مبرا ہوتا ہے اس لئے جو بات جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے نکل گئی وہ پتھر پر لکیر ہو گئی اس کے خلاف عقلی دلائل فلسفیات یا تجربات کی بناء پر جو نظریے بھی قائم کیے وہ اپنے اپنے وقت پر غلط ثابت ہوتے رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ عقل دنیا مادیات سے فائدہ اٹھانے میں خواہ کس عروج پر پہنچ جائے اس سے معاد کی تکذیب نہیں ہو سکے گی دنیا بھر کے دانشمند عقلی دلائل سے معاد کو غلط قرار دے دیں تو اس کی مثال ان اندھوں جیسی ہوگی جو دن کے وقت کہیں کہ اندھیزا ہی اندھیرا ہے۔

☆ یوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جمیع انبیاء و مرسلین کے کمالات کا مجموعہ تھے مگر سب کمالات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ کمال آپ رضائے الہی کے سامنے سر تسلیم خم کرنے میں سبقت لے گئے تھے آپ کی ہر ادا نمایاں رہی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اس پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ وما ینطق عن الہوی ان هو الا وحی یوحی کہ ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی خواہش سے بولتے بھی نہیں جو کچھ فرماتے ہیں وہ فرماتے ہیں جو ان کو بہ ذریعہ وحی بتایا جاتا ہے۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رضاء الہی کے سامنے سرخم تسلیم کرنے کا ہی اثر تھا کہ معراج کی شب اللہ تعالیٰ کے دیدار ہونے کی صورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باہوش رہے۔ ورنہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر ایک ہی جلوہ سے بیہوش ہو گئے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے ارادے سے دیدار الہی کی التجاء کی تھی اس لئے وہ ذات باری تعالیٰ کی تجلی کی تاب نہ لاسکے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ارادہ ترک کیا ہوا تھا بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ارادہ سے معراج کرایا تھا اور وہ وسعت عطا فرمائی کہ دیدار الہی کے وقت باہوش رہے۔

☆ مولوی فیروز الدین گجرات کی درخواست جب آپ کے سامنے پیش ہوئی کہ کوئی ایسا طریقہ وظیفہ بتائیں جس سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جائے کے جواب میں ارشاد فرمایا مولانا کے سوال سے پتہ چلتا ہے کہ وہ صاحب علم اور دانا شخص نہیں ہیں کیونکہ دانا آدمی جب کسی بادشاہ کی ملاقات کا ارادہ کرتا ہے تو پہلے ایسے کام کرتا ہے جس سے اس کو شاہی دربار تک رسائی حاصل ہو بلکہ اسے یقین ہو جائے کہ وہ دربار شاہی میں ضرور شرف یابی حاصل کر لے گا۔ دربار میں حاضر ہونے کے لئے اپنا لباس تیار کرتا ہے اپنے بدن کو تمام قسم کی آلائشوں کٹافتوں سے پاک کرتا ہے ظاہری صفائی کے بعد بادشاہ کے نقیبوں تک رسائی حاصل کرتا ہے تاکہ بادشاہ تک پہنچا جاسکے جب دربار میں حاضر ہوتا ہے تو شاہی آداب بجالاتا ہے محتاط رویہ اختیار کرتا ہے۔ ایسی حرکات سے اجتناب کرتا ہے جس سے بادشاہ ناراض ہو جائے ایسے کام کرتا ہے کہ جس کو دیکھ کر بادشاہ خوش ہو کر انعام و اکرام سے نوازے کوئی نہیں چاہتا کہ بڑے بڑے جرم کروں گندے لباس میں بادشاہ کی خدمت میں جاؤں کہیں بادشاہ ناراض ہو کر سزا نہ دے دے۔ اسی مثال کو پیش نظر رکھتے ہوئے سوال کرنے والے کو سوچنا چاہیے کہ سب سے پہلے اپنے خیالات اور دل کو پاک و صاف کرے۔ اللہ رب العزت کے حکم کے مطابق امر و نہی پر عمل کرے۔ فرائض و حقوق پورے کرے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر ممکن حد تک اطاعت کی جائے ایسے کاموں کے لیے جدوجہد کرے جس سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش ہو جائیں جب کوئی

مکمل تیاری کر لیتا ہے اور اس قابل ہو جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو سکے تو پھر خود بخود کرم کے دروازے کھل جاتے ہیں ورنہ ہر قسم کی کٹافتوں سے ملوث شخص کے لیے یہ ساعت مشکل ہو جاتی ہے اگر زیارت نصیب بھی ہو جائے تو خواب کی ہیئت مختلف ہو گئی اپنے اپنے اعمال کے مطابق زیارت سے مشرف ہو گا اس قسم کی زیارت اگر نصیب ہو بھی جائے تو اس قدر فائدہ نہیں ہو گا جس قدر فائدہ معرفت الہی، عرفان الہی، قرب الہی حاصل کرنے کے لئے اتباع مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ بندہ اتباع میں کامل ہو کر خود بخود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ و التفات حاصل کر لیتا ہے اس صورت میں جب زیارت سے مشرف ہوتا ہے تو وہ نہایت ہی سود مند معاملہ ہوتا ہے۔

### ۳۔ ولایت و صحبت اولیاء کرام

فرمان الہی جل جلالہ:

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون الذین امنوا و کانوا یتقون لہم البشری فی الحیوة الدنیا و فی الاخرة لا تبدل لکلمت اللہ ذلک هو الفوز العظیم ○  
(القرآن الکریم: ۱۰-۶۲ تا ۶۴)

سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم وہ جو ایمان لائے اور پرہیزگاری کرتے ہیں انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ قال

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب وما تقرب الی  
عبدی بشی احب الی مما افترضت علیہ وما یزال  
عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احبته فاذا احبته  
كنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یبصر بہ و یدہ  
التي یبطش بہا و رجلہ التي یمشی بہا (بخاری)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا  
اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی میری  
طرف سے اس کو اعلان جنگ ہے میرا بندہ میرا تقرب کسی اور عمل  
سے جو مجھے پسند ہوا اتنا حاصل نہیں کرتا جتنا کہ اس عمل سے جو میں  
نے اس پر فرض کیا ہے میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرے قریب  
ہوتا رہتا ہے تا آنکہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں جب میں  
اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو اس کا وہ کان ہو جاتا ہوں جس  
سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا  
ہے اور وہ ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ کام کرتا ہے اور وہ پاؤں  
جس سے وہ چلتا ہے۔

### فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

اولیاء اللہ کا اللہ تعالیٰ ناصر و مددگار ہے اور اس نے اپنی ان پاک ہستیوں کو  
اپنی دوستی اور ولایت کے لیے مخصوص کر لیا ہے اور وہ اللہ کے ملک کے والی بنائے گئے  
ہیں اور ان کو اپنے افعال اور قوت کا مظہر بنایا ہے اور انواع و اقسام کی کرامتیں ان کی  
ذات کے ساتھ مخصوص کر دی ہیں اور آفات طبع و ہوائے سے ان کو پاک کر دیا ہے اور  
نفس کی پیروی سے ان کو آزاد کر دیا ہے ان کی ہمت و ارادے سوائے معیت قوت الہی  
کے ظہور میں نہیں آتے اور ان کے انس و محبت کا رابطہ سوائے اس فعال مطلق کے کسی  
کے ساتھ نہیں یہ لوگ ہم سے قبل موجود تھے۔ زمانہ گذشتہ میں تھے اور وہ فرامین مصطفیٰ

علیہ التحیۃ والثناء کے ساتھ ایسے مجرد ہیں کہ متابعت نفس کی راہ ان پر مسدود ہے حتیٰ کہ بارانِ رحمت جو آسمان سے نازل ہو رہی ہے وہ ان کے دم قدم کے صدقے سے ہے اور زمین سے جو سبزہ اُگ رہا ہے وہ ان کی صفاء و حال کی برکت سے اُگ رہا ہے اور کافر پر مومن کو غلبہ انہیں کی ہمت سے حاصل ہے۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۱۴)

### فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ ولایت کی انتہا سے نبوت کی ابتداء ہے سب نبی ولی ہوتے ہیں نبوت ختم ہو چکی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا نہ کہلا سکتا ہے البتہ نبوت کے اوصاف و کمالات میں سے بعض اوصاف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کامل تا بعد اوروں کو حاصل ہو سکتے ہیں اور یہ خدا تعالیٰ کی خاص الخاص عطاؤں میں سے ہے۔

☆ ابتداء میں چونکہ طالب کے لیے چلنا مشکل ہوتا ہے۔ شیخ کامل اُس کے دل پر ذوق و شوق اور محبت و خوف پیدا کرتا ہے تاکہ طالب اپنی منزل کی طرف گامزن رہے اُس وقت ذوق و شوق ایسی وجدانی کیفیت پیدا کرتے ہیں کہ انسان کو اپنا نفع و نقصان بھول جاتا ہے اور ہر چیز سے بے خبر ہو کر دیوانگی کے طور پر سفر طے کرتا ہے حالانکہ اس کے دل کے مہلکات ابھی رفع نہیں ہوتے بلکہ شیخ نے صرف خدا کا خیال مقدم کر کے حجابات کو مؤخر کر دیا ہے۔ سالک گمان کرتا ہے کہ مجھ سے جملہ مذمومہ اشیاء خارج ہو گئی ہیں اور محمودہ صفات حاصل ہو گئی ہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہے مستقل نہیں ہے اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے ماں اپنے شیر خوار بچے کی نگرانی ہمہ اوقات کرتی ہے جوں جوں بچہ بڑا ہو جاتا ہے نگرانی میں کمی کرتی جاتی ہے (حالانکہ اولاد کے لیے ماں کی محبت میں کمی نہیں آتی) پہلے انگلی پکڑ کر چلاتی ہے یا کوئی سہارا پکڑا کر پھر جیسے جیسے اُس کی استعداد بڑھتی ہے سہارا یا انگلی پیچھے کرتی جاتی ہے پھر بچہ کبھی گرتا ہے کبھی چل پڑتا ہے۔ ایسے ہی شیخ کامل جب اپنے عطا کردہ ذوق و شوق کو واپس لیتا جاتا ہے تو سالک میں وہی مذمومہ صفات جو مؤخر کی گئی تھیں پھر عود آتی ہیں اب یہ گھبراتا ہے کہ میں تو اتنے عرصہ کے بعد بھی وہی کا وہی ہوں کبھی بدلی کبھی مایوسی طاری ہوتی ہے اور کبھی توفیق و

ہمت۔ شیخ کی نظر عنایت ہر حال میں شامل ہوتی ہے لیکن اب وہ باریکی اور لطافت اختیار کر گئی ہے جو کہ غیر محسوس ہوتی ہے۔ کبھی سالک اس حال کو غفلت اور کوتاہی سے منسوب کرتا ہے تو کبھی شیخ کی عدم توجہی کے ساتھ اب کمزور دل لوگ اس حالت میں عمر گزار دیتے ہیں اور عالی ہمت لوگ اپنے نقائص و عیوب کو نگاہ میں لا کر ان سے فارغ ہو کر خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور شیخ کی مدد سے اپنے سفر میں رواں دواں رہتے ہیں اور منزل کو پالیتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ جس شخص کی بھلائی اور بہتری چاہتے ہیں اُسے مرد کامل کی مجلس اطاعت و خدمت کی نعمت عطا فرماتے ہیں۔ وصول الی اللہ کے لئے سب سے زیادہ قریب آسان اور زود اثر عمل اہل اللہ کی مجلس توجہ اور خدمت و اطاعت سے حاصل ہونا ہے۔ بزرگان دین اہل علم اور نیک لوگوں کے ساتھ محبت حقیقت میں خدا تعالیٰ کے ساتھ ہی محبت ہے کیونکہ یہ تعلق خدا کے لئے ہے دوسرے تعلقات میں نفسانی غرض ہے خدا دوست لوگوں کا خلق اللہ کے اخلاق میں سے ہے وہ دنیا داروں کو نفس شیطان اور دنیا کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش جاری رکھتے ہیں انہیں چھوڑ نہیں دیتے۔

☆ بادشاہ کو ہر کوئی نہیں دیکھ سکتا سوائے امراء و وزراء کے جو بادشاہ کے دربار میں حاضر رہتے ہیں البتہ شاہی سواری گذر رہی ہو تو رستہ صاف کرنے والا خاکروب بھی اُس وقت بادشاہ کی زیارت کر سکتا ہے بعینہ اسی طرح خدا تعالیٰ کا قرب ہر کس و ناکس کا کام نہیں۔ البتہ اہل اللہ کے حضور یا اُن کے مزارات کے نزدیک رحمت الہی کی ہوا چلتی ہے اُس وقت اہل یا نا اہل جو بھی موجود ہو گا وہ فیض یاب ہو جائے گا۔

☆ جنگل اور میدان میں درختوں کے پتے ہوا کی وجہ سے ادھر ادھر اڑتے پھرتے ہیں البتہ جو پتہ کسی پتھر کے نیچے آ جاوے وہ محفوظ ہو جاتا ہے ایسی ہی مثال عام لوگوں کی ہے جس شخص کا تعلق کسی اہل اللہ سے ہو جاوے وہ حفاظت میں ہو گیا اور اُس کے سوا دوسرے لوگ فضول اور لہو و لعب میں مصروف رہتے ہیں۔ اہل اللہ کی مجلس وحدت دو جہان کے بہت بڑے انعاموں میں سے ہے۔

☆ وذرو ظاہر الاثم و باطنہ قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ



گناہ کا ایک ظاہر ہے ایک باطن ہے اسی طرح سب اعمال کا ایک ظاہر حصہ ہے ایک باطنی حصہ ہے۔ اعمال ظاہر کا تعلق شرع ظاہر سے ہے اور اعمال باطن کا تعلق شرع باطن سے ہے جسے صوفیاء کرام اصطلاح میں طریقت کہتے ہیں۔

☆ عارف کار یا والا عمل مومنوں کے خلوص والے عمل سے بہتر ہے کیونکہ وہ خدا کے لیے اور خدا کے حکم سے ہوتا ہے حتیٰ کہ انبیاء کرام پر فرض ہے کہ وہ اپنا عمل لوگوں کے سامنے کریں کیونکہ اس میں ساری مخلوق کے لئے بھلائی ہے۔

☆ ذلت و خواری ہر نفس کو ناپسند ہے کیونکہ یہ اُس کی انا کے خلاف ہے مگر نفس اپنی خواری کے وقت ہی صحیح عجز اختیار کرتا ہے اور یہ عجز و انکساری اس کو دربار الہی میں لے جانے کا سبب بنتی ہے اپنے اختیار اور ارادہ کی اُس وقت ہی ترک ہوتی ہے اور مرضی الہی جو کہ حقیقت میں انسان کے لئے بہتر ہوتی ہے اُس کو پسند آتی ہے یہی ولایت ہے۔

☆ ابتداء میں سالک کی دعائیں جلدی قبول کی جاتی ہیں کیونکہ ابتداء میں سالک کو استقامت کم ہوتی ہے جوں جوں اُس کے خیال کی استقامت بڑتی ہے اُس کے خیال کو پختہ بنانے کے لیے دیر سے دعائیں قبول فرمائی جاتی ہیں۔

☆ خدا دوست خود تکلیف اٹھاتا ہے اور آرام کو قطع کرتا ہے غور سے دیکھیں تو مجاہدہ عبادات کیا ہیں۔ آرام کو ترک کر کے تکلیف کو پسند کرنا ہے اس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ اُس ذات عالی کے حکم کی اطاعت ہو جاوے اور خوشنودی کا باعث بن جائے۔

☆ انسان سوچتا ہے کہ اُس کو نفسانی اور شیطانی خیالات بہت تنگ کرتے ہیں جب تک بشریت ہے ایسے خیالات کا آنا جانا رہتا ہے اس کو صوفیاء کرام نے قبض اور بسط کے لفظ سے تعبیر فرمایا ہے سالک کے دل پر جو کچھ آتا ہے وہ خداوند کی حکمت سے ہوتا ہے اللہ تعالیٰ جب چاہتا ہے کہ سالک کے دل پر قرار اور سکون آئے تو اس کے دل پر اللہ تعالیٰ نیک خیال پیدا کر کے خوشی اور سکون پیدا فرمادیتا ہے جس سے سالک خوش ہو جاتا ہے اور اس حال میں رہنے اور ترقی ہونے کی دعا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت عالیہ اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ وہ ذات اقدس سالک کے دل پر تاریکی پیدا کر کے

دل میں بے قراری اور بے چینی پیدا کرے البتہ سالک کے دل میں جو طلب پیدا ہوتی ہے وہ ذات باری تعالیٰ کو پسند ہے۔

☆ جب ہم روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضر ہوئے تو وہاں سے بھی یہی ارشاد ہوا کہ فقیری نفی ماسوا اللہ ہے حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی وزیر آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا مولانا فقیری وہی نکلی جو میں جنگلوں میں بیان کیا کرتا تھا۔

☆ لوہا آگ نہیں ہے لیکن جب لوہے کو آگ میں ڈالا جاتا ہے تو آگ کی حرارت سے اس کی شکل آگ جیسی ہو جاتی ہے لوہے کا کام جلانا نہیں لیکن یہ اب جلا بھی رہا ہے ٹھنڈا ہونے کی صورت میں پھر واپس اصل شکل میں آ جاتا ہے آگ کی حرارت سے اس کی اصل نہیں بدلتی صرف صفات بدل جاتی ہیں اسی طرح شیخ کامل خدا نہیں ہو سکتا لیکن جب نفی ماسواء کے عالم میں ہوتا ہے تو اس وقت اس کی صفات خدا کی صفات بن جاتی ہیں۔

☆ اولیاء کرام کی محافل یا ان کے مزارات پر بیٹھنے والا رحمت الہی سے ضرور مستفیض ہوتا ہے خواہ اہل ہو یا نہ ہو ہر ایک اپنی اپنی استعداد کے مطابق فیض حاصل کرتا ہے۔

☆ عارف کی علامت یہ ہے کہ وہ خدا سے اپنے تعلقات کی بناء پر اسی پر بھروسہ کرتا ہے وہ اپنے علم عمل اور عقل پر بھروسہ نہیں کرتا بلکہ اُس کو ترک بھی نہیں کرتا۔

☆ جس طرح علم ظاہر کا استاد ہے اپنے شاگردوں کا خیال رکھتا ہے۔ اسی طرح علم باطن کا استاد یعنی پیر و مرشد بھی اپنے مرید کا خیال رکھتا ہے اُسے ہر طرح کے سبق سے آگاہ کرتا ہے اور کبھی بھی اپنے مریدوں سے غافل نہیں ہوتا۔

☆ بزرگان دین کی یاد منانا ان کے لیے صدقہ و خیرات کرنا کھانا کھلانا مٹھائی یا پھل وغیرہ تقسیم کرنا اگرچہ بظاہر کوئی بڑا عمل نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت کے نزول اور بزرگان دین کی ارواح پاک سے تعلق پیدا ہونے یا کرنے کا اعلیٰ اور عمدہ وسیلہ ہے۔

☆ ہر چیز کی پہچان ہے جس قدر کسی کو کسی چیز کی پہچان ہوگی اسی قدر اس چیز کی

قدر و قیمت دل میں ہوگی اس قدر اس کی محبت ہوگی اور محبت کے مطابق اس کی اطاعت ہوگی۔ صحیح پہچان کے لیے تیز نظر اور قوی بصیرت کی ضرورت ہے دیکھنے اور پہچاننے میں بڑا فرق ہے کمزور نظر والا نیکی کو بدی اور بدی کو نیکی یا دوست کو دشمن یا دشمن کو دوست سمجھتا ہے۔ اندھیرے میں کوئی چیز صاف نظر نہیں آتی۔ جوں جوں روشنی زیادہ ہوگی دکھائی دینے والی چیز بھی صاف نظر آتی ہے اسی طرح عالم ظاہر اور عارف صاحب باطن صدق و حال کے علوم میں بہت سے درجات کا فرق ہوتا ہے اور اس طرح عرفان کے مختلف مدارج ہیں۔ اپنے اپنے حال اور درجے کے مطابق اور بصیرت کے لحاظ سے فرق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ محبت پہچان کی علامت ہے پہچان ہم جنسی کی علامت ہے اور ہم جنسی فیض روحانی کا وسیلہ ہے پس خدا کی پہچان والے اور صاحب یقین کم ہیں نادر و نایاب ہیں یہی لوگ مخلوق کو خدا کے دروازے تک لے جاتے ہیں اور اس کی پہچان کراتے ہیں۔ رموز طریق عبادت سے آگاہ کرتے ہیں مادہ پرستی کی بجائے خدا پرستی سکھاتے ہیں۔

☆ جس کا ظاہر اپنے باطن سے کم تر ہو وہ کمزور مومن ہے اور جس کا ظاہر و باطن یکساں ہو وہ بلاشبہ ولی ہے اور جس کا باطن اُس کے ظاہر سے اچھا ہو وہ جواں مرد ہے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں بلکہ نادر و نایاب ہیں۔

☆ بزرگوں کی محفل میں آتے جاتے رہنا چاہیے کیونکہ اس سے باطنی طور پر کثیر نفع ہوتا ہے۔

☆ سالک بجز ذات باری تعالیٰ کی رضا کے کسی اور بات کا طالب نہیں رہتا اس کی نظر میں سونے کی وقعت مٹی کے برابر ہو جاتی ہے۔ عورت دیوار کی طرح تو اللہ تعالیٰ اپنی مصلحت کے مطابق اس کے سب کاموں کو بوجہ احسن سرانجام دینے کے وسائل اور اسباب خود پیدا کرتا ہے۔ چونکہ اس کے سارے کام رضا مولا کے لیے ہوتے ہیں اس لیے ان کو سرانجام دینے کے لیے کسی قسم کی عیاری حیلہ سازی سے سادہ لوح لوگوں کی جہیں کترنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی وہ اپنے سارے کام اس کے سپرد کر کے

اس کے حکموں کی تعمیل میں سرشار رہتے ہیں اور کامل توجہ ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے تفکرات سے بے فکر رہتے ہیں ان کے دل میں لذات نفسانی سے بہرہ اندوز ہونے یا ارتکابِ گناہ کا خیال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

☆ جب کسی مرد خدا کے دل پر محبت الہی اور عشق حقیقی کا غلبہ عروج پر ہوتا ہے تو اس حالت میں مرد کامل جب اسی جذبہ حقیقی میں اپنے مرید صادق کو دیکھتا ہے تو اسی کیفیت کا اثر اس پر بھی ہو جاتا ہے۔

☆ قرآن مجید اور احادیث شریف پڑھنے کے لئے استاد کی ضرورت ہے کوئی شخص خود بخود عالم، فاضل، مفسر، محدث نہیں ہو اس طرح وحدت و حقیقت و معرفت کے مسائل حل کرنے کے لئے کسی سمجھانے والے کی ضرورت ہے۔

## ۴۔ اخلاق کریمانہ

فرمان الہی جل جلالہ:

و انک لعلی خلق عظیم (القرآن الکریم: ۶۸: ۴)

اور بے شک تمہاری خوبو بڑی شان کی ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اکمل المؤمنین ایمانا احسنہم خلقا (ترمذی)

مسلمانوں میں کامل ایمان اس کا ہے جس کے اخلاق سب سے

اچھے ہوں۔

فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

خصلت اس فعل کو کہتے ہیں جو بغیر بناوٹ اور تکلف کے صادر ہو اور اس کے تمام اسباب ظاہری اس کے باطن کے موافق ہوں اور زبانی دعاوی محمود سے بالکل خالی اور پاک ہو۔ حضرت مرقدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا التصوف حسن الخلق تصوف

نیک خصلت کو کہتے ہیں یہ خصائل حمیدہ تین قسم کے ہیں ایک وہ کہ اوامر الہیہ ادا کرنے میں کسی قسم کا ریا یا دکھاوا نہ ہو اور اپنے رب کی رضا جوئی میں اداء حق فرائض ہوں۔ دوسری یہ کہ عوام کے ساتھ نیک خصلت ہو بڑوں کی عزت چھوٹو پر رحم اور ہر معاملہ میں انصاف پسند ہو اور اس میں کسی قسم کا معاوضہ حاصل کرنا مطلوب نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ اپنے آپ کو ہوا شیطانی کی متابعت سے مجتنب رکھے اور ہر قسم کی حرص و خواہش نفسانی سے بچے جو ان تینوں تعریفوں کے ساتھ اپنے آپ کو متصف کرے وہ نیک انسانوں میں شمار ہوگا اس کی تائید میں واقعہ ایک صحابی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے عرض کیا ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کچھ سنائیں آپ نے فرمایا قرآن کریم میں دیکھ لو جو اللہ نے اپنے حبیب کے اخلاق کی خبر دی ہے اور فرمایا: خذ العفو و امر بالمعروف و اعرض عن الجاهلین۔ اے محبوب درگزر فرمانے کی خصلت کو پکڑے رہو اور لوگوں کو بھلائی کی ترغیب فرماؤ اور جاہلوں سے علیحدگی اور اعراض کرو۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۳)

### فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

- ☆ حسن خلق یہ نہیں کہ کسی کو ایذا نہ دی جائے بلکہ یہ بھی ہے کہ دوسرے لوگوں کی ایذا رسانی کو حوصلہ سے برداشت کیا جائے۔
- ☆ ساری بھلائی اور نیکی دو باتوں میں جمع کر دی گئی ہے اللہ کی یاد اُس کے امر کی تعظیم اور اُس کی مخلوق پر شفقت و بھلائی اور اُن کی ایذاء دہی کو برداشت کرنا۔
- ☆ کبھی چھوٹی سی نیکی بڑی بن جاتی ہے اور کبھی بڑی نیکی چھوٹی ہو جاتی ہے یہ نیت جذبات اور خلوص و صدق سے وابستہ ہے۔
- ☆ مدد کو صبر اور نماز کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے بے صبر کے لئے مدد نہیں ہے۔
- ☆ شکر کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنی ساری ہمت و طاقت ظاہر و باطن اعضاء اور سب انعامات و عطایائے الہی جس کو جس مقصد و غرض کے لیے اللہ نے عطا فرمائے ہیں اُس کے مطابق استعمال کرے صرف زبان سے شکر ادا کرنا ادنیٰ درجہ ہے۔

☆ بھوکے کا پیٹ بھرنا غریب کی دستگیری و مسکین کی فریاد رسی کرنا غصہ الہی سے بچنے والے اعمال ہیں۔

☆ وہ ذات پاک جو سخی کریم غنی اور بلا عوض بخشش کرنے والی ہے کوئی شخص اُس سے لین دین کر کے خسارہ میں نہیں رہ سکتا۔ خوش نصیب اور نیک بخت وہ شخص ہے جس نے اُس کی ذات پاک پر بھروسہ کیا اپنی صحت و زندگی میں اپنے مال کو اپنے ہاتھوں اللہ کی خوشنودی کے لیے اُس کے حکم کے مطابق خرچ کیا۔ خرچ نہ کرنے والے کو سوائے حسرت و افسوس کے کچھ حاصل نہ ہوگا کیونکہ مال آخر کار خرچ ہونے والی چیز ہے مال کا نقصان بھی ہو سکتا ہے پھر مرتے وقت سب کچھ ہاتھ سے نکل جائے گا گویا اُس کے لیے خرچ ہو گیا۔

☆ بندے کے دل میں جو یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ میں بڑا گنہگار ہوں اس خیال کا دل پر اکثر رہنا اچھا ہے یہ خدا کی خاص مہربانی کی علامت ہے اور دوستانہ خدا کی توجہ کا صدقہ ہے ایسی حالت طاری رہنے کی وجہ سے بندہ اپنے آپ کو ناقص خیال کرتا ہے اور اپنے نقص و خامی کو دیکھ کر دل میں شرمندگی، التجاء و زاری پیدا ہوتی ہے۔ دعائے مغفرت طلب کرتا ہے بدرگاہ رب العزت حاضری نصیب ہوتی ہے اور حاضری میں رہنے کی وجہ سے بندے کا دل گناہ کی طرف کم جاتا ہے۔ دوسروں کے عیوب و نقائص دیکھنے کی عادت کم ہو جاتی ہے جو خود کا عیب بین و نکتہ چین ہو جاتا ہے وہ دوسروں کا عیب بین و نکتہ چین نہیں رہتا۔ دوسروں کی عیب بینی انسان کے دل میں بہت سی برائیوں کا دروازہ کھولتی ہے مخلوق کی خیر خواہی و خدمت کا جذبہ سرد پڑتا ہے بھلائی مشکل ہو جاتی ہے۔ خدا دوست لوگ اس وجہ سے بُرائی کا بدلہ نیکی سے دیتے ہیں کیونکہ اُن میں یہ جذبہ کما حقہ کامل ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی رضا جوئی و خوشنودی اُن کا عین مقصود ہوتا ہے۔ وہی جزا دینے والا ہے ہاں جن لوگوں نے نیکی کی جزاء مخلوق سے لینی ہوتی ہے وہ کسی کی بُرائی دیکھ کر بھلائی سے پیش نہیں آسکتے بلکہ بُرائی کا جواب اُس سے بڑھ کر بُرائی سے دیتے ہیں۔

☆ اپنی اعلیٰ گفتگو اور نیک خیالات اور قلب کو خدا کی راہ میں استعمال کرنا مفید

ہے اور شر سے کنارہ کر کے خیر کی طرف آنا بہتر ہے۔ نیکی کی طرف آنے والا فرد گو کہ نیکی کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا لیکن اُس کو سود مند سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ نیکی کرتے رہنا چاہیے۔

☆ اخلاص کی علامت یہ ہے کہ ظاہر و باطن، مجلس و تنہائی، سامنے یا پیچھے اور دل و زبان میں یکسانیت ہو ورنہ دین میں نقصان کا خطرہ ہوگا۔

☆ نیک اور سمجھدار کی علامت ہے کہ وہ اپنی نیکی کو خدا کی عطا کردہ سمجھتا ہے اور گناہ یا کمزوری کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ نیک آدمی کو اکثر اوقات اپنے گناہ نظر آتے ہیں اور وہ ان کو رفع کرنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔

☆ مقصود کا فوت ہونا، وقت کا ضیاع موت سے زیادہ سخت چیز ہے موجودہ وقت کو غنیمت جان کر ایک ایک لمحہ عمدہ کاموں میں گزارنا چاہیے راستے میں آنے والی مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا جائے۔ انسان کا ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اچھے کاموں میں مصروفیت لازمی ہے اگر کوئی بڑا کام کرنا چاہتے ہو تو اس کے حصول کے لئے آنے والے مصائب و مشکلات اور رنج و تکلیف کو برداشت کیا جائے جس نے ہمت و حوصلہ سے کام لیا اُس نے آرزو پوری کر لی۔

۵۔ علم

فرمان الہی جل جلالہ:

وقل رب زدنی علماً (القرآن الکریم: ۲۰: ۱۱۴)  
اور عرض کرو کہ اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اطلبوا العلم من المهد الی اللحد (مسند احمد بن حنبل)  
جھولے یعنی پیدائش سے لے کر لحد یعنی موت تک علم حاصل کرو۔

## فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

بہترین جامع مانع تعریف علم یہ ہے کہ العلم صفة یسیر الجاہل بہا  
 عالماً۔ یعنی علم ایک ایسی صفت ہے جس سے جاہل عالم ہو جاتا ہے۔ معرفت مدارج  
 ولایت بغیر علم شریعت جانے صحیح نہیں اور اتباع شریعت بغیر مقامات رشد و ہدایت جانے  
 نہیں ہو سکتا۔ وہ لوگ جو جانتے خاک نہیں اور اپنے جہل پر مُصر ہیں وہ مشرک طریقت  
 ہیں اور وہ لوگ جو جانتے ہیں اور ان پر ان کے علم کے کمال نے معنی حقیقی ظاہر کر دیئے  
 ہیں ان پر یہ فضل الہی ہوتا ہے کہ وہ اس عمل پر غرور و نخوت کرنے سے محفوظ ہو جاتے  
 ہیں اور ان پر حقیقت واقعہ ظاہر ہو جاتی ہے کہ ان کا علم علم الہی کے مقابلہ میں عجز محض  
 کے سوا کچھ نہیں ہے اور حقیقت واقعہ بھی یہی ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ کے نزدیک علم  
 مخلوق محض وہم ہے اور وہمیات کا اثر معانی حقیقی میں کچھ نہیں پس خلاصہ یہ ہے کہ  
 ادراک ذات سے اظہار عجز کرنا ہی ادراک ذات ہے اور بس۔

(کشف المحجوب باب نمبر ۱)

## فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

- ☆ ایسا علم جس کا کردار و گفتار کے ساتھ تعلق نہ ہو وہ جہالت ہے۔
- ☆ وہ تقریر یا تحریر جس کے ساتھ دل موافقت نہ ہو اور عمل اُس کے خلاف ہو  
 درحقیقت وہ علم نہیں ہے پوست بغیر مغز کے ہے۔
- ☆ وہ عالم جس نے اپنے علم پر عمل نہ کیا بلکہ اس سے دنیاوی نفع حاصل کیا۔ دین  
 کا نفع نہ اٹھایا قیامت کے روز سب لوگوں کی نسبت زیادہ عذاب کا حقدار ہوگا اور یہی  
 حال ناقص درویشوں اور جعلی رسم پرست صوفیوں کا ہوگا جو خود بھی گمراہ ہوئے اور  
 دوسرے لوگوں کو بھی گمراہ کیا۔
- ☆ اپنے حاصل کردہ علم کی صحت پر یقین نہ ہو تو علم کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتا نہ ہی  
 اُس پر عمل ہو سکے گا۔ عالم صحیح وہ ہے جو اپنے معلوم پر یقین رکھتا ہے۔



☆ خدا دوست لوگ صرف سنی سنائی نہیں بلکہ دیکھی ہوئی حقیقت کی خبر دیتے ہیں اور مشاہدہ کے سامنے خبر کی اتنی اہمیت نہیں ہے۔

☆ علم عینک ہے جس کے لگانے سے انسان کو راستہ کی خرابیاں کیچڑ گڑھا وغیرہ نظر آ جاتے ہیں مگر عینک خواہ کتنی ہی قیمتی ہو۔ نابینا کو اس سے کچھ بھی نظر نہ آئے گا اسی طرح وہ دل جو نور ایمان سے خالی ہو اس کو علم کی عینک کام نہیں دیتی۔ اسی طرح وہ عالم جس کا ایمان کمزور ہے کیونکہ اعلیٰ علم وہ ہے جس سے نور ایمان پیدا ہو۔ عربی فارسی کا ترجمہ جاننا تو زباندانی ہے علم نہیں کیونکہ ابو جہل وغیرہ عربی کے الفاظ کا ترجمہ جاننے میں ظاہر بین علماء سے زیادہ عالم تھا مگر نور ایمان نہ ہونے کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو ابو جہل یعنی ”جہالت کا باپ“ کا لقب دیا۔ میں ایسے عالموں کو عالم نہیں سمجھتا جن کا علم تو بیل کے علم سے بھی ناقص ہے ایک شخص بیل کو آگے سے کھینچے دوسرا پیچھے سے ہانکے اور بیل کو نظر آ رہا ہو کہ سامنے گڑھا ہے تو ان دو آدمیوں کی کوشش کے باوجود وہ قدم آگے نہیں بڑھائے گا کیونکہ وہ دیکھ رہا ہے کہ آگے گڑھا ہے اس میں گر جائے گا اسی طرح بعض علماء جن کو علم ہے کہ فلاں کام کرنے سے دوزخ کے گڑھے میں گرنا پڑے گا پھر بھی وہ اس کام سے پرہیز نہیں کرتے۔

☆ وہ علم جو انبیاء علیہم السلام کی وساطت سے صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم تابعین و تابعین و اولیاء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو پہنچا وہ صحیح ہے اور وہ علوم جو عقل انسانی کی کاوشوں اور تجربات کی مدد سے حاصل ہوئے ہیں ناقص اور ناقابل اعتبار ہیں۔ کیونکہ عقل انسانی تو قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتی ہے عقل آج جس نظریہ کو صحیح کہتی ہے اور اٹل سمجھتی ہے کل اس کو غلط قرار دے دیتی ہے۔ ایام طفلی میں انسان اپنی ناقص عقل کی وجہ سے ان چیزوں سے ڈرتا رہتا ہے جن کا وجود ہی نہیں مگر جب عمر رسیدہ ہو جاتا ہے تو اپنی سابقہ غلطیوں پر خود ہی نادم ہوتا ہے حتیٰ کہ مرنے تک اس کا یہی حال رہتا ہے۔ جن اشخاص کو کامل شیخ کی تربیت تامہ سے انتہاء کا درجہ حاصل نہ ہوا ہو۔ ان کا کشفی علم بھی ظنی اور ناقابل اعتماد ہوتا ہے اس لیے ہر کس و ناکس کے کشفی علم پر اعتماد کلی کرنا بھی درست نہیں ہے۔

☆ وہ لوگ جنہوں نے علم دین اور نیکی کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنا لیا ایسے لوگ تمام انسانوں سے بدتر ہیں اسی طرح ان عالموں سے بھی بچا جائے جو درحقیقت جاہل ہیں صرف علم کا لبادہ اوڑھ کر دوسروں کی دولت جمع کرنے کے چکروں میں رہتے ہیں۔ عالم اگر الحمد للہ رب العالمین کے معنوں پر غور کریں تو انہیں اللہ رب العزت کی ربوبیت پر اعتماد آ جائے گا ان لوگوں نے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کو ذریعہ معاش بنا رکھا ہے اور وعظوں سے مراد صرف پیسے جمع کرنا ہے۔ قرآن کریم نے ایسے ہی لوگوں کے حوالے سے مثال بیان کی ہے۔ ”وہ لوگ جو تورات پڑھتے ہیں مگر عمل نہیں کرتے ان کی مثال گدھوں کی سی ہے جو بوجھ اٹھاتے ہیں مگر اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتے“ جو اللہ تعالیٰ کو رزاق سمجھتا ہے وہ علم کو ذریعہ معاش نہیں بناتا۔ حقیقت میں یہ لوگ اندھے ہیں ان کو علم کی عینک نے کوئی فائدہ نہیں دیا۔

☆ قرآن کریم میں تین علوم کا تذکرہ ملتا ہے علم حضوری، علم حصولی، علم لدنی یا علم نبوت، علم حضوری سے واقف ہونا علم لدنی کا شعار ہے جب یہ علم انبیاء کرام کو حاصل ہوتا ہے تو علم نبوت کہلاتا ہے اور یہ علم جب اولیاء اللہ کو حاصل ہوتا ہے تو علم لدنی ہو جاتا ہے۔ وحی انبیاء کرام کے لئے مخصوص ہے اور الہام اولیاء کرام کے لئے۔

☆ علم ظاہر کا دوسرا نام علم شریعت ہے جیسا کہ عبادات احکامات فرائض واجبات وغیرہ اور علم باطن کا دوسرا نام علم طریقت ہے۔ مثلاً خلوص، صدق، تقویٰ وغیرہ معرفت الہی کیلئے دونوں کا جاننا ضروری ہے۔

## ۶۔ عبادات

فرمان الہی جل جلالہ:

وما خلقت الجن و الانس الا ليعبدون ○

(القرآن الکریم: - ۵۱: ۵۶)

اور میں نے جن اور آدمی اس لئے بنائے کہ میری بندگی کریں۔

## فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

بنی الاسلام علی خمس شهادة ان لا اله الا الله و ان محمداً عبده و رسوله و اقام الصلوة و ايتاء الزکوة و الحج و صوم رمضان ○ (بخاری و مسلم)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوٰۃ دینا اور بیت اللہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

## فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمارے اعمال و عبادات و ریاضات و مجاہدات سے کیا فائدہ ہے اور اعمال صالحہ ترک کرنے سے کیا نقصان اگر تمام عالم صدق ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاصل کر لے تو اس کا فائدہ اسی کو ہے اور کذب فرعونی اختیار کر لے تو اس کی ذات ستودہ صفات کو کیا نقصان سوا اس کے کہ اپنی جان پر ظلم ہوگا جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔ ان احسنتم احسنتم لانفسکم و ان اساتم فلها۔ اگر تم اچھے عمل کرو گے تو اپنی جانوں کے ساتھ بھلائی کرو گے اگر بُرے عمل کرو گے وہ بھی تمہاری جانوں پر ہیں..... دوست دوست کے حکم کی تعمیل اس غرض سے نہیں کرتا کہ اس سے معاوضہ ملنے کی امید رکھے بلکہ اس مقصد میں اس تعمیل میں صرف اور صرف دوست کے حکم کی ادائیگی اور اس کی خوشنودی مرکوز ہوتی ہے کسی اور چیز پر نظر نہیں جاتی۔

(کشف المحجوب باب نمبر ۱۱)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔ عبادت بغیر توبہ کے صحیح نہیں حتیٰ کہ خود حضرت عزت مجدہ و عزاسمہ نے عبادت پر توبہ کو مقدم کیا۔ اس لئے کہ توبہ عبادت کی ابتداء ہے اور عبودیت اس کی انتہاء۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۸)

## فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

☆ روزہ ایسی عبادت ہے جس میں انسان ہمہ وقت عبادت میں رہتا ہے جس طرح ظاہری خواہشات کو روکنے کا نام روزہ ہے اسی طرح باطنی خواہشات کو بھی روکنے کا حکم دیا گیا ہے۔ انسان کے دل اور دماغ میں جو خواہشات پوشیدہ ہیں ان کو روکنا دبانہ اور مغلوب کرنا بھی مقصود ہے اور دل کو خالی کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے اس لئے رمضان المبارک میں حضور قلب کی دعائیں بحضور رب العزت مانگی جائیں کیونکہ ساری عبادات کا مقصود دل کو غیر سے خالی کرنا ہے جب تک دل غیر سے خالی نہیں ہوتا اس وقت تک انسان کو اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔

☆ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق زندگی بسر کرنا شرع کے امر و نہی کے مطابق اعمال بجالانا حرکات و سکنات اور افعال میں خدا تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم و مرضی کا لحاظ رکھنا عبادات میں شامل ہے۔

☆ روزہ میں مومن سرسری خواہشات جو کہ بغیر باریک بینی کے بھی مذموم نظر آتی ہیں روکتا ہے۔ جس طرح خواہشات کو روزہ دار مومن روکتا ہے۔ اس طرح کسی اور عبادت میں نہیں روکتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہر عمل کی جزاء اللہ تعالیٰ عطا کرے گا لیکن روزہ کی جزاء اللہ تعالیٰ خود ہے۔ (حدیث قدسی) جس عمل کی جزاء اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس خود ہو اس کا مقابلہ دوسرے اعمال کیسے کر سکتے ہیں۔

☆ انسان کی تخلیق کا مقصد عبادت الہی ہے۔ مسلمان کا ہر دنیاوی فعل جو دین کے مطابق ہو۔ عبادت کا درجہ رکھتا ہے دنیا میں پانچ چیزیں ہیں۔ (۱) تندرستی (۲) مال و دولت (۳) عورتِ حُسنہ (۴) اولاد (۵) حکومت۔

(۱) اگر انسان تندرستی اس لیے طلب کرتا ہے کہ وہ تندرست رہ کر خدا تعالیٰ کے احکام کو بطریق احسن ادا کر سکے اور اپنی زندگی کے لمحہ لمحہ کو رضائے مولا کے حصول کے لیے خرچ کرے تو اس تندرستی کا طلب کرنا بھی دین ہوگا دنیا نہیں ہوگا۔

(۲) مال و دولت حاصل کر کے اس مال کو رضائے الہی اور اللہ تعالیٰ کے امر کی اطاعت میں خرچ کرنا عین دین ہے وہ مال اور نعمت بدترین ہے جس سے انسان غفلت میں مبتلا ہو کر خداوند تعالیٰ کی سرکشی اور کفرانِ نعمت میں مبتلا ہو۔ مالدار آدمی دل سے مال کی محبت نکال کر مال کو صحیح جگہ خرچ کر کے جلدی اللہ تعالیٰ کے قرب میں پہنچ جاتا ہے۔

(۳) عورت حسنہ انسان اس لیے طلب کرتا ہے کہ انسان اپنی نظر خیال دل و دماغ، ہاتھ اور پاؤں کو فحش یعنی بُرے کاموں سے بچا سکے کیونکہ مجرد آدمی کا اول زنا سے بچنا محال ہوتا ہے جو کہ گناہ کبیرہ ہے اگر گناہ سے بچ جائے تو متذکرہ اعضاء کو بُرے خیالوں سے بچانا مشکل ہوتا ہے۔ اگر انسان کی اپنی عورت ہو تو وہ ایسے نازیبا خیالات سے بچ سکتا ہے بلکہ مومنہ عورت مرد کی دین اسلام میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

(۴) اولاد اس خیال سے طلب کرتا ہے کہ میرے بعد میری اولاد سے بقاء ہو۔ بزرگوں نے ارشاد فرمایا ہے صدقات جاریہ میں سے اولاد بھی صدقہ جاریہ ہے۔ انسان کے مرنے کے بعد انسان کی بقاء کی موجب اولاد ہوتی ہے اسی لیے اولاد عزیز ہوتی ہے۔ نیک اولاد جو نیک کام کرتی ہے اُس کا ثواب والدین کو بھی ملتا ہے کیونکہ باپ اولاد کے ظہور کا ذریعہ ہے اور اولاد والدین کی بقاء کا سبب یعنی باپ اصل ہے اور اولاد حصہ یا جز۔ جز کا اصل سے جدا ہونا مشکل ہوتا ہے اس لیے والدین کے بعد اولاد کا ہونا والدین کے لیے نیکی اور بخشش کا سبب ہوتا ہے اس کے علاوہ اولاد اگر ہو کر مر جائے تو وہ والدین کے نامہ اعمال میں ایک بڑی نیکی ہوتی ہے اس دنیا میں جس نے جتنا غم، صدقہ، تکلیف، بیماری اٹھائی وہ سب اُس کے لیے کفارہ بن گئی اور نیک اشخاص کے لیے قرب الہی کا سبب بنی۔

(۵) حکومت اگر کوئی اس خیال میں طلب کرتا ہے کہ میں دنیا میں عدل و انصاف قائم کروں اور سرکش اور غیر طاقتوں کو جو دنیا کا امن تباہ کر کے فتنہ فساد پیدا

کرتی ہیں۔ اُن کو خداوند تعالیٰ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کے مطابق چلاؤں کوئی زبردست کسی زبردست کو تنگ نہ کرے اور دنیا میں عدل و انصاف کا دور دورہ ہو اور ہر فرد خداوند تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتوں سے برابر فیض حاصل کر سکے اور حکومت اللہ تعالیٰ کے نظام کے نفاذ کا موجب بنے اور مخلوق خدا کو خداوند تعالیٰ کے امر و نہی کی قید میں جکڑ دے تو ایسی حکومت کی طلبی بھی عین دین ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سات گروہ جو کہ قیامت کے روز عرش الہی کے سایہ میں ہوں گے جب اور کہیں سایہ نہ ہوگا تو اُن میں دو گروہ انصاف پسند بادشاہ اور ایماندار سوداگر ہوگا۔

☆ مقربین بارگاہ الہی میں نماز کے وقت کبھی بھی بلا حضور نہیں ہوتے وہ جسم کی حاضری اور باطنی غیر حاضری کو اچھا نہیں سمجھتے تمام لوگوں کی نماز حکم شرع کے مطابق پاک جسم پاک لباس پاک مقام پر قبلہ رو ہو کر ادا کرنا ہے۔ متقی نیک بخت اور خدا دوست لوگوں کی نماز خشوع و خضوع کے ساتھ اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اس لئے معنوں پر غور کرنا۔ دوزخ جنت کو دائیں بائیں خیال کرنا اور معرفت و بخشش طلب کرنا اولیاء اللہ کی نماز یہ ہے کہ تکبیر اولیٰ کے ساتھ ہی ماسوائے اللہ سے منہ موڑ کر ذات الہی کی طرف ہمہ تن رجوع اور استغراق حاصل ہو جائے۔ رکوع خواہش نفس ترک ارادہ اور منشائے خدا کے سامنے جھکنے کا نام ہے۔ سجدہ اپنے آپ سے فارغ ہو کر ذات الہی کے ساتھ محویت و استغراق ہے۔ قعدہ کی حالت میں سکون و راحت حاصل کرنا بلکہ اطمینان نفس تک پہنچ جانا مراد ہے اسی طرح طہارت یعنی وضو سے یہ ظاہر ہے کہ اپنے جسم و اعضائے جسم سے جو گناہ و غفلت سرزد ہوئے ہیں یا ہو سکتے ہیں ان سے ترک و توبہ حاصل ہو۔ ایسے وضو سے قلب حضوری حاصل ہوتا ہے نماز بہترین عبادت ہے۔

☆ اگر تو اللہ کے لیے دوپہر کا کھانا شام تک مؤخر کرے یعنی روزہ رکھ لے تو دوسرے ایام کی نسبت تیرے اس دن کی قدر اور قیمت زیادہ ہوگی۔ روزے کا ادب یہ ہے کہ روزمرہ کے کھانے سے کم کھاوے روزہ سے مقصود مغلوبی نفس ہے اس لیے

کھانے میں زیادتی ٹھیک نہیں۔

☆ ظاہر میں شرعی دستور کے مطابق اعضاء دھونے سے وضو ہو جاتا ہے مگر اس کے باطنی فوائد حاصل کرنے کے لیے ہاتھ دھونے کے وقت گناہ سے دستبردار ہونے کا ارادہ کرنے اور کلی کرتے وقت زبان سے گناہوں سے بچنے کا خیال کرے۔ اسی طرح باقی اعضاء کو دھوتے وقت ان کے متعلقہ گناہوں کو ترک کرنے کا ارادہ کرے نیز باطنی مہلکات مثلاً جھوٹ، حسد، بخل، ریا، کینہ اور مکر وغیرہ سے اجتناب رہنے کی نیت کرے۔ ظاہر میں ظاہر کو پاک کرنے کی نیت اور ناپاکی دور کرے باطن میں باطن کی صفائی کی طرف راغب ہو۔ اگر اس طرح وضو کرے اور نماز خشوع و خضوع سے ادا کرے تو نماز میں لذت حاصل ہوگی۔

## ۷۔ زہد و تقویٰ

فرمان الہی جل جلالہ:

ان اکر مکم عند اللہ اتقکم ○ (القرآن الکریم: - ۳۹: ۱۳)  
بے شک اللہ کے یہاں تم میں سے زیادہ عزت والا وہ جو تم میں  
سے زیادہ پرہیزگار ہے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قال اتق المحارم لکن اعبد الناس وارض بما قسم اللہ  
لک تکن اعن الناس و احسن الی جارک تکن مؤمن  
واحب الناس ما تحب لنفسک تکن مسلماً ولا تکثر  
الضحک فان کثرة الضحک تمیت القلب ○ (ترمذی)  
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم نے فرمایا حرام سے پرہیز کرو یہ عمل تمہیں سب لوگوں

کے مقابلے میں عابد بنا دے گا۔ دوم خدا کے عطا کردہ مقسوم پر  
شا کر رہو اس عمل سے تمام لوگوں کے مقابلہ میں مالدار ہو جاؤ  
گے۔ سوم پڑوسیوں کے ساتھ نیک سلوک کرو تو مومنیت کی دلیل  
ہوگی۔ چہارم جو چیز اپنے لئے پسند کرو دوسروں کے لئے بھی پسند  
کرو یہ اسلام مکمل ہونے کی دلیل ہے۔ پنجم زیادہ نہ ہنسا کرو اس  
لئے زیادہ ہنسی دل کو بچھا دیتی ہے۔

### فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

جو اپنے رب کے ساتھ توکل کرے اس کا عرفان بلند اور قلب مصفیٰ ہو جاتا  
ہے اور جو اعمال میں تقویٰ کا پابند ہو اُس کا خلق درست ہو جاتا ہے اور دنیا و آخرت میں  
عزت پا جاتا ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من کثر صلوات  
باللیل حسن و جہہ بالنہار۔ جو رات میں نمازیں زیادہ پڑھے اس کا چہرہ دن میں  
زیادہ منور ہو جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن متقیوں کی جب  
جماعت آئے تو جو وہم لقد علی منابر من نور۔ تو ان کے چہرے منبروں پر منور  
ہوں گے اور منبر بھی نوری ہوں گے اور جو غذا میں احتیاط رکھے اس کا تن ہر بیماری سے  
محفوظ رہے۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۱۱)

جس نے زہد کے بغیر فقہ کو ہی کافی سمجھا وہ فاسق ہے۔ جو شخص دولت مندی پر  
فقر کی فضیلت کا قائل ہے وہ دنیا دار نہیں اگرچہ بادشاہ ہو البتہ جو فقر کی فضیلت کا قائل  
نہیں وہ دنیا دار ہے اگرچہ خستہ حال ہو۔ حضرت شیخ ابو الحسن سمنونی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ  
فرماتے ہیں کبھی ایسے مقام پر ہوتا ہوں کہ اس کا تعلق فنا سے ہوتا ہے ایسی حالت میں  
فقر پر صفوت کو ترجیح دیتا ہوں جب اُس درجہ پر ہوتا ہوں جس کا تعلق بقا سے ہے تو  
صفوت پر فقر کو ترجیح دیتا ہوں اسلئے فقر نام ہے بقاء کا اور صفوت فنا کا۔

(کشف المحجوب باب نمبر ۵)



فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

☆ جاہل کا مخلوق سے الگ ہو کے بیٹھ جانا بھی فتنہ و فساد کا موجب ہے محبت الہی کے بغیر تنہائی میں بیٹھنا بے کار ہے۔ ترک دنیا کے لئے بھی علم حاصل ہونا چاہیے کہ دنیا کی حقیقت کیا ہے اس کا کون سا حصہ چھوڑنے کے قابل ہے کون سا نہیں۔ جاہل کی ترک دنیا کی مثال یہ ہے جیسے کوئی اندھیرے میں اپنے دشمن کو مارنا چاہے شاید دشمن تو بچ جائے اور دوست کو لاشی لگ جائے خدا تعالیٰ سے غافل ہونے کا نام دنیا ہے۔ اگرچہ کام جائز ہی کر رہا ہو اور اگر غفلت پیدا نہ ہو حکم الہی کے مطابق کام کیا جائے تو دین میں داخل ہے خواہ تخت شاہی پر ہو۔

☆ جس شخص نے لوگوں میں مقبول ہونے کے لیے دنیا کو ترک کیا شہرت حاصل کرنے کے لیے الگ ہوا وہ سب سے بڑا دنیا دار ہے۔ عوام کی خلوت یہ ہے کہ لوگوں سے علیحدہ ہو کر تنہائی اختیار کرے اُن کے شر سے بچے بلکہ اپنے شر سے لوگوں کو بچائے اور خاص لوگوں کی خلوت یہ ہے کہ مخلوق کو دل میں سے نکال دے اور خالق پر نظر رکھے۔ اپنا گھر بار اہل و عیال چھوڑ کر جنگل میں چلا جانا اس کا نام ترک نہیں بلکہ ان اشیاء سے دل کا فارغ ہو جانا حقیقی ترک ہے ہاتھ پاؤں و اعضاء سے ان اشیاء کا استعمال اور ان میں مصروفیت اور دل سے فراغت اصل کام ہے۔

☆ دنیا کے بندوں سے نہ محبت کی جائے نہ عداوت رکھی جاوے دونوں ہی معیوب میں اس طرح دل کی مصروفیت کم ہوتی ہے اور فراغت حاصل ہوتی ہے اور فتنہ میں پڑنے کا امکان بھی کم ہوتا ہے۔ رجوع الی اللہ میں آسانی رہتی ہے۔

☆ تیرے لئے سب سے بڑی مصیبت کا وقت وہ ہوگا جب سب کچھ تجھ سے چھین لیا جائے گا مگر ذرے ذرے کا حساب تجھ سے لیا جائے گا۔

☆ جو شخص زمین میں ہل چلائے بیج ڈالے پانی کا بندوبست کرے گوڈی اور کانٹ چھانٹ کرتا ہے وہ اللہ سے فصل اور توکل کی امید رکھ سکتا ہے اور جو شخص ان سب کاموں میں سے کچھ بھی نہ کرے خالی تمنا ہی کرتا رہے۔ اُس کی اُمید بے جا ہے اور

سراسر گمراہی میں داخل ہے اپنے کو فریب دینے والی بات ہے۔ اس کے علاوہ فصل کی کٹائی کے وقت اور پھل حاصل کرنے کے وقت بیج بونے کا فکر اور چرچا بعد از وقت ہے یا اگر کوئی بیج تو دوزخ کا بوتا ہے اور اُمید بہشت کے پھل کی رکھتا ہے وہ بھی احمق ہے۔ جس نے ناقص بیج بو کر زمین کو بیکار کر دیا۔ دنیا آخرت کی کھیتی ہے غفلت سے بیدار ہو جاؤ۔ آخرت میں تمہاری پشیمانی کسی کام نہیں آئے گی جو وقت گذر چکا اور جو ابھی آنے والا ہے اُس کے مقابلہ میں موجودہ وقت کو غنیمت سمجھو تم میں سے ہر کوئی اپنی اپنی کتاب ہر وقت لکھ رہا ہے کوئی اچھی لکھ رہا ہے کوئی بُری اور یہ کتاب ہی اس کی اصل وراثت ہے جو اس کے ساتھ جانے والی ہے۔ قیامت کے روز اس کے ہاتھ میں دی جائے گی اور خدا تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوگی۔ اپنا کیا کر آیا سب کچھ پڑھ لے گا اور اس کے مطابق جزاء اور سزا پالے گا۔ اللہ نے فرمایا ہے جو ذرہ بھر نیکی کرے گا اس کو دکھادی جائے گی جو ذرہ بھر بدی کرے گا وہ بھی اس کو دکھلا دی جائے گی۔

☆ موت کے وقت ہر انسان پر تین افسوس وارد ہوتے ہیں پہلے تو اُس وقت ہر ایک پر ایک علم یا کشف کھلتا ہے خواہ وہ نیک ہو یا بد کہ میں نے اپنی ساری زندگی بھر جن باتوں کے بارے میں شک میں مبتلا رہا یا جھٹلاتا رہا وہ سب سچ اور حق ثابت ہوں گے۔ یہ افسوس پیدا ہوتا ہے دوسرے جن چیزوں کے ساتھ دل میں انتہائی محبت تھی از قسم اولاد مال و دولت عزت و اقتدار وغیرہ وہ سب اُس سے زبردستی چھینی جا رہی ہیں جن اشیاء کا ایک بال برابر حصہ بھی وہ کسی دوسرے کو دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ سب ایک ایک کر کے جدا ہو رہی ہیں یہ افسوس اور حسرت ایک ایسی آگ کی طرح نمودار ہوتا ہے جس کے سامنے یہ دنیا کی آگ کوئی حقیقت نہیں رکھتی جتنی بھی ان اشیاء سے محبت زیادہ رہی اتنی ہی اُس وقت اُن کو چھوڑنے کی حسرت ہوگی اور جتنی محبت کم ہوگی اتنا عذاب بھی کم ہوگا لیکن ان اشیاء کی محبت سے دل کا خالی ہونا شرط ہے۔ صرف ہاتھ کا خالی ہونا اور دل سے مبتلا ہونا کافی نہیں ہے۔ تیسرا افسوس اپنے نامہ اعمال کو دیکھ کر اور سوچ کر پیدا ہوتا ہے کہ میں نے بد اعمالی کیوں کی گھبراہٹ اور پریشانی پیدا ہوتی ہے اور حسرت کی آگ میں جلتا ہے حتیٰ کہ نیک آدمیوں کو بھی یہ حسرت لاحق ہوتی ہے کہ میں نے نیک اعمال

زیادہ کیوں نہ کیے پھر اپنا اگلا جہان کا ٹھکانہ بھی کشف میں دکھلایا جاتا ہے جو عالم بزرخ میں اس کے لیے ہے جس کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔“ اور یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”عاقبت کی تکلیف اور آرام کے مقابلہ میں اس جہان کی تکلیف یا راحت بالکل معمولی شے ہے بلکہ ایسا ہے کہ ہے ہی نہیں۔“

☆ اس دنیا میں سب جانوروں اور چوپایوں میں جو صفات ہیں وہ سب انسانوں میں بھی پائی جاتی ہیں ان میں سے جو صفت سب سے غالب ہوگی کل قیامت تک روز وہی صورت بن کر ظاہر ہوگی۔

☆ دنیا کی کوئی نعمت ایسی نہیں جس کے بعد تکلیف نہ ہو کوئی خوشی ایسی نہیں جس کے ساتھ رنج نہ ہو اور کوئی فراخی ایسی نہیں جس کے ساتھ تنگی نہ ہو ایسا صاف عیش و آرام دنیا میں پیدا ہی نہیں کیا گیا جس کے ساتھ غم کی آلودگی اور کدورت کا غبار نہ ہو۔

☆ ہر انسان اس امر سے بخوبی آگاہ ہے کہ اس کے دل میں زیادہ محبت کس کی ہے کیونکہ انسانی دل اچھے اور بُرے خیالات کی آماجگاہ ہے اس میں ان خیالات کا آنا جانا لگا رہتا ہے جب قلب انسانی خیالات سے فارغ ہو تو رجوع الی اللہ ہو اپنے خالق سے مانگے وہ عطا کرے گا جب تو ہر کام اور ہر بات میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو پیش نظر رکھے گا وہ بھی تیری طرف نظر کرم فرمائے گا۔

☆ متقی وہ ہے جو ہر وقت بارگاہ ایزدی میں ایستادہ رہتا ہے۔

☆ مراتب کی تفریق جو ہم لوگوں نے اپنے متکبرانہ اصولوں کے مطابق کر رکھی ہے اللہ تعالیٰ اس کو نہایت ہی ناپسند کرتا ہے اس کے نزدیک تو اس شخص کا رتبہ بلند ہے جو زیادہ پرہیزگار اور اُس سے ڈرنے والا ہو خواہ وہ کسی قوم اور نسل کا ہو۔

☆ زہد کی حقیقت یہ ہے کہ زاہد بادشاہوں، حاکموں، امیروں، دنیا داروں اور دنیا کے مال سے بے نیاز ہو جائے۔ نہ کسی سے نفع کی اُمید رکھے نہ نقصان کا خطرہ۔ اس کا دل طمع سے خالی ہو جائے اور ہر چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنی سمجھے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ عطا کرے اسی پر قناعت کرے۔

☆ اپنی اعلیٰ گفتگو اور نیک خیالات قلب کو خدا کی راہ میں استعمال کرنا مفید ہے اور شر سے کنارہ کر کے خیر کی طرف آنا بہتر ہے۔ نیکی کی طرف آنے والا فرد گو نیکی کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتا لیکن وہ اس کی حقیقت سے واقف ہوتا ہے۔

☆ زہد کی حقیقت یہ ہے کہ دنیا اور اہل دنیا سے ناامید اور لاطمیع ہو جائے اور جو کچھ اپنے پاس ہو اس پر قناعت اختیار کرے جس شخص نے لوگوں میں مقبول ہونے کے لئے دنیا کو ترک کیا وہ سب سے بڑا دنیا دار ہے۔

☆ ایک سوال۔ باوجود علم رکھنے کے نیک کام میں سستی اور بُرے کام کا ارتکاب ہو جاتا ہے کے جواب میں ارشاد فرمایا ہر شخص کے دل میں دو قوتیں ہیں ایک رحمانی دوسری شیطانی یا یوں جان لو کہ دو فوجیں ہیں جو باہم برسر پیکار رہتی ہیں اگر رحمانی فوج کو راشن دے کر طاقتور بنا دیا جائے تو وہ شیطانی فوج کو شکست دے دیتی ہے اگر شیطانی فوج کو راشن ملتا رہے تو رحمانی فوج مغلوب ہو جاتی ہے۔ رحمانی فوج کو کثرت نوافل، خیرات، صدقہ اور صحبت صالحہ سے تقویت ملتی ہے۔ اسی طرح اسلامی کتب کے مطالعہ سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔ رحمانی فوج کی تقویت کے لیے کوشاں رہنا چاہیے اس سے شیطانی فوج کمزور ہو جاتی ہے اس کو مکمل طور پر تباہ کرنے کے لیے بُری صحبت سے کلی طور پر اجتناب کیا جائے۔ جب بندہ ایک نیک کام کرتا ہے تو دوسری نیکی کی رغبت خود بخود پیدا ہوتی ہے مثلاً کسی نے وضو کیا ہو تو نماز پڑھنے پر بھی دل آجاتا ہے اسی طرح اگر کسی شخص کی نظر غیر عورت کے چہرہ پر عمداً بار بار پڑھے تو پھر بُرائی کی طرف راغب ہونے لگتا ہے۔

☆ اگر کوئی شخص اس لئے کام کاج چھوڑ کر بیٹھ جائے کہ میرا نفس مخلوق سے ہٹ کر خالق کی طرف رجوع کرے گا یہ مشکل بات ہے اگر کسب (کام کاج) اللہ کے لیے ہو اور مقصد مخلوق کو فائدہ پہنچانا ہو تو یہ عبادت میں داخل ہے جو لوگ اپنے قول و فعل سے مخلوق کو فائدہ پہنچانے والے اور نیکی کی طرف راغب رہنے والے ہیں ان کے لئے تنہائی کو اختیار کرنا یا خاموشی اختیار کرنا مناسب نہیں۔ ایسے لوگوں کا مخلوق کے اندر رہتے ہوئے مخلوق خدا کی خدمت و رہنمائی کرنا بہترین عمل ہے۔ مخلوق سے دور ہو کر عبادت میں زندگی بسر کر دینا زہد نہیں ہے۔

☆ کوئی انسان اُس وقت تک متقی و پرہیزگار نہیں بن سکتا جب تک وہ اپنے نفس کا حساب و کتاب نہ رکھے جس طرح کاروبار میں شریک کا حساب و کتاب رکھا جاتا ہے اسی طرح ہر معاملہ میں اپنے آپ کا حساب لے قدم قدم پر گناہوں سے بچ پھر تقویٰ کی بدولت اللہ کے ہاں معزز و مکرم بن جائے گا۔

## ۸۔ توبہ

فرمان الہی جل جلالہ:

وتوبوا الی اللہ جمیعاً ایہ المؤمنون لعلکم تفلحون ○  
(القرآن الکریم: ۲۴: ۳۱)

اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانوں سب کے سب اس اُمید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ یحب العبد المؤمن المفتن التواب ○ (رواہ احمد)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اپنے اس مومن بندے سے محبت رکھتا ہے جو فتنوں میں مبتلا ہوتا رہتا ہے اور ہمیشہ توبہ کرتا رہے۔

فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

جب بندہ اپنے بُرے حال اور بُرے افعال پر غور و فکر کرے اور اس سے نجات چاہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اسباب توبہ آسان کر دیتا ہے پھر اسے گناہوں کی شامت سے رہائی دیتا ہے اور اسے اطاعت کی حلاوت عطا فرماتا ہے۔ توبہ تائیدِ ربانی سے ہوتی

ہے اور گناہ افعال جسمانی سے۔ ایک شخص نے گناہ سے توبہ کی پھر اسی گناہ کا مرتکب ہوا پھر نام ہوا۔ ایک روز اس نے اپنے جی میں کہا اگر میں پھر توبہ کر کے ادھر جاؤں میرا کیا حال ہوگا تو اُس کے کان میں ہاتھ غیبی سے آواز آئی۔ اطعنا فشرناک ثم ترکنا فامهلناک فان عدت الینا قبلناک تو نے ہماری اطاعت کی ہم نے تجھے پسند کیا پھر تو نے بے وفائی کی اور ہمیں چھوڑ دیا ہم نے تجھے مہلت دی اگر پھر توبہ کرے ہم قبول کریں گے۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۱۵)

فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

☆ عام بندوں کا جرم حق تعالیٰ کی نافرمانی ہے اور اس کا علاج توبہ ہے مگر دوستان خدا کا جرم اپنے آپ کو دیکھنا ہے اور اس کا علاج اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا ہے۔  
☆ توبہ اور استغفار ہر مقام پر سالک کے ساتھ رہتے ہیں زندگی کے آخری لمحات میں بھی جدا نہیں ہوتے۔

☆ توبہ کا مدار محاسبہ پر ہے۔ محاسبہ اور صبر کسی وقت بھی سالک سے علیحدہ نہیں ہوگا ورنہ سالک کا سفر کھوٹا ہو جائے گا۔

☆ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے پر وارد ہوتا ہے وہ پاکیزہ ہوتا ہے اس کے ساتھ ملوث ہونے پر خراب ہو جاتا ہے جیسا کہ انسان اچھی خوراک کھاتا ہے اور بدبودار نکالتا ہے پس ہر وقت انسان پر توبہ و استغفار لازم ہے۔

☆ گناہ اضطرار اور اختیار کی حالت میں برابر نہیں رہتا۔ اضطراری اور اختیاری حالت میں بڑا فرق ہے حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سوال کیا گیا کہ عقل کیا چیز ہے؟ تو ارشاد فرمایا نیکی اور بدی کے درمیان تمیز کرنا جب یہ جواب سیدی امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو انہوں نے عقل کی تعریف یہ فرمائی کہ جب دو نیکیاں جمع ہو جائیں تو بڑی نیکی کو اختیار کیا جائے اور چھوٹی نیکی کو ترک کر دیا جائے۔ اگر دو گناہ جمع ہو جائیں تو چھوٹے گناہ کو اختیار کیا جائے۔ بڑے گناہ کو ترک کر دیا جائے اس دنیا کا نظام اس طرح کا پیچیدہ ہے کہ بڑی احتیاط کے باوجود گناہ صغیرہ سے

بچنا مشکل ہو جاتا ہے اس لیے گناہ سے بچنے کی حتی الامکان کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ سے توفیق بھی طلب کی جائے کہ وہ ایسے کاموں سے بچائے جن میں گناہ کا شائبہ بھی ہو بزرگان دین کا مذہب ہے کہ گناہ کے سرزد ہونے سے پہلے ڈرنا اور گناہ ہونے کے بعد پشیمان ہونا گناہ کو کم کر دیتا ہے ہر حال میں اللہ کے حضور توبہ کرتے رہنا چاہیے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کے الفاظ کو خیال کی دعا بنا لیں ضروری نہیں کہ وظیفہ پڑھا جائے بلکہ ضروری ہے کہ یہ خیال دل پر جاری رہے۔ شیطان کے حملے سے حفاظت ہوگی اور جو لغزش سرزد ہوگی اللہ تعالیٰ اُسے معاف فرمادے گا۔ صبح و شام بکثرت استغفار پڑھا کریں۔ اللہ تعالیٰ بندہ کے اعتراف گناہ اور گناہ کی معافی کی دُعا کو بہت پسند فرماتا ہے۔

☆ توبہ و استغفار یہ ہے کہ انسان حق تعالیٰ کی نافرمانی سے بچے مگر دوستان خدا کا گناہ اپنے سر نہ لے یعنی ان کا گلہ نہ کرے اپنے آپ کو اور اپنے اعمال کو دیکھتا رہے اور دل کو اللہ کی طرف جھکائے رکھے۔

☆ توبہ و استغفار ہر مقام پر سالک کے ساتھ رہتے ہیں زندگی کے آخری لمحات میں بھی جدا نہیں ہوتے۔ سچی توبہ کے بغیر عبادت قبول نہیں ہوتی کیونکہ اللہ رب العزت نے توبہ کو عبادت پر مقدم فرمایا ہے۔

☆ مہمبہتیں اس لئے انسان پر آتی ہیں کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں سے استغفار کرے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں عاجزی اور بیکسی کا اظہار کرے اور سچے دل سے توبہ کرے۔ توبہ کی قبولیت پر مصائب و مشکلات دور ہو جاتی ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک بڑی برتر و اعلیٰ ہے بندہ اللہ کی مخلوق ہونے کے باوجود اُس کے احکامات کی نافرمانی کرتا رہتا ہے مگر اللہ رب العزت اپنے کرم و بخشش کی وجہ سے اپنے گنہگار بندے کا شرم کرتا رہتا ہے اور اُس کے گناہوں پر پردہ ڈالتا رہتا ہے اور معاف کرتا رہتا ہے۔ اللہ رب العزت معاف کرنے کو پسند کرتا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے گناہوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دیتا ہے۔

☆ سچی توبہ کی یہ علامت ہے کہ بندہ اس کے بعد اُس گناہ کی طرف دوبارہ راغب نہیں ہوتا۔ اُس گناہ کے بارے میں لذت نہیں بلکہ کراہت پیدا ہوتی ہے۔ آنکھوں سے آنسوؤں کا جاری ہونا زبان سے استغفار کرنا اور صدق دل سے گناہوں سے بچنا۔ زبان سے توبہ کرتا رہے لیکن دل سے گناہوں کی حلاوت نہ نکلنا یہ توبہ ہرگز نہیں ہے۔

☆ گنہگاروں کو جنت توبہ کی بدولت ہی ملے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کبھی بندہ گناہ کرتا ہے تو اُس کی وجہ سے جنت میں چلا جاتا ہے۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح فرمایا گناہ کے بعد اُسے اس قدر پشیمانی ہوتی ہے جو اُس کی نجات کا باعث بن جاتی ہے۔ پھر وہ ہمیشہ گناہ سے باز رہنے والا بن جاتا ہے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔

## ۹۔ ذکر

### فرمان الہی جل جلالہ:

يا ايها الذين امنوا اذكروا الله ذكراً كثيراً و سجوه بكرة  
و اصيلاً (القرآن الكريم ۳۳: ۴۱، ۴۲)  
اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح و شام اُس کی پاکی بولو۔

### فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله (ترمذی)  
تیری زبان ذکر الہی سے ہمیشہ تر رہنی چاہیے۔

### فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک روایت ہے کہ آپ مکہ معظمہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک شخص آپ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا سعید مجھے وہ



حلال بتاؤ کہ اس میں حرام نہ ہو اور وہ حرام بتاؤ جس کے اندر حلال نہ ہو۔ آپ نے فرمایا: ذکر اللہ حلال لیس فیہ حرام و ذکر غیرہ حرام لیس فیہ حلال۔ اللہ تعالیٰ کا یاد کرنا ایسا حلال ہے کہ اس میں حرام نہیں اور غیر خدا کا ذکر ایسا حرام کہ اس میں حلال نہیں۔“ اس لئے کہ اُس کے ذکر میں نجات ہے اور اُس کے غیر کے ذکر میں ہلاکت ہی ہلاکت۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۱۰)

### فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

☆ ذکر سے مقصود یہ ہے کہ غفلت نہ رہے سونا جاگنا کھانا پینا خرید و فروخت تمام افعال اور اوقات میں اللہ کے حکم اور مرضی کا خیال رکھا جائے اگر مقصد اور مدعا کو سمجھ لیا جائے تو غفلت جاتی رہتی ہے بلکہ ہمیشگی کا ذکر حاصل ہو گیا و ل ذکر اللہ اکبر کا یہی مطلب ہے۔

☆ زبان کے ذکر کے علاوہ ہر وقت اپنے آپ کو امر و نہی کی قید میں رکھنا ضروری ہے اور بارگاہِ قدس میں ہمیشہ کی حاضری یعنی یقین رکھنا کہ وہ ذات پاک مجھے ہر وقت دیکھ رہی ہے۔ قرآن پاک میں ذکر اکثر اسی محل میں آیا ہے اس طرح ہی انسان کی عملی زندگی اور کردار بلند ہوتا ہے۔ دنیا احسن طریق سے گذرتی ہے صرف مقررہ اوقات میں ورد و وظائف ادا کرنے اور باقی اوقات میں امر و نہی کی قید سے آزاد رہنے سے عملی زندگی ناقص رہتی ہے۔ کردار بلند نہیں ہوتا دوسرے لوگوں کے لئے موردِ طعن بنتا ہے بلکہ دین پر حرف آنے کا باعث بنتا ہے۔

☆ مخلوق کے درمیان رہتے ہوئے بھی اپنے دل کو فارغ رکھے حق تعالیٰ کی بندگی کرے اور زندگی اس کے حکم کے مطابق بسر کرے شریعت کے امر و نہی پر عمل کرے اس کی حرکات و سکنات افعال اور اعمال میں خدائے ذوالجلال اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام پاک مد نظر رکھے یہی اس کی عبادت و اطاعت کا کمال ہے انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ خورد و نوش، نشست و برخاست خرید و فروخت اور کارہائے دنیا سرانجام دینے کے باوجود یاد حق سے غافل نہ رہے ہر لمحہ اللہ رب العزت

کا ذکر جاری رکھے۔

☆ دُکھ درد مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا جائے ان اوقات میں یاد الہی سے دُکھ درد دور ہو جاتا ہے۔ حیرت ہے ان لوگوں پر جو ایسے نازک مواقع پر بھی اپنے رب کو یاد نہیں کرتے۔ بلکہ شکوہ و شکایت شروع کر دیتے ہیں حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہا کے پاس ایک شخص سر باندھے آیا اور درد کی شکایت کی آپ نے پوچھا تمہاری عمر کتنی ہے اُس بیمار نے کہا ساٹھ سال فرمایا۔ ساٹھ سال تک تو شکر کی پٹی کبھی نہیں باندھی لیکن شکایت کی پٹی جلدی باندھ لی۔

## ۱۰۔ حیاء

فرمان الہی جل جلالہ:

ان ذلکم کان یوذی النبی فیستحی منکم واللہ  
لا یستحی من الحق ○ (القرآن الکریم: -۳۳:۵۳)  
بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے  
اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ان مما ادرك الناس من کلام النبوة الاولى اذا لم  
تستحی فاصنع ماشئت ○ (بخاری)  
بے شک لوگوں نے پہلے پیغمبروں سے جو باتیں پائیں ان میں  
سے ایک یہ ہے کہ اگر تم میں شرم و حیا نہیں تو جو چاہو کرو۔

فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

جب خوف عذاب دل پر غالب ہو تو اعمال سیئہ کا غم دل پر آتا ہے اور  
ندامت پیدا ہوتی ہے دوسرے یہ کہ حصول نعمت کا ارادہ جب دل پر غالب ہوتا ہے اور

معلوم ہوتا ہے کہ بُرے کام اور نافرمانی سے یہ حاصل نہیں ہوتی تو پریشان ہوتا ہے تیسرے یہ کہ اس پر بارگاہِ حق سے شرمِ غالب آئے اور مخالفتِ حکم سے پشیمان ہو تو پھر تائب ہو جاتا ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ توبہ دو طرح پر ہے ایک توبہ انابت دوسری توبہ استحياء توبہ انابت وہ ہے کہ بندہ خوفِ عذابِ حق تعالیٰ سے توبہ کرے اور توبہ استحياء یہ ہے کہ اللہ کے حضور شرم سے توبہ کرے اور اُس کے کرم کی اُمید رکھے۔ خوف کے ذریعہ جو توبہ ہے اس میں جلالتِ حق کھل جاتی ہے اور حیاء کی توبہ نظارہ جمال سے ہوتی ہے تو ایک توبہ جلالتِ شان کے خوف سے دوسری جمال کے مشاہدہ میں اور حیاء سے مستنیر ہو کر ہوتی ہے۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۱۵)

میں (علی بن عثمان ہجویری) نے سنا ہے ایک دنیا دار امیر آدمی نے حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی۔ آپ کی کوئی دنیاوی ضرورت ہے مجھے مطلع کریں تاکہ میں خدمت کر سکوں۔ فرمایا یہ دنیا کا ذلیل مال اُس کے پیدا کرنے والے سے مانگتے شرم آتی ہے تجھ سے کس طرح طلب کروں۔

فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

☆ مراقبہ غائب کا انتظار ہے اور حیاء حاضر سے شرم کا نام ہے جو چیز غائب ہے اُس کا ذکر تو کیا جاسکتا ہے مگر جو حاضر ہے اُس کے ذکر سے شرم محسوس ہوتی ہے۔ حیاء کی علامت یہ ہے کہ دل میں یقین ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے حق تعالیٰ کی ذات پاک اس بات کی حقدار ہے کہ اُس سے حیاء کی جائے۔

☆ نزدیک والوں کو خوف و حیاء زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وہ عظمت اور محبتِ الہی کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ حیاء خوف سے اعلیٰ حالت کا نام ہے۔

☆ حق تعالیٰ کی طرف سے طرح طرح کے انعامات اور اپنی طرف سے طرح طرح کی تقصیرات کے ملاحظہ کرنے سے حیاء پیدا ہوتی ہے۔

☆ جس شخص میں حیاء کم ہو جائے اُس کا تقویٰ کمزور ہو جاتا ہے دل مردہ ہو جاتا ہے اللہ والے کے دل میں فحش خیالات کا آنا اسی طرح ہے جیسا کہ عام آدمی سے فحش

کام سرزد ہو جائے جس شخص کا اپنا ضمیر اُسے بُرائی کرنے سے نہیں روکتا ایسے شخص کو صاحبِ نصیحت کی نصیحت بھی بُرائی سے نہیں روک سکتی۔

☆ حیاءِ ایمان کا جزو ہے جس طرح بندے کا ایمان اُسے منکر اور فحش چیزوں سے روکتا ہے اسی طرح حیاء کی بدولت بھی انسان ناپسندیدہ باتوں سے بچ جاتا ہے جن لوگوں کے اندر فطرتاً حیاء کا مادہ موجود ہوتا ہے اُن کو شرعی حیاء حاصل کرنے میں خاصی مدد ملتی ہے۔ اسلام کی اشاعت تبلیغ، رشد و ہدایت اور امر بالمعروف و نہی المنکر کے علاوہ دیگر تمام مقامات پر انسان کو حیاء سے فائدہ ہی فائدہ پہنچتا ہے۔

☆ اللہ ربّ العزت کی یہ شان ہے وہ حیاء کے وصف سے متصف ہے بندہ ظاہری اور باطنی طور پر گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے لیکن ربّ العزت حیاء کی بدولت معاف فرما دیتا ہے یہی گنہگار باوجود گناہوں کے ارتکاب کے جب اپنے ربّ کے حضور دعا کے لیے ہاتھ بلند کرتا ہے۔ ربّ سے بھلائی کا خواستگار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ حیاء کی بدولت اُسے بھلائی سے سرفراز فرما دیتا ہے۔ دل میں پختہ یقین پیدا کر لیا جائے کہ میرا ربّ مجھے دیکھ رہا ہے تو پھر بندہ اس حیاء کی بدولت گناہوں سے نکل کر نیکی کے راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔

## ۱۱۔ تصوف

فرمانِ الہی جل جلالہ:

و عباد الرحمن الذين يمشون على الارض هونا و اذا  
خاطبهم الجهلون قالوا سلماً ۝ (القرآن الکریم ۲۵: ۶۳)  
اور رحمان کے وہ بندے کہ زمین پر آہستہ چلتے ہیں اور جب جاہل  
ان سے بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں بس سلام۔

## فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قال فاخبرني عن الاحسان قال ان تعبد الله كأنك تراه  
فان لم تكن تراه فانه يراك ○ (مسلم)  
(جبریل علیہ السلام) نے عرض کی مجھے احسان کے بارے میں  
بتائیں (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے) فرمایا کہ اللہ کی  
عبادت اس طرح کرو کہ گویا تو اسے دیکھ رہا ہے پس اگر تو اسے  
نہیں دیکھ سکتا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

## فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

حضرت ابوالحسن نوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں لیس تصوف  
رسوما ولا علوما و لکنہ اخلاق۔ (تصوف رسوم و علم نہیں لیکن یہ ایک خاص  
خصلت ہے) اگر تصوف رسمی چیز ہوتی تو مجاہدہ و ریاضت سے حاصل ہوتا اور اگر یہ علم  
ہوتا محض تعلیم و تعلم سے حاصل ہوتا تو ثابت ہوا تصوف ایک خصلت خاص کا نام ہے  
اور جب تک یہ خصلت خود اپنے اندر نہ پیدا کرے اُس وقت تک وہ حاصل نہیں ہوتا۔  
حضرت مرعش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فرمان ہے التصوف حسن الخلق تصوف نیک خصلت  
کو کہتے ہیں۔ حضرت ابوالحسن لوسنجہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد آج کے دن تصوف کا  
نام ہی رہ گیا حقیقتہً کچھ نہیں رہا ایک دن وہ تھا کہ تصوف حقیقتہً خالص تصوف تھا اور  
نام و نمود نہ تھا یعنی یہ صحابہ کرام اور سلف صالحین رحمہم اللہ میں تصوف نام کا نہ تھا بلکہ  
حقیقت تصوف کا پر تو ہر کس و ناکس میں تھا اب وہ انحطاطی دور آیا کہ تصوف کا نام تو  
باقی رہ گیا مگر معنی حقیقی معدوم ہیں یعنی اعمال تو صوفیوں کی نقل میں ہو رہے ہیں اور  
رسمی صوفی بہت مشہور ہیں مگر ان کے دعاوی تصوف میں بالکل مجہول ہیں گویا اب صوفی  
ہونے کا دعویٰ تو مشہور و معروف ہے لیکن اعمال و افعال بالکل مجہول ہوئے۔

(کشف المحجوب باب نمبر ۳)

## فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

☆ صوفی وہ لوگ ہیں جنہوں نے خدا تعالیٰ کو سب چیزوں پر ترجیح دی اور سب اشیاء سے زیادہ خدا تعالیٰ سے محبت رکھی پس خدا تعالیٰ نے بھی اُن کو ساری مخلوق سے عزیز رکھا۔ بادشاہت اُن سے پیاری نہ رکھی جو لوگ حق تعالیٰ کی محبت حاصل کئے بغیر اس دنیا سے خالی چلے گئے وہ بے نصیب رہے۔ انسانیت کے اصل جوہر یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے مخلوق خدا کی خدمت پر کمر بستہ رہے اُن کی ایذا کو برداشت کریں اُن کے درمیان رہتے ہوئے دل سے الگ رہے۔

☆ صوفی دنیا و آخرت میں حق کے ساتھ سلامتی کے سوا اور کچھ نہیں چاہتے۔ خوش نصیب اور مومن وہ شخص ہے جس کی دنیا بھی دین ہو جائے اس کا سارا کام خدا کے حکم کے مطابق ہو جائے بلکہ خدا کے لیے ہو جائے۔

☆ وہ چیز جو حق کی طرف جانے سے روکے وہ ہی ذات کا غیر ہے جب تک انسان خدا کے غیر میں الجھا رہا۔ خدا تک نہیں پہنچ سکتا کیونکہ اُس کی ہمت اور دلچسپی غیر میں ہے تصوف غیر کی نفی کا نام ہے اور سراسر نفی ماسوا اللہ میں مضمحل ہے اور خدا تعالیٰ کی پہچان اور اُس کی رضا و خوشنودی کا اُس پر انحصار ہے۔

☆ جو چیز راہ حقیقت کی طرف جانے سے روکے وہ ذات کا غیر ہے اور جب تک انسان غیر کے چکر میں پڑا رہے گا۔ خدا تک رساں ناممکن ہے کیونکہ غیر سے محبت راہ حقیقت کے راستے کی دیوار ہے اور تصوف سراسر ماسوا کی نفی کرتا ہے عارف کامل کی پہچان یہ ہے کہ وہ ذات الہی سے اپنے تعلقات کی بناء پر اس پر ہی بھروسہ کرتا ہے اور صوفی کی تعریف یہ ہے کہ ذات حق تعالیٰ کو تمام موجودات عالم پر ترجیح دیتا ہے۔

☆ آپ نے فرمایا کہ تصوف کی اصل تو وہ حدیث ہے جس میں ذکر ہے ایک دفعہ جبرائیل علیہ السلام بشکل انسانی حضور پر نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زانوؤں کے ساتھ زانو جوڑ کر

مؤدب بیٹھ گئے اور تین سوال کئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسلام ایمان اور احسان کیا ہے۔ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تینوں سوالات کے جوابات ارشاد فرمائے تو جبریل علیہ السلام نے فرمایا: قد صدقت یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ نے سچ فرمایا۔ تصدیق کر دی۔ ان تینوں سوالوں میں تیسرے سوال کا جواب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اور اگر یہ مقام حاصل نہ ہو تو اللہ تعالیٰ مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ بس اس مقام مشاہدہ کو حاصل کرنے کے لئے زہد و ریاضت مجاہدات و عبادات نفلی پر عمل پیرا ہونا تصوف ہے۔ اس کی تائید میں آپ نے نجات الانس صفحہ ۶۳ پر درج شدہ اقوال کی نقل ایک کاغذ پر کرائی ہوئی تھی جس کو عام فہم بنانے کیلئے کسی حد تک تصرف کر کے اور از سر نو ترتیب دے کر ذیل میں پیش کیا جاتا ہے۔

کسی نے حضرت جنید بغدادی قدس سرہ سے دریافت کیا کہ تصوف کیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا جب کوئی بزرگ آدمی نیک زمانے میں نیک لوگوں کے سامنے خلق کریم (یعنی اچھی خوؤں) کا مظاہرہ کرتا ہے تو اس کو تصوف کہا جاسکتا ہے۔ اور خلق کیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو اپنی محبت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے تو اس کے دل پر بزرگ پاکیزہ اور فائدہ رساں کلمات کا القا کرتا ہے۔ وہ بندہ بیہودہ باتوں سے متنفر ہو جاتا ہے۔ اور اس کے کان جملہ لغویات سے مجتنب رہتے ہیں۔ اس کے دل کو اسی ذات پاک کی لگن لگ جاتی ہے۔ جو ازل سے قائم ہے۔ اور اس کی ہر بات اسی ذات پاک کی دوستی کا دم بھرتی ہوئی نظر آتی ہے اس کی باتوں کو سننا بیماریوں کو شفاء بخشتا ہے اور پیاسوں کی پیاس کو بجھاتا ہے۔ ایسے بندہ کو اللہ کی یاد اس طرح رہتی ہے گویا اسے اس ذات پاک کی صحبت نصیب ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی باتیں کان سے نہیں بلکہ جان سے سنتا ہے اس وقت سنتا ہے جب اسے بجز اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کوئی بات یاد نہیں ہوتی۔ اس کی زندگی کی ہر منزل سابقہ منزل سے بالاتر ہوتی ہے اور وہ اپنی سابقہ منزل پر شرمسار ہوتا ہے اور کہنے دیکھنے سننے چلنے اور پوچھنے والے محقق کے نزدیک وہ ایسے مقام پر ہوتا ہے جہاں اس کا دل پراگندہ نہیں ہوتا اور نہ زبان طلب گار ہوتی ہے اس ذات پاک

کے عشق کے دروازے میں داخل ہونا آسان ہے مگر نکلنا مشکل۔

اپنی ہستی میں فانی ہو کر اس کی ذات پاک کے خیال میں گم ہو جانے کا نام مشاہدہ ہے۔ مشاہدہ لفظ شہود سے صوفیہ کرام کے نزدیک حسب ذیل معنوں میں استعمال ہوا ہے یعنی جب سالک اپنی ہستی موہومہ سے نیست ہو کر ہستی حقیقی میں زیست ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے دل پر جلال الہی کا ظہور ہوتا ہے اور عظمت سبحانہ تعالیٰ کی حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے اس وقت اس کے دل پر یہ خیال گذرتا ہے کہ میں کیا ہوں اور کس سے ہوں اور اس حال میں اسے اپنی ہستی نیست و عدم نظر آتی ہے اور اسے محسوس ہوتا ہے کہ بقاء صرف اس ذات پاک کے لئے ہے لیکن سالک پر یہ حال علی الدوام نہیں ہوتا۔ کیونکہ ایسا سمجھنے سے حلول و اتحاد کا خطرہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک حلول و اتحاد سے مبرا منزہ ہے ہاں جب سالک پر تجلی جلال طاری ہوگا تو سالک اپنے تئیں نیست سمجھے گا۔ اور جب تجلی جمال ہوگا تو ہست ہوگا۔ قرآن شریف اس آیت شریفہ میں کہ تولج اللیل فی النهار و تولج النهار فی اللیل میں سالک کی ان دو حالتوں کی طرف اشارہ ہے یعنی کبھی سالک کے دل پر اندھیرا چھا جاتا ہے اور کبھی روشنی صوفیائے کرام ان دو حالتوں کو قبض و بسط کے ناموں سے تعبیر کرتے ہیں نیز اس آیت شریفہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی جبلت میں باالطبع نور و ظلمات مخلوق ہیں اس لئے نہ ظلمات کا قطعی طور پر ازالہ ہو سکتا ہے نہ نور کو دوام حاصل رہتا ہے۔ تاکہ انسان میں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ احسن تقویم میں پیدا کیا گیا ہے۔ اس کی ذات سے اس کی عبودیت اور بقول قرآن حکیم اس کی ربوبیت کا اظہار ہوتا رہے جیسا کہ قرآن شریف میں وارد ہے۔ قل انما انا بشر مثلکم کہ یا رسول اللہ فرمادیتے کہ میں تمہاری طرح بشر ہوں۔ یعنی اپنی عبودیت کا اظہار کر اور دوسری آیت میں فرمایا: قتل داؤد جالوت کہ داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے سامنے اپنی عبودیت کا اظہار کرتے ہوئے جالوت کو قتل کیا اور آیات ید اللہ فوق ایدیہم کہ ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہوتا حالانکہ بظاہر وہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ تھا۔ اور وصار میت اذ رمیت ولا کن اللہ رمی کہ جس وقت آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں۔ وہ آپ نے نہیں پھینکی



تھیں۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی تھیں۔ کہ جب کوئی کام اس حال میں کیا جائے۔ جس وقت کرنے والے کے دل پر جلال الہی کا ظہور ہو۔ اور وہ اپنی ہستی سے نیست ہو۔ تو اس وقت اس کام کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اس حال کو صوفی ربوبیت سے تعبیر کرتے ہیں۔

☆ اپنے دل کو ماسوائے اللہ سے خالی کرنا مجاہدہ ہے خواہ یہ بکثرت نوافل روزہ رکھنے سے یا شب بیدار رہ کر تفکر و مراقبت کرنے سے یا اس کے ذکر و اذکار سے یا بذریعہ سماع حاصل ہو اور سب طریقوں سے سہل ترین زود اثر اور زیادہ نفع رساں اہل اللہ کی مجلس اور صحبت ہے اور اہل دنیا سے کنارہ کر کے خلوت میں رہنا۔ مبتدی کے لئے ضروری ہے کہ وہ حتیٰ الوسع دنیا کی مجلسوں سے کنارہ کش رہے اور زیادہ عرصہ خلوت میں گزارے تاکہ وہ خلقت کے شر سے محفوظ رہے اور خلقت اس کے شر سے بچی رہے۔ مگر خواص کے لئے اس سے بھی بالاتر خلوت اختیار کرنا ضروری ہے۔ یعنی اپنے دل کو خلقت سے خالی رکھے نہ کسی سے نفع کی توقع رکھے نہ نقصان کا خطرہ۔ اور اس کی نظر ہر حال میں ذات ذوالجلال پر ہو۔ عزت ذلت نفع و نقصان سب اسی کی طرف سے سمجھے اور خلقت پر نظر نہ رکھے۔ اور دو تین امور سے فارغ رہے یعنی طمع نہ جمع اور منع سے جس کا مطلب یہ ہے کہ بجز اللہ تعالیٰ کے کسی سے کوئی چیز حاصل کرنے کا طمع نہ کرے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ مال و دولت عطا کرے تو اسے جمع نہ کرے۔ بلکہ راہ خدا میں خرچ کر دے اور جب کوئی سائل اس کے دروازے پر آئے تو اس کا دل سائل کی حاجت روائی کرنے سے منع نہ کرے۔

نہ مرد آں است کہ دنیا دوست دارد

اگر دارد برائے دوست دارد

☆ آپ فرمایا کرتے تھے کہ سالک کو چاہیے کہ قرآن شریف کی اس آیت پر نظر رکھے هل اتی علی الانسان حین من الدھر لم یکن شیاء مذکوراً۔ کیا انسان پر ایسا وقت نہیں گذرا ہے جس وقت یہ کوئی شے مذکور نہیں تھا۔ اس وقت اس کی ہستی کا پیدا کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے علم و ارادہ میں تھا اور خود انسان کو اپنی ہستی کی خبر تھی اور نہ

اپنی نسبت کوئی ارادہ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ سے جیسے چاہا اس کو بنا دیا۔ اور جس حال میں اسے رکھنا چاہا اس کے لئے ویسے ہی اسباب و علل جمع کر دیے۔ جن کے حصول پر نہ از قادر ہے۔ نہ علیل ناپسندیدہ سے بچنے کی طاقت رکھتا ہے اور جس حال میں ذات پاک اس کو رکھنا چاہیے۔ اس میں رہنے پر مجبور اس کے سامنے کا عدم اور لاشے ہے۔ انسان کی نظر اگر اپنی بیکسی اور بے بسی پر رہے تو وہ توحید کی منزل کی طرف گامزن رہے گا اور فرمایا کرتے تھے دل پر نفی ماسوائے اللہ ہو جانے کا نام فقر اور نفی ماسوائے اللہ کیا ہے۔ سالک کے دل پر اپنی ہستی کے عدم اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کے اثابت کا خیال متمکن ہو جائے اور وہ اپنے دل کو ہر شے کی محبت اور خیال سے خالی کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے خیال میں گم کر دے اور یہی فقر کی جان ہے۔

## ۱۲۔ صدق اور یقین کامل

فرمان الہی جل جلالہ:

و الذی جاء بالصدق و صدق به اولئک ہم المتقون ○  
(القرآن الکریم ۳۹: ۳۳)

اور وہ جو یہ سچ لے کر تشریف لائے اور جنہوں نے اُس کی تصدیق کی یہی ڈروالے ہیں۔

قد بینا الایات لقوم یوقنون ○ (القرآن الکریم ۲: ۱۱۸)  
بے شک ہم نے نشانیاں کھول دیں یقین والوں کیلئے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

الصدق ینجی و الکذب یرہک ○ (بخاری و مسلم)

سچ نجات دلاتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

و اقم لنا من الیقین ما تھون بہ علینا مصائب الدنیا ○ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعائیہ کلمات اے اللہ ہمارے حصے میں اتنا یقین لگا دے اس کی وجہ سے ہمیں دنیا کی مصیبتیں جھیلنا آسان ہو جائے۔

فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: ”الصدق سیف اللہ فی ارضہ ما وضع علی شی الا قطعہ“ صدق ایسی شمشیر الہی ہے کہ روئے زمین پر کوئی چیز اس کے سامنے نہیں ہوتی مگر اُسے کاٹ دیتی ہے۔

(کشف المحجوب باب نمبر ۱۱)

علم الیقین حق الیقین اور عین الیقین میں فرق ہے عین الیقین عارفوں کا مقام ہے اس حکم سے وہ صورت کی استعداد رکھتے ہیں اور حق الیقین محبوبوں کا مقام فنا ہے کیونکہ وہ کل موجودات سے روگرداں ہوتے ہیں تو علم الیقین مجاہدہ سے ہوتا ہے عین الیقین انس سے حق الیقین مشاہدہ سے حاصل ہوتا ہے یہ ایک عام ہے دوسرا خاص تیسرا خاص الخاص۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۲۹)

فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

- ☆ صادق آدمی کی علامت یہ ہے کہ وہ حق بات اور سچی بات و نصیحت کو پسند کرتا ہے خواہ اس کا عیب اُس کے منہ پر بیان کیا جائے۔
- ☆ نیک اعمال یعنی صدق کے لیے بھی اُسی طرح تکلیف اُٹھاؤ جس طرح رزق کے حصول کے لئے تکلیف محسوس نہیں کرتے بلکہ خوشدلی سے لگے رہتے ہو۔
- ☆ صدق و خلوص کے ساتھ خدا تعالیٰ کے دروازے پر بیٹھنے والا خالی نہیں رہے گا کبھی نہ کبھی اُس کے لیے دروازہ کھولا جائے گا۔
- ☆ میرے پاس آؤ اور صدق کا ایک ذرہ لاؤ کیونکہ صدق کا ایک ذرہ بغیر صدق کے پہاڑ جیسے اعمال سے بہتر ہے۔

☆ سوائے صبر و موافقت اور صدق و اخلاص کے ذات باری تعالیٰ سے قرب کا کوئی اور ذریعہ نہیں ہے۔

☆ صدق اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ایک بہت بڑی صفت ہے اللہ رب العزت کے قرب کے لئے ضروری ہے کہ بندہ ہمیشہ سچ بولے اُس کی زبان پر سوائے سچائی کے اور کچھ نہ آئے۔ سچائی انسان کو نیکی کی طرف لے جاتی ہے جب بندہ ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے تو اللہ رب العزت کے حضور اُس کا نام صادقین میں لکھ دیا جاتا ہے۔

☆ بعض اوقات انسان کے صدق میں ریا ہوتی ہے زبان سے کچھ ادا کرتا ہے مگر اُس کے اعمال اُس کے قول کے مطابق نہیں ہوتے لہذا ضروری ہے کہ صادق آدمی زبان سے سچائی کے علاوہ کچھ نہ بولے۔ دل سے اُس کی تصدیق کرتا اور عملی طور پر اپنے اعمال سے بھی ثابت کرے کہ وہ سچ بولتا اور اُس پر عمل کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ الصدیق الذی بصدق قوله بالعمل صدیق وہ ہے جس کے قول کی تصدیق اُس کے عمل سے ہو۔

☆ وہ لوگ جنہوں نے ہر وقت اور ہر کام میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ سچائی اور راستبازی سے معاملہ کیا ایسے لوگوں کی نظر دوا کا کام اور اُن کا سخن شفاء کا کام کرتا ہے خدا کے راستے پر چلنے کے لئے بندے کو صدق خلوص اور عزم و ہمت کی ضرورت ہے۔

☆ گمراہ اور بے دین لوگوں کا خیال ہے کہ بندہ محبت اور یقین کے اس درجے پر پہنچ جاتا ہے کہ اُسے عبادت کی ضرورت نہیں رہتی یہ بالکل غلط خیال ہے صحیح بات یہ ہے کہ محبت پر محبوب کی اطاعت و عبادت آسان ہو جاتی ہے کیونکہ اُس کا یقین کامل ہو جاتا ہے تصوف کی حقیقت حضور علیہ السلام کے کلمہ احسان میں ہے فرمایا ”اپنے خدا کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اُسے دیکھ رہے ہو اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم تمہیں یہ یقین ضرور ہو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔“ اور اُس کے دیکھنے کا یقین تمہیں عبادت کے علاوہ ہر وقت ہر کام ہر عمل و حرکت اٹھنے بیٹھنے سونے جاگنے کھانے پینے غرضیکہ ہمہ اوقات حاصل رہے۔

☆ اہل بصیرت دو طرح کے ہیں اولیاء اللہ کے نقش قدم پر چلنے والے انہوں نے علم و یقین کو حاصل کیا یہ صاحبان معرفت ہیں عین الیقین کے مقام پر فائز ہوئے دوسری

طرح کے لوگ جنہیں عین یقین تو حاصل نہ ہوا مگر علم حاصل کیا پھر اُس کی تصدیق بھی کی یہ علم یقین کے مقام پر فائز ہیں۔

☆ سخی کا دروازہ کھٹکھٹانے والا خالی نہیں رہے گا کبھی نہ کبھی ضرور خوشحال ہو گا وہ ذات پاک جو مانگنے والے کی حاجت کا علم رکھتی ہے اور اُس کے خزانوں میں کسی چیز کی کمی بھی نہیں ہے عطا کر دینے سے کچھ کم نہیں ہوتا پھر عطا کر کے خوش ہونے والی ذات ہے وہ کب کسی کو خالی دامن واپس کرے گی اگر کچھ دیر ہے تو اُس میں بھی مانگنے والے کے لیے بہتری ہے جس کا علم سائل کو نہیں۔ بندہ جب اس بات پر یقین کر لے کہ کون و مکان کی تخلیق سے پہلے کسی بھی مخلوق کو اپنے ہونے کا قطعاً علم نہیں تھا وہ ذات مقدس جس کا علم قدیم ہر نقص سے پاک ہے جیسے اُس کی ذات مقدسہ ہر عیب اور نقص سے پاک ہے وہ اپنے بندے کی بُرائی کب چاہتا ہے اُس کی طرف سے جو آتا ہے حق ہے اور جو بندے کی طرف سے آتا ہے وہ ناقص ہے وہ ذات پاک کریم سخی اور بندے کی صحیح خیر خواہ ہے اُس کی طرف رجوع کرو اور یقین کامل سے کرو۔

☆ اہل یقین کا تھوڑا سا عمل کمزور اور بے علم لوگوں کے پہاڑ برابر عمل سے بہتر ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ جیسا مجھ سے گمان رکھتا ہے میں اُس کے مطابق اُس سے پیش آتا ہوں۔

☆ ایمان یہ ہے کہ حق بات کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرے پھر اس تصدیق کی مضبوطی کا نام یقین ہے جہاں تک اعمال کی بات ہے وہ ایمان و یقین کے مطابق ہی وجود میں آئیں گے۔

۱۳۔ تسلیم و رضاء

فرمان الہی جل جلالہ:

رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذلك لمن خشى ربه ○  
(القرآن الکریم: ۸:۹۸)

اللہ ان سے راضی اور وہ اُس سے راضی یہ اُس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اسالك اللهم الرضا بعد قضاء (مسند احمد بن حنبل)  
اے اللہ تعالیٰ میں قضاء کے بعد تیری رضا مانگتا ہوں۔

فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

حضور سید یوم النور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ذاق طعم الايمان من رضى بالله رباً۔ اُس نے ذائقہ ایمان کا لطف حاصل کر لیا جو راضی ہو اللہ کی ربوبیت پر۔ اور رضا کی دو قسمیں ایک رضا حق جل و علا بندہ کے ساتھ اور ایک رضا بندہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تو رضا حق جو بندہ کے ساتھ ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ سے حق تعالیٰ راضی ہو کر اُسے ثواب اور نعمت جنت اور کرامت عرفان عطا فرمائے اور رضائے بندہ بحق تعالیٰ کی حقیقت یہ ہے کہ اس کے فرمان پر قائم ہو کر گردن اطاعت جھکائے رکھے تو رضا حق مقدم بر رضا بندہ ہے۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۱۴)

فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

- ☆ خدا تعالیٰ کی قضاء و قدر پر راضی رہنا انبیاء کرام کا کام ہے۔ ایک گھڑی جس میں بندہ اپنے اللہ سے راضی ہو بہت سی عبادت سے بہتر ہے۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جھگڑا کرنے والا نہ بن وہ ناراض ہوگا بلکہ تو اُس کی مرضی و حکم پر خوش رہ تا کہ کسی وقت تیرا کھوٹا سکہ بھی قبول کر لے تیری غلطیوں سے درگزر کرے۔ حساب کرنے جھگڑا کرنے میں سراسر نقصان و خطرہ ہے۔
- ☆ حدیث قدسی ”اے میرے بندے جو چیز تیرے ہاتھ میں ہے اُس سے وہ بہتر ہے جو تیری چیز اللہ کے ہاتھ میں ہے۔“ کی شرح میں فرمایا کہ تیرا جو کچھ مال وغیرہ

تیرے اپنے پاس ہے اُس سے وہ مال بہتر ہے جو تیرا مال خدا کے ہاتھ میں ہے یعنی جس مال یا جس چیز کو خدا کے راستہ میں اُس کی خوشنوی حاصل کرنے کے لیے خرچ کرے گا وہ اُس سے بہتر ہے جو ابھی تک تیرے پاس ہے دوسرے یہ کہ بندہ جسے اپنا نفع و نقصان یا اپنے لیے خیر متصور کرتا ہے اُس سے وہ بہتر ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے بندے کے لیے بہتر سمجھتا ہے جو کچھ اُس کی طرف سے آوے اُس کو اپنے لئے بہتر و نفع بخش سمجھے کیونکہ یہ خود ناقص العلم اور ناقص العقل ہے اپنے صحیح نفع و نقصان کو پورا نہیں جانتا ہو سکتا ہے کہ ایک چیز جس کو یہ بہتر سمجھتا ہے وہ نقصان والی ہو اور جس کو ناپسند کر رہا ہے وہ اس کے لئے نفع بخش ہو۔

☆ جب خدا تعالیٰ نے تمہیں جنت کے عوض خرید لیا ہوا ہے چاہے کہ اب تم اپنے آپ کو کسی اور کے ہاتھ نہ بیچو یہ بیع اب ناجائز ہوگی۔

☆ بہترین وہ دل ہے جس میں کوئی بدی نہیں سعادت کی علامت یہ ہے کہ تو فرمانبردار رہے اور ڈرتا رہے کہ کہیں مردود نہ ہو جاؤں۔

☆ جناب پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان کہ ”تو بے حس و حرکت لاش کی مانند ہو جا کہ نہلانے والا جس طرح چاہے تجھے اُلٹائے پلٹائے۔“ اس سے مراد وجود کی حرکت نہیں بلکہ دل و ارادہ کی حرکت ہے کہ تیرا اپنا کوئی ارادہ یا خواہش نہ رہے بلکہ اللہ کا ارادہ اور اُس کی مرضی کے مطابق تیری سب حرکات ہو جاویں۔

☆ تقدیر الہی اور علم سابق جو ازل میں بندہ کے لئے مقدر ہو چکا ہے یہ راضی برضا ہونا ہے بلکہ اُس کو اپنے حق میں بہتر سمجھنا اپنے ارادے کی فنا ہے اور اس کے بغیر قرب الہی حاصل نہیں ہو سکتا۔ قرب ہم خیالی اور موافقت میں پوشیدہ ہے۔ اپنے اختیار اور اپنی خواہش کی ترک لازمی ہے۔ ونھی النفس عن الهوی فان الجنة ہی الماوی سے یہی مراد ہے۔

☆ تقدیر الہی پر صبر اور موافقت اور اعمال میں صدق و اخلاص کے سوا قرب الہی کے لئے اور چارہ ہی نہیں ہے بلا دوستان الہی کا ورثہ ہے جس پر اللہ تعالیٰ انعام کرنا

چاہتا ہے اُسے بلا میں مبتلا کرتا ہے اور صبر کرنے والے کے لئے راحت بن جاتی ہے اور اُس کی مدد کی جاتی ہے۔

☆ دوست وہ ہوتا ہے جو دوست کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھے صرف ضرورت کو ہی نہیں بلکہ اُس کے خیال کو بھی خواہ وہ زبان سے ادا ہو یا دل میں ہو اُس کو بھانپ کر اُس کی تصدیق کرے اور عملی طور پر اُس پر عمل پیرا ہو۔ اپنے دل اور زبان سے کسی قسم کا شک نہ کرے دوسرے الفاظ میں وہ دوست جو خدا تعالیٰ کی طرف لے جانے والا ہو یا خدا کی طرف لے جانے میں مددگار ثابت ہو اُس کے زبانی ارشادات اور دلی منشاء کو بھی اُس کے کہنے کے مطابق من و عن سچا جانے اور اُس پر دل و جان سے عمل کرے۔ اس میں مجبوری کا شائبہ تک نہ ہو بلکہ اُس پر خوش رہے۔

☆ طلبِ رضا و محبت ایسا حال ہے جو دنیا و آخرت میں مولا کی طلب سے جدا نہیں ہوتا حتیٰ کہ یہ تمنا جنت میں بھی موجود رہتی ہے۔

☆ مومن کو ہر صورت اپنے مالک و مولا کی طرف رجوع رکھنا چاہیے وہ ذات پاک ہے اور اس کے امر سے سب کچھ ظہور میں آتا ہے اور اُس کے حضور ہی سب نے حاضر ہونا ہے پس بندے کو یہ لازم ہے کہ بہ جبر حاضر ہونے کی نسبت بہ رضا حاضر ہونا بہتر ہے تاکہ انعام کا مستحق ہو جائے۔ علمِ تقدیر پر ایمان رکھنا اور اس کو بہتر جاننے کا مقصد یہ نہیں کہ اس ذات پاک سے دُعا بھی نہ کی جائے بلکہ یہ ہے کہ اس سے شکوہ و شکایت نہ کی جائے اور نہ بے صبری کا مظاہرہ کرے۔

☆ جب تک بندہ اپنی خواہشات کو ترک نہیں کرتا اور اپنے اختیار کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی مرضی کو پسند نہیں کرتا اور اپنے ارادہ کو ختم کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کا ارادہ اور اختیار اس کو عطا ہو جاتا ہے پھر مصیبت دوستانِ الہی کا ورثہ ہے جس بندے کو اللہ تعالیٰ انعامات عطا کرنا چاہتا ہے اس کو مصیبت میں مبتلا کر دیتا ہے اس مصیبت پر صبر اور راضی رہنے والے کو آخر کار اللہ تعالیٰ کی طرف سے راحت کا نور ملتا ہے بندے کو اپنے رب کی رضا پر راضی رہنا چاہیے یہ بہت سی عبادات و ریاضت سے بہتر ہے اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر ہمہ وقت راضی رہنا انبیاء کرام کا شیوا ہے۔



☆ الحب لله و البغض لله لوگوں سے محبت اللہ کے لئے اور بغض بھی اللہ کے لئے ہے جو اللہ رب العزت کا محبوب ہے تو بھی اُسے محبوب رکھ جس شخص کو اللہ پسند نہیں کرتا تو بھی اُسے پسندیدہ نہ رکھ۔ برضا و رغبت احکام الہی کو پورا کرو تمہارے اعمال کی ظاہری صورت سے زیادہ باطنی صورت دیکھی جاتی ہے اور اس سے مراد رضاء الہی ہے کہ تو اعمال کس کی رضاء کے لئے سرانجام دے رہا ہے۔

☆ بندے کا حق یہ ہے کہ وہ صحیح معنوں میں اپنے رب کا بندہ بنا رہے۔ رب جو حکم دیتا ہے اُسے پورا کرے اور اس حکم کی بجا آوری پر رضاء مندی ظاہر کرے جب تو صحیح معنوں میں اپنے رب کا بندہ بن جائے گا تو پھر تیرا رب بھی تجھے اپنا محبوب بنا لے گا۔

☆ اللہ تعالیٰ کی رضا پر بندے کو اپنا معاملہ چھوڑ دینا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر قناعت کرنا بہترین دانشمندی ہے مگر اس سے یہ مراد نہیں کہ روزی کمانے کے وسائل کو چھوڑ دیا جائے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جائے یہ قناعت ہرگز نہیں۔ ہر مسلمان جائز طریقہ سے روزی کمانے کے لئے اپنے وسائل کو بروئے کار لائے اور جو حلال طریقہ سے حاصل کیا ہے اُس پر قناعت کرے اور شریعت کے مطابق اُسے جائز کاموں میں خرچ کرے تو اللہ تعالیٰ ایسے بندے پر انعام و اکرام فرماتا ہے اور اُس سے راضی ہو جاتا ہے۔

## ۱۴۔ معرفت نفس

فرمان الہی جل جلالہ:

فاحکم بین الناس بالحق ولا تتبع الہوی فیضلك عن  
سبیل اللہ ۝ (القرآن الکریم ۳۸: ۲۶)

پس لوگوں کے درمیان سچ کے ساتھ فیصلہ کرو اور خواہش (نفس) کی پیروی نہ کرنا کہ تجھے اللہ کے راستے سے بہکا دے گی۔

## فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

اللهم أت نفسي تقواها أنت وليها و أنت مولاها و  
 زكها أنت خير من زكها ۞ (سنن نسائی)  
 اے اللہ میرے نفس کو تقویٰ سے آراستہ فرما تو ہی میری جان کا  
 مالک تو ہی اس کا سرپرست ہے اور تو ہی وہ بہترین ہستی ہے جو  
 اس کا تزکیہ فرما سکتا ہے۔

## فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اعدا عدوك نفسك التي بين  
 جنبيك۔ تیرا سب سے بڑا دشمن تیرا نفس ہے جو تیرے پہلو میں ہے۔ تو جب معرفت  
 نفس حاصل ہوگئی تو سمجھ لے کہ اب اسے ریاضت و مجاہدہ سے اپنے قبضہ میں لاسکے گا  
 لیکن نفس کا مایہ اور اس کی اصل نابود نہیں ہو سکتی لیکن جب نفس کی شناخت صحیح ہو جاتی  
 ہے تو طالب حق کو اس کے باقی رہنے سے خوف نہیں ہوتا۔ لان النفس كلب نباح و  
 امسك الكلب بعد الرياضته مباح۔ اسلئے کہ نفس ایک بھوکنے والا کتا ہے اور  
 ریاضت و اصلاح کے بعد کتے کا باندھ رکھنا مباح ہے تو مجاہدات نفس فناء اوصاف نفس  
 کیلئے ہیں نہ کہ اس کے عیب کو فنا کرنے کیلئے۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۱۴)

## فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

☆ نفس کی پہچان یہ ہے کہ تو اُس کی طرف سے مطمئن نہ ہو نفس بالکل مرتا نہیں  
 اس کے ساتھ مقابلہ جاری رکھنا اور اس کو مغلوب رکھنا ضروری ہے۔  
 ☆ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ نفسانی خواہشات کے تارک کے لیے جنت  
 الماوی ہے فرمایا: ”اور جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈر گیا اور نفس کو خواہشات  
 سے روکا تو بے شک اُس کا ٹھکانہ جنت ہی ہے۔ (القرآن الکریم: ۷۹-۸۰ تا ۴۱)  
 کچھ لوگوں نے اپنی خواہشات کو الہ بنا لیا اسی طرح درختوں پتھروں کے ساتھ

ساتھ خواہشات کو معبود بنا لیا گیا۔ مسلمان درختوں پتھروں کی پوجا تو نہیں کرتے مگر خواہشات نفس کے ساتھ انیسیت باقی رکھی۔ خواہشات نفس کی باریکیوں کو تو کامل خدا رسیدہ انسان ہی سمجھ سکتا ہے اور وہی ان کو ترک کر سکتا ہے دوسری مخلوق خواہ وہ علماء میں سے ہوں یا زاہد اُس کا اس کو ترک کرنا انتہائی درجے کا مشکل کام ہے بلکہ ادراک کرنا بھی مشکل ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد گرامی ہے خواہش کا ترک کرنا بھی خواہش ہے تا آنکہ خواہش اُن کو ترک کر دے کیونکہ جب سالک نے اپنا ارادہ و اختیار اور کوشش کو ترک کیا تو وہ بھی اُس کی اپنی ترک ہے۔ اپنی ہستی کی دلیل ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ کامل ترک ہوا بغیر فنا کے راست نہیں آتی۔ صوفیاء کرام کے مذہب میں فقیری ترک ہوا کا نام ہے۔

☆ ارشاد ربانی ہے کہ ونہی النفس عن الهوی فان الجنة ہی الماوی جس نے اپنی خواہشات نفس کو روکا اُس کا ٹھکانہ جنت ہے۔ جو شخص اپنے نفس کو نہیں پہچان سکا اُس کی عبادت و ریاضت کسی کام کی نہیں۔ نفس کی صحیح کامل اور اکمل پہچان یہ ہے کہ تو اُس پر کسی وقت بھی مطمئن نہ ہو۔ جاہل پیر اور صوفی غفلت اور لاپرواہی میں اپنے نفس کی خواہشات کو مکاشفہ سمجھ لیتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ ایسے عمل کو پسند فرماتا ہے جس سے خواہش نفس اور شیطان کی مخالفت ہو۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے نفس کی مخالفت سب عبادتوں کا اصل اور سب مجاہدوں کا کمال ہے اس کی مخالفت میں ہی بندے کی نجات ہے۔

☆ جس شخص کے دل پر دنیا کی سب چیزوں کی محبت سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور تابعداری کا خیال غالب رہے اور اس کو دنیا کی کسی چیز کا لالچ یا اولاد کی ضروریات کا خیال صراطِ مستقیم سے ہٹا نہ سکے اور جو دنیا کے سارے کام محض اللہ تعالیٰ کی رضا مندی اور قرب حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے جو ہمیشہ اس خیال میں رہے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت ہو رہی ہیں اور اللہ رب العزت کی رضا مندی حاصل کرتے ہوئے وہ اپنے جسم اپنی جان اپنی عقل اپنا علم اپنا مال وغیرہ کو ان کاموں پر خرچ کرے جس سے اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل ہوتی

رہے یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس کی خواہشات کو ترک کر کے اللہ کی رضا کی خاطر کام کرتے ہیں اور انہی کے متعلق فرمایا ہے۔ لایضیع اجر المحسنین۔ ہم نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے۔

☆ حیرت کی بات ہے کہ انسان اپنے نفس اور شیطان کو دشمن سمجھنے کے باوجود ان کی پیروی میں لگا ہوا ہے اپنے نفس کی خواہشات کی تکمیل کر کے اُسے مزید توانائی فراہم کر رہا ہے اسی طرح گناہوں کی دلدل میں پھنسا ہوا ہے مزید بُرائی کے راستے پر چل کر شیطان کے لئے خوشی کا باعث بنا ہوا ہے۔ نفس اور شیطان کی پہچان ہر ایک لئے ضروری ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ سب سے زیادہ خوفناک چیز جس سے میں اپنی اُمت کے لئے ڈرتا ہوں خواہش نفس کی پیروی ہے اس آسمان کے نیچے جتنے بت پوجے جا رہے ہیں اُن سب میں سے بدترین معبود خواہش نفس ہے۔

## ۱۵۔ ادب

### فرمان الہی جل جلالہ:

يا ايها الذين امنوا لا ترفعوا اصواتكم فوق صوت النبی  
ولا تجهروا له بالقول كجهر بعضكم لبعض ان تحبط  
اعمالكم و انتم لا تشعرون ○ (القرآن الکریم: ۲: ۴۹)  
اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔ اس غیب بتانے والے  
(نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسا آپس  
میں ایک دوسرے کے ساتھ چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل  
اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

### فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ ادبني

فاحسن ادیبی ثم امرنی بمکارم الاخلاق

(الجامع الصغير)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بلاشبہ میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور خوب ادب سکھایا پھر مجھے مکارم اخلاق کا حکم دیا۔

فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

مشائخ میں سے ایک کو لوگوں نے پوچھا کہ شرط ادب کیا ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک جملہ میں تیرا جواب کہتا ہوں میں نے سنا ہے کہ ادب وہ ہے کہ جب تو بات کرے تو تیرا کلام صادق ہو اگر معاملہ کرے تو معاملہ حق ہو اور کلام صادق اگرچہ سخت ہو تمکین ہوتا ہے اور معاملہ نیک اگرچہ مشکل ہو خوب ہوتا ہے تو جب بات کرے تو اپنا کلام سچ ہو اور جب خاموش رہے تو خاموشی حق پر ہو۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۲۱)

فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

☆ بادشاہ کے آگے چلنا گستاخی و بے ادبی میں داخل ہے اور پیچھے رہ جانا سستی و غفلت ہے بلکہ ساتھ ساتھ مودب ہو کر چلنا مناسب بات ہے اور ادب میں داخل ہے۔

☆ خدا کے بندے یہ اچھا نہیں سمجھتے کہ ظاہر جسم تو حاضر ہو اور باطن غیر حاضر یہ بے ادبی میں داخل ہے پھر مخلوق کے ساتھ مروت سے پیش آنا ان کی خدمت کرنا ان سے ہمدردی رکھنا ان کی اذیت کو برداشت کرنا معاف کر دینا اخلاق سے پیش آنا یہ سب کچھ ادب و احترام الہی کی وجہ سے ہی ہے۔

☆ شیخ کا مرید کو کہنا کہ میرے ساتھ چارپائی پر بیٹھ جاؤ مگر وہ زمین پر بیٹھ جائے اس کا نام ادب نہیں بلکہ حکم کی تعمیل کا نام ادب ہے۔

☆ جب میں پہلی مرتبہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا تو واپسی پر میری پیٹھ قبر مبارک کی طرف ہو گئی تو ایک درویش نے مجھے کہا کہ قبر مبارک کی طرف پیٹھ نہ کرو اس سے بزرگوں کے ادب و احترام میں فرق آتا ہے۔

☆ شیخ اور استاد کا ادب دارین کے اندر فلاح کا ضامن ہے تصوف سراپا ادب ہی ادب ہے ادب کی وجہ سے بندہ حق تعالیٰ کے قریب ہو جاتا ہے اور جلد بازی یا بے ادبی کی وجہ سے حق تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔ شیطان عابد و زاہد ہونے کے باوجود بے ادبی کی وجہ سے اللہ رب العزت کی بارگاہ سے دور ہو گیا۔

☆ خوشی ہو یا غم دونوں حالتوں میں ادب کے دامن کو تھام کر رکھنا چاہیے۔ خوشی کے مواقع پر بھی ایسے کام کرنے چاہیے کہ اللہ رب العزت کی رضا ملے اور غمی کے مواقع پر ایسی حرکتوں سے اجتناب کرو جس سے تمہارے حصے میں اللہ رب العزت کی ناراضگی آئے۔ اکثر لوگ دکھ اور مصیبت کے وقت وہ کام کرتے ہیں جن کی اسلام ہرگز اجازت نہیں دیتا ان حالات میں قرآن کریم کے اس حکم پر عمل کیا جائے۔ واستعینوا بالصبر و الصلوٰۃ مدد طلب کرو صبر اور نماز سے۔ دونوں حالتوں میں رب کی طرف راغب رہو۔

## ۱۶۔ فناء و بقا

فرمان الہی جل جلالہ:

كل من عليها فان ويبقى وجه ربك ذو الجلال و  
الاکرام ○ (القرآن الکریم: ۵۵-۲۶، ۲۷)  
زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات  
عظمت اور بزرگی والا۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اصدق كلمة  
قالها الشاعر لبید الا كل شی ما خلا الله باطل (بخاری)  
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شاعر لبید نے سچ بات  
کہی ہے خبردار اللہ کے علاوہ ہر چیز پر فنا ہے۔

## فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ از روئے علم فناء و بقا کسے کہتے ہیں اور ارباب حال کی زبان میں اس کے کیا معنی ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ ارباب ظواہر اس لغت کی کسی عبارت سے اتنے متحیر نہیں جتنے اس گروہ کے لوگ تحیر میں ہیں بقاء از روئے علم لغت تین قسم پر ہے ایک وہ کہ ایک طرف بقاء ہو تو اس کے دوسری طرف فنا ہو اور اس کی پہلی طرف بھی درحقیقت فنا ہو جیسے یہ جہاں کہ اس کی ابتداء عدم میں تھی اور انتہاء بھی منصفہ شہود پر آنے کے بعد عدم ہی ہے اس کے مابین وقت باقی ہے۔ دوسری قسم یہ کہ بقاء درحقیقت اول نہ ہو اور جو ہو وہ فنا نہ ہو جیسے جنت دوزخ اور جہان عقبی اور یہ جہان تیسری قسم کی وہ بقاء ہے جو حق ہے جیسے بقاء حق تعالیٰ اور اس کی صفات لم یزل ولا یزال کہ وہ بھی اس ذات کے ساتھ قدیم ہیں اور اس بقاء سے مراد دوام اور ابدیت وجود ہے اور اس میں کسی کو اس کے ساتھ مشارکت نہیں تو وہ علم فنا ہے جسے تو دنیا میں دیکھ رہا ہے کہ وہ فانی ہے اور علم بقاء وہ ہے جو عقبی میں ہے کہ وہ باقی ہے جیسے ذات حق تعالیٰ شانہ اور والاخرۃ خیر و ابقی اس جگہ ابقی بصیغہ مبالغہ فرمایا اس لئے کہ اس جہان کی وہ بقاء ہے جسے فنا نہیں۔ (کشف المحجوب باب نمبر ۱۴)

## فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

☆ فنا کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالیٰ اپنے کجلی جلال سے سالک کو مقہور و مغلوب کر دیتا ہے جس سے اُس کی اپنی ہستی اور جملہ موجودات عدم محض ہو جاتی ہے اس حال میں غیریت سے مکمل نجات حاصل ہوتی ہے۔ صفات ذمیمہ مٹا کر صفات محمودہ کا ورود حاصل ہوتا ہے۔

☆ صوفیاء کرام کے نزدیک فنا سے مراد یہ ہے کہ بندے کے شہود سے ہر حادثہ چیز معروم ہو کر عدم میں غائب ہو جائے جس طرح وہ ایجاد سے پہلے تھی صرف حق تعالیٰ باقی رہ جائے جیسا کہ وہ ہمیشہ سے ہے۔

☆ غیریت کلیۃً تب فنا ہوتی ہے۔ جب بندہ کی ذات کلیۃً فنا ہو جائے۔ کیونکہ جب تک بندہ اپنی ذات میں موجود ہے اُس وقت اُس پر وسواس اور غیریت کا دورہ رہتا ہے جب یہ ذات میں عدم ہو جائے (یعنی عین عدم ہو) تو جذبات کی بھی فنا ہو جاتی ہے فنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تجلی جلال پڑتا ہے جس سے بندہ مغلوب و مقہور ہو کر اپنی صفات اور ذات سے خالی ہو جاتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ کا قرب غیریت کے مٹنے کا نام ہے کیونکہ ذات باری تعالیٰ کی تعریف وحدہ لا شریک ہے جب تک انسان کے سینہ میں غیریت کا گذر ہو ذات سے دور ہوتا ہے۔ ذات پاک کا قرب اور وصل فنا کو کہتے ہیں فنا سے مراد جسم کی فنا نہیں بلکہ غیریتوں کی فنا ہے اُس وقت تک انسان کو آزادی نہیں مل سکتی جب تک اُس کی ہستی یعنی انا کی فنا نہ ہو جب اُس کی انا فنا ہو گئی تو بے قید ہو گیا۔ بے قید سے یہ مراد نہیں کہ انسان امر و نہی، حلال و حرام کی پابندیوں کو توڑ کر گمراہی کے بھنور میں جا گرے بلکہ اپنے آپ کو امر و نہی کی قید میں زیادہ قید کرے۔

☆ جو فنا میں لذت ہے وہ بقا میں نہیں کیونکہ فنا میں اسم جلالیت تک رسائی ہوتی ہے اور بندہ اس کے انوار جلالیہ کا دل کھول کر مشاہدہ کرتا ہے۔ تصوف یہ ہے کہ اللہ رب العزت اپنے بندے کو اپنی ذات جلالیت سے فنا کر دے اور ذات جمالیات یا ذات جمال سے زندہ کر دے۔ بندہ جب تک اپنی ذات کے خول میں مقید رہتا ہے اس وقت تک ذات مطلق کو تلاش کرتا ہے تو خود کو پاتا ہے لیکن جب اپنی ہستی کو فنا کر دے من اور تو کا فرق ختم ہو جائے تو اس وقت اپنی ذات کو تلاش کرے گا تو حسن مطلق ہی کو پائے گا۔

☆ سالک کے دل پر اپنی ہستی کے عدم اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کے اثبات کا خیال متمکن ہو جائے اور وہ اپنے دل کو ہر شے کی محبت اور خیال سے خالی کر کے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اُس کے خیال میں گم کر دے۔ اول پیر کامل کی تلقین کے مطابق تمام معبودان باطل سے منہ موڑ کر اللہ کی طرف رجوع کرنا یعنی معبودان باطل کی نفی اور ذات باری تعالیٰ کے اثبات کا یقین پیدا کرنا۔ دوم غیر محبتوں کی نفی کرنا اور اللہ تعالیٰ کی محبت کا اثبات اس قسم کی نفی کا اس آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے۔ لن تنالوا البر حتی



تسفقوا مما تحبون۔ جب ان تمام چیزوں کی محبت کو اللہ کی محبت پر قربان نہ کیا جائے جن سے انسان محبت رکھتا ہے وہ اس نیکی کو حاصل نہیں کر سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نظر میں قابل ہو۔ یعنی اشارہ اس طرف کیا گیا ہے جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ فنا ہونے والا ہے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔ یعنی جو اللہ کی بارگاہ میں بھیجے گا وہ ہمیشہ موجود رہے گا۔ خواہ وہ مال ہو یا جان ہو جب ہر شے کی محبت پر اللہ کی محبت کو ترجیح دو گے اس صورت میں سالک کے دل سے حجابات اٹھ جائیں گے اور اس کے دل پر اللہ تعالیٰ کا اثبات ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے اثبات کا خیال دل پر متمکن رہنا اس پر یقین کامل ہو جانے سے ایک ہستی عطا ہوگی جس کو بقاء حاصل ہوگا۔ چوتھا درجہ وہ ہے جس میں سالک ان تمام نقیبوں سے گذر کر اس ذات پاک کا اثبات کرے گا جو لامحدود، لا انتہا اور لا تعین ہے یہ مقام سالک کا عطا الہی سے حاصل ہوتا ہے۔ اور یہ عطا عام نہیں کسی بڑے ہی خوش نصیب کو حاصل ہوتا ہے لیکن ہر مومن کو اس مقام کا یقین اور آرزو ضرور رکھنی چاہیے۔

☆ ارشادِ ربانی ہے کہ ”جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ کم ہوتا رہے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ ہمیشہ باقی رہنے والا ہے۔“ فنا و بقاء کا تعلق بندے کی فرمانبرداری، بندگی اور عبوریت کی صحت کے ساتھ ہے اسی بقاء کا درجہ و کمال فنا سے زیادہ ہے۔

## ۱۷۔ وجد و سماع

### فرمان الہی جل جلالہ:

انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم

(القرآن الکریم ۸: ۲)

بے شک ایمان والے وہ لوگ ہیں جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر

کیا جاتا ہے ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

ان من البیان لسحرا و ان من الشعر لحکمة ○ (مشکوٰۃ)

بے شک بعض بیان جادو اور بعض شعر حکمت ہیں۔

کلام حسنہ حسن و قبیحہ قبیح۔

یعنی اچھا کلام حسن ہے اور قبیحہ کلام قبیح ہے۔

اذا قرءتم القرآن فابکوا فان لم تبکوا فتبکوا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تم قرآن پڑھو تو رویا کرو اگر

روانا نہ آئے تو اوروں کو رلاؤ۔ اس حدیث سے اباحت تو اجد ظاہر ہوتی ہے۔

فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

جاننا چاہیے کہ شرط ادب سماع یہ ہے کہ جب تک ضرورت نہ ہو سماع نہ کرے

اور اسے عادت نہ بنائے اور دیر کے بعد کرے تاکہ اس کی عظمت دل سے نہ جائے۔ یہ

بھی لازم ہے کہ سماع کرے تو شیخ وہاں حاضر ہو اور عوام سے وہ جگہ خالی ہو یہ بھی

ضروری ہے کہ قوال صاحب عزت ہو اور دل شغلوں سے خالی ہو اور طبیعت لہو و لعب

سے متنفر ہو اور تکلف درمیان میں نہ ہو جب تک قوت سماع پیدا نہ ہو یہ شرط نہیں کہ تو اس

میں مبالغہ کرے جب قوت سماع قوی ہو جائے تو اسے آپ سے ہٹانا شرط نہیں اور قوت

سماع کا تابع ہو جائے یعنی جو اس کا مقتضا ہو وہی کرے اگر وہ قوت ہلائے تو ہلے اگر

ٹھہرائے تو ٹھہرا رہے اور قوت طبع اور سوز اور وجد میں فرق کرے۔

(کشف المحجوب باب نمبر ۳۹)

فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

☆ دل کو غیریت اور ماسوا اللہ سے خالی اور فارغ کرنے کے لئے سماع آداب و

شرائط کی پابندی کے ساتھ سننا بہترین وسیلہ ہے۔ ایک حال سے دوسرے حال میں متغیر

ہونا وجد کہلاتا ہے یہ دل کا ایک بھید ہے اگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو تو نیک رستہ ہے

اور اگر نفسانی یا شیطانی حصہ ہو تو گمراہی حاصل ہوگی۔

☆ آدابِ سماع یہ ہیں کہ با وضو بیٹھو، سر جھکائیں، دائیں بائیں نہ دیکھیں، اعضاء کو جنبش سے روکیں، گفتگو نہ کریں، پیاس بھی ہو تو پانی نہ پیئیں، قوال کو داد نہ دیں، اشعار کو بہتر طریقہ پر پڑھنے کی فرمائش نہ کریں اور دل کو حق کی طرف مائل رکھیں۔

☆ جب دو ہم خیال خدا پرست انسان باہم مجلس کرتے ہیں تو اس وقت ان کے دلوں میں محبت الہی تازہ ہو جاتی ہے خدا کے لیے سماع سننا یا مجلس اختیار کرنا باعثِ راحت روح ہے۔

☆ ایک فاتحہ خوانی کی محفل میں آپ پر سوال ہوا کہ وجد کیا چیز ہے دورانِ وجد لوگ روتے کیوں ہیں۔ فرمایا کسی کا کوئی رشتہ دار فوت ہو جائے لوگ روتے ہیں کیونکہ جدائی کا صدمہ ہوتا ہے نیز مرنے والے کے فوائد سے محروم ہونے کی وجہ سے بھی آنسو نکل آتے ہیں۔ حالانکہ رونے سے مرنے والے کے فوائد واپس نہیں آجاتے لیکن اس کے باوجود رشتہ داروں کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ یہ رونا ایک حال ہے جس کو غم کا حال کہا جاتا ہے اسی طرح قوالی کے دوران عاشقانِ الہی کا کلام سن کر ذاتِ باری تعالیٰ سے اپنی دوری اور معصیت کی طرف خیال جاتا ہے تو دل میں عجز و انکساری پیدا ہوتی ہے جس سے آنکھوں سے بے اختیار آنسو نکل آتے ہیں اور دل کا یہ حال ہو جاتا ہے کہ بے خودی کا ماحول وارد ہو جاتا ہے جس کی بناء پر اپنے ماحول اور دوسری باتوں کی طرف خیال کرنے کا ہوش باقی نہیں رہتا۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان کو اپنے تن بدن کی بھی خبر نہیں ہوتی یہ بھی ایک حال ہے۔ مرنے والے کے دکھ میں رونا بھی ایک حال ہے مگر مرنے والے کے غم میں رونا بے سود ہے بعض اوقات گناہ ہے لیکن اللہ تعالیٰ سے معافی اپنی بے بس عاجزی پر رونے کا ثواب ہے کیونکہ جب کوئی اپنے گناہوں پر پشیمان ہو کر روتا ہے تو اس پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور اس کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں لہذا اللہ کی محبت میں رونا سراسر فائدہ مند ہے۔

☆ قوالی میں یکسوئی رہتی ہے نیز دل دوسرے خیالوں سے خالی رہتا ہے۔

☆ ایک شخص نے قوالی کے بارے میں عرض کیا کہ یہ حرام ہے آپ نے فرمایا

اکیس قسم کی باتیں حرام ہیں جن میں جھوٹ، غیبت، بہتان اور لغو گفتگو وغیرہ کا سننا حرام ہے ان سب میں آخر پر وہ راگ سننا بھی حرام ہے جس میں فحش مضامین سنائے جائیں یا جن سے محض خواہش نفسانی حاصل ہو یا بدی کی طرف رغبت ہو جائے مگر قوالی جو ہم سنتے ہیں اس میں عاشقانِ الہی کے وہ اشعار ہوتے ہیں جن سے ان کے وارداتِ قلبی کا اظہار ہوتا ہے ایسے اشعار کے سننے سے طالبِ حق کے ذوق و شوق میں ترقی ہوتی ہے اور اس کے دل پر محبتِ الہی کا ایک کیف طاری ہو جاتا ہے ایسی قوالی کے حلال و حرام ہونے کی نسبت علماءِ ظاہر کا فتویٰ قابلِ قبول نہیں البتہ یہ مسئلہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت خواجہ نظام الدین محبوب الہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جیسے علماءِ ربانی سے دریافت کرنا چاہیے کہ وہ اس کی نسبت کیا فتویٰ دیتے ہیں وہ اس کو حلال بلکہ ضروری سمجھتے رہے تھے اس لئے اس بحث میں الجھنے کی بجائے پہلے ان باتوں کے سننے سے پرہیز کرنی چاہیے جن کے حرام ہونے کے متعلق علماءِ ظاہر و ربانی کا متفقہ فتویٰ ہے جن کے سننے سے اخلاق پر بُرا اثر پڑتا ہے۔

☆ اصل سماع پر فتویٰ کفر و فسق شرعاً درست نہیں ہے حرمتِ مزامیر لغیرہ ہے یا بعینہم ہے اس پر علماءِ کرام کے درمیان اختلافات موجود ہیں حرمتِ مزامیر لغیرہ ثابت ہوتی ہے پس جہاں فسق و فجور پیدا ہونے کا امکان ہو جیسا کہ فاسق فاجر لوگوں کے اجتماع میں ہوتا ہے تو ایسے لوگوں کو روکا جائے لیکن صوفیاء کرام اور شریعتِ مطہرہ پر عامل بزرگانِ دین جہاں شریعت کے مطابق محافل ہوں وہاں اس سے شوقِ الہی میں اضافہ ہوتا ہے۔ شرعاً اس کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ غنا دو قسم کا ہے ایک جو قواعدِ موسیقی اور آلات سے خالی ہو مباح ہے بلکہ بعض اوقات مستحب دوسری قسم کا وہ ہے جو قواعدِ موسیقی کے مطابق گایا جاتا ہے اس کے متعلق علماءِ کرام میں اختلاف ہے بعض اسے مباح، مکروہ اور بعض نے حرام قرار دیا ہے۔ صوفیاء کرام کے دو گروہ ہیں ایک گروہ نہایت احتیاط سے اس سے پرہیز کرتا ہے دوسرا وہ جن پر شوق و محبت کا غلبہ ہے وہ سماع کو مباح جانتا ہے۔

## ۱۸۔ حکمت و بصیرت کے متفرق گوہر

فرمان الہی جل جلالہ:

يؤتى الحكمة من يشاء ومن يوت الحكمة فقد اوتى  
خيراً كثيراً وما يذكر الا اولوا الالباب ۰

(القرآن الکریم: ۲-۲۶۹)

اللہ حکمت دیتا ہے جسے چاہے اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی  
ملی اور نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے۔

فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اتقوا فراست  
المومن فانه ينظر بنور الله ۰ (ترمذی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مومن کی فراست  
(حکمت و بصیرت، مردم شناسی) سے ڈرتے رہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ  
کے نور سے دیکھتا ہے۔

فرمان حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

رب العزت جل مجدہ نے ہمیں بھی ایسے زمانے میں پیدا فرمایا کہ اہالیان  
زمانہ حظوظ حرص و ہوا کو شریعت بنا بیٹھے اور طلب و جاہ اور ریاست و تکبر کو عزت و علم سمجھ  
لیا اور ریاکاری و نمائش کو خوف الہی قرار دے دیا اور بغض و حسد و کینہ کو حلم و بردباری بنا  
لیا۔ مجادلہ کا نام مناظرہ دین رکھ لیا، لڑائی جھگڑا کمینہ پن کا نام غیرت رکھ لیا۔ نفاق کے  
معنی زہد کر لیے اور غنا باطل کو ارادت بتانے لگے، ہذیان و بکواس کا نام معرفت رکھ لیا  
حرکت دل بڑھ جانے کو قلب جاری ہونا کہہ دیا، دل میں جو خطرات پیدا ہوتے ہیں ان  
کا نام البہام و حدیث نفس بنا لیا، الحاد خالص کو فقر کہہ دیا، جو بحق یعنی سہل انکاری کو

صفوت کہہ ڈالا، زنداقتہ کا نام فنا فی اللہ ہونا رکھ دیا ترک احکام شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰت والسلام کو عین طریقت بنا بیٹھے اور خس و خاشاک فکر دنیا و آفت کا نام معاملہ فہم بنا لیا۔ آخرش ارباب معنی و اہل سلوک ان دیدہ دلیروں سے الگ الگ ہو گئے اور اغیار نے عوام پر غلبہ پا لیا۔ حضرت ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہل بیت اطہار کے ابتدائی زمانہ کی پریشانی کے حوالے سے آل مروان کو کہا ہم ایسے زمانے کے لئے امتحان ہیں جس کے اندر نہ آداب اسلامی ہیں زمانہ جاہلیت جیسے نہ اخلاق ہیں نہ مردم شناسی باقی ہے۔ (کشف المحجوب مقدمہ)

فرمودات حضرت خواجہ گوہر الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ:

☆ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ بچہ جب تک نہ روئے ماں بھی دودھ نہیں دیتی مگر یہ غلط خیال ہے اس لئے اگر وقت مقررہ پر بچہ طلب نہ کرے یا سو جائے تو بھی ماں اُس کی طرف سے فکر مند ہو جاتی ہے اور جگا کر پستان اُس کے منہ میں ڈال دیتی ہے اگر نہ پیئے تو اور زیادہ فکر مند ہو کر اُس کی وجہ یا بیماری تلاش کرتی ہے اُس کا علاج کرواتی ہے اور جب تک بچہ دودھ نہ پی لے آرام و چین اُس پر مشکل ہو جاتا ہے۔

☆ نافرمانی کی راحت عارضی ہے اور فرمانبرداری کی راحت ہمیشہ کے لئے عقلمند انسان ہمیشگی کو چھوڑ کر عارضی کو کبھی قبول نہیں کرتا۔

☆ جو غلط کام بندہ مجبوری کے طور پر کرتا ہے اور کرتے وقت بھی اُس سے کراہت رکھتا ہے رغبت سے نہیں کرتا۔ عبودیت سے باہر نہیں نکلتا اُس کام کا کرنا ایسا گناہ نہیں جیسا کہ کوئی دوسرا آدمی وہی کام برضا و رغبت کرتا ہے اور اُس میں دلچسپی لیتا ہے بلکہ لذت حاصل کرتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ انسان کی بہتری اور بُرائی کو جانتا ہے اس لئے اُس سے بار بار التجا و زاری کے ساتھ بہتری کی توفیق طلب کریں۔

☆ نیکی کی قدر پہچاننے والا نیکی کو بوجھ سمجھ کر برداشت نہیں کرتا بلکہ عین نفع سمجھ کر زیادہ کمانے کی کوشش کرتا ہے اور اُس میں راحت محسوس کرتا ہے۔

☆ گفتگو اور دل کے خیالات کو اللہ کی عطا کردہ توفیق سے اُس کی راہ میں خرچ کرنا مفید ہے شر سے بچ کر خیر کی طرف رجوع کرنا لازم ہے۔

☆ جو کچھ بندہ زبان سے کہے اگر دل اُس کی موافقت نہ کرے تو بار بار وہ الفاظ زبان سے ادا کرے اس طرح آہستہ آہستہ یکسانیت پیدا ہو جائے گی۔ یکسانیت پیدا ہونے تک اپنی کوشش جاری رکھے۔ اس کا نام جہاد ہے عدم یکسانیت کی حالت میں استغفار کو لازم پکڑے اور خدا تعالیٰ سے اپنے لیے عاجزی کے ساتھ زاری و التجا کرتا رہے تا آنکہ خدا تعالیٰ کی مدد شامل حال ہو جائے۔

☆ بھائیوں کی غلطیوں کو معاف کر دینا جو ان مردی کا کام ہے اور بُرائی کا بدلہ بھلائی سے دینا عالی ہمتی ہے۔

☆ عقلمند کے لیے لازم ہے کہ جس چیز کی اُس کو سب سے زیادہ ضرورت ہے اُس کو اختیار کرے اور وہ عاقبت ہے پھر عقلمند کام کے انجام پر نگاہ رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی یاد اور خوف اپنے اوپر طاری رکھے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

☆ اکثر یہ بات دیکھنے میں آئی ہے خواہ انسان کتنا ہی دانا و عقلمند اور تجربہ کار کیوں نہ ہو اکثر اوقات کوئی کام کر کے یا کوئی بات کہہ کے جلدی ہی یہ کہنے لگتا ہے۔ ”اوہو مجھ سے غلطی ہو گئی۔“

☆ جن امور میں سوچنے سمجھنے اور تدابیر و کوشش اختیار کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اُن میں اپنی عقل تدبیر و کوشش اختیار کرنی چاہیے اپنے دفاع کی اجازت ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی جارحانہ قدم نہیں اٹھایا لیکن کلمۃ اللہ کی حفاظت اور کلمۃ اللہ کے حامل لوگوں کی حفاظت کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلوار پکڑ کر میدان میں آنا پڑا حالانکہ اُس ذات مقدس سے بڑھ کر اللہ پر یقین کامل کسی کو نہیں بلکہ ساری مخلوق کا ایمان و یقین جمع ہو جاوے اُس سے بھی بڑھ کر ہے تاہم دفاعی تدابیر کو حضور علیہ السلام اختیار فرماتے رہے اور شر سے بچنے کی کوشش کرتے رہے۔

☆ وہم و وسواس اور غلط خیالات کا دل پر آنا جانا فطری بات ہے اُن کو واپس کرنا اور ہٹانا اور خدا تعالیٰ سے توفیق و پناہ طلب کرنا بندے پر لازم ہے البتہ اُن خیالات و

وسواس کا دل پر مستقل جاگزیں ہونا نقص ہے اللہ تعالیٰ اُس سے بچاؤے اور اپنے بہترین و پسندیدہ خیالات سے نوازے عمل کی توفیق دے۔ قال سے حال کی طرف لے جائے (آمین)۔

☆ آزمائش اور سزا دو الگ الگ چیزیں ہیں بلا اور آزمائش وہ ہے جو دوستانہ خدا کو اللہ کے حکم سے وارد ہونے کی صورت میں صبر اختیار کرنا، راضی برضا رہنا، یقین محکم ہونا، استقامت اختیار کرنا عطا کیا جاوے اور جس کی وجہ سے بے صبری، شکایت اور مایوسی پیدا ہو وہ سزا ہے اور دشمنان خدا کے لئے عذاب کی شکل میں نازل ہوتی ہے بلا اور سزا کی بظاہر شکل ایک جیسی ہوتی ہے مگر دوستانہ خدا کو بارگاہ ایزدی کی طرف لے جاتی ہے اور دشمن کو دور کرتی ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ نے جو شہوات و خواہشات انسانی فطرت میں ودیعت کی ہوئی ہیں وہ کسی کے ہاتھ پھیرنے یا دم کر دینے سے معدوم نہیں ہو جاتیں اور نہ ہی یہ خدا کی منشا و مرضی ہے۔ خدا کے فضل اور اُس کے بندوں کی دعا و دوا سے خواہشات مغلوب ہو سکتی ہیں اور شریعت و شارع کی مرضی بھی یہی ہے کہ یہ مغلوب ہو کر سواری کا کام دیں۔ سفر طے کرنے میں آسانی ہو۔ نفس مہذب ہو کر روح کی سواری کا کام دیتا ہے حاجی کی سواری اور نمازی و مجاہد کے گھوڑے کی مثال سامنے رکھیں اُن کو بالکل کمزور رکھنا خوراک نہ دینا بھی نقص ہے اور بروقت اُن کی خدمت میں مصروف ہو کر سفر و منزل کو بھلا دینا بھی غلط ہے۔

☆ جس کے قریب ہونا چاہو اُس کے موافق اور ہم خیال بن جاؤ جب موافق ہو گے تو اُس کے قرب میں جا بیٹھو گے۔

☆ اولاد والدین کی بقاء ہوتی ہے اسی لیے والدین کو اولاد عزیز ہوتی ہے۔ اولاد جو نیک کام کرتی ہے اس سے والدین کو حصہ ملتا ہے اگر اولاد نیک ہو تو وہ باقیات الصالحات سے ہوتی ہے لہذا اولاد کی تربیت اس انداز سے کی جائے کہ وہ ابتداء سے ہی نیکی کی طرف راغب ہوں۔

☆ دُعا ایک ایسی چیز ہے کہ ہر آدمی کو ہر موقع پر اس کی ضرورت ناگزیر ہے اس



لئے اس کا طریقہ سب کو معلوم ہونا چاہیے خشوع و خضوع رجوع قلب اور عجز و انکساری سے اول آخر درود پاک پڑھ کر خدا کے حضور دُعا مانگنا بندے کا حق ہے اور خداوند تعالیٰ دعا مانگنے والے کو پسند فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سخی اور کریم ہے وہ عطا کر کے خوش ہوتے ہیں اُس کے خزانے عطا کرنے سے کم نہیں ہوتے۔

☆ جس کو دنیا میں انعامات زیادہ دیے جا رہے ہیں اور وہ ان کا شکر یہ ادا نہیں کر رہا اور نہ ہی گناہوں سے باز آ رہا ہے سمجھ لو کہ اُسی کو مہلت دی جا رہی ہے۔

☆ ایسے لوگ دنیا میں کبھی کبھی پیدا ہوتے ہیں جو دوسروں کی بُرائیوں کے باوجود ان سے نیک سلوک کرتے اور محبت سے پیش آتے ہیں۔

☆ قرآن پاک ایسی معجزہ نما جامع اور مکمل کتاب ہے جو ہر جگہ لفظ یا معنا یا عملاً پڑھی جا رہی ہے جو کوئی اس کے امر کی ادائیگی اور اطاعت کر رہا ہے یا اس کی نہی کی موافقت کر رہا ہے گویا اس کی تلاوت ہمہ وقت جاری ہے قرآن مجید نے انسانی مخلوق کے تین طبقے بیان کیے ہیں مومن کافر اور منافق۔ تمام کا تمام قرآن پاک ان ہی سے مخاطب ہے پس ازل سے ابد تک کوئی شخص بھی ان تینوں حالتوں سے باہر نہیں ہوگا۔ گویا کل نسل انسانی کے احوال و اعمال و واقعات و حالات کو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا اور اس کی تلاوت کی اعلیٰ ترین قسم یہ ہے کہ قاری کلام الہی کو اللہ کی طرف سے سنے اور جو آیت پڑھے اس صفت سے موصوف ہوتا جائے۔

☆ سوتے وقت انسان کو دیکھنا چاہیے کہ وہ کس خیال میں سو رہا ہے دنیا کی محبت میں یا اللہ کی محبت میں کیونکہ نیند اور موت دونوں بہنیں ہیں روح کی سیر نیند اور موت دونوں حالتوں میں جاری ہے اور موت اسی حالت میں ہوگی جو دل پر غالب ہے اور صبر و حشر میں اُس کے ساتھ معاملہ ہوگا کیونکہ جس چیز کے ساتھ انسان کو اس دنیا میں محبت ہوگی آخر کار انجام اسی پر ہوگا اور اس کے ساتھ ہوگا۔ زندگی اور موت کے ساتھ سونا ایسے ہی ہے جیسے دنیا اور آخرت کے درمیان برزخ یعنی قبر کا جہان ہے۔

☆ قابل ادب بہت سے لوگ ہوتے ہیں لیکن قابل تقلید بہت کم لوگ ہوتے ہیں۔

☆ کیکر سے بیری بنانا آسان ہے لیکن ایک بگڑے ہوئے آدمی کو راہِ راست پر

لانا مشکل ہے۔

☆ ایک بزرگ نے و العصر ان الانسان لفي خسر کے معنی ایک برف فروش سے سیکھے جو آواز لگا رہا تھا کہ رحم کرو اس شخص پر جس کا سرمایہ گھلا جا رہا ہے بزرگ نے سمجھا کہ عمر کی جو مدت انسان کو دی گئی ہے وہ برف کے گھلنے کے ساتھ ساتھ تیزی سے گذر رہی ہے اس کو فضول کاموں میں ضائع کرنا انسان کے لئے خسارے کا باعث ہے۔

☆ فخر اور غرور اللہ تعالیٰ کو قطعاً پسند نہیں شیطان نے غرور کیا لعنت میں گرفتار اور راندہ درگاہ ہو اسروری زیبا فقط اُس ذات الہی کو ہے۔

☆ جھوٹی خواب اور جھوٹی حدیث بیان کرنا گناہ اور جرم ہیں جھوٹا خواب اپنے پاس سے بنا کر سنانا گویا خدا کی طرف جھوٹ منسوب کرنا ہے اور جھوٹی حدیث بیان کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جھوٹ منسوب کرنا ہے دونوں باتوں سے اللہ پناہ دے۔

☆ اللہ کا صریح حکم ہے کہ نبوت ختم ہو چکی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی بھی دوسرے شخص پر نبوت کا اطلاق ناجائز ہے۔ حالانکہ انبیاء کرام اور اولیاء عظام میں بعض قدریں مشترک ہیں نبی بھی وعظ و نصیحت امر و نہی بیان کرتا ہے ولی بھی ایسا ہی کرتا ہے نبی معجزہ دکھاتا ہے ولی سے کرامت کا ظہور ہوتا ہے۔ خلاف عادات وقوع پذیر ہوتا ہے دونوں ہی کے اعمال سے ثابت ہے نبوت کی مجلس میں اکثر خوش قسمت لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں جو اُس کے مددگار ہوتے ہیں ایسے ہی ولی کی خدمت میں بھی اکثر نیک و کار اکٹھے ہو جاتے ہیں جو اس کے مددگار ہوتے ہیں۔ نبی پر خدا کے حکم سے وحی نازل ہوتی ہے میں کہتا ہوں کہ ولی کے پاس بھی فرشتے مختلف اوقات میں آتے ہیں پس بعض صفات قدرے مشترک ہونے کے باوجود جہاں ولایت کی انتہا ہوتی ہے وہاں سے نبوت کی ابتداء ہوتی ہے ولی کو نبی پہچانتا ہے لیکن نبی کو سوائے نبی کے کوئی دوسرا نہیں پہچان سکتا تا وقتیکہ اللہ کی مدد شامل حال نہ ہو۔

☆ دنیا سے دل لگانا اور آخرت سے بے خبر رہنے کا نتیجہ بجز پشیمانی کے اور کچھ نہیں ہے۔

☆ جس طرح فحش باتوں کا زبان پر لانا گناہ ہے اسی طرح ان کا سننا بھی گناہ ہے۔

☆ ہر شخص تین حالتوں میں سے کسی نہ کسی ایک حالت میں ہوتا ہے کوئی نیک کام کر دیا کوئی بُرا کام کر رہا ہے اور کوئی نہ بُرا نہ نیک دونوں سے فارغ ہو کر خلقت میں وقت ضائع کر رہا ہے اگر نیک کام کر رہا ہے تو اس کا گھر بہشت میں تیار ہو رہا ہے اگر بُرا کام کر رہا ہے تو دوزخ میں اس کے لیے جگہ تیار ہو رہی ہے اگر غفلت میں وقت گزار رہا ہے ملے جلے کام کام کر رہا ہے تو اعراف میں اپنی جگہ بنا رہا ہے۔

☆ موت ہی ایک ایسی چیز ہے جس کے تصور سے انسان کانپ جاتا ہے بیماری کے وقت یا جہاز کے سفر میں یہ تصور اکثر پیدا ہوتا رہتا ہے اور انسان کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رہتا ہے اس لئے جہاز کا سفر تقویت ایمان کے لئے بڑا مفید ہے۔

☆ اگر کسی دنیاوی کام کے لئے سفر پر جانا پڑے تو کسی ولی اللہ کی قبر پر فاتحہ خوانی کرنے یا کسی زندہ مرد خدا کی زیارت یا کسی مجلس وعظ میں شامل ہونے کی نیت کر لیا کرو۔ منزل پر پہنچ کر یہ کام یہ بھی کر لیا کرو اور دنیاوی کام کو بھی سرانجام دے لیا کرو تاکہ سارا سفر فی سبیل اللہ شمار ہو جائے۔ بیت اللہ شریف اور مدینہ شریف کے سفر حقیقی معنوں میں فی سبیل اللہ ہیں۔

☆ طریق اویسیہ مانند ایک زمین دوز نہر کے ہے جو اندر ہی اندر چلتی رہتی ہے ہاں کبھی کبھی اور شاذ و نادر کہیں کچھ وقت کے لیے زمین کے اوپر بھی ظاہر ہوتی ہے مگر پھر غائب ہو جاتی ہے اسی طرح اس طریق کے بزرگ بھی کبھی کبھی عرصہ دراز کے بعد عام مخلوق کو فیض الہی پہنچانے کے لیے منصہ شہود پر ظاہر ہوتے ہیں پھر عرصہ دراز کے لیے غائب رہتے ہیں۔

☆ انسانیت کے اصل جوہر یہ ہیں کہ خدا تعالیٰ کی پہچان کی جائے اس کی خوشنودی اور رضا حاصل کرنے کے لیے اس کی مخلوق کے ساتھ ہمدردی خیر خواہی اور خدمت پر کمر بستہ رہے اور اس عمل میں اُس کی کوئی ذاتی تمنا یا غرض نہ ہو۔

☆ جو دعائیں منظور نہ ہوں ان کی نسبت یہ سمجھنا چاہیے کہ ابھی ان کی منظوری کا وقت نہیں آیا۔ یا اللہ تعالیٰ نے مصلحتاً اُس دعا کو منظور نہیں فرمایا کیونکہ اس کے نام منظور ہونے میں داعی کا بھلا ہے انسان تو ہر دعا کو اپنے ناقص اور محدود علم کی وجہ سے اپنے حق

میں مفید سمجھتا ہے مگر وہ اس کے نقصانات کو اپنے ناقص عقل اور علم کی وجہ سے آگاہی نہیں کر سکتا اس لیے، یوں نہیں ہونا چاہیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ سے بھی یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ہر مومن کی وہ دعائیں جو اس جہان میں مصلحتاً منظور نہیں ہوتیں اس کے بدلے میں قیامت کے روز داعی کو اس قدر اجر ملے گا کہ وہ حسرت کرے گا کہ کاش دنیا میں میری سب دعائیں نا منظور ہو جاتیں اور ان کی منظوری اس جہان میں ہوتی۔

☆ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت آپ کی سرالی اللہ کی ایک منزل ہی تھی چونکہ طالبان حق کے زمرہ میں ان کا رتبہ بہت ہی بلند ہے اس لئے ان کی منزل بھی بڑی کٹھن تھی کہ واقعات شہادت واقعی بڑے درد انگیز ہیں مگر اس رتبہ پر پہنچنے کے لئے جس پر امام حسین علیہ السلام پہنچے ان واقعات کا وقوع پذیر ہونا بھی ناگزیر تھا کیونکہ جتنا کسی کا بارگاہ خداوندی میں رتبہ بلند ہوگا اتنی ہی آزمائش بھی سخت ہوگی اس کٹھن منزل کو جس شجاعت و استقلال سے حضرت امام حسین علیہ السلام نے طے کیا تھا وہ انہی کا حوصلہ ہے اس کے تصور سے طالبان رضائے خدا کی حوصلہ افزائی ہوتی رہتی ہے مگر جو لوگ شہادت کے واقعات کو توڑ موڑ کر اس رنگ میں بیان کرتے ہیں جس سے رقت پیدا ہو کر آنسو آجائیں وہ اس کے حقیقی فیض سے بھی محروم ہو جاتے ہیں۔

☆ اے انسان تو ان لوگوں کے حلقہ میں نہ جا جو علم و عقل میں حکماء کی طرح ہیں لیکن عمل میں بے وقوفوں کی طرح ہیں۔

☆.....☆.....☆.....☆

## ”قطعاً تاریخ سال طباعت کتاب فیضانِ گوہر“

۱۴۲۸ھ

۲۰۰۷ء

محترم جناب محمد عبدالقیوم طارق سلطانیپوری حسن ابدال ضلع اٹک

(i) ”پیکر کشف و معرفت“

۱۴۲۸ھ

کبھی بھی محفل ارض و سما میں  
عباد حق کا ختم ہوتا نہیں ذکر  
زبان خلق پر رہتا ہے جاری  
یہ ہے شیریں مثال انگلیں ذکر  
خدا کے دوست کا آصف نے چھیڑا  
جمیل و خوب غایت دل نشیں ذکر  
کتابی شکل میں ہے دیدہ افروز  
وقع و جذبہ انگیز و بہیں ذکر  
کتاب خوب جس کے ہر ورق پر  
ہے جلوہ بار گوہر کا حسین ذکر  
قلم سے ڈاکٹر صاحب کے لاریب  
بہ طرز خوب تر ہے بہترین ذکر

کہا سال طباعت اس کا طارق  
یہ ”دین آمیز و حیرت آفریں ذکر“

۲۰۰۷ء

(ii) ڈاکٹر آصف ہے معروف جہان علم و فکر  
کچھ میرے رسمی تعارف کی اُسے حاجت نہیں  
اُس کے تحقیقی مقالات و کتب سے ہے عیاں  
شیخ قرآن کا ہے وہ علمی و فکری جانشین  
اُس کی تحریریں ہیں شاہد اس کے اعلیٰ ذوق کی  
ہے زبان اہل دانش پر پاس و آفریں  
اس کتاب خوب میں ہے تذکرہ اُس کا جو تھا  
کان حق کا گوہر تابندہ و در شمیم  
کیا مقام و مرتبہ رکھتا تھا وہ مرد خدا  
صدر بزم عارفین و سرگروہ صالحین  
پر تو اکمال علم و دانش امی لقب  
مظہر اجلال فقر سرور دنیا و دیں  
ہو نمایاں شخصیت اُس شاہ علم و کشف کی  
صاحب تحقیق آصف نے مساعی خوب کیں  
اس کتاب ذوق افزا کو سراہیں گے ضرور  
ہے ولائے اولیا جن کے دلوں میں جاگزیں

مرحبا اس کی طباعت کا نکل آیا ہے سال  
جب کہا دوبار طارق نے ”کتاب گوہریں“

$$۱۳۲۸ = ۷۱۳ + ۷۱۳$$

(iii) کتاب دل افروز پر کیف سے ہے  
بخوبی عیاں عظمت شان گوہر  
خوشی سے طباعت کی تاریخ طارق  
رقم میں نے کی ”نور فیضان گوہر“

۱۳۲۸ھ

(iv) اس کتاب ڈاکٹر آصف میں ہے  
پیکر صدق و صفا کا تذکرہ  
سال یوں اس کی کتابت کا کہا  
”اچھا دل آویز اجلا تذکرہ“

۱۳۲۸ھ

دوسری تاریخ بھی موزوں ہوئی  
دل کشا ”زیبا انوکھا تذکرہ“

۱۳۲۸ھ

(v) ہے دلوں میں اہل حق کی اس کی یاد  
آج بھی ہے اُس کا گھر گھر تذکرہ  
یہ کتاب اُس مرد حق آگاہ کا  
گل بداماں ہے منور تذکرہ

اس کی تاریخ طباعت یوں کہی  
یہ ہے ”جان و روح پرور تذکرہ“

۲۰۰۷ء

(vi) پسندیدہ ہے اہل حق کا موضوع  
ابھی تک ندرت فیضانِ گوہر  
یہ کار خوب آصف اس کی تاریخ  
”حصارِ وسعتِ فیضانِ گوہر“

۲۰۰۷ء

نتیجہ فکر

”محبتِ خوبانِ طریقت“

۱۴۲۸ھ

محمد عبدالقیوم طارق سلطانپوری حسن ابدال

محترم جناب سید عارف مہجور رضوی گجرات

صائب تذکرہ

۱۴۲۸ھ

”حسن بیان حق مآب پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی“

۲۰۰۷ء

ولایت کے سرخیل تھے خواجہ گوہر  
میسر انہیں تاج فقر و غنا ہے



زمانے میں چرچا ہے ان کے کرم کا  
 پاپا اُن کا فیضانِ لطف و عطا ہے  
 بجا تھے وہ اک گوہر دین احمدؒ  
 لقب ان کا برحق شہ اولیاء ہے  
 طلبگار مدت سے گر مجھ سے پوچھو  
 ہر اک اہل دل ان کے احوال کا ہے  
 کیا اس ضرورت کو بروقت باور  
 ملی تیری نسبت کو آصف جلا ہے  
 حقائق کی غماز ہیں تیری باتیں  
 حقیقت پہ مبنی لکھا تذکرہ ہے  
 کیا دودھ کا دودھ پانی کا پانی  
 قلم تیرا گویا حقائق نما ہے  
 ہوا عام دنیا میں ”فیضانِ گوہر“  
 بڑی دل نشیں تیری آصف عطا ہے  
 طباعت کی تاریخ مہجور رضوی  
 کہہ ”فیضانِ گوہر بدرالہدیٰ“ ہے

محترم جناب صاحبزادہ فیض الامین فاروقی سیالوی گجرات

جناب حضرت آصف ہیں اک معروف دانش ور  
 وراثت میں ملا علم و ادب کا ان کو ہے جوہر  
 بلاشک ملک قرطاس و قلم کے حکمران ہیں یہ  
 مرتب خوب کی ہے یہ کتاب نادر و برتر  
 مزین خواجہ گوہر الدین کے احوال سے ہے یہ  
 مقام و مرتبہ جن کا میرے ادراک سے بڑھ کر  
 ایسی نسبت ان کو تھی میسر فضل باری سے  
 اکابر اولیاء کے فیض سے حصہ ملا وافر  
 نوازا تھا خدا نے آپ کو علم لدنی سے  
 رموز معرفت باتوں سے ہوتے تھے عیاں اکثر  
 سدا عشق نبی کی آپ نے تبلیغ فرمائی  
 جہاں میں آپ آئے تھے سفیر روشنی بن کر  
 مقدس زندگی تھی آپ کی آئینہ سنت  
 مجسم زہد و تقویٰ جود و بخشش کا حسین پیکر  
 یہ ہے ارفع کتاب ان کی حیات پاک کا مظہر  
 بنے گی یہ یقیناً اہل عالم کے لئے رہبر  
 ہوئی فیض الامین کو فکر جب سال اشاعت کی  
 صدا ہاتف کی آئی ”شاہکار سیرت گوہر“

۱۴۲۸ھ



پروفیسر ڈاکٹر محمد آصف ہزاروی کی تصانیف



تورات کی کتاب پیدائش کا  
قرآن حکیم کی روشنی میں ناقدانہ جائزہ

حضرت مولانا محمد عبدالغفور ہزاروی  
کی دینی و ملی خدمات

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ  
کی عربی زبان و ادب میں خدمات

حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی  
کی عربی زبان و ادب میں خدمات

مناقب حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ

فیضان حضرت شیخ القرآن  
(سوانح حیات)

کرامات حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ

1000 سوالات  
(ایف اے اسلامیات)

مقالات اسلاف حیات جاوداں

حضرت شیخ القرآن کا نعتیہ کلام

ائمہ اربعہ

مقالات ہزاروی

سنت نماز جنازہ

تذکرہ عارف ربانی

فیضان گوھر

مکتبہ بزم چشتیہ غفوریہ

وزیر آباد گوجرانوالہ